http://ataunnabi.blogspot.in

علوم اسلامیہ کی روشنی میں لکھے جانے والے اخلاقِ جمیلہ بنام

سَعَادَةُ الطَّلَب

شرح کتابُ الادب

تالیف:-

امام الحفّاظ ابوبکر ابن ابی شیبہ العبسی

مترجم وشارح

حافظ محمد نوید لطیف علوی

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

شبّیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

علومِ اسلامیہ کی روشنی میں لکھے جانے والے اخلاقِ جمیلہ بنام

سعادۃ الطلب

شرح کتاب الادب

تالیف :-

امام الحفاظ ابوبکر ابن ابی شیبہ العبسی

مترجم و شارح

حافظ محمد نوید لطیف علوی، ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

شبیر برادرز®
۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون : 042-37246006
shabbirbrother786@gmail.com

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نام کتاب ——— شرح کتاب الادب

شارح ——— حافظ محمد نوید لطیف علوی
ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

باہتمام ——— ملک شبیر حسین

سن اشاعت ——— اگست 2017ء

سرورق ——— اے ایف ایس ایڈورٹائزر
0322-7202212

طباعت ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ ——— -/500 روپے

جمیع حقوق الطبع محفوظ للناشر

All rights are reserved

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

شبیر برادرز

۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کردی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فہرست

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حصہ دوم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

☆......☆......☆......☆......☆

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

انتساب

ہم اس ادنیٰ سی کاوش کو مسلم امّہ پر بے شمار احسانات کرنے والے

فاتحِ خیبر

حضرت علی المرتضیٰ، شیر خدا رضی اللہ عنہ

اور اپنے جمیع مربیان روحانی وجسمانی بالخصوص اپنے والدین

کے نام کرتے ہیں

جن کی بدولت خدمتِ دینِ اسلام کا موقع نصیب ہوا

حافظ محمد نوید لطیف علوی، ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سَعادۃُ الطَّلَب

شرح کتاب الادَب

مؤلف: امام ابو بکر ابن ابی شیبہ

حصہ اوّل

مترجم وشارح:

حافظ محمد نوید لطیف علوی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا و مولانا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

اسلام میں اخلاق وآداب کا مقام و مرتبہ ایسے ہی ہے، جیسے جسم میں روح کا درجہ ہے، ہمیشہ سے ہی اللہ تعالیٰ کی کتاب کریم میں مذکور آیات، اخلاق حسنہ کے اپنانے پر ابھارتی رہی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے شروع سے ہی امت مسلمہ کو اپنے اقوال و افعال کے ذریعے آداب جمیلہ و حسینہ سکھائے ہیں، اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے "کتاب الادب" تالیف کی ہے۔

چونکہ یہ حدیث کی کتاب ہے، اور حدیث اور اس سے حاصل ہونے والے دروس و عبر کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ شریعت کے بہت سے احکام واسباق جس طرح قرآن پر مبنی ہیں، اسی طرح حدیث بھی احکام و اسباق شرعیہ کا ایک اہم ترین ماخذ ہے۔ عصر حاضر میں جو احادیث صحیحہ کو غیر صحیحہ کے امتیاز سے پڑھا جاسکتا ہے، امت محمدیہ کے مایہ ناز علماء کی انتھک محنت کا نتیجہ و ثمرہ ہے۔ چنانچہ اہمیتِ حدیث اور اس سے حاصل شدہ دروس و عبر کی اہمیت جاننے کے لیے مندرجہ ذیل چار چیزیں بہت ضروری ہیں، جن کو نہایت اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

(1) ضرورتِ حدیث (2) حجیتِ حدیث (3) تدوینِ حدیث (4) سندِ حدیث کی اہمیت

ضرورت حدیث:

قرآنِ کریم مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں رہنمائی موجود ہے، مگر اسے سمجھنا آسان نہیں، جب تک کہ معلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مدد حاصل نہ کی جائے، مثال کے طور پر اسلام کا ایک اہم ترین رکن نماز ہے، قرآن کریم میں کم وبیش سات سو (700) مقامات پر اس کا تذکرہ ہے اور کئی مقامات پر اس کے قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

"أَقِيمُوا الصَّلَاةَ"[1]

"نماز قائم کرو"

اب یہ سمجھنا کہ "صلاۃ" ہے کیا؟ اسے کس طرح قائم کیا جائے؟ یہ صرف عقل پر موقوف نہیں اور اگر اس کا معنٰی سمجھنے کیلئے لغت کی طرف رجوع کیا جائے، تو وہاں صرف لغوی معنٰی ملے گا، یعنی دعا کرنا، جبکہ اس کے لغوی و اصطلاحی معنٰی کے مابین تو بہت فرق ہے۔ الغرض اس کا اصطلاحی معنٰی ہمیں صرف احادیث یعنی سرکار صلی اللہ تعالی علیہ

1 ۔البقرہ 43:02

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

والہ وسلم کے اقوال وافعال واحوال سے ہی سمجھ میں آسکتا ہے، اسی طرح قرآن کریم کے دیگر احکامات کو سمجھنے کیلئے نیز زندگی کے ہر شعبہ میں امت محمدیہ کو ہادیِ برحق صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی رہنمائی کی ضرورت ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے لوگوں کو قرآن کریم سکھانے اور انہیں ستھرا کرنے کیلئے نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایا، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ۔"[2]

"تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنین میں انہیں میں سے رسول بھیج کر احسان فرمایا، جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے، اسی لئے تو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو دنیا میں بھیجا۔ اگر قرآن کریم مطلقا آسان ہوتا اور اسے بغیر رہنمائی کے سمجھا جاسکتا، تواللہ تعالی اس کے سمجھانے کیلئے خصوصی طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو بطورِ معلّمِ کائنات مبعوث کیوں فرماتا؟ نیز قرآن کریم کے آسان ہونے کے باوجود کسی سکھانے والے کو بھیجنا عبث قرار پاتا، حالانکہ اللہ تبارک وتعالی کی یہ شان نہیں کہ اس کی طرف کوئی عبث و فضول راہ پائے۔

حُجّیتِ حدیث:

علماء ابتدائے اسلام سے ہی احادیث سے استدلال کرتے آئے ہیں، کیونکہ جس طرح قرآن کریم احکامِ شرع میں حجت ہے، اسی طرح حدیث بھی حجت ہے، اور اس سے بہت سے احکامِ شریعت ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا"[3]

"اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو"

معلوم ہوا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم جو کچھ عطا فرمادیں وہ لے لیا جائے، خواہ وہ قول کی صورت میں ہو، یا کسی اور صورت میں۔ لفظ "خُذُوْہُ" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے فرمان پر عمل لازم وضروری ہے۔ ایک مقام پر فرمایا:

---

2 ۔ آل عمران 164:03

3 ۔ الحشر 07:59

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى - إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى ۔"[4]

"اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتے، مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے"

لہذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرامین احکامِ شریعت کے بارے میں وحیِ الٰہی ہی ہیں، اور یہ ایسا ہی ہے، جیسے رب کا کوئی حکم جاری فرمانا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ"[5]

"جس نے رسول کا حکم مانا، بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔"

سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کو رب نے اپنی اطاعت فرمایا اور ہر عاقل جانتا ہے کہ اطاعت حکم (قول) کی ہوا کرتی ہے، تو معلوم ہوا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان (حدیث) حجتِ شرعی ہے کہ جس کی اطاعت کو رب نے اپنی اطاعت فرمایا۔ حاصل یہ کہ حدیث حجت شرعی ہے اور اس کا حجت ہونا قرآن سے ثابت ہے۔

تدوینِ حدیث

عہدِ رسالت ﷺ وعہدِ صحابہ کرام:

تدوین حدیث (حدیث کو جمع کرنے) کا سلسلہ عہدِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے لے کر تبع تابعین تک مسلسل جاری رہا۔ اگرچہ ابتدائی دور میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو احادیث لکھنے سے منع فرمادیا تھا، کیونکہ ابتدائی دور آیاتِ قرآنیہ کے نزول کا دور تھا، لہٰذا اس دور میں صرف قرآن کریم کو ہی ضبطِ تحریر میں لانا اہم ترین کام تھا، اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم احادیث لکھنے سے منع فرماتے تھے، تاکہ قرآن اور احادیث میں التباس نہ ہو جائے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم سے احادیث نہ لکھنے کی روایات بھی ملتی ہیں، چنانچہ ابتداءً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تَكْتُبُوا عَنِّي، وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ، وَحَدِّثُوا عَنِّي، وَلَا حَرَجَ"[6]

"میرا کلام نہ لکھو اور جس نے قرآن کے علاوہ مجھ سے سن کر لکھا وہ اسے مٹا دے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم مجھ سے سن کر آگے بیان کرو"

---

4 - النجم 53:3۔4

5 ۔ النساء 04:80

6 ۔ مسلم، امام، ابن الحجاج، ابو الحسن القشيرى النيسابورى (المتوفى: 261ھ): المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم (صحيح مسلم)، بيروت، دار احياء التراث العربى، س۔ن، كتاب الزهد والرقائق، باب التثبت فى الحديث و حكم كتابة العلم، حديث نمبر: 3004، ج4، ص2298

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لیکن جوں ہی نزول قرآن کا سلسلہ ختم ہوا اور التباس کے خطرات باقی نہ رہے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کتابتِ حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ امام ترمذی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَجْلِسُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَيَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الحَدِيثَ فَيُعْجِبُهُ وَلَا يَحْفَظُهُ. فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ الحَدِيثَ فَيُعْجِبُنِي وَلَا أَحْفَظُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَعِنْ بِيَمِينِكَ. وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ لِلْخَطِّ"[7]

"انصار میں سے ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا اور پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشادات سنتا اور خوش ہوتا اور انہیں یاد نہ رکھ سکتا، تو اس نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس بات کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو اور ساتھ ہی اپنے دست مبارک سے لکھنے کا اشارہ فرمایا"

ایک اور حدیث نقل کرتے ہوئے امام ترمذی فرماتے ہیں، صحابہ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھ کر احادیث لکھا کرتے تھے، ان میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي إِلَّا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ"[8]

"حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سواء صحابہ کرام میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ احادیث محفوظ کرنے والا نہیں تھا، کیونکہ وہ احادیث لکھا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔"

معلوم ہوا تدوین حدیث کا سلسلہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد مبارک ہی سے جاری ہوا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بذات خود اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔

---

7 ۔ الترمذی، امام. محمد بن عیسی. ابو عیسی (المتوفی: 279ھ): سنن. مصر. شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی ط. 2. 1395ھ. 1975ء. باب ما جاء فی الرخصة فیه. حدیث نمبر: 2666. ج.5. ص 39

8 ۔ الترمذی: سنن. باب ما جاء فی الرخصة فیه. . حدیث نمبر: 2668. ج.5. ص 40

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عہد تابعین وتبع تابعین:

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرح تدوین حدیث کا یہ سلسلہ تابعین کے دور میں بھی جاری رہا، ان تابعین میں امام شہاب الدین زہری، حضرت سعید بن مسیب، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مجاہد بن جبیر مکی، اور حضرت عمر بن عبد العزیز جیسے جلیل القدر تابعین بھی شامل ہیں۔ (رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین)[9]

تابعین کے بعد تیسری صدی ہجری میں جن مشاہیر علماء نے تدوین حدیث کا کام انجام دیا، ان میں سے چند اہم یہ ہیں:

"علی بن المدینی، یحیی بن معین، ابو بکر ابن ابی شیبہ، نعیم بن حماد الخزاعی، اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل، علی بن جعد الجوہری وغیرہم۔"[10]

ان کے بعد امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور دیگر کئی محدثین کرام نے تدوین حدیث کا کام سرانجام دیا۔ امام بخاری و مسلم، علی بن المدینی، یحیی بن معین اور اسحاق بن راہویہ کے شاگردوں میں ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے مؤمنین کی مغفرت ہو۔ اٰمین)۔

سندِ حدیث کی اہمیت:

ہر بات جو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب کر دی جائے، حدیث نہیں ہو سکتی، بلکہ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ یہ حدیث ہے یا نہیں، اس کی سند دیکھی جاتی ہے، یعنی اس حدیث کے راویوں (بیان کرنے والوں) کے حالات وصفات و دیگر لوازمات دیکھے جاتے ہیں، مثلاً ان کا ایک دوسرے سے سماع (حدیث سننا) ثابت ہے بھی یا نہیں؟ اور کیا یہ سلسلہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم تک متصل ہے یا نہیں؟۔ راویوں کے اسی سلسلے کو سند یا اسناد کہتے ہیں، چونکہ اس سے حدیث کی صحت و سقم یعنی اس کے صحیح و غیر صحیح ہونے کا پتا چلتا ہے، اسی لئے علماء و محدثین نے اس اہم ترین موضوع کے لئے باقاعدہ ایک مستقل فن "علم اصول حدیث "مدون فرمایا، جس کے ذریعے انہوں نے احادیثِ صحیحہ و غیر صحیحہ کو الگ الگ کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا۔ (اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قرب وجوار میں رکھے اور ان کے صدقے ہم مسلمانوں کی مغفرت فرمائے)۔

علم اصول حدیث میں اگرچہ سند و متن دونوں سے بحث کی جاتی ہے، لیکن متنِ حدیث کے مقابلے میں سندِ حدیث پر بہت زیادہ کلام کیا جاتا ہے، لہذا یہاں پر سندِ حدیث کی اہمیت بیان کی جاتی ہے تاکہ حدیث کی اہمیت و صداقت کا اندازہ ہو:

❖ ________

9 ۔ محمد بن صادق بنکیران: تدوین السنة النبوية فی القرنین الثانی والثالث للهجرة. المدینة المنورة. مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشریف. س.ن. ج1. ص8582

10 ۔ محمد بن صادق بنکیران: تدوین السنة النبوية فی القرنین الثانی والثالث للهجرة. ج1. ص21

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

☆ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ کا قول:

حضرت عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے:

"اَلْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، لَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ"[11]

"اسناد، دین کا ایک حصہ ہے، اگر اسناد نہ ہوتی، تو جس کے دل میں جو آتا کہتا۔"

مزید فرمایا:

"مَثَلُ الَّذِي يَطْلُبُ أَمْرَ دِينِهِ بِلَا إِسْنَادٍ كَمَثَلِ الَّذِي يَرْتَقِي السَّطْحَ بِلَا سُلَّمٍ"[12]

"اس شخص کی مثال جو اپنے کسی امر دینی کو بلا اسناد طلب کرتا ہے، اس کی طرح ہے، جو سیڑھی کے بغیر چھت پر چڑھنے میں لگا ہو۔"

☆ حضرت عبد اللہ بن مبارک کا فرمان:

حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

"بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ) يَعْنِي الْإِسْنَادَ"[13]

"ہمارے اور دیگر لوگوں کے درمیان قابل اعتماد چیز اسناد ہے۔"

☆ امام شافعی رحمہ اللہ الکافی کا قول:

امام شافعی بیان کرتے ہیں:

"مَثَلُ الَّذِي يَطْلُبُ الْحَدِيثَ بِلَا إِسْنَادٍ كَمَثَلِ حَاطِبِ لَيْلٍ"[14]

"اس شخص کی مثال جو بلا سند حدیث کو طلب کرتا ہے، اس کی مانند ہے جو اندھیری رات میں لکڑیاں تلاش کرتا ہے۔"

یعنی جو شخص اندھیری رات میں لکڑیاں تلاش کرتا ہے، تو پھر ان لکڑیوں کے علاوہ دیگر چیزیں بھی اٹھالیتا ہے، اندھیرے کی وجہ سے وہ امتیاز نہیں کرپاتا کہ میں لکڑیاں اٹھارہا ہوں یا کوئی اور چیز۔ یہی مثال اس شخص کی ہے، جو حدیث میں کلام کو خلط ملط کرکے پیش کرتا ہے۔

❖

---

11 ـ السخاوی، شمس الدین، ابو الخیر، محمد بن عبد الرحمن (المتوفی: 902ھ): فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی، مصر، مکتبۃ السنۃ، ط1، 1424ھ، 2003ء، ج3، ص331

12 ـ السخاوی: فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی ج3، ص331

13 ـ ایضاً

14 ـ ایضاً

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

☆ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ کا قول:

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"الْإِسْنَادُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ. فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ سِلَاحٌ فَبِأَيِّ شَيْءٍ يُقَاتِلُ؟"[15]

"اسناد مؤمن کا ہتھیار ہے، اگر اس کے پاس ہتھیار ہی نہیں ہو گا، تو وہ کس چیز کی مدد سے لڑے گا۔"

☆ حضرت حماد بن زید کا قول:

علامہ بقیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حماد بن زید کو چند احادیث سنائیں تو انہوں نے فرمایا:

"مَا أَجْوَدَهَا لَوْ كَانَ لَهَا أَجْنِحَةٌ؟ يَعْنِي الْأَسَانِيدَ"[16]

"کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان احادیث کے پر و بازو بھی ہوتے، یعنی اسانید کے ساتھ ذکر کی جاتیں۔"

☆ علامہ مطر کا قول:

علامہ مطر نے اللہ تعالی کے اس فرمان: "أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ"[17] کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد اسنادِ حدیث ہیں۔[18]

☆ امام زہری کا قول:

جب امام زہری کو کسی اسحاق بن ابو فروہ نامی شخص نے بغیر اسناد کے چند احادیث سنائیں، تو آپ نے اس سے فرمایا:

"قَاتَلَكَ اللَّهُ يَا ابْنَ أَبِي فَرْوَةَ مَا أَجْرَأَكَ عَلَى اللَّهِ لَا تُسْنِدُ حَدِيثَكَ؟ تُحَدِّثُنَا بِأَحَادِيثَ لَيْسَ لَهَا خُطُمٌ، وَلَا أَزِمَّةٌ"[19]

"اے ابن ابو فروہ! تجھے اللہ تباہ کرے، تجھے کس چیز نے اللہ پر جری کر دیا ہے؟ کہ تیری حدیث کی کوئی سند نہیں، تو ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے، جن کی نکیل ہے نہ لگام"

---

15 ۔ایضاً

16 - السخاوی: فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث للعراقی ج3، ص331

17 -الاحقاف46: 04

18 - السخاوی: فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث للعراقی ج3، ص331

19 ۔ الحاکم، امام، ابو عبد الله، محمد بن عبد الله، النیسابوری المعروف بابن البیع (المتوفی: 405ھ): معرفة علوم الحدیث، بیروت، دار الکتب العلمیة، ط2، 1397ھ، 1977ء، ص6

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خلاصۂ بحث:

ان چار نکات (ضرورت حدیث، حجیت حدیث، تدوین حدیث اور سند حدیث کی اہمیت) سے خوب واضح ہو جاتا ہے کہ اتنی معتبر کاوش لوگوں کے لیئے کتنی لازم واہم ہے، اور احادیث سے حاصل ہونے والے دروس و عبر امت مسلمہ کے لیے کتنے ضروری واہم ہیں۔

حدیث کا معنٰی و مفہوم

حدیث کا لغوی معنٰی و مفہوم:

المعجم الوسیط میں حدیث کا معنٰی:

المعجم الوسیط میں ہے:

"(الحَدِیث) کل مَا یتحدث بِهِ من کَلَام وَخبر"[20]

"حدیث: ہر وہ شے جس کے ذریعے بات ہو سکے، یعنی کلام اور خبر"

امام فیروز آبادی کا قول:

امام فیروز آبادی لکھتے ہیں:

"والحَدِیثُ: الجدِیدُ، والخَبَرُ"[21]

"اور حدیث: نئی چیز، خبر (کو کہتے ہیں)"

ابو الفضل جمال الدین الافریقی کا قول:

"حدث: الحَدِیثُ: نقیضُ الْقَدِیمِ.[22]

"حدیث قدیم کی ضد ہے۔"

20 ۔ مجمع اللغة العربية بالقاهرة، (ابراهيم مصطفى / احمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار): المعجم الوسيط، دار الدعوة، سن ندارد، ج 1، ص 160

21 ۔ الفیروزآبادی، محمد بن یعقوب، مجد الدین، ابو طاہر (المتوفی: 817ھ): القاموس المحیط، بیروت لبنان، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزیع، ط 8، 1426ھ، 2005ء، ج 1، ص 167

22 ۔ الافریقی، ابن منظور، جمال الدین، محمد بن مکرم، ابو الفضل، (المتوفی: 711ھ): لسان العرب، بیروت، دار صادر، ط 3، 1414ھ، ج 2، ص 131

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مزید لکھتے ہیں:

"والحديثُ: الجديدُ مِنَ الأَشياء. وَالْحَدِيثُ: الخَبَرُ يأْتي عَلَى الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ. وَالْجَمْعُ: أَحاديثُ، كَقَطِيع وأَقاطِيعَ، وَهُوَ شاذٌّ عَلَى غَيْرِ قِيَاسٍ. وَقَدْ قَالُوا فِي جَمْعِهِ: حِدْثانٌ وحُدْثانٌ. وَهُوَ قَلِيلٌ- - - وَقَوْلُهُ تَعَالَى: إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهذَا الْحَدِيثِ أَسَفاً[23]؛ عَنَى بِالْحَدِيثِ الْقُرْآنَ. عَنِ الزَّجَّاجِ. والحديثُ: مَا يُحَدِّثُ بِهِ الْمُحَدِّثُ تَحْدِيثاً"[24]

"اشیاء میں سے جو نئی چیز ہو۔ وہ خبر جس کو قلیل وکثیر پر لایا جا سکتا ہے۔ اور اس کی جمع احادیث ہے جیسے کہ قطیع کی جمع، اقاطیع ہے اور یہ غیر قیاس کی بناء پر شاذ ہے، بعض علماء اس کی جمع حِدثان اور حُدثان لائے ہیں، لیکن یہ بہت قلیل (استعمال کی جاتی) ہے۔۔۔ اور اس بلند باری تعالیٰ کا فرمان: اگر وہ اس حدیث پر بیوقوفی کی وجہ سے ایمان نہ لیکر آئیں، میں جو لفظ حدیث آیا ہے، اس سے مراد قرآن کریم ہے۔ زجاج سے مروی ہے کہ حدیث وہ ہے، جس کو محدث بات اور کلام کے طور پر بیان کرتا ہے۔"

حاصل کلام:

لغت کی رو سے "حدیث" کا معانی "ہر وہ شے جس کے ذریعے بات ہو سکے، کلام، خبر، نئی چیز یا بات، قدیم کی ضد، وہ خبر جس کو قلیل وکثیر پر لایا جا سکے، اور جس کو محدث بات اور کلام کے طور پر بیان کرتا ہے" ہیں۔

حدیث کا اصطلاحی معنیٰ ومفہوم:

وہ قول، فعل یا تقریر جسے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہو، اسی طرح صحابی یا تابعی کی طرف نسبت کی گئی ہو، تو اسے بھی حدیث کہہ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ المعجم الوسیط میں ہے:

"(فِي اصْطِلَاحِ الْمُحدثين) قَول أَو فعل أَو تَقْرِير نسب إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم والجديد يُقَال هُوَ حَدِيث عهد بِكَذَا قريب عهد بِهِ و (علم الحَدِيث) علم يعرف بِهِ أَقْوَال النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وأفعاله وأحواله"[25]

---

23 ۔الکھف 06:18

24 - الافریقی: لسان العرب، ج 2، ص 133

25 ۔ المعجم الوسیط، ج 1، ص 160

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"(محدثین کی اصطلاح میں) وہ قول، فعل یا تقریر، جس کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف ہو۔(حدیث کا ایک معنیٰ) جدید (بھی) ہے، جیسے کہ کہا جاتا ہے: وہ نیا، یعنی آج کا دور ہے اور زمانے کے اتنے قریب ہے۔اور (علم حدیث) ایسا علم ہے، جس کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کا علم پہچانا جائے۔"

فائدہ:

تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی موجودگی میں کوئی کام کیا، یا بات کہی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یا کسی اور نے اسے منع نہیں فرمایا، بلکہ سکوت فرما کر اسے مقرر رکھا۔[26]

امام محمد بن صالح کی تحقیق:

امام محمد بن صالح لکھتے ہیں:

"الحديث: ما أضيف إلى النبي صلّى الله عليه وسلّم من قول، أو فعل، أو تقرير، أو وصف"[27]

"وہ قول، فعل، تقریر یا وصف، جس کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف ہو۔"

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعریف:

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"حدیث از روئے روایت اس علم کو کہتے ہیں، جس سے حضور ﷺ کے اقوال، افعال، احوال (حضور ﷺ کی تقریرات بھی احوال میں شامل ہیں) اور اوصاف کی معرفت حاصل ہو۔"[28]

خبر اور حدیث میں فرق:

ایک قول کے مطابق یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں، جبکہ ایک قول کے مطابق حدیث وہ ہے، جو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب ہے، جبکہ خبر عام ہے، خواہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب ہو، یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غیر کی طرف۔ جیسا کہ مصطلح الحدیث میں ہے:

"الخبر: بمعنى الحديث - - - وقيل: الخبر ما أضيف إلى النبي صلّى الله عليه وسلّم وإلى غيره؛ فيكون أعم من الحديث وأشمل."[29]

---

26 - ملا علی القاری، ابو الحسن، نور الدین (المتوفی: 1014ھ): شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات اھل الأثر. لبنان، بیروت، دار الارقم، س.ن، ص 171

27- محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى: 1421هـ): مصطلح الحديث، القاهرة، مكتبة العلم، ط 1، 1415 هـ، 1994 م، ج 1، ص 5

28 ـ سعیدی، غلام رسول: تذکرۃ المحدثین، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ط 3، ستمبر 2013ء، ص 34

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

"خبر حدیث کے معنٰی میں ہے۔۔۔ اور ایک قول کے مطابق (حدیث وہ ہے جو سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب ہے) اور خبر وہ ہے جو سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب ہو یا آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے غیر کی طرف۔لہذا خبر حدیث سے عام اور زیادہ (مطالب) پر مشتمل ہے۔"

اَثَر اور حدیث میں فرق:

اثر اور حدیث میں فرق کے بارے میں دو قول ہیں، ایک قول کے مطابق اثر اور حدیث دونوں مترادف ہیں، اور ایک قول کے مطابق دونوں میں فرق ہے کہ اثر وہ اقوال وافعال ہیں، جو صحابہ و تابعین کی طرف منسوب ہوں۔ جیسا کہ محمد بن صالح لکھتے ہیں:

"الأثر: ما أضيف إلى الصحابي أو التابعي، وقد يراد به ما أضيف إلى النبي صلّى الله عليه وسلّم مقيداً فيقال: وفي الأثر عن النبي صلّى الله عليه وسلّم."[30]

"اثر: جس کی نسبت صحابی یا تابعی کی طرف ہو، اور کبھی اس سے مراد وہ (حدیث) لی جاتی ہے، جس کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی طرف ہو لیکن اس وقت یہ مقید ہو گی، جیسے کہ کہا جاتا ہے: اور نبی ﷺ سے ایک اثر میں (منقول ہے)۔"

سنت اور حدیث میں فرق:

اسی طرح سنت اور حدیث کا بھی یہی معاملہ ہے، بعض علماء ان میں فرق کرتے ہیں اور بعض نہیں، جیسا کہ علامہ عبد الحق بخاری لکھتے ہیں:

"لِأَن الظَّاهِر أَن السّنة سنة رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَقَالَ بَعضهم إِنَّه يحْتَمل سنة الصَّحَابَة وَسنة الْخُلَفَاء الرَّاشِدين فَإِن السّنة تطلق عَلَيْهِ"[31]

"ظاہر یہ ہے کہ سنت سے مراد سنتِ رسول اکرم ﷺ ہے (لہذا یہ حدیث کے مترادف ہے) جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ سنتِ صحابہ اور سنت خلفاء راشدین کو بھی شامل ہے، لہذا "سنت" اس پر بھی بولا جائے گا (اس معنٰی کی رو سے سنت حدیث سے عام ہو گی)۔"

29۔ محمد بن صالح العثيمين (المتوفى: 1421ھ): مصطلح الحديث، ج 1، ص 5

30 - محمد بن صالح العثيمين (المتوفى: 1421ھ): مصطلح الحديث، ج 1، ص 5

31 ۔ البخاري الدهلوي الحنفي، عبد الحق بن سيف الدين (المتوفى: 1052ھ): مقدمة في اصول الحديث، بيروت، لبنان، دار البشائر الاسلاميه، ط 2، 1406ھ، 1986ء، ج 1 ص 39

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چند ضروری اصطلاحات

حدیث کی بنیادی اقسام :

حدیث کی مذکورہ بالا تعریفات کی رو سے حدیث کی بنیادی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

حدیثِ قولی:

وہ حدیث، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مذکور ہو۔

حدیثِ فعلی:

وہ حدیث، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مذکور ہو۔

حدیثِ تقریری:

وہ حدیث، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی بات پر خاموش رہنا مذکور ہو۔

شمائل نبوی:

وہ احادیث، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات و اخلاق یا بدنی اوصاف مذکور ہوں۔

فائدہ:

کسی حدیث کی اصل عبارت "متن" کہلاتی ہے۔ "متن" سے پہلے، راویوں کے سلسلے کو "سند" کہتے ہیں۔ "سند" کا کوئی راوی حذف نہ ہو تو وہ "متصل" ورنہ "منقطع" ہوتی ہے۔[32]

نسبت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام

حدیثِ قدسی:

"اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان، جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو، راویوں کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہو اور قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔"

حدیث قدسی کی ایک اور تعریف :"حدیث قدسی وہ حدیث ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے"۔[33]

32۔ ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): نزهة النظر فی توضیح نخبة الفكر فی مصطلح اهل الأثر، الرياض، مطبعة سفير، ط 1، 1422ھ، ص 102

33 ۔ القاسمی، محمد جمال الدين بن محمد ،الحلاق (المتوفى: 1332ھ): قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث، بيروت لبنان، دار الكتب العلمية، س.ن، ص67

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حدیثِ مرفوع:

"وہ حدیث، جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔"[34]

حدیثِ موقوف:

"وہ حدیث، جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔"[35]

حدیثِ مقطوع:

"وہ حدیث، جس میں کسی قول یا فعل کو تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔"[36]

راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

حدیثِ متواتر:

وہ حدیث جس میں تواتر کی چار شرطیں پائی جائیں:

1۔ اسے راویوں کی بڑی تعداد روایت کرے۔

2۔ انسانی عقل وعادت ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے۔

3۔ یہ کثرت عہد نبوت سے لے کر صاحب کتاب محدث کے زمانے تک سند کے ہر طبقے میں پائی جائے۔

4۔ حدیث کا تعلق انسانی مشاہدے یا سماعت سے ہو۔[37]

فائدہ:

راویوں کی جماعت جس نے ایک استاد یا زیادہ اساتذہ سے حدیث کا سماع کیا ہو، "طبقہ" کہلاتی ہے۔

خبر واحد:

وہ حدیث جس میں متواتر حدیث کی شرطیں جمع نہ ہوں۔[38]

خبر واحد کی چار قسمیں ہیں:

34۔ ابن حجر العسقلانی: نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر فی مصطلح اهل الأثر. ص131

35-ایضاً. ص139

36۔ ایضا. ص145

37۔ ابن حجر العسقلانی. ابو الفضل. احمد بن علی (المتوفی: 852ھ) : نخبة الفکر فی مصطلح اهل الأثر (مطبوع ملحقاً بکتاب سبل السلام)، القاهرة. دار الحدیث . ط5. 1418ھ. 1997ء. ص721

38۔ ابن حجر العسقلانی: نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر فی مصطلح اهل الأثر . ص55

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حدیثِ مشہور:

وہ حدیث، جس کے راویوں کی تعداد ہر طبقے میں دو سے زیادہ ہو، مگر یکساں نہ ہو، مثلاً کسی طبقے میں تین، کسی میں چار اور کسی میں پانچ راوی اسے بیان کرتے ہوں۔

مشہور حدیث کی ایک اور تعریف: مشہور اس حدیث کو کہتے ہیں جسے روایت کرنے والے راوی ہر طبقہ میں کم از کم تین ہوں۔ تین سے زیادہ رواۃ والی حدیث کو بھی مشہور ہی کہتے ہیں جب تک وہ تواتر کی حد کو نہ پہنچے۔[39]

حدیثِ عزیز:

وہ حدیث جس کے راوی کسی طبقے میں صرف دو ہوں۔[40]

حدیثِ غریب:

وہ حدیث جسے بیان کرنے والا کسی زمانے میں صرف ایک راوی ہو۔[41]

فائدہ:

مذکورہ بالا اقسام میں سے متواتر حدیث علم الیقین کی حد تک سچی ہوتی ہے۔[42] باقی اقسام مقبول یا مردود ہو سکتی ہیں۔ عموماً لوگ غریب روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں، جبکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ غریب روایات صحیح بھی ہوتی ہیں اور ضعیف بھی۔

قبول وردّ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام

حدیثِ مقبول:

وہ حدیث، جو واجب العمل ہو۔ جیسا کہ تمام احادیثِ متواتر۔[43]

حدیثِ مردود:

وہ حدیث، جس میں مخبر کی سچائی راجح نہ ہو اس میں گہری غور و فکر کی ضرورت ہو۔[44]

39۔ ابن حجر العسقلانی: نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الأثر ، ص721

40۔ ایضاً

41۔ ایضاً

42۔ ابن حجر العسقلانی: نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الأثر ، ص41

43۔ ابن حجر العسقلانی: نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الأثر ، ص55

44۔ ایضاً

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

شرائط قبولیت کے اعتبار سے مقبول حدیث کی اقسام و درجات

حدیث صحیح لذاتہ:

وہ حدیث، جس میں صحت کی پانچ شرطیں پائی جائیں :

1۔ اس کی سند متصل ہو، یعنی ہر راوی نے اسے اپنے استاد سے اخذ کیا ہو۔

2۔ اس کا ہر راوی عادل ہو، یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو، صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو، شائستہ طبیعت کا مالک اور با اخلاق ہو۔

3۔ وہ کامل الضبط ہو، یعنی حدیث کو تحریر یا حافظے کے ذریعے سے کماحقہ محفوظ کرے اور آگے پہنچائے۔

4۔ وہ حدیث شاذ نہ ہو۔ (یعنی اس حدیث کا راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت نہ کرے)

5۔ معلول نہ ہو۔ (یعنی اس میں کوئی خفیہ علت نہ ہو)[45]

حدیث صحیح لغیرہ:

جب حسن حدیث کی ایک سے زائد سندیں ہوں، تو وہ حسن کے درجے سے ترقی کر کے صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ اسے "صحیح لغیرہ" کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے غیر (دوسری اسناد) کی وجہ سے درجۂ صحت کو پہنچی۔[46]

حدیث حسن لذاتہ:

وہ حدیث، جس کے بعض راوی صحیح حدیث کے راویوں کی بنسبت خفیف الضبط (کمزور ضبط والے) ہوں، باقی شرطیں وہی ہوں۔[47]

حدیث حسن لغیرہ:

وہ حدیث، جس کی متعدد سندیں ہوں، ہر سند میں معمولی ضعف ہو، مگر متعدد سندوں سے اس ضعف کی تلافی ہو جائے، تو وہ "حسن لغیرہ" کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔[48]

فائدہ:

حدیث ضعیف اور موضوع دو ایسی اصطلاحات ہیں، جن کو علماء اکثر استعمال میں لاتے ہیں، ان کی تعریفات درج ذیل ہیں:

---

45 ۔ ایضاً، ص67

46 ۔ ایضاً، ص68

47 ۔ ابن حجر العسقلانی: نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الأثر، ص68

48 ۔ ایضاً

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حدیث ضعیف:

وہ حدیث، جس کا ضعف کسی طریقہ سے پر نہ ہو، حدیث ضعیف کہلاتی ہے۔[49]

حدیث موضوع:

وہ حدیث، جس کے راوی نے کسی موقع پر حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہو، ایسے راوی کی روایت کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں۔[50]

اسلوب تحقیق (Reaserch Methodology):

1۔ کتاب ہٰذا کی تیاری میں بیانیہ اور تجزیاتی تحقیق کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

2۔ حتی الامکان بنیادی مأخذ سے استفادہ کیا گیا ہے، البتہ حسب ضرورت تعبیر و تشریح کے لئے ثانوی مأخذ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

3۔ حواشی و حوالہ جات کے لیے ہر صفحہ پر از سرِ نو نمبر نگ کی گئی ہے، تاکہ قارئین کے لیے پیچیدگی کے مسائل در پیش نہ ہوں۔

3۔ حواشی و حوالہ جات ہر صفحہ کے آخر میں درج کیے گئے ہیں، تاکہ بحث کے ربط بھی خلل نہ ہو، اور محققین کے حضرات کو حوالہ تلاش کرنے کی زحمت بھی نہ ہو۔

4۔ پہلی دفعہ حوالے کی صورت میں کتاب اور مصنف کا پورا نام درج کیا گیا ہے، جبکہ دوبارہ حوالے کی صورت میں صرف مصنف کے مختصر نام اور کتاب کے نام پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے۔ جبکہ بعض مقامات پر ایک ہی صفحہ پر مکرر حوالے کی صورت میں "ایضاً" کی رمز سے اشارہ کیا گیا ہے۔

5۔ اردو کے علاوہ دیگر زبانوں کی اصلاحات کو واوین " " میں لکھا گیا ہے تاکہ وہ عام عبارات سے ممتاز نظر آئیں۔

6۔ کتاب میں موجود غیر معروف اور پیچیدہ مسائل کو پہلی مرتبہ تذکرہ کے وقت حتیٰ الامکان تسلی بخش بیان کیا گیا ہے۔

7۔ ابحاث کے نیچے نتیجۃ البحث بیان کیا گیا ہے، تاکہ قارئین کے لیے استفادہ حتیٰ الامکان آسان تر ہو سکے۔

8۔ صحابہ کرام و تابعین کا پہلی مرتبہ تذکرہ کے وقت ان کا تعارف دیا گیا ہے۔

9۔ طویل اقتسابات کے لیے واوین " " کا استعمال کیا گیا ہے، تاکہ وہ دیگر عبارات سے ممتاز ہو جائیں۔

---

49 ۔ ایضاً۔ تحت الحاشیہ۔ ص87

50 ۔ ایضاً۔ ص107

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

10۔ اقتسابات میں مذکور حوالہ جات کو اسی طریقہ سے فٹ نوٹ میں لکھا گیا ہے، تاہم اقتباسات کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔

11۔ بصورتِ حوالہ حتی الامکان اصل نسخہ کی عبارت لگائی گئی ہے، تاکہ محققین کے لیے کتاب زیادہ سے زیادہ معتبر ہو۔

کتاب کے آخر میں فہرست صحابہ و تابعین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اور فہرست مصادر و مراجع لگائی گئی ہے۔

حافظ محمد نوید لطیف علوی

پی۔ایچ۔ڈی سکالر شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف گجرات

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ / احوال و آثار

نام ونسب:

علامہ خطیب بغدادی نے امام ابن ابی شیبہ کا نام ونسب یوں بیان کیا ہے:
ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن قاضی ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی کوفی [51]

ولادت:

ولد سنة تسع وخمسين ومائة۔[52]

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ ۱۵۹ ہجری میں پیدا ہوئے۔

امام ابن ابی شیبہ امام ذہبی کی نظر میں:

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم محدث، سید الحفاظ اور مفسر تھے، اسی لیے علماء وعقلاء نے آپ کو تعریف سے سراہنے میں بخل سے کام نہیں لیا، ویسے تو کثیر علماء نے آپ کے حق میں لب کشائی کی ہے، لیکن ہم اختصار کے ساتھ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے آپ کے بارے میں نظریات رکھنا چاہتے ہیں، تاکہ اس بات کا اندازہ بخوبی ہو جائے کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ خود ایک بہت بڑا نام ہیں، امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی کس حد تک تعریف کرتے ہیں، چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

''ابْنِ القَاضِي أَبِي شَيْبَةَ إِبْرَاهِيْمَ بنِ عُثْمَانَ بنِ خُوَاسْتَى، الإِمَامُ، العَلَمُ، سَيِّدُ الحُفَّاظِ، وَصَاحِبُ الكُتُبِ الكِبَارِ: (المُسْنَدِ)، وَ(المُصَنَّفِ)، وَ(التَّفْسِيْرِ)، أَبُو بَكْرٍ العَبْسِيُّ مَوْلاَهُمْ، الكُوْفِيُّ.

51 ۔ الكتاب: تاريخ بغداد، المؤلف: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ)، المحقق: الدكتور بشار عواد معروف، الناشر: دار الغرب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م، ج1، ص259

52 ۔ الكتاب: تاريخ بغداد، المؤلف: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ)، المحقق: الدكتور بشار عواد معروف، الناشر: دار الغرب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م، ج1، ص259

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

أَخُو: الحَافِظِ عُثْمَانَ بنِ أَبِي شَيْبَةَ، وَالقَاسِمِ بنِ أَبِي شَيْبَةَ الضَّعِيفِ. فَالحَافِظُ إِبْرَاهِيمُ بنُ أَبِي بَكْرٍ هُوَ وَلَدُهُ، وَالحَافِظُ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بنُ عُثْمَانَ هُوَ ابْنُ أَخِيْهِ. فَهُمْ بَيْتُ عِلْمٍ. وَأَبُو بَكْرٍ: أَجَلُّهُم.
وَهُوَ مِنْ أَقْرَانِ: أَحْمَدَ بنِ حَنْبَلٍ، وَإِسْحَاقَ بنِ رَاهُوَيْه، وَعَلِيِّ بنِ المَدِيْنِيِّ فِي السِّنِّ وَالمَوْلِدِ وَالحِفْظِ. وَيَحْيَى بنُ مَعِيْنٍ أَسَنُّ مِنْهُمْ بِسَنَوَاتٍ.

طَلَبَ أَبُو بَكْرٍ العِلْمَ وَهُوَ صَبِيٌّ. وَأَكْبَرُ شَيْخٍ لَهُ هُوَ شَرِيْكُ بنُ عَبْدِ اللهِ القَاضِي.

سَمِعَ مِنْهُ، وَمِن: أَبِي الأَحْوَصِ سَلاَّمِ بنِ سُلَيْمٍ، وَعَبْدِ السَّلاَمِ بنِ حَرْبٍ، وَعَبْدِ اللهِ بنِ المُبَارَكِ، وَجَرِيْرِ بنِ عَبْدِ الحَمِيْدِ، وَأَبِي خَالِدٍ الأَحْمَرِ، وَسُفْيَانَ بنِ عُيَيْنَةَ، وَعَلِيِّ بنِ مُسْهِرٍ، وَعَبَّادِ بنِ العَوَّامِ، وَعَبْدِ اللهِ بنِ إِدْرِيْسَ، وَخَلَفِ بنِ خَلِيْفَةَ الَّذِي يُقَالُ: إِنَّهُ تَابِعِيٌّ وَعَبْدِ العَزِيْزِ بنِ عَبْدِ الصَّمَدِ العَمِّيِّ، وَعَلِيِّ بنِ هَاشِمِ بنِ البَرِيْدِ، وَعُمَرَ بنِ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيِّ، وَأَخَوَيْه؛ مُحَمَّدٍ وَيَعْلَى، وَهُشَيْمِ بنِ بَشِيْرٍ، وَعَبْدِ الأَعْلَى بنِ عَبْدِ الأَعْلَى، وَوَكِيْعِ بنِ الجَرَّاحِ، وَيَحْيَى القَطَّانِ، وَإِسْمَاعِيْلَ بنِ عَيَّاشٍ، وَعَبْدِ الرَّحِيْمِ بنِ سُلَيْمَانَ، وَأَبِي مُعَاوِيَةَ، وَيَزِيْدَ بنِ المِقْدَامِ، وَمَرْحُومٍ العَطَّارِ، وَإِسْمَاعِيْلَ بنِ عُلَيَّةَ، وَخَلْقٍ كَثِيْرٍ بِالعِرَاقِ وَالحِجَازِ، وَغَيْرِ ذَلِكَ.

وَكَانَ بَحْراً مِنْ بُحُوْرِ العِلْمِ، وَبِهِ يُضْرَبُ المَثَلُ فِي قُوَّةِ الحِفْظِ.

حَدَّثَ عَنْهُ: الشَّيْخَانِ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنْ أَصْحَابِهِ. وَلاَ شَيْءَ لَهُ فِي (جَامِعِ أَبِي عِيْسَى).

وَرَوَى عَنْهُ أَيْضاً: مُحَمَّدُ بنُ سَعْدٍ الكَاتِبُ، وَمُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى، وَأَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ، وَأَبُو زُرْعَةَ، وَأَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي عَاصِمٍ، وَبَقِيُّ بنُ مَخْلَدٍ، وَمُحَمَّدُ بنُ وَضَّاحٍ؛ مُحَدِّثَا الأَنْدَلُسِ، وَالحَسَنُ بنُ سُفْيَانَ، وَأَبُو يَعْلَى المَوْصِلِيُّ، وَجَعْفَرٌ الفِرْيَابِيُّ، وَأَحْمَدُ بنُ الحَسَنِ الصُّوْفِيُّ، وَحَامِدُ بنُ شُعَيْبٍ، وَصَالِحٌ جَزَرَةُ، وَالهَيْثَمُ بنُ خَلَفٍ الدُّوْرِيُّ، وَعُبَيْدُ بنُ غَنَّامٍ، وَمُحَمَّدُ بنُ عَبْدُوْسٍ السَّرَّاجُ، وَالبَاغَنْدِيُّ، وَيُوْسُفُ بنُ يَعْقُوْبَ النَّيْسَابُوْرِيُّ، وَعَبْدَانُ، وَأَبُو القَاسِمِ البَغَوِيُّ، وَأُمَمٌ سِوَاهُمْ.

قَالَ يَحْيَى بنُ عَبْدِ الحَمِيْدِ الحِمَّانِيُّ: أَوْلاَدُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ. كَانُوا يُزَاحِمُوْنَنَا عِنْدَ كُلِّ مُحَدِّثٍ.

وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: أَبُو بَكْرٍ صَدُوْقٌ، هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَخِيْهِ عُثْمَانَ.

وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ عَبْدِ اللهِ العِجْلِيُّ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ ثِقَةً، حَافِظاً لِلْحَدِيْثِ.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

وَقَالَ عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ الفَلاَّسُ: مَا رَأَيْتُ أَحداً أَحْفَظَ مِنْ أَبِي بَكْرِ بنِ أَبِي شَيْبَةَ. قَدِمَ عَلَيْنَا مَعَ عَلِيِّ بنِ المَدِيْنِيِّ. فَسَرَدَ لِلشَّيبَانِيِّ أَرْبَعَ مائَةِ حَدِيْثٍ حِفظاً. وَقَامَ.

وَقَالَ الإِمَامُ أَبُو عُبَيْدٍ: انْتَهَى الحَدِيْثُ إِلَى أَرْبَعَةٍ: فَأَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: أَسرَدُهُم لَهُ. وَأَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: أَفْقَهُهُمْ فِيْهِ. وَيَحْيَى بنُ مَعِيْنٍ: أَجْمَعُهُمْ لَهُ. وَعَلِيُّ بنُ المَدِيْنِيِّ: أَعْلَمُهُمْ بِهِ.

قَالَ مُحَمَّدُ بنُ عُمَرَ بنِ العَلاَءِ الجُرْجَانِيُّ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بنَ أَبِي شَيْبَةَ. وَأَنَا مَعَهُ فِي جَبَّانَةِ كِنْدَةَ. فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا بَكْرٍ. سَمِعتَ مِنْ شَرِيْكٍ وَأَنْتَ ابْنُ كَم؟

قَالَ: وَأَنَا ابنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً. وَأَنَا يَوْمَئِذٍ أَحْفَظُ لِلْحَدِيْثِ مِنِّي اليَوْمَ.--- قَالَ عَبْدَانُ الأَهْوَازِيُّ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ يَقْعُدُ عِنْدَ الأُسْطُوَانَةِ. وَأَخُوْهُ. وَمُشْكُدَانَةُ[53]. وَعَبْدُ اللهِ بنُ البَرَّادِ. وَغَيْرُهُمْ. كُلُّهُمْ سُكُوتٌ إِلاَّ أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُ يَهْدِرُ.

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ: هِيَ الأُسْطُوَانَةُ الَّتِي يَجْلِسُ إِلَيْهَا ابْنُ عُقْدَةَ. فَقَالَ لِي ابْنُ عُقْدَةَ: هَذِهِ هِيَ أُسْطُوَانَةُ عَبْدِ اللهِ بنِ مَسْعُوْدٍ. جَلَسَ إِلَيْهَا بَعْدَهُ عَلْقَمَةُ. وَبَعدَهُ إِبْرَاهِيمُ. وَبَعدَهُ مَنْصُوْرٌ. وَبَعدَهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ. وَبَعدَهُ وَكِيْعٌ. وَبَعدَهُ أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ. وَبَعدَهُ مُطَيَّنٌ.

وَقَالَ صَالِحُ بنُ مُحَمَّدٍ الحَافِظُ جَزَرَةُ: أَعْلَمُ مَنْ أَدْرَكْتُ بِالحَدِيْثِ وَعِلَلِهِ: عَلِيُّ بنُ المَدِيْنِيِّ. وَأَعْلَمُهُمْ بِتَصْحِيْفِ المَشَايِخِ: يَحْيَى بنُ مَعِيْنٍ. وَأَحفَظُهُم عِنْدَ المُذَاكَرَةِ: أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ. -

- قَالَ الخَطِيْبُ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ مُتْقِناً. حَافِظاً. صَنَّفَ (المُسْنَدَ). وَ (الأَحْكَامَ). وَ (التَّفْسِيْرَ). وَحَدَّثَ بِبَغْدَادَ هُوَ وَأَخَوَاهُ؛ القَاسِمُ وَعُثْمَانُ.

---

53 ـ بضم الميم والكاف. لقب عبد الله بن عمر بن محمد بن أبان بن صالح بن عمير الأموي مولاهم. والمشكدانة بالفارسية: وعاء المسك.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قَالَ إِبْرَاهِيمُ نِفْطَوَيْه: فِي سَنَةِ أَرْبَعٍ وَثَلَاثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ أَشْخَصَ الْمُتَوَكِّلُ الْفُقَهَاءَ وَالْمُحَدِّثِيْنَ، فَكَانَ فِيْهِمْ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الزُّبَيْرِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيْلَ، وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الهَرَوِيُّ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ؛ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ، وَكَانَا مِنَ الحُفَّاظِ، فَقُسِمَتْ بَيْنَهُمُ الجَوَائِزُ، وَأَمَرَهُمُ المُتَوَكِّلُ أَنْ يُحَدِّثُوا بِالأَحَادِيْثِ الَّتِي فِيْهَا الرَّدُّ عَلَى المُعْتَزِلَةِ وَالجَهْمِيَّةِ - - - أَنْبَأَنَا ابْنُ عَلاَّنَ، حَدَّثَنَا الكِنْدِيُّ، أَخْبَرَنَا القَزَّازُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الخَطِيْبُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بنُ عَلِيٍّ المُحْتَسِبُ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ عِمْرَانَ الكَاتِبِ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ المُرَبَّعِ، سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدٍ يَقُوْلُ: رَبَّانِيُّو الحَدِيْثِ أَرْبَعَةٌ: فَأَعْلَمُهُمْ بِالحَلاَلِ وَالحَرَامِ: أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ، وَأَحْسَنُهُمْ سِيَاقَةً لِلْحَدِيْثِ وَأَدَاءً: عَلِيُّ بنُ المَدِيْنِيِّ، وَأَحْسَنُهُمْ وَضْعاً لِكِتَابٍ: أَبُو بَكْرٍ بنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَعْلَمُهُمْ بِصَحِيْحِ الحَدِيْثِ وَسَقِيْمِهِ: يَحْيَى بنُ مَعِيْنٍ.

قَالَ البُخَارِيُّ، وَمُطَيَّنٌ: مَاتَ أَبُو بَكْرٍ فِي المُحَرَّمِ، سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَثَلاَثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ-"[54]

ترجمہ:

"ابن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد العبسی ابن قاضی ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن خواستی: آپ امام، عَلم، حفاظ کے سردار بڑی کتب یعنی مسند، مصنّف اور تفسیر کے مصنف ہیں، آپ کا نام ابو بکر العبسی الکوفی ہے۔

اما ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کا علمی گھرانہ:

آپ حافظ عثمان بن ابی شیبہ اور قاسم بن ابی شیبہ کے بھائی ہیں، حافظ ابراہیم بن ابی بکر آپ کے صاحبزادے اور حافظ ابو جعفر بن عثمان آپ کے بھتیجے ہیں۔ پس یہ تمام علمی گھرانہ ہے، جس کا سردار امام ابو بکر ابن ابی شیبہ ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ:

آپ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور علی بن مدینی کے عمر، جائے ولادت اور حفظ میں ہم زمانہ ہیں، اور [illegible] بن معین ان میں سے کچھ عرصہ کے واسطہ سے بڑے ہیں۔

---

54 ـ الكتاب : سير أعلام النبلاء .المؤلف : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى : 748هـ).المحقق : مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط.الناشر : مؤسسة الرسالة.الطبعة : الثالثة ، 1405 هـ / 1985 م .ج 11،ص122

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آپ کے شیوخ:

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں ہی علم حاصل کیا، اور اپنے زمانہ کے بہت بڑے شیخ شریک بن عبد اللہ القاضی سے (علم حدیث کا) سماع کیا، اور ابو الاحوص سلام بن سلیم، عبد السلام بن حرب، عبد اللہ بن مبارک، جریر بن عبد الحمید، ابو خالد احمر، سفیان بن عیینہ، علی بن مسہر، عباد بن عوام، عبد اللہ بن ادریس، خلف بن خلیفہ (اس کو تابعی کہا جاتا ہے) عبد العزیز بن عبد الصمد العمّی، علی بن ہاشم بن البرید عمر بن عبید طنافسی اور ان کے دیگر بھائی محمد و یعلیٰ، اور ہشیم بن بشیر، عبد الاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ، و کیع بن جراح، یحیٰ قطان، اسماعیل بن عیاش، عبد الرحیم بن سلیمان، ابو معاویہ، یزید بن مقدام، مرحوم عطار، اسماعیل بن علیہ، اسی طرح حجاز و عراق کی ایک کثیر تعداد سے آپ نے علوم حاصل کیے۔

تلامذہ:

آپ علوم کے سمندروں میں سے ایک سمندر اور قوت حافظہ میں ضرب المثل تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ سے امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، اور امام نسائی کے اصحاب نے روایت کیا، جبکہ امام ترمذی کی جامع میں آپ سے کوئی شے منقول نہیں ہے۔

نیز آپ رحمہ اللہ سے محمد بن سعد الکاتب، محمد بن یحیٰ، امام احمد بن حنبل، ابو زرعہ، ابو بکر بن ابی عاصم، بقی بن مخلد، محمد بن وضاح (یہ دونوں اندلس کے محدث تھے)، حسن بن سفیان، ابو یعلیٰ الموصلی، جعفر الفریابی، احمد بن الحسن الصوفی، حامد بن شعیب، صالح جزرہ، ہیثم بن خلف الدوری، عبید بن غنام، محمد بن عبدوس السراج، باغندی، یوسف بن یعقوب النیسابوری، عبدان، ابو القاسم البغوی، اور ان کے علاوہ کئی دیگر حضرات نے آپ سے روایات منقول کی ہیں۔

آپ کی تعریف میں علماء کے اقوال:

یحیٰ بن عبد الحمید الحمانی بیان کرتے ہیں: امام ابن ابی شیبہ کی اولاد بھی اہل علم میں سے ہے، وہ ہم سے ہر محدث کے پاس مزاحمت کرتے تھے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو بکر ابن ابی شیبہ ایک سچے انسان تھے، اور مجھے ان کے بھائی عثمان ابن ابی شیبہ سے زیادہ پسند ہیں۔

عمرو بن علی الفلاس کہتے ہیں: میں نے ابو بکر بن ابی شیبہ سے بڑھ کر کوئی حافظ نہ دیکھا، وہ ہمارے پاس علی بن مدینی کے ساتھ آئے تھے، اور علامہ شیبانی کے لیے (۴۰۰) چار سو احادیث زبانی بیان کیں اور تب کھڑے ہوئے۔

امام ابو عبید کہتے ہیں کہ حدیث چار لوگوں کی طرف ختم ہوتی ہے، امام ابو بکر ابن ابی شیبہ ان لوگوں میں سے سب سے زیادہ احادیث کو بیان کرنے والے، امام احمد بن حنبل ان میں سے سب سے زیادہ فقیہ، امام یحیٰ بن معین ان میں سے سب سے زیادہ احادیث کے جامع اور امام علی بن مدینی ان میں سے سب سے زیادہ حدیث کا علم رکھنے والے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

محمد بن عمر بن علاء جرجانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو بکر ابن ابی شیبہ سے سنا، ہم اس وقت جبانہ کندہ میں تھے، میں نے ان کو کہا: اے ابو بکر آپ نے شریک سے جب سماع کیا تو آپکی عمر کیا تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اس وقت ۱۴ (چودہ) برس کا تھا، اور آج سے زیادہ حدیث کا حافظ تھا۔

عبدان الاہوازی بیان کرتے ہیں کہ امام ابو بکر ابن ابی شیبہ، آپ کے بھائی، مشکدانہ (عبد اللہ بن عمر بن محمد بن ابان بن صالح کا لقب) اور عبد اللہ بن براد وغیرہ ایک ستون کے پاس بیٹھتے تھے، سب خاموش رہتے اور امام ابن ابی شیبہ بیان کرتے۔

علامہ ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ یہ وہی ستون ہے، جس کے پاس ابن عقدہ بیٹھا کرتے تھے، اور ابن عقدہ نے مجھے بتایا کہ یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ستون ہے، جس پر آپ کے بعد علقمہ، ابراہیم، منصور، سفیان ثوری، وکیع، ابو بکر ابن ابی شیبہ اور مطین (زمانہ کے لحاظ سے) بالترتیب بیٹھا کرتے تھے۔

علامہ صالح بن محمد الحافظ جزرۃ بیان کرتے ہیں کہ حدیث اور اس کی علل کے جن صاحب کو میں نے زیادہ عالم پایا، وہ علی بن مدینی ہیں، اور علم حدیث کے مشائخ (کی جرح وتعدیل) کے زیادہ عالم یحیٰ بن معین جبکہ مذاکرہ کے وقت احادیث کے سب سے زیادہ حافظ امام ابو بکر ابن ابی شیبہ ہیں۔۔۔ امام ابو عبید فرماتے ہیں کہ حدیث کے چار ربانی عالم ہیں: ان میں سے حلال وحرام کو زیادہ جاننے والے امام احمد بن حنبل، حدیث کی ادائیگی اور حسن سیاق کے زیادہ ماہر علی بن مدینی، کتاب میں حسن بیان کے زیادہ عالم امام ابو بکر ابن ابی شیبہ، جبکہ حدیث کی صحت وسقم کے عالم امام یحیٰ بن معین ہیں۔

وفات:

امام بخاری اور علامہ مطین فرماتے ہیں کہ امام ابو بکر ابن ابی شیبہ ۲۳۵ ہجری، ماہ محرم الحرام میں فوت ہوئے۔“

تصنیفات مشہورہ:

- مسند ابن ابی شیبہ
- کتاب الایمان
- الادب لابن ابی شیبہ
- المصنف فی الاحادیث والآثار

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الادب لابن ابی شیبہ

مؤلف:

امام حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ ہیں، امام ابن ابی شیبہ کا اسم گرامی علمائے اسلام میں کسی تعارف کا محتاج نہیں، وہ امام بخاری، امام مسلم اور دیگر ائمہ ستہ میں سے بعض کے استاد ہیں۔ امام ابن ابی شیبہ دوسری اور تیسری صدی ہجری کی مشہور علمی شخصیت ہیں۔ آپ کی ولادت 159ھ میں ہوئی۔ آپ کی وفات 235ھ میں ہوئی۔

تعارف اور ضرورت واہمیت:

اسلام میں اخلاق وآداب کا مقام ومرتبہ ایسے ہی ہے جیسے جسم میں روح کا درجہ ہے، ہمیشہ سے ہی اللہ تعالیٰ کی کتاب کریم میں مذکور آیات اخلاق حسنہ کے اپنانے پر ابھارتی رہی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے شروع سے ہی امت مسلمہ کو اپنے اقوال وافعال کے ذریعے آداب جمیلہ وحسینہ سکھائے ہیں، اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے "کتاب الادب" تالیف کی ہے، جو اپنے مسمیٰ پر خوب دلالت کرنے والی ہے، اس میں آپ رحمہ اللہ نے آداب کے متعلق وہ احادیث وآثار بیان کیے ہیں، جن سے مسلم کے ہر فرد کو زیب وزینت پکڑنا لازم ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب کو ابواب پر تقسیم کیا، اور ہر باب کا ایک نام رکھا، اور پھر اس کے تحت وہ احادیث وآثار لیکر آئے، جو اس سے مناسبت رکھتے ہیں، اور اس سلسلہ میں آپ نے نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین سے اقوال وآثار ذکر کیے ہیں۔

مذکورہ بالا کتاب کے جس نسخہ پر تحقیق کی جارہی ہے یہ "کتاب الادب" کے نام سے مطبوع ومشہور ہے، جس کی تحقیق ڈاکٹر محمد رضا القہوجی نے کی ہے، یہ کتاب سن 1420ھ-1999ء میں دار البشائر الاسلامیہ، بیروت سے شائع کی گئی۔

یہ تدوین حدیث کے ابتدائی دور کی کتاب ہے، امام ابن ابی شیبہ چونکہ صحاح ستہ کے مؤلفین سے مقدم ہیں، اور دوسری صدی ہجری کے آخر اور تیسری صدی کے آغاز میں ہوتے ہیں اس لیے قدامت کے لحاظ سے بھی اس کتاب کو فوقیت حاصل ہے۔ مرفوع احادیث کے علاوہ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے آثار، اقوال اور واقعات بھی اس کتاب میں مذکور ہیں۔

کتاب الادب کی امام ابن ابی شیبہ کی طرف نسبت میں تحقیق:

1۔ امام عجلونی ایک حدیث کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رواه ابن أبي شيبة في الأدب المفرد[55]

امام ابن ابی شیبہ نے اس کو الادب المفرد میں روایت کیا ہے۔

2۔ المکتبۃ الشاملہ میں "الادب لابن ابی شیبہ" کے بطاقۃ الکتاب میں لکھا گیا ہے:

"نقل عنه العجلوني في كشف الخفاء، ونسبه إليه سزگين في تاريخ التراث العربي"

"امام عجلونی نے کشف الخفاء میں (الادب لابن ابی شیبہ) سے روایت نقل کی ہے، اور علامہ سزگین نے تاریخ التراث العربی میں اس کتاب کی امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی طرف نسبت کی ہے۔"

یہ دلائل مذکورہ بالا اس بات کی صراحت کرتے ہیں کہ کتاب الادب امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی کتاب ہے جس کو بعض علماء نے الادب المفرد کا نام بھی دیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ کتاب دوسری کتب حدیث کی طرح علماء میں مشہور نہ تھی، اس لیے اس امر کی اشد ضرورت تھی کہ امام ابن ابی شیبہ کے اس عظیم کام کو عام کیا جائے، اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ،ہم اس عظیم مشن پر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے گامزن ہوئے۔

حافظ محمد زید لطیف علوی

پی-ایچ-ڈی سکالر شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات

55 ـ الكتاب: كشف الخفاء ومزيل الإلباس. المؤلف: إسماعيل بن محمد بن عبد الهادي الجراحي العجلوني الدمشقي، أبو الفداء (المتوفى: 1162هـ). الناشر: المكتبة العصرية. تحقيق: عبد الحميد بن أحمد بن يوسف بن هنداوي. الطبعة: الأولى، 1420هـ 2000م. ج1، ص 333

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اکبر

رحمتِ الٰہی اور التفاتِ مصطفوی ﷺ پر امید لگائے ہوئے، آج کے بابرکت دن 23-جمادی الآخر- 1438 ہجری، بمطابق یومِ پاکستان 23- مارچ-2017ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب بوقت 7:00 بجے اس نیک کام کا آغاز کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے التجانہ دعا گو ہوں کہ وہ اس عظیم کام کے مرحلے کو اپنی رحمت کریمی و رحیمی کے صدقے پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ اور انشاء اللہ یہ کام نبی اکرم ﷺ کی نظر کرم سے اپنی منزل تک پہنچ کر رہے گا۔

حافظ محمد نوید لطیف علوی غفرلہ

(كتاب الأدب) (تأليف أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة رحمه الله) و رواية أبي بكر أحمد بن علي بن سعيد القاضي عنه . رواية أبي علي محمد بن القاسم بن معروف عنه . رواية عبد الرحمن بن عثمان بن القاسم بن أبي نصر عنه . رواية الحافظ أبي محمد عبد العزيز بن أحمد الكتاني والحسن بن علي اللباد وأحمد بن عبد الرحمن الطرايفي ثلاثتهم عنه . رواية الشريف النسيب أبي القاسم علي بن إبراهيم الحسيني عنهم . رواية أبي المعالي عبد الله بن عبد الرحمن بن أحمد بن صابر عنه . سماع لعبد الرحمن بن إبراهيم بن أحمد المقدسي عنه . نفع به الله . (بسم الله الرحمن الرحيم)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْمَعَالِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ صَابِرٍ السُّلَمِيُّ الدِّمَشْقِيُّ بِهَا 566 هـ قَالَ: أَخْبَرَنَا الشَّرِيفُ النَّسِيبُ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُسَيْنِيُّ سَنَةَ 505 هـ. أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْكِتَّانِيُّ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اللَّبَّادُ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّرَايِفِيُّ فِي سَنَةِ 445 هـ. قَالُوا جَمِيعًا: أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، أَخْبَرَنَا عَمِّي أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سَعِيدٍ الْقَاضِي، عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ:

"کتاب الادب" (امام) ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے۔ اس کو ابو بکر احمد بن علی بن سعید القاضی نے امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا۔ ابو بکر احمد بن علی بن سعید القاضی سے ابو علی محمد بن القاسم بن معروف نے اور اِن سے عبد الرحمٰن بن عثمان بن القاسم بن ابی نصر نے، اور اِن سے الحافظ ابو محمد عبد العزیز بن احمد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الکتانی اور حسن بن علی اللباد اور احمد بن عبد الرحمٰن الطرایفی نے روایت کیا، اور ان تینوں سے الشریف النسیب ابو القاسم علی بن ابراھیم الحسینی نے، اور اِن سے ابو المعالی عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن احمد بن صابر نے روایت کیا، اور اِن سے عبد الرحمن بن ابراھیم بن احمد المقدسی (اللہ تعالیٰ ان کو اس کا نفع دے) نے سماع کیا (اور فرمایا):

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ہم کو ابو المعالی عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن احمد بن صابر السلمی الدمشقی (متوفیٰ: 566ھ) نے اس کی خبر دی، اور فرمایا: ہم کو الشریف النسیب ابو القاسم علی بن ابراھیم الحسین بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُسَيْنِي (505ھ) نے خبر دی، اور اِن کو ابو محمد عبد العزیز بن احمد الکتانی اور حسن بن علی اللباد اور احمد بن عبد الرحمن الطرایفی (445ھ) تینوں نے خبر دی، اور اِن تینوں نے فرمایا کہ ہم کو الشیخ ابو محمد عبد الرحمن بن عثمان بن القاسم بن ابی نصر نے خبر دی اور انہوں نے کہا کہ ہم کو میرے چچا ابو علی محمد بن القاسم بن معروف نے خبر دی اور انہوں نے فرمایا کہ ہم کو امام ابن ابی شیبہ نے خبر دی اور فرمایا:

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُقَبِّلُ يَدَ الرَّجُلِ

ایک آدمی کا (دوسرے) آدمی کے ہاتھ کو چومنے کا بیان

اس باب میں اس بات پر احادیث لائی جائیں گی کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے ہاتھ کو چوم سکتا ہے یا نہیں، اگر چوم سکتا ہے تو کیا دلیل ہے اور نہیں چوم سکتا تو کیا دلائل ہیں۔

1 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «قَبَّلْنَا يَدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کو بوسہ دیا ہے۔

نوٹ:

علامہ حسین سلیم اسد کے نزدیک اس حدیث کی سند میں ضعف ہے۔[56]

56 ـ الكتاب: مسند أبي يعلى، المؤلف: أبو يعلى أحمد بن علي بن المثُنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (المتوفى: 307هـ)، المحقق: حسين سليم أسد، الناشر: دار المأمون للتراث – دمشق، الطبعة: الأولى، 1404 – 1984، باب مسند عبد الله بن عمر، ج10، ص104

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

2 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبد اللہ ابن عمر: آپ قرشی عدوی ہیں، حضرت فاروق کے فرزند اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ میں ایمان لائے، بدر میں لڑکپن کی وجہ سے شریک نہ ہوئے۔ حق یہ ہے کہ غزوہ احد میں بھی حضور انور نے ان کے بچہ ہونے کی وجہ سے شریک نہیں کیا، غزوہ خندق میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں آپ چودہ سالہ تھے، بڑے عابد زاہد محتاط اور متبع سنت تھے، حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو دنیا نے اپنی طرف راغب کر لیا سواء حضرت عبد اللہ ابن عمر کے، حضرت میمون ابن مہران فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر جیسا متقی، ابن عباس جیسا عالم نہ دیکھا۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر نے ایک ہزار غلام آزاد کیے، ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے اور ۷۳ تہتر میں حضرت ابن زبیر کے قتل کے تین مہینہ بعد وفات پائی، آپ کی وصیت تو یہ تھی کہ آپ کو حل میں دفن کیا جاوے مگر حجاج نے ایسا نہ کرنے دیا تو آپ ذی طویٰ میں دفن کئے گئے مہاجرین کے قبرستان میں۔ آپ کی وفات کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حجاج نے جمعہ کا خطبہ دراز کیا آپ نے فرمایا کہ سورج تیرا انتظار نہ کرے گا وہ بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اندھا کر دوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ایسا کر سکتا ہے کہ تو ایک احمق شخص ہے جو ہم پر مسلط کر دیا گیا ہے، نیز آپ حج میں حجاج سے پہلے ہی عرفہ میں حضور انور کی قیام گاہ میں جا کر ٹھہر جاتے تھے ان وجوہ سے حجاج آپ سے کینہ رکھنے لگا، اس نے ایک شخص سے کہا اس نے زہریلا نیزہ آپ کے تلوے میں چبھو دیا راہ چلتے ہوئے اس سے آپ کی موت واقع ہوئی، چوراسی یا چھیاسی سال آپ کی عمر ہوئی آپ کے فضائل بہت ہیں۔[57]

3 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَغُنْدَرٌ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ: أَنَّ قَوْمًا مِنَ الْيَهُودِ قَبَّلُوا يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَيْهِ.

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں کے کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا ہے۔

57۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کا تعارف:

صفوان ابن عسال: آپ مرادی ہیں، کوفہ میں قیام رہا۔[58]

4 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ: «أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَبَّلَ يَدَ عُمَرَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا»، قَالَ تَمِيمٌ: «الْقُبْلَةُ سُنَّةٌ»

حضرت تمیم بن سلمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کا بوسہ لیا۔ حضرت تمیم فرماتے ہیں: بوسہ سنت ہے۔

حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تميم بن سلمة السلمي من جلة الكوفيين مات في خلافة عمر بن عبد العزيز سنة مائة۔[59]

"تمیم بن سلمہ کوفیوں کے جلیل (علماء) میں سے ہیں جو سو (100) ہجری، حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔"

5 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ طَلْحَةَ، قَالَ: «قَبَّلَ خَيْثَمَةُ يَدِي»، قَالَ مَالِكٌ: «وَقَبَّلَ طَلْحَةُ يَدِي»۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیثمہ نے میرے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ حضرت مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طلحہ نے میرے ہاتھ کا بوسہ لیا۔

تشریح:

اگرچہ اس باب میں مذکور کچھ احادیث میں سند کی وجہ سے ضعف ہے تاہم دیگر کتب صحیحہ میں نبی اکرم ﷺ و بزرگان دین کے ہاتھ یا پاؤں کا بوسہ لینے کی روایات کافی حد تک موجود ہیں۔ جیسا کہ امام ترمذی لکھتے ہیں:

58۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

59۔ الكتاب: مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار، المؤلف: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى:354ھ)، حققه ووثقه وعلق عليه: مرزوق على ابراهيم، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع المنصورة، الطبعة: الأولى 1411 هـ 1991 م، ج 1، ص 172

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، أَنَّ يَهُودِيَّيْنِ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اذْهَبْ بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ نَسْأَلُهُ. فَقَالَ: لَا تَقُلْ لَهُ نَبِيٌّ فَإِنَّهُ إِنْ سَمِعَهَا تَقُولُ نَبِيٌّ كَانَتْ لَهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ. فَأَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَاهُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ {وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ}[60] فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إِلَى سُلْطَانٍ فَيَقْتُلَهُ، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوا مُحْصَنَةً، وَلَا تَفِرُّوا مِنَ الزَّحْفِ. شَكَّ شُعْبَةُ. وَعَلَيْكُمُ اليَهُودَ خَاصَّةً أَلَّا تَعْتَدُوا فِي السَّبْتِ» فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالَا: نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ. قَالَ: «فَمَا يَمْنَعُكُمَا أَنْ تُسْلِمَا»؟ قَالَا: إِنَّ دَاوُدَ دَعَا اللَّهَ أَنْ لَا يَزَالَ فِي ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ، وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ أَسْلَمْنَا أَنْ تَقْتُلَنَا اليَهُودُ: «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ».[61]

حضرت صفوان بن عسال مرادی فرماتے ہیں کہ وہ یہودیوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ چلو اس نبی کے پاس چلتے ہیں اور کچھ پوچھتے ہیں۔ دوسرا کہنے لگا کہ انہیں نبی مت کہو اگر انہوں نے سن لیا تو خوشی سے ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ پھر وہ دونوں آئے اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس آیت کی تفسیر پوچھی (وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰي تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ) (البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو نو کھلی نشانیاں دی تھیں)۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا وہ یہ ہیں (1) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ (2) زنا مت کرو (3) چوری مت کرو (4) جادو مت کرو (5) کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کرے (6) سود خوری نہ کرو (7) کسی پاکباز عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ (8) دشمنوں سے مقابلے کے وقت راہ فرار اختیار نہ کرو۔ اور شعبہ کو شک ہے کہ نویں بات یہ تھی کہ یہودیوں کے لئے خاص حکم یہی کہ ہفتے کے دن زیادتی نہ کریں۔ چناچہ وہ دونوں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاؤں چومنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے نبی ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پوچھا کہ پھر کس چیز نے تمہیں مسلمان ہونے سے روکا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ داؤد (علیہ السلام) نے دعا کی تھی کہ نبی ہمیشہ ان کی اولاد میں سے ہو۔ ہمیں خوف ہے کہ اگر ہم ایمان لے آئے تو یہودی ہمیں قتل نہ کر دیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

❖ اسی حدیث کو کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ایک اور مقام پر دوسری سند کے ساتھ نقل فرماتے ہیں:

60۔ الإسراء: 101

61 ۔ الكتاب: سنن الترمذي، المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ)، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ 1، 2)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ 3)، وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ 4، 5)، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م، ج5، ص305، باب ومن سورة بني اسرائيل، حديث: 3144

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ: اذْهَبْ بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ فَقَالَ صَاحِبُهُ: لَا تَقُلْ نَبِيٌّ، إِنَّهُ لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ، فَأَتَيَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ. فَقَالَ لَهُمْ: «لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إِلَى ذِي سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهُ، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوا مُحْصَنَةً، وَلَا تُوَلُّوا الفِرَارَ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً اليَهُودَ أَنْ لَا تَعْتَدُوا فِي السَّبْتِ»، قَالَ: فَقَبَّلُوا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ. فَقَالَا: نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ. قَالَ: «فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي»؟ قَالُوا: إِنَّ دَاوُدَ دَعَا رَبَّهُ أَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ، وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ تَبِعْنَاكَ أَنْ تَقْتُلَنَا اليَهُودُ وَفِي البَابِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَسْوَدِ، وَابْنِ عُمَرَ، وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ»۔[62]

حضرت صفوان بن عسال (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو اس نبی کے پاس چلتے ہیں۔ اس کے ساتھی نے کہا "نبی" نہ کہو۔ ورنہ اگر انہوں نے سن لیا تو ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی، پھر وہ دونوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آئے، اور آپ سے (موسیٰ (علیہ السلام) کو دی گئیں) نو کھلی ہوئی نشانیوں کے متعلق پوچھا۔ آپ نے ان سے کہا (۱) کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) ناحق کسی کو قتل نہ کرو (۵) کسی بے گناہ کو حاکم کے سامنے نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کر دے (۶) جادو نہ کرو (۷) سود مت کھاؤ (۸) پارسا عورت پر زنا کی تہمت مت لگاؤ (۹) اور دشمن سے مقابلے کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی کوشش نہ کرو۔ اور خاص تم یہودیوں کے لیے یہ بات ہے کہ « سبت » (ہفتہ) کے سلسلے میں حد سے آگے نہ بڑھو، (آپ کا جواب سن کر) انہوں نے آپ کے ہاتھ پیر چومے اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا: "پھر تمہیں میری پیروی کرنے سے کیا چیز روکتی ہے؟" انہوں نے کہا: داود (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ کوئی نبی رہے۔ اس لیے ہم ڈرتے ہیں کہ اگر ہم نے آپ کی اتباع (پیروی) کی تو یہودی ہمیں مار ڈالیں گے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱ - یہ حدیث حسن صحیح ہے، ۲ - اس باب میں یزید بن اسود، ابن عمر اور کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے بھی احادیث آئی ہیں۔

اسی طرح امام ابو داؤد رحمہ اللہ اپنی "سنن" میں روایت کرتے ہیں:

62 ـ الكتاب: سنن الترمذي، المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ)، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي –مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م، ج5، ص77، باب ما جاء في قبلة اليد والرجل، حديث نمبر: 2733

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنُ الطَّبَّاعِ، حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْنَقُ، حَدَّثَتْنِي أُمُّ أَبَانَ بِنْتُ الْوَازِعِ بْنِ زَارِعٍ، عَنْ جَدِّهَا، زَارِعٍ وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا، فَنُقَبِّلُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ۔[63]

"حضرت زارع سے مروی ہے اور وہ عبد القیس کے وفد میں تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ آتے تو ہم اپنی سواریوں سے جلدی اترنے لگتے تا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومیں۔"

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:"اس حدیث سے پاؤں چومنے کا جواز ثابت ہوا۔"[64]

امام ترمذی اور امام ابوداؤد کی یہ روایات "صحیح" ہیں۔ بلکہ امام ترمذی نے تو خود اپنی احادیث کے نیچے صراحت بھی کر دی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، لہذا اب کوئی نہ ماننے کی خواہش اپنے دل میں بھی نہ رکھے۔ سبحان اللہ! ان احادیث میں نبی اکرم ﷺ سے محبت کرنے والوں پر رشک پایا جاتا ہے۔ کچھ لوگ جب مدینہ پہنچے تو شوق و محبت میں بے خود ہوگئے اپنی سواریوں سے جلد از جلد اتر کر حضور انور ﷺ کی طرف زیارت کے لیے دوڑنے لگے، آج بھی حجاج جب مدینہ منورہ پہنچتے ہیں تو انہیں سامان رکھنا مشکل پڑ جاتا ہے یہ تڑپ وہ جانے جس کے دل سے لگی ہو۔ بہر حال اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ کسی عظیم ہستی کا بطور تعظیم بوسہ لیا جاسکتا ہے۔ بلکہ بزرگوں کے ہاتھ پاؤں دونوں چومنا جائز و مستحب ہے۔ مبارک ہیں وہ ہونٹ اور آنکھیں جو حضور کے قدم شریف سے لگ جائیں۔

شعر

اشارہ آپ کا پاتے ہم، آتے اپنی آنکھوں سے
تم آتے خواب میں، ہم پتلیاں قدموں سے مل لیتے
تمہارے آستانہ کو، لگاتے اپنی آنکھوں سے
اپنی سوئی قسمت کو، جگاتے اپنی آنکھوں سے

پابوسی کو سجدہ سمجھنا محض جہالت ہے، کیونکہ سجدہ میں سات اعضاء زمین پر لگنا اور سجدہ کی نیت ہونا ضروری ہے جبکہ قدم بوسی میں یہ کچھ نہیں ہوتا۔

در مختار میں ہے:

وَأَمَّا عَلَى وَجْهِ الْبِرِّ فَجَائِزٌ عِنْدَ الْكُلِّ

"بطور نیکی (حصول برکت کے لئے عالم اور پرہیز گار آدمی کا ہاتھ) چومنا تمام کے نزدیک جائز ہے۔"

63۔ الكتاب: سنن أبي داود، المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ)، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، ج4، ص357، باب في قبلة الرجل، حدیث نمبر: 5225

64۔ اشعة اللمعات، ج4، ص27

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

(وَأَمَّا عَلَى وَجْهِ الْبِرِّ فَجَائِزٌ عِنْدَ الْكُلِّ) قَالَ الْإِمَامُ الْعَيْنِيُّ بَعْدَ كَلَامٍ فَعُلِمَ إِبَاحَةُ تَقْبِيلِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ وَالرَّأْسِ۔[65]

"(بطور نیکی تمام کے نزدیک جائز ہے) امام عینی کلام کے بعد فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا (کسی عظیم ہستی کا بطور برکت) ہاتھ، پاؤں اور سر کا بوسہ لینا مباح ہے۔"

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

کچھ روایات ایسی بھی آتی ہیں جن میں بوسہ لینے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ امام ترمذی لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقَى أَخَاهُ أَوْ صَدِيقَهُ أَيَنْحَنِي لَهُ؟ قَالَ: «لَا»، قَالَ: أَفَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ: لَا»، قَالَ: أَفَيَأْخُذُ بِيَدِهِ وَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ» : «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ »۔[66]

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارا آدمی اپنے بھائی سے یا اپنے دوست سے ملتا ہے تو کیا وہ اس کے سامنے جھکے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں"، اس نے پوچھا: کیا وہ اس سے چمٹ جائے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں"، اس نے کہا: پھر تو وہ اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے، آپ نے فرمایا: "ہاں"۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

تطبیق و وضاحت:

اس حدیث کی وضاحت اور دوسری احادیث کے ساتھ تطبیق یہ ہے کہ اس حدیث میں معانقہ اور بوسہ لینے سے جو منع کیا گیا ہے، یہ ہر مرتبہ ملاقات کے وقت کرنے سے ہے یا اتنا زیادہ کرنے سے ہے کہ سامنے والا غضب میں آجائے اور حرج میں مبتلاء ہو جائے، البتہ نئے سفر سے آکر ملے یا اتنا کہ سامنے والا کسی حرج میں مبتلاء نہیں ہوتا تو معانقہ و بوسہ درست ہے۔ بہر حال جو بھی صورت ہو بوسہ کسی اللہ والے کی تعظیم کے لیے ہی ہے، شہوانی خیالات و وسواس میں قطعا حرام ہے۔ یعنی وہ بوسہ ممنوع ہے جو موجب فتنہ ہو یا شہوت کا اس میں شائبہ ہو اور وہ بوسہ جائز ہے جو بطور اعزاز و اکرام ہو۔ "أ فیأخذ بیدہ ویصافحہ" سے یہ واضح ہے کہ مصافحہ ایک ہاتھ سے ہو گا، کیونکہ حدیث میں دونوں ہاتھ کے پکڑنے

65 ۔ الكتاب: رد المحتار على الدر المختار، المؤلف: ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ)، الناشر: دار الفكر بيروت، الطبعة: الثانية، 1412هـ 1992م، كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء، ج6، ص380

66 ۔ سنن ترمذی: ج5، ص75، باب ماجاء فی المصافحہ، حدیث نمبر: 2728

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے متعلق نہیں پوچھا گیا، بلکہ یہ پوچھا گیا ہے کہ "اس کے ہاتھ کو پکڑے اور مصافحہ کرے" معلوم ہوا کہ مصافحہ کا مسنون طریقہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہی ہے۔

نتیجۃ البحث:

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی وارد کردہ احادیث اور دوسرے آثار سے واضح ہو گیا کہ عالم با عمل، سادات کرام، والدین اور کسی بھی معظم دینی کے ہاتھ چومنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ بصورت دیگر شہوانی خیالات اور وسواس کے ساتھ کسی بھی اجنبی کے کسی عضو کو بوسہ دینا ناجائز ہے۔

بَابُ الرَّجُل يُصَغِّرُ اسْمَ الرَّجُل

ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے نام کو چھوٹا کرنے کا باب

اس باب میں وہ احادیث لائی جائیں گی جن میں کسی ایک آدمی نے کسی دوسرے آدمی کے نام کو چھوٹا کر دیا یا بدل دیا اور بدلا ہوا نام اس آدمی کی حقارت کا سبب بن جائے۔ آیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

6 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: «أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ ذُيَاهُ»

حضرت لیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت مجاہد ناپسند فرماتے تھے کہ ایک آدمی دوسرے کو "ذیاہ" (چھوٹا صاحب) کے نام سے پکارے۔

حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف:

لیث ابن سعد: آپ کی کنیت ابو الحارث ہے مصر کے فقیہ ہیں خالد ابن ثابت فہمی کے آزاد کردہ ہیں، ۹۴ چورانوے میں مصر کے علاقہ میں پیدا ہوئے، ۱۶۱ ایک سو اکسٹھ میں بغداد آئے خلیفہ منصور نے آپ کو مصر کا حاکم بنانا چاہا آپ نے انکار کر دیا یحیی ابن بکیر فرماتے ہیں کہ میں نے لیث سے بڑھ کر کوئی کامل نہ دیکھا قتیبہ ابن سعید کہتے ہیں کہ لیث کی سالانہ آمدنی بیس ہزار دینار تھی مگر آپ پر کبھی زکوۃ واجب نہ ہوئی شعبان ۱۷۵ میں آپ کی وفات ہوئی۔[67]

7 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي سُعَادَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عن مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ: "أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: يَا هُيَّاهُ، فَنَهَاهُ"

---

67 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابو سعاد کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن محمد ابن حنفیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: اے چھوٹی ہیئت والے، تو آپ (عبد اللہ بن محمد ابن حنفیہ) نے اس کو ایسا کہنے سے منع فرمادیا۔

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

محمد ابن حنفیہ: آپ محمد ابن علی ابن ابی طالب ہیں، کنیت ابو القاسم ہے آپ کی والدہ خولہ بنت جعفر حنفیہ ہیں، یمامہ کے غزوہ میں وہ قید ہو کر مدینہ منورہ لائی گئیں حضرت علی کو دی گئیں، اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ میں نے خولہ کو دیکھا سندی سیاہ فام تھیں آپ سے آپ کے بیٹے ابراہیم نے روایات لیں آپ کی عمر پینسٹھ سال ہوئی ۸۱ اکیاسی میں مدینہ میں وفات پائی۔[68]

8 حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ عِيسَى بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: "أَنَّهُ كَرِهَ كُلَّ شَيْءٍ آخِرُهُ: أُوَيَهُ"

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ ہر وہ لفظ جس کے آخر میں "أُوَيَهُ" ہو، کو ناپسند فرماتے۔ (یعنی تصغیر کے طور پر استعمال کیا جائے)

حضرت ابراہیم ابن میسرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابراہیم ابن میسرہ: آپ طائف کے رہنے والے ہیں، تابعی ہیں، ثقہ ہیں۔[69]

تشریح:

ان احادیث مذکورہ میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے، کہ کسی کے اصل نام کو بطور حقارت چھوٹا نہیں کرنا چاہیے۔ اور نہ ہی کسی کے اصل نام کو برے نام میں تبدیل کرنا چاہیے۔ لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ یہ بہت حساس معاملہ ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔[70]

68۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

69۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

70-الحجرات: 11

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ترجمہ: اے ایمان والو! مردوں کا کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان (مذاق اڑانے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے بلاؤ، ایمان کے بعد فاسق کہلانا برا نام ہے اور جو لوگ توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

امام ثناء اللہ مظہری اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقيل معنى الاية ان السخرية واللمز والنبز فسوق وبئس الاسم الفسوق بعد الايمان فلا تفعلوا شيئا توصفوا فيه باسم الفسوق عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سباب المسلم فسوق وقتاله كفر متفق عليه ورواه ابن ماجة عن ابي هريرة وعن سعد والطبراني عن عبد الله بن مغفل وعن عمر بن النعمان بن مقرن والدارقطني عن جابر وزاد الطبراني عن ابن مسعود وحرمة ماله كحرمة دمه وَمَنْ لَمْ يَتُبْ عما نهى عنه من السخرية واللمز والنبز فَأُولئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ. يوضع العصيان موضع الطاعة وتعريض النفس للعذاب- - - فمن قال لمسلم يا فاسق يا كافر يا خبيث يا سارق يا فاجر يا مخنث يا خائن يا زنديق يا لص يا ديوث يا قرطبان يا شارب الخمر يا أكل الربوا يعزر قال ابن همام روى انه عليه السلام عزر رجلا قال لغيره يا مخنث ولو قال يا حمار يا خنزير يا كلب يا تيس يا حجام لا يعزر وقيل يعزر وقيل لا الا ان يقر لعالم او علوى او رجل صالح ولو قال يا لاعب بالنرد ويا عشار لا يعزر لانها لا يعد عارا عرفا وان كان محرما شرعا (مسئلة) لا يبلغ بالتعزير ادنى الحدود عند ابي حنيفة والشافعي عفى الله عنهما وادنى الحدود عند ابي حنيفة رح أربعون سوطا حد الشرب فى العبد وعند ابي يوسف ثمانون حد الأحرار وعند الشافعي واحمد عشرون وقال مالك للامام ان يضرب فى التعزير اى عدد ادى اليه اجتهاده۔ [71]

71۔الكتاب: التفسير المظهري.المؤلف: المظهري، محمد ثناء الله.المحقق: غلام نبي التونسي.الناشر: مكتبة الرشدية – الباكستان.الطبعة: 1412 ھ.ج9.ص 53

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"بعض اہل تفسیر نے آیت کا مطلب اس طرح بیان کیا ہے' کسی کا مذاق اڑانا' طعن کرنا' برے نام سے پکارنا فسق ہے اور ایمان کے بعد فاسق ہونا برا نام ہے۔ اس لیے تم ایسا کام نہ کرو کہ تم کو اس کی وجہ سے فسق کے نام سے موسوم کیا جائے۔ حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) راوی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ کبیرہ) ہے اور مسلمان کو قتل کرنا کفر ہے۔[72] یہ حدیث ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) اور حضرت سعد کی روایت سے اور طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن مغفل اور حضرت عمر بن نعمان بن مقرن کی روایت سے اور دار قطنی نے حضرت جابر کی روایت سے بیان کی ہے۔ طبرانی نے حضرت ابن مسعود کی روایت سے اتنا زائد نقل کیا ہے اور مسلمانوں کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ: اور جس نے مذاق بنانے' طنز کرنے اور برے لقب سے کسی کو یاد کرنے سے توبہ نہ کی تو وہ ظالم ہے یعنی وہ طاعت کی جگہ معصیت کو رکھتا ہے اور نفس کو (نجات کے بجائے) عذاب کے لیے پیش کرتا ہے۔۔۔ اگر اس تہمت سے کسی شریف آدمی کی آبروریزی ہو تو بہر حال تعزیز جاری ہو گی۔ مثلاً کسی نے مسلمان (صالح) کو فاسق یا کافر یا خبیث یا چور یا فاجر یا مخنث یا خائن یا بے دین یا لٹیرا یا گرہ کٹ یا دیوث یا شرابی یا سود خوار کہا تو تعزیر کا مستحق قرار پائے گا۔

ابن ہمام نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے کسی کو "یا مخنث" کہا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس پر تعزیر جاری کی۔ اگر کسی کو اے گدھے یا سور یا کتے یا مینڈھا یا پچھنے لگانے والا کہا تو تعزیر جاری ہو گی۔

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ صورت مذکورہ میں تعزیر نہ ہو گی۔ ہاں! اگر کسی عالم یا علوی یا نیک صالح آدمی کو ایسا کہا تو تعزیر ہو گی۔ اگر کسی کو گوٹے باز (شطرنج باز' چوسر باز وغیرہ) یا محصل ٹیکس کہا تو تعزیر نہ ہو گی۔ اگرچہ یہ فعل شرعاً ممنوع ہیں لیکن عرف عام میں ان کو عیب نہیں شمار کیا جاتا۔

مسئلہ * تعزیری سزا کتنی ہونی چاہیے؟ امام ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ): اور امام شافعی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: تعزیری سزا ادنیٰ حد سے بھی کم ہو گی۔ امام صاحب کے نزدیک شراب پینے کی ادنیٰ حد غلام کے لیے چالیس تازیانہ ہیں' اس سے تعزیری سزا کم ہونی چاہیے) امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک شراب کی حد آزاد مسلمان کے لیے اسّی تازیانے ہے (لہٰذا اسّی تازیانوں سے تعزیر کم ہونی چاہیے) امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) اور امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک ادنیٰ حد بیس تازیانے ہیں (تعزیز اس سے کم ہونا چاہیے)۔ امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: حاکم وقت کو اختیار ہے تعزیر میں جتنے تازیانے مناسب سمجھے لگوائے' کوئی تعداد مقرر نہیں۔"

72۔ متفق علیہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اسماء میں تبدیلی کی اجازت:

ہاں کوئی کسی کا ایسا نام رکھے جس میں اس کی حقارت نہ ہو تو وہ جائز ہے، نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کو ابو تراب کے نام سے بھی پکارا ہے، ابو عمیر حضرت انس کے چھوٹے بھائی تھے اخیافی، ان کے باپ کا نام زید ابن سہیل تھا، کنیت ابو طلحہ، ابو عمیر کا نام کبشہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے انکو اسی لفظ سے بطور خوش دلی پکارتے، جیسا کہ حدیث مذکورہ ہے:

عن ابي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا، حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ: «يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ»[73]

حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں گھلے ملے رہتے تھے حتی کہ میرے بھائی سے کہتے تھے کہ ابو عمیر چڑیا کا کیا بنا۔ ان کی ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلتے تھے وہ مر گئی۔

جن احادیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاح سے منع فرمایا وہاں تمسخر مراد ہے یا ہمیشہ دل لگی کرتے رہنا ہنستے ہنساتے رہنا کہ اس سے دل مردہ ہوتا ہے غفلت طاری ہو جاتی ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی خوش طبعی کرنا ثابت ہے جیسا حدیث مذکورہ میں ہے، اسی لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنت مستحبہ ہے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کی کنیت "ابو ہریرہ" رکھی حالانکہ تصغیر کا صیغہ ہے لیکن آپ نے اس کو بخوشی قبول فرمایا، اور آخری عمر تک اسی نام سے پہچانے گئے، مزید بر آں حضرت ابو ہریرہ اپنا نام بطور فخر بیان کرتے جیسا کہ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا:

فقال أبو هريرة: يوسف نبيّ ابن نبي، وأنا أبو هريرة بن أمية[74]

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: حضرت یوسف نبی ابن نبی تھے اور میں ابو ہریرہ بن امیہ ہوں۔

---

73 ـ الكتاب: الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري. المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي. المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر. الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي). الطبعة: الأولى، 1422هـ. بخاری: ج8، ص 30. باب الانبساط الی الناس. حدیث نمبر 6129

74 ـ الكتاب: الإصابة في تمييز الصحابة. المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ). تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض. الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الأولى 1415 هـ. ج8، ص33، باب: امیہ بنت عبد المطلب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بچہ یا بچی کی نام رکھنے میں احتیاط:

شریعت اسلامیہ میں جس طرح کسی کے نام کو برے نام میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا اسی طرح شروع سے ہی کسی کا برا نام بھی نہیں رکھ دینا چاہیے۔ والدین کو چاہیے کہ بچے کا اچھا نام رکھیں کہ یہ ان کی طرف سے اپنے بچے کے لئے سب سے پہلا اور بنیادی تحفہ ہے جسے وہ عمر بھر اپنے سینے سے لگائے رکھتا ہے یہاں تک کہ جب میدانِ حشر بپا ہو گا تو وہ اسی نام سے مالکِ کائنات عزوجل کے حضور بلایا جائے گا، جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ، وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ، فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ».[75]

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اپنے اچھے نام رکھا کرو۔"

اس حدیثِ پاک سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اپنے بچے کا نام کسی فلمی اداکار یا (معاذ اللہ عزوجل) کفار کے نام پر رکھ دیتے ہیں، اس سے بدترین ذلت کیا ہو گی کہ مسلمان کی اولاد کو کل میدانِ محشر میں کفار کے ناموں سے پکارا جائے۔ والعیاذ باللہ!

ہمارے معاشرے میں بچے کے نام کے انتخاب کی ذمہ داری عموماً کسی قریبی رشتہ دار مثلاً دادی، پھوپھی، چچا وغیرہ کو سونپ دی جاتی ہے اور عموماً مسائل شرعیہ سے نابلد ہونے کی وجہ سے وہ بچوں کے ایسے نام رکھ دیتے ہیں جن کے کوئی معانی نہیں ہوتے یا پھر اچھے معانی نہیں ہوتے، ایسے نام رکھنے سے احتراز کیا جائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے اسمائے مبارکہ اور صحابہ کرام و تابعین عظام اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں پر نام رکھنے چاہیں جس کا ایک فائدہ تو یہ ہو گا کہ بچے کا اپنے اسلاف رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روحانی تعلق قائم ہو جائے گا اور دوسرا ان نیک ہستیوں سے موسوم ہونے کی برکت سے اس کی زندگی پر مدنی اثرات مرتب ہوں گے۔

حدیث مبارکہ سے ثبوت:

عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ».[76]

75۔ سنن ابی داؤد: ج4، ص287، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسماء، حدیث نمبر: 4948

76۔ سنن ابی داؤد: ج4، ص287، کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء، حدیث نمبر: 4950

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت سیدنا ابووہب جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: "انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھو۔" اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمان ہیں۔

اسی طرح بچے کی کنیت رکھنا بھی جائز ہے اور حصولِ برکت کے لئے بزرگوں کی نسبت سے کنیت رکھنا بہتر ہے مثلاً ابوتراب (یہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے) اور "ابوہریرہ" یہ معروف صحابی کی کنیت ہے۔ اور کنیت رکھنے میں جلدی کرنی چاہیے، جیسا کہ شہنشاہِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا:

بادِروا أولادکم بالکنی قبل أن تغلب علیهم الألقاب [77]

"اپنے بچوں کی کنیت رکھنے میں جلدی کرو کہیں ان کے (بُرے) القابات نہ پڑ جائیں۔"

اسماء کے متعلق سولہ (16) مسائل:

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے اس باب کے متعلق 16 مسائل ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ عوام میں مشہور اغلاط کا ازالہ کیا جاسکے:

مسئلہ ۱: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارے نام عبد اللہ وعبد الرحمن ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے، ان دونوں میں زیادہ افضل عبد اللہ ہے کہ عبودیت کی اضافت علم ذات کی طرف ہے۔ انھیں کے حکم میں وہ اسماء ہیں جن میں عبودیت کی اضافت دیگر اسماء صفاتیہ کی طرف ہو، مثلاً عبد الرحیم، عبد الملک، عبد الخالق وغیرہا۔

حدیث میں جو ان دونوں ناموں کو تمام ناموں میں خدا تعالیٰ کے نزدیک پیارا فرمایا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا نام عبد کے ساتھ رکھنا چاہتا ہو تو سب سے بہتر عبد اللہ وعبد الرحمن ہیں، وہ نام نہ رکھے جائیں جو جاہلیت میں رکھے جاتے تھے کہ کسی کا نام عبد شمس اور کسی کا عبد الدار ہوتا۔

لہٰذا یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ دونوں نام محمد واحمد سے بھی افضل ہیں، کیونکہ حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اسم پاک محمد واحمد ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں نام خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے منتخب فرمائے، اگر یہ دونوں نام خدا کے نزدیک بہت پیارے نہ ہوتے تو اپنے محبوب کے لیے پسند نہ فرمایا ہوتا۔ احادیث میں محمد نام رکھنے کے بہت فضائل مذکور ہیں، ان میں سے بعض ذکر کی گئیں۔

---

77 ۔ الکتاب: کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، المؤلف: علاء الدین علي بن حسام الدین ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمکي الشهیر بالمتقي الهندي (المتوفی: 975ھ)، المحقق: بکري حیاني صفوة السقا، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1401ھ/1981م، کتاب النکاح، الفصل الاول فی الاسماء والکنی، الحدیث: 45202، ج16، ص419

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ ۲: جس کا نام محمد ہو وہ اپنی کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہے اور حدیث میں جو ممانعت آئی ہے، وہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ مخصوص تھی، کیونکہ اگر کسی کی یہ کنیت ہوتی اور اس کے ساتھ پکارا جاتا تو دھوکا لگتا کہ شاید حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو پکارا، چنانچہ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ کسی نے دوسرے کو ابوالقاسم کہہ کر آواز دی، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے اس کی طرف توجہ فرمائی تو اس نے کہا، میں نے حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو نہیں ارادہ کیا یعنی نہیں پکارا اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ "میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اپنی کنیت نہ کرو۔"

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ نام رکھنے میں بھی اس قسم کا دھوکا ہو سکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو نام پاک کے ساتھ پکارنا قرآن پاک نے منع فرما دیا تھا:

﴿لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا[78]﴾

(ترجمہ: تم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایسے نہ پکارو، جیسا کہ تمہارا بعض، بعض کو پکارتا ہے)

لہٰذا صحابہ کرام (رضی اللہ تعالٰی عنہم) جو حاضر خدمت اقدس ہوا کرتے تھے، وہ کبھی نام کے ساتھ پکارتے نہ تھے، بلکہ یارسول اللہ، یانبی اللہ وغیرہ القاب سے ندا کرتے۔

وہ احتمال ہی یہاں پیدا نہ ہوتا کہ محمد کہہ کر کوئی پکارے اور حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) مراد ہوں۔

اعراب وغیرہ ناواقف لوگوں نے اس طرح پکارا تو یہ دوسری بات ہے کیونکہ وہ ناواقفی میں ہوا اور حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے صاحبزادہ محمد بن الحنفیہ کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھی اور یہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی اجازت سے ہوا، لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے۔

مسئلہ ۳: بعض اسماء الٰہیہ جن کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے، جیسے علی، رشید، کبیر، بدیع، کیونکہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی مراد نہیں ہیں جن کا ارادہ اللہ تعالٰی پر اطلاق کرنے میں ہوتا ہے اور ان ناموں میں الف ولام ملا کر بھی نام رکھنا جائز ہے، مثلاً العلی، الرشید۔

ہاں اس زمانہ میں چونکہ عوام میں ناموں کی تصغیر کرنے کا بکثرت رواج ہو گیا ہے، لہٰذا جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام سے بچنا ہی مناسب ہے۔ خصوصاً جب کہ اسماء الٰہیہ کے ساتھ عبد کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا، مثلاً عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز کہ یہاں مضاف الیہ سے مراد اللہ تعالٰی ہے اور ایسی صورت میں تصغیر اگر قصداً ہوتی تو معاذاللہ کفر ہوتی، کیونکہ یہ اس شخص کی تصغیر نہیں بلکہ معبود برحق کی تصغیر ہے مگر عوام اور ناواقفوں کا یہ مقصد یقیناً نہیں ہے، اسی لیے وہ حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ ان کو سمجھایا اور بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ احتمال ہو۔

مسئلہ ۴: ایسا نام رکھنا جس کا ذکر نہ قرآن مجید میں آیا ہو نہ حدیثوں میں ہو نہ مسلمانوں میں ایسا نام مستعمل ہو، اس میں علما کو اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ نہ رکھے۔

78۔ النور: 63

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسئلہ ۵: مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام رکھنے کی حاجت نہیں بغیر نام رکھے دفن کر دیں۔

مسئلہ ٦: بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو دفن سے پہلے اس کا نام رکھا جائے لڑکا ہو تو لڑکوں کا سا اور لڑکی ہو تو لڑکیوں کا سا نام رکھا جائے اور معلوم نہ ہو سکا کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو ایسا نام رکھا جائے جو مرد و عورت دونوں کے لیے ہو سکتا ہو۔ مسئلہ ۷: بچہ کی کنیت ہو سکتی ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ ہو سکتی ہے، حدیث ابی عمیر اس کی دلیل ہے۔

مسئلہ ٨: بچہ کی کنیت ابو بکر، ابو تراب، ابوالحسن، وغیرہ رکھنا جائز ہے ان کنیتوں سے تبرک مقصود ہوتا ہے کہ ان حضرات کی برکت بچہ کے شامل حال ہو۔

مسئلہ ۹: جو نام برے ہوں ان کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہیے۔ حدیث میں ہے، کہ "قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو۔" حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے برے ناموں کو بدل دیا۔ ایک شخص کا نام اصرم تھا اس کو بدل کر زرعہ رکھا۔ اور عاصیہ نام کو بدل کر جمیلہ رکھا۔ یسار، رباح، افلح، برکت نام رکھنے سے بھی منع فرمایا۔

مسئلہ ١٠: عبدالمصطفٰے، عبدالنبی، عبدالرسول نام رکھنا جائز ہے کہ اس نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں۔ رہی عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

مسئلہ ١١: ایسے نام جن میں تزکیہ نفس اور خود ستائی (یعنی اپنی بڑائی اور تعریف) نکلتی ہے، ان کو بھی حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے بدل ڈالا برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا کہ "اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرو۔" شمس الدین، زین الدین، محی الدین، فخر الدین، نصیر الدین، سراج الدین، نظام الدین، قطب الدین وغیرہا اسما جن کے اندر خود ستائی اور بڑی زبردست تعریف پائی جاتی ہے نہیں رکھنے چاہیے۔

رہا یہ کہ بزرگانِ دین وائمہ سابقین کو ان ناموں سے یاد کیا جاتا ہے تو یہ جاننا چاہیے کہ ان حضرات کے نام یہ نہ تھے بلکہ یہ ان کے القاب ہیں کہ جب وہ حضرات مراتب علیّہ اور مناصب جلیلہ پر فائز ہوئے تو مسلمانوں نے ان کو اس طرح کہا اور یہاں ایک جاہل اور ان پڑھ جو ابھی پیدا ہوا اور اس نے دین کی ابھی کوئی خدمت نہیں کی اتنے بڑے بڑے الفاظ فخیمہ (یعنی بزرگی والے الفاظ) سے یاد کیا جانے لگا۔ امام محی الدین نووی رحمہ اللہ تعالٰی باوجود اس جلالت شان کے ان کو اگر محی الدین کہا جاتا تو انکار فرماتے اور کہتے کہ جو مجھے محی الدین نام سے بلائے اس کو میری طرف سے اجازت نہیں۔

مسئلہ ١٢: غلام محمد، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین وغیرہ اسما جن میں انبیاء وصحابہ و اولیا کے ناموں کی طرف غلام کو اضافت کر کے نام رکھا جائے یہ جائز ہے اس کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔ بعض (لوگوں) کا ان ناموں کو ناجائز بلکہ شرک بتانا ان کی بد باطنی کی دلیل ہے۔ ایسا بھی سنا گیا ہے کہ بعض (لوگوں) نے غلام علی نام کو بدل کر غلام اللہ نام رکھا، یہ ان کی جہالت ہے کہ جائز نام کو بدل کر ناجائز نام رکھا، غلام کی اضافت اللہ تعالٰی کی طرف کرنا اور کسی کو غلام اللہ کہنا ناجائز ہے کیونکہ غلام کے حقیقی معنی پسر اور لڑکا ہیں، اللہ (عزوجل) اس سے پاک ہے کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اس کے لیے کوئی لڑکا ہو۔ علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا: يقال عبدُ الله وأَمَةُ الله ولا يقال غلام الله وجَارِيَةُ الله.

مسئلہ ۱۳: محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا ہو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴: غفور الدین، غفور اللہ نام رکھنا ناجائز ہے۔ کیونکہ غفور کے معنی ہیں مٹانے والا، اللہ تعالیٰ غفور ہے کہ وہ بندوں کے گناہ مٹا دیتا ہے، لہٰذا غفور الدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا۔

مسئلہ ۱۵: طٰہٰ، یٰسٓ نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ مقطعات قرآنیہ سے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ اسمائے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں اور بعض علمانے اسمائے الٰہیہ سے کہا۔ بہر حال جب معنی معلوم نہیں تو ہو سکتا ہے کہ اس کے ایسے معنی ہوں جو حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہوں اور ان ناموں کے ساتھ محمد ملا کر محمد طٰہٰ، محمد یٰسٓ کہنا بھی ممانعت کو دفع نہ کریگا۔

مسئلہ ۱۶: محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، احمد رسول، نبی الزمان نام رکھنا بھی ناجائز ہے، بلکہ بعض کا نام نبی اللہ بھی سنا گیا ہے، غیر نبی کو نبی کہنا ہر گز ہر گز جائز نہیں ہو سکتا۔

تنبیہ: اگر کوئی یہ کہے کہ ناموں میں اصلی معنی کا لحاظ نہیں ہوتا، بلکہ یہاں تو یہ شخص مراد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو شیطان ابلیس وغیرہ اس قسم کے ناموں سے لوگ گریز نہ کرتے اور ناموں میں اچھے اور برے ناموں کی دو قسمیں نہ ہوتیں اور حدیث میں نہ فرمایا جاتا کہ اچھے نام رکھو، نیز حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے برے ناموں کو بدلا نہ ہوتا کہ جب اس اصلی معنی کا بالکل لحاظ نہیں تو بدلنے کی کیا وجہ۔[79]

مسئلہ:

جو نام بُرے ہوں انہیں بدل کر اچھے نام رکھنے چاہئیں، جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ البَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ المُقَدَّمِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الِاسْمَ القَبِيحَ».[80]

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم بُرے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔

❖

79۔ کتاب: بہارِ شریعت، مصنف: مولانا امجد علی اعظمی، حصہ 15، ص601 تا 605، مکتبۃ المدینہ، 2011ء

80۔ سنن ترمذی: کتاب الادب، باب ماجاء فی تغییر الاسماء، ج5، ص135، حدیث نمبر: 2839

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ:

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "عبد اللہ و عبد الرحمن بہت اچھے نام ہیں، مگر اس زمانہ میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بجائے عبد الرحمن اس شخص کو بہت سے لوگ رحمن کہتے ہیں اور غیر خدا کو رحمن کہنا حرام ہے، اسی طرح عبد الخالق کو خالق اور عبد المعبود کو معبود کہتے ہیں۔ اس قسم کے ناموں میں ایسی ناجائز ترمیم ہرگز نہ کی جائے۔ اسی طرح بہت کثرت سے ناموں میں تصغیر کا رواج ہے یعنی نام کو اس طرح بگاڑتے ہیں جس سے حقارت نکلتی ہے، ایسے ناموں میں تصغیر ہرگز نہ کی جائے اور جہاں یہ گمان ہو کہ ناموں میں تصغیر کی جائے گی یہ نام نہ رکھے جائیں، دوسرے نام رکھے جائیں"۔[81]

نام محمد کی برکتیں:

حدیث مبارکہ ہے:

من تسمی بأسمي يرجو بركتي غدت عليه البركة وراحت إلى يوم القيامة۔[82]

(رحمتِ عالم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:) "جس نے میرے نام سے برکت کی امید کرتے ہوئے میرے نام پر نام رکھا، قیامت تک صبح و شام اس پر برکت نازل ہوتی رہے گی۔"

حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا:

من ولد له مولود ذكر فسماه محمدا حبا لي وتبركا باسمي كان هو ومولوده في الجنة۔[83]

"جس کے ہاں بیٹا پیدا ہو اور میری محبت اور حصولِ برکت کے لئے اس کا نام محمد رکھے تو وہ اور اس کا بیٹا دونوں جنت میں جائیں گے۔"

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دوعالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما اجتمع قوم في مشورة معهم رجل اسمه محمد لم يدخلوه في مشورتهم إلا لم يبارك لهم فيه۔[84]

❖

81۔ بہارِ شریعت، حصہ 15، ص356، مکتبۃ المدینہ، 2011ء

82۔ کنز العمال، کتاب النکاح، الفصل الاول فی الاسماء، ج16، ص421، حدیث نمبر: 45221

83۔ کنز العمال، کتاب النکاح، الفصل الاول فی الاسماء، ج16، ص421، حدیث نمبر: 45223

84۔ کنز العمال، کتاب النکاح، الفصل الاول فی الاسماء، ج16، ص421، حدیث نمبر: 45224

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"جب کوئی قوم کسی مشورہ کے لئے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص "محمد" نام کا ہو اور وہ اسے مشورہ میں شریک نہ کریں تو ان کے لئے مشاورت میں برکت نہ ہو گی۔"

لہذا محمد بہت پیارا نام ہے، اس نام کی بڑی تعریف حدیثوں میں آئی ہے۔ اگر تصغیر کا اندیشہ نہ ہو تو یہ نام رکھا جائے اور ایک صورت یہ ہے کہ عقیقہ کا نام یہ ہو اور پکارنے کے لئے کوئی دوسرا نام تجویز کر لیا جائے، اس صورت میں نام کی بھی برکت ہو گی اور تصغیر سے بھی بچ جائیں گے۔ جب کوئی شخص اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے تو اسے چاہیے اِس نامِ پاک کی نسبت کے سبب اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرے اور اس کی عزت کرے۔

حضرت ابو شعیب رحمۃ اللہ علیہ، امام عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جو یہ چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے "اِنْ کَانَ ذَکَرًا فَقَدْ سَمَّیْتُهُ مُحَمَّدًا" "یعنی اگر یہ لڑکا ہوا تو میں نے اس کا نام محمد رکھا۔" ان شاء اللہ عزوجل لڑکا ہو گا۔[85]

نتیجۃ البحث:

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی بیان کردہ احادیث اور ان تمام دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ کسی کا بطورِ حقارت یا ذلت نام بدلنا، رکھنا یا اس کے نام کی تصغیر کر دینا ناجائز و ممنوع ہے بصورت دیگر اس میں کوئی قباحت نہیں۔ بلکہ اگر کسی کا نام برا ہے تو اس کو اچھے نام کے ساتھ بدلنا ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقَنُّعِ

سر، چہرے پر کپڑا لپیٹنے کے بارے میں روایات

اس باب میں وہ روایات لائی جائیں گی جو سر پر یا چہرے کو کسی چادر وغیرہ کے ڈھانپنے کے متعلق ہیں آیا ایسا کرنا کیسا ہے؟

نوٹ:

قال السندي: التقنع: سترُ الرأس بالرداء وإلقاء طرفه على الكتف.[86]

علامہ سندی کہتے ہیں کہ تقنع سے مراد سر کو چادر کے ساتھ ڈھانپنا اور اسکی ایک طرف کو کندھے پر ڈال دینا ہے۔

85۔ کتاب: فتاویٰ رضویہ۔ مصنف: امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ۔ کتاب الخطر والاباحۃ۔ ج24۔ ص290

86۔ الكتاب: مسند الإمام أحمد بن حنبل. المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ). المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون. إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي. الناشر: مؤسسة الرسالة. الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2001 م۔ مذکور فی حاشیہ، ج4۔ ص384 تحت حدیث 2629

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

9 حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ مُوسَى بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، قَالَ: " قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ، وَهُوَ يَعِظُهُ: يَا بُنَيَّ إِيَّاكَ وَالتَقَنُّعَ، فَإِنَّهُ مَخُوَنَةٌ بِاللَّيْلِ، أَوْ قَالَ: مَذَلَّةٌ بِالنَّهَارِ ". شَكَّ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْقَاضِي۔

حضرت قاسم بن مخیمرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: حضرت لقمان (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اس حال میں کہ آپ (علیہ السلام) اسے وعظ و نصیحت کر رہے تھے: اے میرے بیٹے! سر پر کپڑا لپیٹنے سے بچو، اس لیے کہ یہ رات میں خوف کا باعث اور دن میں ذلالت یا ندامت کا باعث بنتا ہے۔ ابو بکر احمد بن علی قاضی کو اس میں شک ہے (کہ دن کے متعلق کہا یا رات کے)

10 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ مِنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ عُبَيْدَةَ، قَالَ: «رَأَيْتُ طَاوُسًا عَلَيْهِ مِقْنَعَةُ الرُّهْبَانِ»۔

حضرت عبیدہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت طاؤس پر راہبوں والا کپڑا دیکھا جس کو آپ نے سر اور کندھے پر رکھا ہوا تھا۔

حضرت طاؤس کا تعارف:

طاؤس ابن کیسان: آپ خولانی ہمدانی یمانی ہیں، اصل میں فارسی النسل ہیں، بڑے عالم و عامل تھے، ۱۰۵ ایک سو پانچ ہجری میں وفات ہوئی۔[87]

11 حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، قَالَ: «رَأَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ يُصَلِّي وَهُوَ مُقْنِعٌ رَأْسَهُ»

حضرت ابو العلاء فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ نے اپنے سر پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حسن ابن علی: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، سبط رسول اللہ، ریحانہ رسول، سید شباب اہل جنت آپ کے القاب ہیں۔ ۱۵ رمضان ۳ھ تین ہجری میں آپ کی ولادت ہے، ۵۰ میں وفات، جنت البقیع میں مزار مقدس ہے۔ اپنے والد ماجد علی مرتضی کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے موت پر آپ سے بیعت کی لیکن آپ نے مسلمانوں میں خونریزی دفع کرنے کے لیے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرمالی، یہ واقعہ ۱۵ جمادی

87 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اولیٰ ۴۱ اکتالیس کو ہوا قریباً چھ ماہ خلافت کی، آپ کی وفات زہر دیئے جانے سے ہوئی، ۲۹ انتیس صفر یا چار ربیع الاول شنبہ کی شب ہوئی، اس کے متعلق اور بھی قول ہیں مگر چہارم ربیع الاول قوی ہے۔(مترجم از کتاب ہشت بہشت)[88]

12 حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: " قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَجَاءَ عُثْمَانُ، فَقِيلَ: هَذَا عُثْمَانُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ مِلَاءَةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَّعَ بِهَا رَأْسَهُ "

حضرت احنف بن قیس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ پر آپ کی پیلے رنگ کی چادر تھی، جس سے آپ نے اپنے سر کو ڈھانپا ہوا تھا۔

13 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ مُرَّةَ وَعَلَيْهِ مِقْنَعَةٌ»

حضرت اسماعیل بن ابو خالد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مرہ کو دیکھا، آپ نے سر پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔

14 حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبِيبٍ، قَالَ: «مَا رَأَيْتُ طَاوُسًا إِلَّا مُقَنَّعًا»۔

حضرت عبد اللہ بن حبیب لکھتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضرت طاؤس کو اس حالت میں نہیں دیکھا کہ آپ نے سر پر کپڑا نہ باندھا ہو۔

تشریح:

ان روایات میں سے صرف پہلی روایت میں چادر سے سر کو ڈھانپنے سے منع کیا گیا ہے، اس کے علاوہ کسی اور حدیث میں سر ڈھانپنے سے منع نہیں کیا گیا۔ مزید بر آں ان احادیث کی مطابقت بھی ہے۔

تطبیق:

حضرت لقمان نے جو اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ وہ سر کو نہ ڈھانپے، اور دوسری احادیث میں سر کو ڈھانپنے کو ذکر کیا گیا ہے یہ ایک دوسرے کہ خلاف نہیں، کیونکہ سر کو ڈھانپنے کے دو پہلوں ہیں، ایک پہلو تو یہ ہے کہ ویسے ہی سر پر ٹوپی یا عمامہ شریف کے ہونے کے باوجود وہ سر کو بلا ضرورت ڈھانپے جبکہ دوسرا پہلو یہ ہے کہ عمامہ شریف باندھنے کے لیے وہ سر پر کپڑا باندھتا ہے یا سردی وغیرہ سے بچنے کے لیے یا پھر کسی دشمن کے خوف سے۔ پہلی صورت میں (ویسے ہی سر پر ٹوپی یا عمامہ شریف کے ہونے کے باوجود وہ سر کو بلا ضرورت ڈھانپے) سر پر مزید کپڑے ڈالنے سے منع کیا گیا ہے اس سے ذہن پر بھی اثر ہو سکتا ہے، مثال کے طور پر اب کوئی بندہ سخت گرمیوں میں عمامہ شریف کے باوجود سر پر مزید کپڑے ڈالے گا تو صاف ظاہر ہے لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھیں گے، جبکہ دوسری صورت میں (عمامہ شریف باندھنے کے لیے وہ سر پر کپڑا باندھتا ہے یا سردی وغیرہ سے بچنے کے لیے چادر استعمال کرتا ہے یا پھر کسی دشمن کے خوف سے۔) سر پر کپڑا ڈالنا، نہ یہ کہ

88۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صرف جائز ہے بلکہ اس کا اجر و ثواب بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سنت پر جب عمل ہو گا تو نبی اکرم ﷺ اپنے امتی سے خوش ہوں گے۔ عمامہ شریف کے فضائل تو مشہور ہیں لیکن دشمن سے بچنے کے لیے یا دشمن کو بے خبر رکھنے کے لیے سر یا چہرے کو ڈھانپنے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے جیسا کہ حدیث کریمہ میں خود نبی اکرم ﷺ نے کفار کو بے خبر رکھنے کی غرض سے ایسا فرمایا۔ امام بخاری لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: هَاجَرَ نَاسٌ إِلَى الحَبَشَةِ مِنَ المُسْلِمِينَ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَوَتَرْجُوهُ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: «نَعَمْ» فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصُحْبَتِهِ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ. قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، فَقَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا، فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِدًا لَكَ أَبِي وَأُمِّي، وَاللَّهِ إِنْ جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ حِينَ دَخَلَ لِأَبِي بَكْرٍ: «أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ» قَالَ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الخُرُوجِ» قَالَ: فَالصُّحْبَةُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بِالثَّمَنِ» قَالَتْ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الجِهَازِ، وَضَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ، فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا، فَأَوْكَأَتْ بِهِ الجِرَابَ، وَلِذَلِكَ كَانَتْ تُسَمَّى ذَاتَ النِّطَاقِ، ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ ثَوْرٌ، فَمَكُثَ فِيهِ ثَلاَثَ لَيَالٍ، يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَهُوَ غُلاَمٌ شَابٌّ لَقِنٌ ثَقِفٌ، فَيَرْحَلُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحَرًا، فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ، فَلاَ يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ، حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلاَمُ، وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ، فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ العِشَاءِ، فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلِهِمَا حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلاَثِ۔[89]

89۔ صحیح بخاری: باب التقنع، ج7، ص145، حدیث نمبر: 5807

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے عائشہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ بہت سے مسلمان حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) بھی ہجرت کی تیاریاں کرنے لگے لیکن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ کیونکہ مجھے بھی امید ہے کہ مجھے (ہجرت کی) اجازت دی جائے گی۔ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: کیا آپ کو بھی امید ہے؟ میرا باپ آپ پر قربان۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ ہاں۔ چنانچہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ رہنے کے خیال سے رک گئے اور اپنی دو اونٹنیوں کو ببول کے پتے کھلا کر چار مہینے تک انہیں خوب تیار کرتے رہے۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہم ایک دن دوپہر کے وقت اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سر ڈھکے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ اس وقت عموماً نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے تھے۔ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا میرے ماں باپ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان ہوں، نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسے وقت کسی وجہ ہی سے تشریف لا سکتے ہیں۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مکان پر پہنچ کر اجازت چاہی اور ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے انہیں اجازت دی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اندر تشریف لائے اور اندر داخل ہوتے ہی ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ جو لوگ تمہارے پاس اس وقت ہیں انہیں اٹھا دو۔ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی میرا باپ آپ پر قربان ہو یا رسول اللہ! یہ سب آپ کے گھر ہی کے افراد ہیں۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی پھر یا رسول اللہ ﷺ! مجھے رفاقت کا شرف حاصل رہے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرے باپ آپ پر قربان ہوں ان دو اونٹنیوں میں سے ایک آپ لے لیں۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا لیکن قیمت سے۔ عائشہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ پھر ہم نے بہت جلدی جلدی سامان سفر تیار کیا اور سفر کا ناشتہ ایک تھیلے میں رکھا۔ اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے پٹکے کے ایک ٹکڑے سے تھیلہ کے منہ کو باندھا۔ اسی وجہ سے انہیں ذات النطاق (پٹکے والی) کہنے لگے۔ پھر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ثور نامی پہاڑ کی ایک غار میں رہے اور تین دن تک اسی میں ٹھہرے رہے۔ عبد اللہ بن ابی بکر (رضی اللہ عنہ) رات آپ حضرات کے پاس ہی گزارتے تھے۔ وہ نوجوان ذہین اور سمجھدار تھے۔ صبح تڑکے میں وہاں سے چل دیتے تھے اور صبح ہوتے ہوتے مکہ کے قریش میں پہنچ جاتے تھے۔ جیسے رات میں مکہ ہی میں رہے ہوں۔ مکہ مکرمہ میں جو بات بھی ان حضرات کے خلاف ہوتی اسے محفوظ رکھتے اور جوں ہی رات کا اندھیرا چھا جاتا غار ثور میں ان حضرات کے پاس پہنچ کر تمام تفصیلات کی اطلاع دیتے۔ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے مولیٰ عامر بن فہیرہ (رضی اللہ عنہ) دودھ دینے والی بکریاں چراتے تھے اور جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا تو ان بکریوں کو غار ثور کی طرف ہانک لاتے تھے۔ آپ حضرات بکریوں کے دودھ پر رات گزارتے اور صبح کی پو پھٹتے ہی عامر بن فہیرہ (رضی اللہ عنہ) وہاں سے روانہ ہو جاتے۔ ان تین راتوں میں انہوں نے ہر رات ایسا ہی کیا۔"

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اس حدیث سے واضحۃً معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کی وجہ سے یا دشمن کو بے خبر رکھنے کے لیے سر پر کپڑا وغیرہ ڈال سکتے ہیں، اور اس میں کسی قسم کی کوئی قید بھی نہیں۔

مذکورہ باب میں روایت نمبر 10 میں ہے کہ حضرت طاؤس نے راہبوں والا کپڑا سر پر رکھا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ مختلف اقسام کے کپڑے کو استعمال کیا جا سکتا ہے اور اسے چادر یا عمامہ شریف کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ریشم کے کپڑے کے بارے میں چونکہ نص موجود ہے اس لیے اس سے احتراز ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ کفار کی مشابہت نہ کی جائے کیونکہ کفار کی مشابہت سے بچنے کا حکم ہے۔ لہذا سکھوں کی طرز پر پگڑی وغیرہ باندھنا ممنوع ہے۔

مذکورہ باب کی میں روایت نمبر 12 میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پیلے رنگ کا کپڑا سر پر باندھا ہوا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیلے رنگ کا عمامہ بھی پہن سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

روایت نمبر 14 میں ہے کہ حضرت طاؤس کو کبھی اس حالت میں نہیں دیکھا گیا کہ آپ کے سر پر کپڑا موجود نہ ہو جس کا آپ نے عمامہ باندھا ہوا ہو، بلکہ جبھی آپ کو دیکھا گیا آپ کے سر پر عمامہ شریف ہوتا۔ معلوم ہوا کہ عمامہ شریف کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا چاہیے۔

نتیجۃ البحث:

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی وارد کردہ احادیث اور ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ بلا ضرورت اور بغیر کسی حکم شرعی کے چادر سے اپنے چہرے کو ڈھانپنا ناپسندیدہ ہے، اور سر پر عمامہ شریف باندھنا سنت سلف وصالحین اور سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَبِيتُ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ

اس آدمی کا بیان جو رات گذارے جبکہ اس کے ہاتھ میں گوشت کی چکناہٹ ہو

اس باب میں اس بات پر روایات لائی جائیں گی کہ اگر کوئی چیز کھائی ہے اور ہاتھ ابھی چکناہٹ ہے لیکن دھوئے نہیں تو آیا اسی حالت میں سو جائے، یا اس کو دھولے؟

15 حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ نَامَ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ»

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "جو شخص سو جائے اور اس کے ہاتھ میں گندگی اور چکنائی ہو اور وہ اسے نہ دھوئے پھر اس کو کوئی نقصان پہنچے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے"۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو ہریرہ: آپ کے نام اور نسب میں بہت ہی اختلاف ہے، زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد الشمس یا عبد عمرو تھا اسلام میں آپ کا م نام عبد اللہ یا عبد الرحمن ہوا۔ قوی یہ ہے کہ آپ دوسی ہیں، حاکم اور ابو احمد کہتے ہیں کہ آپ کا نام عبد الرحمن ابن صخر ہے مگر نام گم ہو کر رہ گیا خیبر کی فتح کے سال ایمان لائے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے، پھر حضور کے ساتھ سایہ کی طرح رہے علم کا بہت شوق تھا ہر دم حضور کے ساتھ رہتے تھے اللہ نے آپ کو غضب کا حافظہ دیا تھا آپ نے ایک بار حضور انور کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میں حضور کے فرمان بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ آپ نے پھیلائی حضور انور نے کچھ پڑھ کر دم فرمایا آپ نے چادر سینے سے لگائی پھر حافظہ بہت ہی قوی ہو گیا، امام بخاری کہتے ہیں کہ آپ سے آٹھ سو حضرات سے زیادہ نے روایات لیں حتی کہ حضرت ابن عباس ابن عمر، جابر، انس نے بھی، آپ کی عمر اٹھتر سال ہوئی، ۵۷ھ ستاون یا اٹھاون میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔[90]

16 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ الدَّسَمَ»

حضرت واصل فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ یقینا شیطان چکنائی میں موجود ہوتا ہے۔

17 حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ نَامَ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ، فَلَمْ يَغْسِلْهُ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جو شخص اس حال میں سوئے کہ اس کے ہاتھ میں گوشت کی چکناہٹ کی بو ہو اس نے اسے دھویا نہ ہو پھر اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ ہرگز ملامت نہ کرے مگر اپنے ہی نفس کو۔

تشریح:

ہمیں اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس ذات باری تعالیٰ نے اپنا سب سے زیادہ محبوب ﷺ ہم کو عطا فرمایا۔ اور اس محبوب ﷺ نے ہم کو ہر چیز میں آداب و تعلیم عطا فرمائی۔ اس باب کی احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے ہم کو یہ ادب سکھایا کہ جب کوئی چیز کھاؤ، تو اس کے بعد ہاتھ وغیرہ دھو لیا کرو۔ کھانے میں استعمال شدہ ہاتھ کو بغیر دھوئے ہی نہ سو جایا کرو۔

90۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ظاہر سی بات ہے اگر ہم کھانا تناول کرنے کے بعد اپنے ہاتھ نہیں دھوتے تو سائنس کی روسے وہ جراثیم ہاتھ میں ہی رہتے ہیں، اور اس کا نقصان کئی طرح سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے ہاتھ سے کھانا تناول کیا یا کچھ میٹھی چیز وغیرہ کھائی اور بغیر ہاتھ دھوئے اور صاف کیے ہی وہ سو گیا تو اب سونے کی حالت میں وہ اپنے ہاتھ کا دفاع کرنے سے تو قاصر ہو گیا، کیا پتہ کوئی بھی موذی جانور یا حشرات الارض میں سے اس کے ہاتھ کو نقصان پہنچادے کیونکہ اس کے ہاتھ میں کھانے کی بو اور ذائقہ تو ابھی تک موجود ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں سوئے کہ اس کے ہاتھ میں گوشت کی چکناہٹ کی بو ہو اس نے اسے دھویا نہ ہو پھر اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ ہر گز ملامت نہ کرے مگر اپنے ہی نفس کو۔ لہذا ہمیں نبی اکرم ﷺ کے فرمان پر عمل کرنا چاہیے اور حتیٰ الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ اس کی عادت اپنا لی جائے تاکہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان پر عمل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بھی موذی جانوروں سے محفوظ رکھ سکیں۔ فتاوٰی ہندیہ میں ہے:

"کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں ہی نہ دھوئے کہ اس سے سنت ادا نہ ہو گی لیکن اس کا دھیان رہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھنا نہ چاہیے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تولیا یا رومال سے پونچھ لینا چاہیے تاکہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔"[91]

بعد از طعام کے مختصر متفرق مسائل:

کھانے کے بعد یہ دُعا بھی پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ۔[92]

ترجمہ: اللہ عزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے ہمیں کِھلایا، پلایا اور ہمیں مُسلمان بنایا۔

ویسے تو یہ چھوٹی سی دعا ہے جو ہر ایک کو آنی چاہیے لیکن اگر کسی کو یہ یاد کرنے کے باوجود نہیں حفظ ہو رہی تو کوئی بھی چیز کھانے یا پینے کے بعد کم از کم "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" تو ضرور کہنا چاہیے تاکہ جس ذات نے کھلایا پلایا ہے کم از کم زبان سے تو اس کا شکریہ ادا کیا جاسکے، ویسے تو اس کا احسان ہم کبھی بھی نہیں اتار سکتے، چاہے ہزار بار مر کے جئیں۔

چونکہ عصر حاضر میں صابون کو عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے لہذا کھانے کے بعد ہاتھ صابون سے اچّھی طرح دھو کر پونچھ لیجئے۔

تَولیہ سے ہاتھ پُونچھ سکتے ہیں۔ پہنے ہوئے کپڑے سے ہاتھ مت پُونچھئے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمام اَہلسنت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن اہلِ تجربہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دامن (یا آنچل) سے ہاتھ منہ پونچھنا بھول پیدا (یعنی حافظہ کمزور) کرتا ہے۔[93]

91۔ الفتاوٰی الهندیة. کتاب الکراهیة. الباب الحادی عشر فی الکراهیة۔۔۔ الخ. ج5. ص337

92۔ سنن ابی داؤد ج3. ص366 حدیث 3850. الناشر: المکتبة العصریة. صیدا - بیروت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

پہنے ہوئے لباس یا عمامہ سے چکنے یا بدبودار ہاتھ پونچھنا جائز نہیں کہ اِس طرح وہ لباس وغیرہ خراب ہو جائے گا اور مال کو خراب کرنا جائز نہیں۔[94]

کھانا کھانے کے فوراً بعد سخت ورزش کرنا یا زیادہ وزنی چیز اُٹھانا، گھسیٹنا وغیرہ سخت محنت کے کام سے آنت اُتر جانے، اپنڈکس ہو جانے یا پیٹ بڑھنے کے امراض پیدا ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا فی الفور ایسے امور سے گریز ضروری ہے۔

کھانے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بُلند آواز سے اُس وَقت کہیے جب سب کھانے سے فارِغ ہو چکے ہوں ورنہ آہستہ کہیے، کھانے کے بعد دعائیں اگر مل کر پڑھنی ہوں تو اُسی وَقت پڑھائی جائیں جب ہر فرد فارِغ ہو چکا ہو ورنہ جو کھا رہا ہے وہ شرمندہ ہو گا۔

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی وارد کردہ احادیث اور تشریح میں ذکر کردہ دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ کھانے کے بعد کے آداب بھی بجالانے چاہئیں بالخصوص ہمیشہ ہاتھ دھو لینے چاہئیں، تاکہ نقصان کا اندیشہ نہ رہے۔

بَابُ مُجَالَسَةِ النَّاسِ وَمُخَالَطَتِهِمْ

لوگوں کا باہم بیٹھنا اور ان کا مل جُل کر رہنے (خوش اخلاقی کا برتاؤ) کرنے کا بیان

اس باب میں لوگوں کا باہم مل جل کر رہنے پر روایات لائی جائیں گی، اور انکے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے کی ترغیب دلائی جائے گی، مزید بر آں انکی طرف سے تکالیف پر صبر کرنے کی تلقین کی جائے گی۔

18 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، قَالَ: قَالَ صَعْصَعَةُ لِابْنِ أَخِيهِ: «إِنِّي كُنْتُ أَحَبَّ إِلَى أَبِيكَ مِنْكَ، وَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنِ ابْنِي، فَإِذَا لَقِيتَ الْمُؤْمِنَ فَخَالِطْهُ، وَإِذَا لَقِيتَ الْفَاجِرَ فَخَالِفْهُ»

حضرت میمون بن ابو شبیب فرماتے ہیں کہ حضرت صعصعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے کو فرمایا: بیشک میں آپ کے باپ کے نزدیک آپ سے زیادہ پسندیدہ تھا۔ اور آپ میرے نزدیک میرے بیٹے سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ جب آپ کسی مومن سے ملیں تو اس کے ساتھ مل جل کر رہیں اور جب آپ کسی بدکار سے ملیں تو اس کی مخالفت کریں۔

93۔ فتاویٰ رضویہ، جلد اوّل، حصہ اول، ص 331، رضا فاؤنڈیشن

94۔ فتاویٰ رضویہ، جلد اوّل، حصہ اول، ص 335، رضا فاؤنڈیشن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

19 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ، وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ أَفْضَلُ مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ»۔

حضرت یحییٰ بن وثاب رضی اللہ عنہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کسی صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے اس شخص سے افضل ہے جو نہ لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور نہ ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے۔

20 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابَاهَ. قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: «خَالِطُوا النَّاسَ وَزَايِلُوهُمْ بِمَا يَشْتَهُونَ، وَدِينَكُمْ لَا تَكْلِمُنَّهُ»۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ ملو اور جس چیز (بد عملی) کو وہ چاہتے ہیں ان سے جدا ہو جاؤ۔ اور اپنے دین کو زخم نہ دو۔ (یعنی لوگوں کے سامنے اپنے دین کو اس طرح پیش نہ کرو کہ تمہارے دین کو برا بھلا سمجھیں)

تشریح:

باب مذکورہ کی احادیث میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے۔ دنیا کی زندگی میں انسان کے لیے مل جل کر رہنا ناگزیر ہے۔ کوئی شخص بالکل الگ تھلگ زندگی گزار نہیں سکتا۔ اب چونکہ طبیعتیں الگ الگ ہیں، اس لیے جب بھی کچھ لوگ مل کر رہیں گے ان کے درمیان لازماً شکایات پیدا ہوں گی۔ ایسی حالت میں قابل عمل صورت صرف یہ ہے کہ شکایتوں کو نظر انداز کیا جائے اور خوش اسلوبی کے ساتھ تعلق کو نبھانے کا اصول اختیار کیا جائے۔ اسی لیے اس باب کی احادیث میں بھی اس بات کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے ساتھی کی ایک خرابی آدمی کے سامنے آتی ہے اور وہ بس اسی کو لے کر اپنے ساتھی سے روٹھ جاتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ سوچے تو وہ پائے گا کہ ہر ناموافق صورت حال میں کوئی خیر کا پہلو موجود ہے۔ کبھی کسی واقعہ میں آدمی کے لیے صبر کی تربیت کا امتحان ہوتا ہے۔ کبھی اس کے اندر اللہ کی طرف رجوع اور انابت کی غذا ہوتی ہے۔ کبھی ایک چھوٹی سی تکلیف میں کوئی بڑا سبق چھپا ہوا ہوتا ہے۔

دراصل مل جل کر رہنے کے احکام کا منشاء یہ ہے کہ لوگوں کے مال اور ذات کی اصلاح اور خیر خواہی ہونی چاہیے لہٰذا ان کے ساتھ مل جل کر رہنا، ایک ہی جگہ مل کر کھانا، پینا اور ترقی کے نقطۂ نظر سے ان کے مال کو اپنے کاروبار میں شامل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ پسماندہ اور والدین کی سرپرستی سے محروم ہونے اور اخوت اسلامی کی بنا پر وہ تمہارے بھائی ہیں۔ ان کے ساتھ ایک بھائی جیسی ہی خیر خواہی ہونی چاہیے۔ یہ وضاحت اور آسانی اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم پر سخت احکامات نازل کر سکتا تھا۔ لیکن یاد رکھنا اللہ تعالیٰ تمہاری نیتوں اور طرز عمل کو جانتا ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ کون زیادتی اور خرابی اور کون اصلاح [illegible]

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کر رہا ہے۔ بے شک تم عارضی اور وقتی طور پر کمزور لوگوں پر بالا دست ہو۔ مگر زیادتی نہ کرنا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ بالا دست اور حکمت والا ہے۔

انسانی فطرت کو دیکھتے ہوئے ایک اور اہم پہلو بھی سامنے آتا ہے جس سے رشتہ و قرابت کی اہمیت افادیت اور ضرورت واضح ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ انسان فطری طور پر اجتماعیت پسند ہے۔ بڑی اجتماعیت میں شریک ہو کر اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے اور اپنے حصے کے فرائض انجام دینے کے لیے تو ایک بڑی حوصلہ مندی کی ضرورت ہے اور زندگی کے وسیع تجربات کے بعد آدمی اس میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ لیکن ایک محدود سطح پر مل جل کر رہنا، مل جل کر بہت سے کام انجام دینا یہ انسانی فطرت کا اولین تقاضا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر بچہ کھیلنے کے لیے ہمجولی تلاش کرتا ہے، سکول میں بچے اپنے ہم عمر بچوں سے پیار کرتے ہیں، جماعت کا اشتراک، مضامین کا اشتراک، ان میں باہمی تعلقات کا سبب بنتا ہے۔ جب آدمی عملی زندگی میں داخل ہوتا ہے تو خیالات کی ہم آہنگی، پیشے کی یکسانی، ہمسائیگی، ہم وطنی، ہم مذاقی، یہ جو اشتراک کی مختلف صورتیں ہیں یہ باہم مل کر چلنے کا جذبہ پیدا کرتی ہیں اور ایک ہونے کا احساس دلاتی ہیں۔ حتیٰ کہ ایک کالج کے پڑھے ہوئے لوگ ہمیشہ کالج کے انتساب کو اور یونیورسٹی کے فارغ التحصیل یونیورسٹی کے انتساب کو تعلقات کی بنیاد قرار دے کر اپنی یادیں محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیاسی دنیا میں، سیاسی جماعتوں میں شرکت کی بنیاد پر تعلقات کی بنیاد وجود میں آتی ہے۔ مختصر یہ کہ محدود یا وسیع سطح پر مل کر رہنا، مل کر چلنا، مشترک اعمال بجالانا، یہ یکسانی کی صورتیں ہیں جو انسانی فطرت کا تقاضا ہیں اور ان کی بنیاد پر اجتماعیت کی مختلف شکلیں وجود میں آتی ہیں اور انسان انہی کو اپنے لیے زندگی کا سہارا سمجھتا ہے۔ اسلام اشتراک کی ان تمام صورتوں اور تعلقات کی ان تمام بنیادوں کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ یہ واضح کرتا ہے کہ یہ ساری بنیادیں اور سارے اشتراکات مصنوعی اور تمھارے اپنے پیدا کردہ ہیں۔ لیکن حقیقی اشتراک کی وہ گرہ جو اللہ نے تمھارے درمیان باندھ رکھی ہے اور جسے تم کھولنا بھی چاہو تو کھول نہیں سکتے اور پھر جو جذبات کی شدت ان سے وجود میں آسکتی ہے ظاہر ہے کوئی اور بندھن اور کوئی اور تعلق اس کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اس گرہ کو مضبوط باندھنے کی کوشش کرو اور اسی تعلق کو تمام تعلقات کی بنیاد جانو۔ مزید بر آں ارشاد خداوندی ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۔[95]

ترجمہ: "اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ ڈالو' اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم (آپس میں) دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تو تم اس کے کرم سے آپس میں بھائی بھائی

95۔ آل عمران:103

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہو گئے اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے نجات دی' اللہ اسی طرح تمہارے لیے اپنی آیتوں کو بیان فرماتا ہے۔ تا کہ تم ہدایت پاؤ۔"

مذکورہ باب میں حدیث نمبر:18 میں ہے کہ جب تو کسی مومن سے ملے تو اس کے ساتھ گھل مل جا اور جب کسی فاجر سے ملے تو اس کی مخالفت کر۔ معلوم ہوا کہ ہر ایک کے ساتھ مل جل کر رہنے کا حکم نہیں بلکہ فاجر و فاسق معلن سے دوری ہی اچھی چیز ہے۔ ہاں اگر آپ اسلام کے احکامات کی تبلیغ کی غرض سے اس کے ساتھ ملتے جلتے ہیں، تا کہ وہ اسلام سے متاثر ہو اور دین اسلام کے احکامات پر عمل پیرا ہو تو یہ ثوب کا مقام ہے۔ عصر حاضر میں کئی لوگ سب کو خوش کرنے کی غرض سے فاسقوں فاجروں بلکہ کئی تو کافروں سے بھی یارانہ رکھتے ہیں اور خالص مسلمانوں میں بھی گھر کرنا چاہتے ہیں، اگر یہ تبلیغ کی غرض سے ہے تو ٹھیک بصورت دیگر وہ مندرجہ ذیل حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا مقام خود سوچ لیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَثَلُ الْمُنَافِقِ، كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هَذِهِ مَرَّةً وَإِلَى هَذِهِ مَرَّةً».[96]

حضرت ابن عمر سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق اس بکری کی طرح ہے جو دو بکروں کے درمیان گھومے (چکر لگائے) کبھی اس (بکرے) کے پاس پہنچ جائے کبھی اس (بکرے) کے پاس۔

یعنی وہ جو دونوں کو راضی کرنے اور دونوں سے لذت اور نفع حاصل کرنے کے لیے کبھی اس کے پاس جائے اور کبھی دوسرے کے پاس، جس سے اس کا بچہ ولدِ نا معلوم ہو۔ خیال رہے کہ کافر و مؤمن سب کو راضی کرنے کی کوشش میں رہنا خطرناک بیماری ہے جس سے اس کا خود اپنا کوئی دین نہیں رہتا۔ اسی لئے یہاں ایسی گندی چیز سے تشبیہ دی گئی ہے تا کہ دلوں میں اس سے نفرت پیدا ہو۔ اس بیماریِ نفاق میں آجکل بہت سے صلح کلی مسلمان مبتلا ہیں۔ بعض عقلمندوں کے ہاں تقیہ کر کے کافر و مؤمن سب کو خوش کر دینا اور ہر ایک سے نفع حاصل کر لینا عبادت ہے۔ خدا ایسی شیطانی عبادت سے بچائے۔

مذکورہ باب میں حدیث نمبر:19 میں ہے کہ وہ مومن جو لوگوں میں گھل مل نہیں جاتا اور نہ ہی ان کی طرف سے تکالیف پر صبر کرتا ہے اس سے وہ مومن افضل ہے جو لوگوں میں گھل مل جاتا ہے اور ان کی تکالیف پر صابر رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ لوگوں میں گھل مل جانا اور انکی تکالیف پر صبت کرنے میں اجر ہے، تبھی تو پہلی صورت کے مومن سے افضل ہے۔

❖

96 ۔ الكتاب: المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ). المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء التراث العربي– بيروت. كتاب صفات المنافقين، ج4، ص2146، حديث نمبر 2784

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مذکورہ باب میں حدیث نمبر:20 میں ہے کہ لوگوں سے میل جول ضرور رکھو لیکن اگر وہ کسی گناہ کو چاہتے ہیں تو تم اس میں شریک نہ ہو۔ لہذا پہلے تو انکو گناہ کرنے سے روکا جائے اگر پوری کوشش کے باوجود وہ اس سے باز نہیں آتے تو تم ان سے الگ تھلگ ہو جاؤ۔

نتیجۃ البحث:

امام ابو بکر ابن شیبہ رضی اللہ عنہ کی وارد کردہ احادیث اور دیگر دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ اچھے لوگوں میں گھل میل جانا چاہیے اور اگر کبھی انکی طرف سے کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے تو صبر کرنا چاہیے۔ جبکہ وہ شخص جو فاسق و فاجر معلن ہو اور اس کا پلٹنا بعید ہو اس سے دوری کا حکم ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ اطِّلَاعِ الرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ

آدمی کا دوسرے آدمی پر جھانکنے کی کراہت کا بیان

اس باب میں وہ روایات لائی جائیں گی جو اس امر پر روشنی ڈالیں گی کہ بغیر اجازت کسی پر جھانکنا ممنوع ہے۔

21 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، يَقُولُ: اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ مِدْرًى يَحُكُّ رَأْسَهُ، فَقَالَ: «لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ».

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حجرے میں سوراخ سے جھانکا، اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس کنگھی تھی جس سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنا سر کھجلا رہے تھے۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں یہ کنگھی تیری آنکھ میں مار دیتا۔ اس لیے کہ اجازت تو آنکھ کی وجہ سے ہی مانگی جاتی ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سہل ابن سعد: آپ ساعدی انصاری ہیں، آپ کی کنیت ابو العباس ہے، آپ کا نام پہلے حزن تھا حضور انور نے سہل رکھا، حضور انور کی وفات کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے، آپ کی وفات ۹۱ میں مدینہ منورہ میں ہوئی، مدینہ منورہ میں آخری صحابی آپ ہی فوت ہوئے کہ آپ کی وفات سے مدینہ صحابہ سے خالی ہو گیا۔[97]

97۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

22 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ بَرَكَةَ بْنِ يَعْلَى التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سُوَيْدٍ الْعَبْدِيِّ، قَالَ: كُنَّا بِبَابِ ابْنِ عُمَرَ نَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ، فَحَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ، فَرَآنِي، فَقَالَ: «أَيُّكُمُ الْمُطَّلِعُ فِي دَارِي»، قَالَ: قُلْتُ: "أَنَا أَصْلَحَكَ اللهُ، حَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَنَظَرْتُ، فَقَالَ: «وَيَحِلُّ لَكَ أَنْ تَطَّلِعَ فِي دَارِي»۔

حضرت ابو سوید عبدی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابن عمر کے دروازے پر ان سے اجازت طلب کر رہے تھے کہ میری (دروازے میں سے) نگاہ پڑ گئی اور انہوں نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا تم میں سے کس نے میرے گھر میں جھانکا؟ میں نے عرض کیا: میں نے اللہ آپ کو درست رکھے کہ اچانک میری نظر پڑ گئی تو میں نے دیکھ لیا۔ آپ نے فرمایا: اور کیا تیرے لیے حلال تھا کہ تو میں میرے گھر میں جھانکے؟ (یعنی یہ مناسب نہیں کہ کسی کے گھر میں جھانکا جائے)۔

23 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ: أَنَّ سَعْدًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ النَّظَرِ»

حضرت ہذیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا سر داخل کر کے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اجازت مانگی۔ اس پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بیشک اجازت طلب کرنا تو نظر کی وجہ سے مقرر کیا گیا ہے۔ (جبکہ آپ نے تو پہلے پہلے ہی جھانک لیا)

24 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ سَبَقَهُ بَصَرُهُ إِلَى الْبُيُوتِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ فَقَدْ دَمَرَ»، قَالَ عَوْفٌ: يَعْنِي دَخَلَ"۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس نے پہلے ہی گھر میں جھانک کر دیکھ لیا تو گویا کہ وہ داخل ہو گیا۔

25 حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ هُزَيْلٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ فَوَقَفَ عَلَى بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْذِنُ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَكَذَا عَنْكَ وَهَكَذَا، فَإِنَّمَا الِاسْتِئْذَانُ مِنَ النَّظَرِ»

حضرت ہزیل رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنے لگا۔ وہ بالکل دروازے پر کھڑا ہوا تھا اس پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: یہاں سے یہاں آجاؤ۔ اس لیے کہ اجازت تو آنکھ کی وجہ سے مانگی جاتی ہے۔

26 حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ أَنَّ أَحَدًا اطَّلَعَ عَلَى نَاسٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَؤُوا عَيْنَهُ»

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے کچھ لوگوں پر جھانکے تو لوگوں کے لیے حلال ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔

27 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِهِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ خَلَلِ الْبَابِ، فَسَدَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمِشْقَصٍ، فَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ»

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر میں تھے تو کسی آدمی نے دروازے کے شگاف سے جھانکا۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسکی طرف نیزے کا پھل پھینک دیا تو وہ آدمی پیچھے ہٹ گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حضرت انس ابن مالک: آپ کا نام انس ابن مالک ابن نضر ہے، کنیت ابو حمزہ ہے، خزرجی انصاری ہیں، حضور انور کے خادم خاص آپ کی والدہ ام سلیم بنت ملحان ہیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو جناب انس کی عمر دس سال تھی، جب حضور انور کی وفات ہوئی تو آپ بیس سالہ تھے، دس سال تک مسلسل حضور انور کی خدمت کی، خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہو گئے وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی، آپ بصرہ کے آخری صحابی ہیں، ۹۱ھ میں وفات ہوئی، ایک سو تین سال عمر ہوئی، بعض نے فرمایا ۹۹ سال عمر ہوئی، آپ کے اولاد اسی ۸۰ یا سو ۱۰۰ ہے، اٹھتر لڑکے اور دو لڑکیاں یعنی اولاد در اولاد آپ سے بہت مخلوق نے روایت لیں۔ خلاصہ میں ہے کہ آپ کی احادیث ایک ہزار دو سو چھیاسی ہیں جن میں سے ایک سو اڑسٹھ حدیثیں متفق علیہ ہیں اور تراسی ۸۳ احادیث بخاری کی اکہتر ۷۱ مسلم کی۔[98]

28 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نَذِيرٍ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى حُذَيْفَةَ، فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ، فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: «قَدْ أَدْخَلْتَ رَأْسَكَ، فَأَدْخِلْ أُسْتَكَ»

حضرت مسلم بن نذیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اپنا سر داخل کر کے اجازت مانگی۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تو نے اپنا سر داخل کر ہی لیا ہے تو اپنی سرین بھی داخل کر لے۔

98۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تشریح:

اس باب میں وارد کردہ احادیث میں کسی کے گھر یا کمرے وغیرہ میں داخل ہونے کے لیے اجازت مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، اور شفیقِ امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی امت کو آداب سکھائے کہ بغیر اجازت کے ہی گھروں میں نہ جھانکو اور نہ ہی بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں داخل ہوں۔

گھر یا کمرے میں داخل ہونے کے آداب:

اس سلسلے میں امت محمدیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو چاہیے کہ جب بھی گھر یا کمرے میں داخل ہوں تو گھر میں جھانکیں بالکل نہیں اور اجازت لے کر داخل ہوں۔ اور گھر میں داخل ہونے پر سلام کریں۔ حدیث مرفوعہ ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُونُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ»[99]

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: "اے بیٹے! جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو کیونکہ تمہارا سلام تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لئے باعثِ برکت ہوگا۔"

ایسے ہی جب کسی کے گھر جائیں تو دروازے سے گزرتے وقت ضرور تا دوسرے کمرے کی طرف جاتے ہوئے کھنکار لینا چاہیے تاکہ گھر کے دیگر افراد کو ہماری موجودگی کا احساس ہو جائے اور وہ آگے پیچھے ہو سکیں۔ حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدْخَلَانِ: مُدْخَلٌ بِاللَّيْلِ، وَمُدْخَلٌ بِالنَّهَارِ. فَكُنْتُ إِذَا أَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي «يَتَنَحْنَحُ لِي»[100]

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں ایک مرتبہ رات کے وقت اور ایک مرتبہ دن کے وقت حاضر ہوتا تھا۔ جب میں رات کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضری دیتا جبکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نماز پڑھ رہے ہوتے تو میرے لیے کھنکھار ہوتی (یعنی میں کھنکھارتا)

99۔ جامع الترمذی. کتاب الاستئذان والآداب. باب ماجاء فی التسلیم اذا دخل بیته. الحدیث2698. ج5. ص59

100 ۔ الكتاب: سنن ابن ماجه. المؤلف: ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ). تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي. كتاب الادب. باب الاستئذان. الحديث3708. ج2. ص1222

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جب کسی کے گھر جائیں تو سلام کریں اور اپنا نام بتائیں اور پوچھیں کہ کیا میں اندر آسکتا ہوں اگر اجازت مل جائے فبھا ورنہ ناراض ہوئے بغیر واپس لوٹ آئیں۔ اس دوران دروازے سے ہٹ کر کھڑے ہوں تا کہ گھر میں نظر نہ پڑے۔ حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ، وَلَكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ، أَوِ الْأَيْسَرِ، وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ»[101]

"حضرت سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم جب کسی دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ دائیں یا بائیں طرف دروازے سے ہٹ کر کھڑے ہوتے تھے۔ اور فرماتے "السلام علیکم السلام علیکم۔"

اس باب میں روایت نمبر:21 میں ہے کہ اگر میں تجھ کو سوراخ میں سے جھانکتے ہوئے دیکھ لیتا تو تمہاری آنکھ میں کوئی چیز دے مارتا، کیونکہ آنکھ ہی تو وہ چیز ہے جس کی وجہ سے اجازت طلب کی جاتی ہے۔ اس سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ جھانکنا ممنوع ہے وہاں اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ بغیر کسی شرعی ضرورت کہ اگر کوئی کسی کے گھر میں جھانکے تو گھر میں سے کوئی بندہ اس کے جھانکنے کو دوران اس کی آنکھ بھی پھوڑ دے تو آنکھ پھوڑنے والے پر کوئی تاوان نہیں ہو گا۔ اور اسی کی صراحت اس باب میں حدیث نمبر:26 میں ہوتی ہے کہ لوگوں کے لیے حلال ہے کہ وہ اس کی آنکھ کو پھوڑ دیں۔

اس باب میں حدیث نمبر 24 میں ہے کہ جو شخص قبل از اجازت کسی کے گھر میں جھانکے تو گویا وہ بغیر اجازت کے گھر میں داخل ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے جھانکنے کا گناہ اتنا ہی ہے جتنا کہ بغیر اجازت کہ گھر میں داخل ہونے کا ہے۔ لہذا حتی الامکان اس بات پر عمل کیا جانا چاہیے کہ بغیر اجازت کے نہ تو کسی کے گھر میں جھانکا جائے اور نہ اس گھر میں داخل ہوا جائے۔

نتیجۃ البحث:

امام ابو بکر ابن شیبہ رضی اللہ عنہ کی وارد کردہ احادیث اور دیگر دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ کسی کے گھر میں جبکہ وہ جھونپڑی ہی کیوں نہ ہو، جھانکنا سخت منع ہے نبی اکرم ﷺ اور کئی صحابہ کرام رضوان للہ علیہم اجمعین نے اس پر ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ اور یہ فعل ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا۔

101 ۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان، الحدیث 5186، ج4، ص348

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بَابُ الرَّجُلِ يَمْدَحُ الرَّجُلَ

اس آدمی کا بیان جو کسی آدمی کی تعریف کرے

اس باب میں وہ روایات لائی جائیں گی جس میں کسی آدمی کا کسی کے منہ کے سامنے ہی اس کی تعریف کرنا پایا گیا ہو، اور ایسا فعل کرنے کا کیا حکم ہے؟

29 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: «أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحْثُوَ فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ التُّرَابَ»۔

حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی ڈال دیں۔

حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سیر اعلام النبلاء میں ہے:

وَيُقَالُ لَهُ: المِقْدَادُ بنُ الأَسْوَدِ[102]

"حضرت مقداد بن عمر کو مقداد ابن اسود بھی کہا جاتا ہے"

مقداد ابن اسود: آپ کے والد نے قبیلہ بنی کندہ سے حلف کیا تھا اس لیے آپ کو کندی کہا جاتا ہے۔ اسود نے آپ کی پرورش کی تھی اس لیے ابن اسود کہا جاتا ہے آپ چھٹے مؤمن ہیں، آپ سے حضرت علی اور طارق ابن شہاب وغیرہما نے احادیث لیں ستر سال عمر ہوئی ۳۳ تینتیس میں وفات پائی آپ کی وفات مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں ہوئی وہاں سے آپ کو مدینہ منورہ لایا گیا بقیع میں دفن کیا گیا۔[103]

102 ـ الكتاب : سير أعلام النبلاء ،المؤلف : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى : 748هـ)،المحقق : مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط ،الناشر : مؤسسة الرسالة،الطبعة : الثالثة ، 1405 هـ / 1985 م، ج1، ص385

103 ـ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

30 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ: أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، فَعَمَدَ الْمِقْدَادُ فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا، فَجَعَلَ يَحْثُو فِي وَجْهِهِ الْحَصَى، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا شَأْنُكَ؟، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ»

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے لگا، تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سہارا لے کر اپنے گھٹنوں کے بل دوزانوں ہو کر بیٹھے، (راوی کہتے ہیں کہ) وہ ایک فربہ آدمی تھے۔ پس آپ نے تعریف کرنے والے کے منہ کی طرف کنکریاں پھینکنا شروع کر دیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: آپ کو کیا ہوا؟ آپ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں میں مٹی ڈال دو۔

حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ہمام ابن حارث: آپ نخعی تابعی ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ ابن مسعود وغیر ہم سے روایات لیتے ہیں۔[104]

31 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ، فَإِنَّهُ الذَّبْحُ».

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یوں ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ ایک دوسرے کی تعریف کرنے سے بچو اس لیے کہ یہ ذبح کرنے کے مترادف ہے۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان کا تعارف:

معاویہ ابن ابی سفیان: آپ قرشی اموی ہیں، آپ کی ماں ہند بنت عتبہ ہیں، آپ فتح مکہ کے دن ایمان لائے مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں، آپ حضور انور کے کاتب وحی تھے، بعض مؤرخین نے کہا کہ آپ کاتب وحی نہ تھے بلکہ دوسری تحریریں حضور انور کی طرف سے لکھتے تھے آپ سے حضرت عبد اللہ ابن عباس اور ابو سعید خدری نے احادیث لیں خلافت فاروقی میں اپنے بھائی یزید ابن ابو سفیان کے بعد شام کے حاکم بنے پھر وفات تک وہاں ہی حاکم رہے حکومت کی، خلافت فاروقی میں چار سال خلافت عثمانیہ میں پورے بارہ سال پھر خلافت حیدری اور خلافت امام حسن میں اس طرح بیس سال حکومت کی پھر مستقل سلطان اسلام بن کر بیس سال سلطنت کی ۴۱ اکتالیس میں امام حسن نے آپ کو خلافت سونپ دی

---

104 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خود علیحدہ ہوگئے رجب ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی دمشق میں دفن ہوئے، اڑتالیس سال عمر ہوئی آخر عمر میں لقوہ ہو گیا تھا آپ وفات کے وقت کہتے تھے کہ کاش میں ایک قریشی شخص ہوتا جو ذی طویٰ گاؤں میں رہتا حکومت میں حصہ نہ لیتا آپ کے پاس حضور انور کے تبرکات، بال ناخن شریف تہبند تھے وصیت کی کہ مجھے حضور انور کے تہبند میں لپیٹا جائے ہونٹوں ناک نتھنوں آنکھوں میں حضور کے بال ناخن رکھ دینا، پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔ مترجم کہتا ہے آپ کی عمر شریف کے بیان میں غلطی غالبًا کاتب نے کی، آپ کی عمر اٹھتر سال ہوئی حق یہ ہے کہ آپ کاتب وحی رہے اور آپ نے اپنا اسلام فتح مکہ کے دن ظاہر فرمایا ایمان پہلے ہی لاچکے تھے عمرہ قضا میں حضور انور کی حجامت آپ ہی نے کی تھی جیسا کہ بخاری میں ہے کاتب بجائے ثمان وسبعون کے ثمان واربعون لکھ گیا۔[105]

32 حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: «عَقَرْتَ الرَّجُلَ عَقَرَكَ اللهُ، تُثْنِي عَلَيْهِ فِي وَجْهِهِ فِي دِينِهِ...»

حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ کے والد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا، اس نے آپ کو سلام کہا، پھر لوگوں میں سے ایک آدمی نے اس کے منہ پر اس کی تعریف کی۔ اس پر حضرت عمر نے اس شخص سے کہا: تو نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا، اللہ تجھے ہلاک کرے، تو اس کے سامنے اس کے دین کی بابت تعریف کر رہا ہے؟

33 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ أَسْلَمَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ، يَقُولُ: «الْمَدْحُ الذَّبْحُ»

حضرت اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یوں فرماتے ہوئے سنا: تعریف کرنا ذبح کرنے کے مترادف ہے۔

34 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: «إِذَا طَلَبَ أَحَدُكُمُ الْحَاجَةَ فَلْيَطْلُبْهَا طَلَبًا يَسِيرًا، وَلَا يَأْتِ الرَّجُلَ فَيُثْنِيَ عَلَيْهِ فِي وَجْهِهِ فَيَقْطَعَ ظَهْرَهُ، فَلَا يَمْنَعُهُ شَيْئًا»

105۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابو الاحوص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے (کسی سے) کوئی ضرورت کی درخواست کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ آسان سی درخواست کرے۔ ایسا نہ کرے کہ وہ ایک آدمی کے پاس آئے اور اس کے چہرے پر تو اس کی تعریف کرے اور اس کی پیٹھ پیچھے اسے نظر انداز کرے، تا کہ وہ آدمی اس سے کوئی چیز نہ روکے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف:

آپ کی کنیت ابو عبد الرحمن اور ابن امّ عبد ہے، قبیلہ بنی حزیل سے ہیں، قدیم الاسلام اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ عمر فاروق سے پہلے اسلام لائے، صاحبِ ہجرتین ہیں کہ اول حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ پاک کی جانب ہجرت کی، بدر اور تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین بردار اور صاحب اسرار تھے، سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور پانی لوٹا آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ عہد فاروقی میں کوفہ کے قاضی رہے، عہد عثمانی میں مدینہ پاک آ گئے، ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی ۳۲ھ میں مدینہ پاک میں وفات ہوئی، جنت بقیع میں دفن ہوئے، خلفاء راشدین کے بعد بڑے فقیہ اور عالم صحابی آپ ہیں، امام ابو حنیفہ اکثر آپ ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔[106]

35 حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَدَحَ رَجُلٌ رَجُلًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا»، ثُمَّ قَالَ: "إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لَا مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ: أَحْسَبُ، وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا"۔

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ کسی نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے کسی شخص کی تعریف کی۔ اس پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس تعریف کرنے والے کو کئی مرتبہ کہا کہ ہلاکت ہو تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں کوئی ضرور بالضرور اپنے بھائی کی تعریف کرنا ہی چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ یوں کہے: میرا (یہ) خیال ہے۔ اور میں اللہ کے مقابلہ میں کسی کو پاک وصاف نہیں بتاتا۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو بکرہ: آپ کا نام نقیع ابن حارث ابن کلدہ ہے، ثقفی ہیں، آپ غزوہ طائف کے موقعہ پر ایک کنوئیں کی رسی کے ذریعہ جسے عربی میں بکرہ کہتے ہیں، لٹک کر حضور انور کی خدمت میں پہنچے حضور انور نے فرمایا تم ابو بکرہ یعنی رسی والے

106۔ الکتاب: مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی. جلد اول. باب الکبائر وعلامات النفاق. تحت فصل الاول

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہو، آپ غلام تھے حضور نے آپ کو آزاد کیا، بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی، ۴۹ انچاس (ہجری) میں وفات ہوئی۔[107]

36 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: قُلْتُ لِقَاسِمٍ: أَتَكْرَهُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَمْدَحَ أَخَاهُ، وَهُوَ شَاهِدٌ، قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَإِنْ كَانَ غَائِبًا، قَالَ: "كَانَ يُقَالُ: لَا تَمْدَحْ أَخَاكَ"

حضرت عاصم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ ناپسند کرتے ہیں کہ آدمی اپنے بھائی کی موجودگی میں اس کی تعریف بیان کرے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! میں نے پوچھا: اگر وہ شخص موجود نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا کہ یوں کہا جاتا تھا: تم اپنے بھائی کی مدح مت کرو۔

حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف:

قاسم ابن محمد ابن ابو بکر الصدیق: آپ مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک ہیں، عظیم الشان تابعی ہیں، آپ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے۔ یحیٰی ابن سعید کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ منورہ میں ایسا کوئی نہ پایا جو قاسم سے افضل ہو، آپ نے بہت صحابہ سے احادیث روایت کیں حتی کہ عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ کی بھی۔ ستر سال عمر ہوئی ۱۰۱ ہجری (ایک سو ایک) میں وفات پائی۔ خیال رہے کہ آپ کی بیٹی فروہ بنت قاسم کا نکاح امام باقر سے ہوا، ان کے بطن سے امام جعفر پیدا ہوئے تو صدیق اکبر تمام سیدوں کے نانا ہیں اور علی مرتضیٰ سیدوں کے دادا۔[108]

37 حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «لَا أُزَكِّي بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا»

حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی کو (ان سے زیادہ) پاک وصاف نہیں گردانتا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تعارف:

عبد اللہ ابن عباس: آپ حضور انور کے چچازاد بھائی ہیں، آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث ہیں، یعنی ام المؤمنین میمونہ کی بہن ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی، حضور انور نے آپ

107۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

108۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کو علم و حکمت کی دعائیں دیں آپ کا لقب حبر الامت ہے یعنی مسلمانوں کے بڑے عالم، آپ نہایت حسین عالم فقیہ مجتہد تھے، حضرت عمر نے آپ کو اپنا مشیر خاص بنایا تھا ہر بات میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ آپ سے بھی مشورہ کرتے تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے ۶۸ اڑسٹھ میں طائف میں وفات پائی، اکہتّر سال عمر ہوئی۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ سے ایک خلق نے روایات لی ہیں۔[109]

38 حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَمْدَحُ رَجُلًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ يَحْثُو التُّرَابَ نَحْوَ وَجْهِهِ بِأَصَابِعِهِ. وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي أَفْوَاهِهِمُ التُّرَابَ»

حضرت عطاء بن ابو رباح ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی آدمی کی تعریف بیان کر رہا تھا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلیوں کے ذریعہ اس کے چہرے کی طرف مٹی ڈالنا شروع کر دی، اور کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔

39 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ فَأَثْنَى عَلَى عُثْمَانَ فِي وَجْهِهِ، فَأَخَذَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ تُرَابًا فَحَثَاهُ فِي وَجْهِهِ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ»۔

حضرت ہمام رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک آدمی آیا اور اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کی تعریف کی، اس پر حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے مٹی اٹھائی اور اس کے چہرے میں ڈال دی۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب تم تعریف کرنے والوں سے ملو تو ان کے چہروں میں مٹی ڈالنا۔

40 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ، فَأَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ فِي وَجْهِهِ حِينَ أَدْبَرَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «عَقَرْتَ الرَّجُلَ عَقَرَكَ اللهُ»

حضرت ابراہیم تیمی کے والد ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے دوسرے شخص کی اس کے منہ پر تعریف کی۔ جب وہ لوٹ گیا، تو حضرت عمر نے فرمایا: تو نے آدمی کو ہلاک کر دیا، اللہ تجھے بھی ہلاک کرے۔

109 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عمر ابن خطاب: آپ کا لقب فاروق ہے، کنیت ابو حفص عدوی قرشی ہیں، نبوت کے چھٹے یا پانچویں سال ایمان لائے آپ سے پہلے چالیس مرد گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ سے چالیس مؤمنوں کا وعدہ پورا ہوا آپ کے ایمان لانے کے دن مکہ میں اسلام چمکا تین دن پہلے حضرت حمزہ ایمان لاچکے تھے۔ آپ کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کے ایمان کا ذریعہ بنیں اس دن حضور انور دار ارقم میں تھے، صفا کے پاس جب آپ وہاں پہنچے تو جناب حمزہ حضور انور کے پاس تھے آپ نے دروازہ بجایا حاضرین بار گاہ باہر آئے جناب حمزہ نے پوچھا کون ہے لوگوں نے کہا عمر ہیں حضور انور باہر نکلے آپ کے دامن کو جھٹکا دیا آپ کھڑے نہ رہ سکے بیٹھ گئے دوزانو حضور نے فرمایا اے عمر کیا ابھی تمہارے ایمان کا وقت نہیں آیا آپ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا، حاضرین نے خوشی سے نعرہ تکبیر لگایا جو حرم شریف میں سنا گیا آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں، حضور انور نے فرمایا خدا کی قسم تم حق پر ہو عرض کیا پھر ہم چھپتے کیوں ہیں۔ چنانچہ مسلمان دو صفوں میں نکلے ایک میں حضرت حمزہ تھے دوسری صف میں حضرت عمر آپ کے سینے سے چکی کی سی آواز نکل رہی تھی آپ کو اور حضرت حمزہ کو کفار قریش نے مؤمنین کی صف میں دیکھا تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی بہت غمگین ہوئے حضور نے آپ کو فاروق کا لقب دیا جب آپ ایمان لائے تو جبریل امین حاضر خدمت ہو کر بولے یا رسول اللہ آج حضرت عمر کے ایمان پر فرشتوں میں مبارکباد کی دھوم مچی ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں اگر تمام دنیا والوں کے علوم ایک پلہ میں رکھے جاویں اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ میں تو حضرت عمر کا علم وزنی ہو گا۔ حضرت عمر کی وفات سے نو حصے علم اٹھ گیا دسواں حصہ باقی رہ گیا، آپ حضور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، پہلے آپ ہی کا لقب امیر المؤمنین ہوا ابو بکر صدیق کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، آپ چھبیس ذی الحجہ ۲۳ھ تیئیس بدھ کے روز ایک یہودی غلام ابو لولو کے خنجر سے محراب النبی میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید کیے گئے اور دسویں محرم اتوار کے دن ۲۴ھ کو پہلوئے مصطفویٰ میں گنبدِ خضرا کے اندر دفن کیے گئے ساڑھے دس سال خلافت کی تریسٹھ سال عمر پائی، حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ خیال رہے کہ آپ سے پانچ سو انتالیس احادیث مروی ہیں دس حدیثیں متفق علیہ ہیں، نو حدیثیں صرف بخاری میں ہیں پندرہ حدیثیں مسلم میں ہیں۔ (مترجم از حاشیہ) عمر کے معنی ہیں آباد کرنے والے آپ نے اسلام کو آباد کیا آپ کی شہادت سے اسلام گویا یتیم ہو گیا۔[110]

❖

110 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

41 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَاحٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي الْمِدْحَةِ، فَقَالَ لَهُ: «لَقَدْ أَهْلَكْتَ أَوْ قَطَعْتَ ظَهْرَ الرَّجُلِ»

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو دوسرے آدمی کی تعریف کیے جارہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تونے ہلاک کر دیا ہے، یا تونے مرد کی پشت کاٹ دی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو موسیٰ اشعری: آپ کا نام عبداللہ ابن قیس ہے مکہ معظمہ میں ایمان لائے پھر حبشہ ہجرت کر گئے پھر کشتی والوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے راہ میں خیبر میں حضور سے ملاقات ہوگئی، حضرت عمر فاروق نے آپ کو ۲۰ بیس میں بصرہ کا حاکم بنایا آپ نے اہواز کا علاقہ فتح کیا شروع خلافت عثمانیہ تک آپ بصرہ کے حاکم رہے، پھر حضرت عثمان نے آپ کو معزول کر کے کوفہ کا حاکم بنادیا، آپ حضرت عثمان کی شہادت تک کوفہ کے حاکم رہے، حضرت علی نے آپ کو امیر معاویہ کے مقابلہ میں اپنا پنچ مقرر کیا تھا، اس کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں ہی ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہوئی۔[111]

تشریح:

ان ابواب میں کسی کے سامنے ہی اس آدمی کی تعریف سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن یہ روایات تفصیل طلب ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس کی کوشش کرتے ہیں۔

کسی دوسرے شخص کے سامنے اس کی تعریف کرنے کی شرعی نوعیت:

جس طرح بغیر کسی غرض صحیح کے خود اپنی تعریف کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے اسی طرح کسی غرض صحیح کے بغیر کسی دوسرے شخص کے سامنے اس کی تعریف کرنا بھی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ جیسا کہ اس باب کی احادیث مبارکہ سے واضح ہے۔

کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنے کا جواز:

بعض احادیث سے اس کا جواز بھی ثابت ہے' امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) روایت کرتے ہیں:

❖

111 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ» ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ؟ إِنْ يَكُنِ اللهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ العَبْدَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا، قَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ لاَ تَبْكِ، إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لاَتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلاَمِ وَمَوَدَّتُهُ، لاَ يَبْقَيَنَّ فِي المَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ، إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ». 112

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ سبحانہ نے ایک بندے کو دنیا اور جو خود اللہ تعالیٰ کے پاس ہے' اس کے درمیان اختیار دیا تو اس نے اس چیز کو اختیار کر لیا تو اللہ کے پاس ہے' حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) یہ سن کر رونے لگے' حضرت ابو سعید (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: میں نے دل میں سوچا: اگر اللہ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اس کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دے دیا ہے اور اس نے جو اللہ کے پاس ہے اس کو پسند کر لیا تو اس بوڑھے کو کیا چیز رلاتی ہے؟ لیکن آپ کے اس ارشاد میں بندے سے مراد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے اور حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہم سب سے زیادہ عالم تھے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے ابو بکر! بے شک اپنی صحبت اور مال سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر ہیں' اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت اور محبت قائم رہے گی' اور ابو بکر کے دروازے کے سوا مسجد میں (کھلنے والا) ہر دروازہ بند کر دیا جائے' باقی نہ رکھا جائے۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ)' حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے سامنے بھی ان کی تعریف کی ہے۔

امام ترمذی (رحمۃ اللہ علیہ) روایت کرتے ہیں:

عن انس قال، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ» : «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ». 113

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)' حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ)، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) احد (پہاڑ) پر چڑھے' وہ ہلنے لگا' آپ نے فرمایا: اے احد ساکن ہو جا' تجھ پر صرف نبی" صدیق اور دو شہید ہیں۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

112 - صحیح بخاری: باب الخوخة والممر فی المسجد، ج1، ص100، حدیث نمبر: 466

113 - جامع ترمذی: باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی الله عنه، ج5، ص624، حدیث نمبر: 3697

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور آپ نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے سامنے بھی ان کی تعریف کی ہے، امام ترمذی (رحمۃ اللہ علیہ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي». [114]

حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے لیے ہارون (علیہ السلام) تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

کسی کے سامنے تعریف کرنے کے جواز اور عدم جواز کا محمل:

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ایسی احادیث ذکر کی ہیں جن میں کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنے سے منع کیا گیا ہے 'جبکہ دیگر کتب حدیث میں ایسی روایات بھی ہیں جن میں کسی کے سامنے تعریف کرنے کی اجازت ہے اور صحاح ستہ میں بکثرت ایسی روایات ہیں جن میں خود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بعض صحابہ کے سامنے ان کی تعریف کی ہے' اس لیے علماء کرام نے ان احادیث میں یہ تطبیق دی ہے کہ اگر کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنے سے اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو پھر اس کے سامنے اس کی تعریف نہ کی جائے اور اگر یہ خدشہ نہ ہو تو پھر اس کے سامنے اس کی تعریف جائز ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

ذَكَرَ مُسْلِمٌ فِي هَذَا الْبَابِ الْأَحَادِيثَ الْوَارِدَةَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَدْحِ وَقَدْ جَاءَتْ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ بِالْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ قَالَ الْعُلَمَاءُ وَطَرِيقُ الْجَمْعِ بَيْنَهَا أَنَّ النَّهْيَ مَحْمُولٌ عَلَى الْمُجَازَفَةِ فِي الْمَدْحِ وَالزِّيَادَةِ فِي الْأَوْصَافِ أَوْ عَلَى مَنْ يُخَافُ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ مِنْ إِعْجَابٍ وَنَحْوِهِ إِذَا سَمِعَ الْمَدْحَ وأما من لايخاف عَلَيْهِ ذَلِكَ لِكَمَالِ تَقْوَاهُ وَرُسُوخِ عَقْلِهِ وَمَعْرِفَتِهِ فَلَا نَهْيَ فِي مَدْحِهِ فِي وَجْهِهِ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ مُجَازَفَةٌ بَلْ إِنْ كَانَ يَحْصُلُ بِذَلِكَ مَصْلَحَةٌ كَنَشَطِهِ لِلْخَيْرِ وَالِازْدِيَادِ مِنْهُ أَوِ الدَّوَامِ عَلَيْهِ أَوِ الِاقْتِدَاءِ بِهِ كَانَ مستحبا والله أعلم۔ [115]

"امام مسلم (رحمۃ اللہ علیہ) نے وہ احادیث ذکر کی ہیں جن میں کسی کے منہ پر تعریف کرنے سے منع کیا گیا ہے' صحیح بخاری' صحیح مسلم اور بکثرت کتب حدیث میں ایسی روایات بھی ہیں جن میں منہ پر تعریف کی گئی ہے' ان احادیث میں

114 ۔جامع ترمذی: باب فی مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ ج5، ص640، 3730

115 ۔ الکتاب: المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، المؤلف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676ھ)، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، 1392، باب النهى عن المدح، ج18، ص126

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تطبیق اس طرح ہے کہ کسی کی بے جا تعریف کرنا یا تعریف میں مبالغہ کرنا' یا دنیاوی طمع کی وجہ سے تعریف کرنا یا جس کے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ وہ تعریف سن کر اکڑ جائے گا یا تکبر میں مبتلا ہو جائے گا' اس کے منہ پر تعریف کرنا منع نہیں ہے' اور جس شخص کے کمال تقویٰ اور عقل میں پختگی کی وجہ سے یہ خدشہ نہ ہو اس کے منہ پر تعریف کرنا منع نہیں ہے' بہ شرطیکہ وہ بے جا تعریف نہ ہو اور دنیاوی طمع کی وجہ سے نہ ہو' بلکہ اگر کسی دینی مصلحت کی وجہ سے تعریف کی جائے یا کسی شخص میں کسی نیک خصلت کے حصول یا اس کی زیادتی کے لیے یا اس کو اس نیک خصلت پر برقرار رکھنے کے لیے یا اس نیک خصلت کی اقتداء کے لیے اس کے منہ پر تعریف کی جائے تو یہ تعریف کرنا مستحب ہے۔"

علامہ ابن بطال کا قول:

علامہ غلام رسول سعیدی علامہ ابن حجر عسقلانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ ممانعت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کسی کی ان اوصاف کے ساتھ تعریف کرے گا جو اس میں نہ ہوں تو ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اپنے متعلق ان اوصاف کا یقین کر لے اور ان اوصاف پر اعتماد کر کے وہ شخص اپنے اعمال ضائع کر دے اور نیکی کی جدوجہد کرنا چھوڑ دے (مثلاً ایک شخص کسی سے کہے: میں نے تم کو خواب میں بارگاہ رسالت میں دیکھا ہے۔ اور تمہارے جنتی ہونے کی بشارت سنی ہے یا کہے کہ میں نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ سنا ہے کہ جو تمہارے ہاتھ پر بیعت کرے گا وہ جنتی ہو گا' یا جو تمہارے وعظ میں شریک ہو گا وہ جنتی ہو گا۔ (العیاذ باللہ) اس لیے جس حدیث میں یہ ہے کہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈال دو' اس کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹی تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈال دو اور جس شخص نے ان اوصاف کے ساتھ تعریف کی جو موصوف میں موجود ہوں تو وہ اس حکم میں داخل نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے بعض صحابہ (رضی اللہ عنہ) نے اپنے اشعار اور خطاب میں آپ کی تعریف کی اور آپ نے ان کے منہ میں مٹی نہیں ڈالی۔

امام مسلم (رحمتہ اللہ علیہ) نے روایت کیا ہے کہ کسی شخص نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے سامنے ان کی تعریف کی تو حضرت مقداد (رضی اللہ عنہ) نے اس کے منہ پر کنکریاں پھینکیں اور مذکور الصدر حدیث سے استدلال کیا' اس حدیث کا دوسرا محمل یہ ہے کہ منہ پر مٹی ڈالنے کا مطلب ہے اس کو ناکام اور نامراد کرنا یعنی جھوٹی تعریف کرنے والے کی غرض اور مقصد کو پورا نہ کرو' تیسری توجیہ یہ ہے کہ اس سے کہو: تمہارے منہ میں مٹی' چوتھی توجیہ یہ ہے کہ ممدوح اور موصوف اس جھوٹی تعریف سے دھوکا نہ کھائے اور تعریف کرنے والے سے کہے: تم غلط کہہ رہے ہو میں ایسا نہیں ہوں' اور یہ اس کے منہ میں مٹی ڈالنا ہے' پانچویں توجیہ یہ ہے کہ وہ شخص جس مقصد اور غرض سے تعریف کر رہا ہے اس کا وہ مقصد پورا کر کے اس کا منہ بند کر دیا جائے اور اس کو روانہ کر دیا جائے' مثلاً کوئی شخص کسی سے کچھ رقم مانگنے کے لیے اس کی بے جا تعریف کر رہا ہے تو وہ اس کو وہ رقم دے کر کہے: یہ رقم لو اور جاؤ' اور یہ اس کے منہ کو بند کرنا ہے جو اس کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

منہ میں مٹی ڈالنے کے مترادف ہے' علامہ بیضاوی (رحمۃ اللہ علیہ) اور علامہ طیبی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اسی توجیہ کو اختیار کیا ہے۔"[116]

امام غزالی کا فرمان:

قَالَ الْغَزَالِيُّ فِي الْإِحْيَاءِ آفَةُ الْمَدْحِ فِي الْمَادِحِ أَنَّهُ قَدْ يَكْذِبُ وَقَدْ يُرَائِي الْمَمْدُوحَ بِمَدْحِهِ وَلَا سِيَّمَا إِنْ كَانَ فَاسِقًا أَوْ ظَالِمًا فَقَدْ جَاءَ فِي حَدِيثِ أَنَسٍ رَفَعَهُ إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ أَخْرَجَهُ أَبُو يعلى وبن أَبِي الدُّنْيَا فِي الصَّمْتِ وَفِي سَنَدِهِ ضَعْفٌ وَقَدْ يَقُولُ مَا لَا يَتَحَقَّقُهُ مِمَّا لَا سَبِيلَ لَهُ إِلَى الِاطِّلَاعِ عَلَيْهِ وَلِهَذَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ وَذَلِكَ كَقَوْلِهِ إِنَّهُ وَرِعٌ وَمُتَّقٍ وَزَاهِدٌ بِخِلَافِ مَا لَوْ قَالَ رَأَيْتُهُ يُصَلِّي أَوْ يَحُجّ أَوْ يُزَكِّي فَإِنَّهُ يُمْكِنُهُ الِاطِّلَاعُ عَلَى ذَلِكَ وَلَكِنْ تَبْقَى الْآفَةُ عَلَى الْمَمْدُوحِ فَإِنَّهُ لَا يَأْمَنُ أَنْ يُحْدِثَ فِيهِ الْمَدْحُ كِبْرًا أَوْ إِعْجَابًا أَوْ يَكِلُهُ عَلَى مَا شَهَرَهُ بِهِ الْمَادِحُ فَيَفْتُرُ عَنِ الْعَمَلِ لِأَنَّ الَّذِي يَسْتَمِرُّ فِي الْعَمَلِ غَالِبًا هُوَ الَّذِي يَعُدُّ نَفْسَهُ مُقَصِّرًا فَإِنْ سَلِمَ الْمَدْحُ مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ لَمْ يَكُنْ بِهِ بَأْسٌ وَرُبَّمَا كَانَ مُسْتَحَبًّا قَالَ بن عُيَيْنَةَ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ لَمْ يَضُرَّهُ الْمَدْحُ وَقَالَ بَعْضُ السَّلَفِ إِذَا مُدِحَ الرَّجُلُ فِي وَجْهِهِ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا لَا يَعْلَمُونَ وَلَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا يَقُولُونَ وَاجْعَلْنِي خَيْرًا مِمَّا يظنون۔[117]

امام غزالی نے " احیاء العلوم" میں لکھا ہے کہ مدح کی آفت یہ ہے کہ مدح کرنے والا کبھی جھوٹ بولتا ہے اور کبھی اپنی مدح سے ممدوح کو مزید برائی میں مبتلا کرتا ہے' خصوصاً جب وہ فاسق یا ظالم کی مدح کرے' امام ابو یعلی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ جب فاسق کی مدح کی جائے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے' اور کبھی وہ ایسی تعریف کرتا ہے جو اس کے نزدیک محقق نہیں ہوتی، اور جس شخص کی مدح کی جائے وہ اس خطرہ سے خالی نہیں ہے کہ وہ اترانے لگے یا تکبر کرے یا تعریف کی شہرت پر اعتماد کرکے عمل میں کمی کر دے' اگر تعریف ان قباحتوں سے خالی ہو تو پھر اس میں حرج نہیں ہے، بلکہ بعض اوقات تعریف مستحب ہوتی ہے' ابن عیینہ نے کہا: جو شخص اپنے نفس کو پہچانتا ہو اس کو کسی کی تعریف سے ضرر نہیں ہوتا اور بعض سلف نے کہا: جب کسی کے منہ پر تعریف کی جائے تو وہ دعا کرے: اے اللہ! میرے ان کاموں کو بخش دے جن کو یہ لوگ نہیں جانتے اور ان کی تعریف کی وجہ سے میری پکڑ نہ کر اور مجھے ان کے گمان سے بہتر بنا دے۔"

❖

116۔ تفسیر تبیان القرآن۔ ج 1۔ ص168

117۔ الكتاب: فتح الباري شرح صحيح البخاري۔ المؤلف: أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي۔ الناشر: دار المعرفة بيروت، 1379، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي۔ قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب۔ عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز۔ باب: قوله باب من اثنى على اخيه۔ ج10۔ ص478

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بہر حال یہ تمام شرائط اس کے متعلق ہیں جس کی برائی بھلائی نص سے ثابت نہ ہو۔ حضرات انبیاء خصوصًا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آل واصحاب کی تعریفیں کامل یقین سے کرنی چاہئیں اور خوب کرنی چاہئیں مثلًا میں کہہ سکتا ہوں کہ قسم رب تعالیٰ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اللہ کے پیارے بندے ہیں، یوں ہی وہ حضرات جنہیں مخلوق ولی اللہ کہتی ہے انہیں ہم یقین سے ولی کہہ سکتے ہیں کہ مخلوق کی زبان خالق کا قلم ہے لہٰذا یہ احادیث نہ تو آیت قرآنیہ کے خلاف ہے نہ دوسری احادیث کے۔

واضح ہو گیا کہ اگر انسان تعریف کے قابل ہے تو اسکی تعریف کی جائے بصورت دیگر اس کی تعریف نہ کی جائے در اصل اگر کسی انسان کی اس کے منہ کا سامنے ہی ایسی تعریف کر دی جائے جس سے یہ امکان پیدا ہو کہ اس تعریف سے وہ غرور و تکبر کرنے لگے گا تو ایسی تعریف سے روکا گیا ہے۔ہاں کسی کی پیٹھ پیچھے کسی صالح انسان کی اگر تعریف کی جاتی ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں تو یہ صالح علامت ہے، جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ، وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: «تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ»۔ [118]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دریافت کیا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اعمال صالحہ کرتا ہو اور لوگ اس کی تعریف کریں۔ آپ نے فرمایا: "یہ مومن کے لیے فوری بشارت ہے۔

خود اپنی تعریف کرنے کا شرعی حکم:

جس طرح کبریائی صرف اللہ تعالیٰ کو زیبا ہے اور انسان کے لیے تکبر کرنا حرام ہے' اسی طرح انسان کا عیوب سے اپنی تنزیہہ اور محاسن سے خود اپنی حمد و ثناء کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے' کیونکہ تسبیح اور تنزیہہ اور حمد و ثنا اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود ستائی سے منع فرمایا ہے، اور اس کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت)" فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی "۔ [119]

---

118 ـ الكتاب: المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.(صحيح مسلم) المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ).المحقق:محمد فؤاد عبد الباقي.الناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت:كتاب البر و الصلة. باب إذا أثني على الصالح فهي بشرى ولا تضره.ج4. ص2034. حديث نمبر:166 (2642)

119 ـ النجم: 32

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"خودستائی نہ کرو، پرہیز گاروں کو وہی زیادہ جانتا ہے۔"

تزکیہ کا معنی ہے: عیوب اور قبائح سے منزہ کرنا تو اس آیت کا مطلب ہوا کہ نہ تو عیوب سے اپنی براءت بیان کرو نہ اپنے محاسن بیان کرو۔

علامہ آلوسی اس آیت کے شان نزول میں لکھتے ہیں:

في قوم من المؤمنين كانوا يعملون أعمالا حسنة ثم يقولون صلاتنا وصيامنا وحجنا وهذا مذموم منهي عنه، إذا كان بطريق الإعجاب، أو الرياء أما إذا لم يكن كذلك فلا بأس به۔[120]

یہ آیت ان مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو نیک اعمال کرتے، پھر اپنی نمازوں، اور حج کا ذکر کرتے تھے۔ ایسا کرنا مذموم ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔ یہ صورت اس وقت ہے جب ایسا کرنا تعجب اور ریاکاری کے لیے ہو۔ ہاں اگر (ریاکاری کی مثل) معاملہ نہیں تو پھر کوئی حرج نہیں۔

علامہ قرطبی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے:

(آیت) "أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنْفُسَهُمْ بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ"[121]

"کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جو اپنی پاکیزگی کا دعوی کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاکیزہ بنا دیتا ہے۔"

اس آیت کے تحت امام قرطبی لکھتے ہیں:

قَالَ قَتَادَةُ وَالْحَسَنُ: ذَلِكَ قَوْلُهُمْ: (نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ)، وَقَوْلُهُمْ: (لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُوداً أَوْ نَصارى) وَقَالَ الضَّحَّاكُ وَالسُّدِّيُّ: قَوْلُهُمْ لَا ذُنُوبَ لَنَا وَمَا فَعَلْنَاهُ نَهَارًا غُفِرَ لَنَا لَيْلًا وَمَا فَعَلْنَاهُ لَيْلًا غُفِرَ لَنَا نَهَارًا، وَنَحْنُ كَالْأَطْفَالِ فِي عَدَمِ الذُّنُوبِ.[122]

قتادہ اور حسن نے اس آیت کی شان نزول کی بارے میں کہا: (کہ جب یہود و نصاری نے اپنی تعریف کی اور یہ کہا): "نحن ابناء اللہ واحباءہ" ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اور ضحاک اور سدی نے کہا: (ان کے اس قول کی وجہ

---

120 ۔ الكتاب: روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني. المؤلف: شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي (المتوفى: 1270هـ). المحقق: علي عبد الباري عطية. الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الأولى، 1415 هـ. ج14، ص 63

121 ۔ النساء: 49

122 ۔ الكتاب: الجامع لأحكام القرآن - تفسير القرطبي. المؤلف: أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى: 671هـ). تحقيق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش. الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة. الطبعة: الثانية، 1384هـ 1964 م ج 5. ص 241

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سے یہ آیت مذکورہ بالا اتری ہے:) ہمیں کوئی گناہ نہیں ہوتا جو کچھ ہم دن کو کرتے ہیں رات کو وہ بخش دیا جاتا ہے اور جو ہم رات کو گناہ کرتے ہیں وہ دن کو بخش دیا جاتا ہے، اور ہم بچوں کی طرح گناہوں سے پاک ہیں۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمَّيْتُ ابْنَتِي بَرَّةَ. فَقَالَتْ لِي زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ: «إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ هَذَا الِاسْمِ، وَسُمِّيتُ بَرَّةَ» ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ، اللهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ» فَقَالُوا: بِمَ نُسَمِّيهَا؟ قَالَ: «سَمُّوهَا زَيْنَبَ».[123]

"ابن عطا کہتے ہیں: میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ (نیکوکارہ) رکھا' مجھ سے حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس نام منع فرمایا ہے' میرا نام پہلے برہ تھا (یعنی نیکی کرنے والی) تو میرا نام زینب رکھا گیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم خود ستائی نہ کرو' اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ تم میں سے نیکی کرنے والا کون ہے' صحابہ (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا: پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں؟ آپ نے فرمایا: اس کا نام زینب رکھو۔"

قرآن مجید کی ان آیات اور اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ انسان کا خود اپنی تعریف اور حمد و ثنا کرنا اور اپنے آپ کو عیوب اور قبائح سے بری اور پاک دامن کہنا' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نزدیک ناپسندیدہ ہے' تسبیح اور تنزیہہ اور حمد و ثنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے' وہی ہر عیب اور نقص سے پاک ہے اور وہی تمام خوبیوں اور کمالات کا جامع ہے اور وہی تمام تعریفوں اور حمد و ثنا کا مستحق ہے۔

تاہم اگر کسی غرض صحیح کی وجہ سے انسان اپنی تعریف کرے تو یہ جائز ہے جیسے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے باغیوں کے سامنے اپنی تعریف و توصیف کی تاکہ وہ باغی بغاوت سے باز آجائیں اور ان پر اللہ کی حجت تمام ہو جائے۔

امام ترمذی (رحمۃ اللہ علیہ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ القُشَيْرِيِّ، قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَ حِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ، فَقَالَ: ائْتُونِي بِصَاحِبَيْكُمُ اللَّذَيْنِ أَلَّبَاكُمْ عَلَيَّ. قَالَ: فَجِيءَ بِهِمَا فَكَأَنَّهُمَا جَمَلَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا حِمَارَانِ، قَالَ: فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ وَالإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ المَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُومَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَجْعَلَ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ المُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الجَنَّةِ»؟ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَأَنْتُمُ اليَوْمَ تَمْنَعُونِي أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا حَتَّى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ البَحْرِ. قَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ. فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ وَالإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ المَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيدَهَا فِي المَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الجَنَّةِ»؟

123 ۔ صحیح مسلم: باب استحباب تغییر الاسم. ج3، ص1687. حدیث نمبر: 19 (2142)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي أَنْ أُصَلِّيَ فِيهَا رَكْعَتَيْنِ؟ قَالُوا: اللَّهُمَّ. نَعَمْ. قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ وَبِالْإِسْلَامِ. هَلْ تَعْلَمُونَ أَنِّي جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي؟ قَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ. ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى ثَبِيرِ مَكَّةَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتَّى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيضِ قَالَ: فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: «اسْكُنْ ثَبِيرُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ؟» قَالُوا: اللَّهُمَّ. نَعَمْ. قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ شَهِدُوا لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَنِّي شَهِيدٌ، ثَلَاثًا: «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ»۔[124]

"ثمامہ بن حزن قشیری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے باغیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں تم کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم کو علم ہے کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مدینہ میں آئے تو چاہ رومہ کے سوا اور کوئی میٹھے پانی کا کنواں نہیں تھا' تو رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کوئی ہے جو چاہ رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دے؟ اور اس نیکی کے عوض میں جنت لے لے! میں نے اس کنویں کو خالص اپنے مال سے خریدا اور آج تم مجھ کو اس کنویں کا پانی پینے نہیں دیتے! حتیٰ کہ میں سمندر کا کھارا پانی پی رہا ہوں! باغیوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: میں تم کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم کو علم ہے کہ مسجد نبوی میں جگہ کم تھی تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کوئی ہے جو فلاں شخص سے زمین خرید کر اس مسجد کو وسیع کرے؟ اور اس نیکی کے عوض جنت لے لے! پھر اس جگہ کو میں نے اپنے خالص مال سے خریدا تھا اور آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے نہیں دیتے! باغیوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: میں تم کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم کو علم ہے کہ غزوہ تبوک کے لیے میں نے اپنے مال سے خرچ مہیا کیا تھا' انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے پھر فرمایا میں تم کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم کو علم ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکہ میں جبل ثبیر پر کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ)، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ)، تھے اور میں تھا' اس وقت پہاڑ ہلنے لگا' حتیٰ کہ اس کے پتھر نیچے گرنے لگے' تو آپ نے اس پر اپنا پیر مارا اور فرمایا: اے ثبیر! ساکن ہو جا! تجھ پر نبی ہے' صدیق ہے اور دو شہید ہیں' باغیوں نے کہا: ہاں! آپ نے تین بار فرمایا: اللہ اکبر! خدا کی قسم ان باغیوں نے میرے حق میں گواہی دے دی اور میں شہید ہوں۔"

حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے باغیوں کے سامنے اپنی حمد و ثناء اس لیے کی تھی کہ یہ باغی اسلام کے لیے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خدمات اور بارگاہ رسالت میں ان کے مقام کو پہچان کر بغاوت سے باز آ جائیں' تو ایسی کوئی غرض صحیح ہو مثلاً غاصبوں کے سامنے اپنا استحقاق ثابت کرنے کے لیے یا محض اللہ تعالیٰ کے انعامات بیان کرنے کے لیے اپنی تعریف کی جائے اور اس سے اپنی بڑائی کا اظہار کرنا مقصود نہ ہو تو پھر اپنی تعریف کرنا جائز ہے اور اگر حمد و ثنا سے اپنی

124۔ سنن ترمذی: ج5، ص627، باب فی مناقب عثمان، حدیث نمبر: 3703

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بڑائی کا اظہار کرنا مقصود ہو تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، حمد وثناء اور کبریائی صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اسی کو زیبا ہے۔

کفار کی تعریف کی مذمت:

اسی طرح وہ کفار جو مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور جنگ کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں، انکی ہجو، برائی و مذمت کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے، حدیث مبارکہ ہے:

عن أَبِي سَلَمَةَ بْن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيَّ، يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ: أَنْشُدُكَ اللهَ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَا حَسَّانُ، أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ القُدُسِ» قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ۔[125]

"حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو (یہ کہتے ہوئے) سنا م وہ حضرت ابو ہریرہ سے گواہی طلب کررہے تھے: اے ابو ہریرہ میں آپ کو اللہ کی قسم کے ذریعے پوچھتا ہوں کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اے حسان تو میری طرف سے (مشرکین کو) جواب دو۔ اور اے اللہ تو اس (حسان بن ثابت کی) روح القدس کے ذریعے مدد فرما۔"

کئی دیگر روایات میں صراحۃ "اھج المشرکین" کے الفاظ بھی آئے ہیں یعنی اے حسان تو مشرکین کی ہجو بیان کرو۔ غزوہ خندق کے بعد جب حضور انور نے بنی قریظہ یہود و مدینہ کا محاصرہ فرمایا تب تو حضرت حسان سے یہ کہا کہ کفار کی ہجو کرو جبریل تمہارے ساتھ معاون ہیں، ویسے عام موقعوں پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی میرے حسان کی جبریل سے مدد کر۔ معلوم ہوا کہ مقبولوں کی تعریف کرنا نیکی ہے اور مردودوں کی ہجو کرنا نیکی ہے۔

فساق کی تعریف کی مذمت:

فساق کی تعریف کرنا بھی جائز نہیں ہے بالخصوص فاسق معلن کی تو بالکل نہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَغْضَبُ إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ فِي الْأَرْضِ۔"[126]

❖

125 ۔ صحیح بخاری: باب الشعر فی المسجد، ج 1، ص 98، حدیث نمبر: 453

126 ۔ الكتاب: شعب الإيمان، المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ)، حققه وراجع نصوصه وخرج أحاديثه: الدكتور عبد العلي عبد الحميد حامد، أشرف على تحقيقه وتخريج أحاديثه: مختار أحمد الندوي، صاحب الدار السلفية ببومباي – الهند، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2003م، ج 6، ص 509، حديث نمبر: 4543

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اس سے عرش ہل جاتا ہے۔"

یعنی گنہگار بدکار لوگوں کی تعریف کرنا خوشامد کے لیے یا ان سے کچھ دنیاوی نفع حاصل کرنے کے لیے ممنوع ہے، اور رب تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہے، عرش الٰہی کا ہلنا رب تعالیٰ کے غضب کے اظہار کے لیے ہے کہ یہ اس کی تعریف کر رہا ہے جس سے رب تعالیٰ ناراض ہے۔

مذکورہ باب میں حدیث نمبر 36 میں ہے کہ اگر جس کی تعریف کی جا رہی ہے وہ سامنے موجود نہ بھی ہو تو اس کی تعریف نہیں کرنی چاہیے، یہ حدیث بھی اسی صورت پر محمول ہے جب کسی گرض کی وجہ سے ہو ورنہ دیگر دلائل بالا سے ثابت ہو گیا ہے کہ کسی نیک آدمی کی بغیر کسی غرض ولالچ کے تعریف جائز ہے، بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔

مذکورہ باب میں حدیث نمبر 37 میں ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے بعد ان سے زیادہ کسی کو پاک وصاف نہیں مانتا، معلوم ہوا نبی اکرم ﷺ مخلوق میں سب سے زیادہ منزّہ و مبرّہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بے حساب شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس عظمت والے نبی کی امت اجابت میں رکھا۔

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی وارد کردہ احادیث اور دیگر دلائل سے معلوم ہوا کہ کسی کافر، فاسق معلن یا کسی صالح انسان کی خوشامد کے لیے تعریف کرنا ممنوع ہے جبکہ کسی صالح انسان کی بغیر کسی غرض ولالچ کے تعریف کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔

بَابُ الْمَشُورَةِ، مَنْ أَمَرَ بِهَا؟

مشورہ اور جس نے مشورہ کرنے کا حکم دیا، کا بیان

اس باب میں ایسی روایات لائی جائیں گی جس میں کسی کے ساتھ مشورے کا حکم اور ترغیب دی گئی ہے۔

42 حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ يَهْلِكَ رَجُلٌ بَعْدَ مَشُورَةٍ»

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: آدمی ہرگز مشورہ کرنے کے بعد ہلاک نہیں ہوگا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سعید ابن مسیب: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، قرشی مخزومی ہیں، مدنی ہیں، خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے جبکہ آپ کی خلافت کو دو سال گزرے تھے آپ کو سید التابعین کہا جاتا ہے، فقہ حدیث، زہد، تقوی ورع میں یکتا تھے، حضرت ابوہریرہ کی احادیث، عمر فاروق کے فیصلوں کے سب سے بڑے عالم تھے۔ صحابہ کرام کی بڑی جماعت سے ملاقات ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بہت تابعین آپ کے شاگرد ہیں۔ مکحول فرماتے ہیں کہ میں نے طلب علم میں زمین چھان ماری ابن مسیب سے بڑا عالم نہ پایا، آپ نے چالیس حج کیے ۹۳ ترانوے (ہجری) میں وفات ہوئی۔

43 حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: " قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لِابْنِهِ: يَا بُنَيَّ لَا تَقْطَعْ أَمْرًا حَتَّى تُشَاوِرَ مُرْشِدًا، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ لَمْ تَحْزَنْ عَلَيْهِ "

حضرت یحیٰ بن ابی کثیر فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داوٗد علیہما السلام نے اپنے بیٹے کو فرمایا: اے میرے بیٹے! کسی معاملہ کو حتمی قرار نہ دینا یہاں تک کہ کسی رہنما سے مشورہ کرلینا، جب تم ایسا کروگے تو کبھی اس معاملہ میں غمگین نہیں ہوگے۔

حضرت یحیٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

یحیٰ ابن ابی کثیر: آپ کی کنیت ابو الیسر ہے یمامی ہیں اصلی باشندے بصرہ کے تھے پھر یمامہ چلے گئے تھے حضرت انس ابن مالک سے ملاقات ہے۔[127]

44 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: «مَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَشُورَةِ إِلَّا لِمَا عَلِمَ فِيهَا مِنَ الْفَضْلِ»، ثُمَّ تَلَا: {وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ[128]}

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے نبی علیہ السلام کو مشورے کا حکم اس لیے دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اس کی فضیلت کا علم ہے۔ پھر آپ نے آیت تلاوت فرمائی۔ ترجمہ: اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے معاملہ کے بارے میں مشورہ کریں۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ضحاک ابن سفیان: آپ کلابی عامری اہل مدینہ سے ہیں، نجد جایا کرتے تھے، حضور انور نے آپ کو آپ کی قوم کا حاکم بنایا، آپ سو پہلوانوں کے برابر سمجھے جاتے تھے بہادری کی وجہ سے، خطرہ کے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر شریف کے پاس ننگی تلوار لے کر کھڑے ہوتے تھے حفاظت کے لیے۔[129]

127 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

128 ۔ آل عمران: 159

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

45 حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: «إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي شَيْءٍ فَانْظُرُوا كَيْفَ صَنَعَ عُمَرُ فِيهِ، فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَصْنَعُ الشَّيْءَ حَتَّى يَسْأَلَ وَيُشَاوِرَ»

حضرت اشعث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شعبی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب لوگ کسی چیز کے بارے میں اختلاف کریں تو تم دیکھو کہ اس معاملہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا کیا۔ کیونکہ آپ بغیر پوچھے اور مشورہ کیے کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ کا تعارف:

شعبی: آپ کا نام شرحبیل ہے، کوفی ہیں، خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے، پانچ سو صحابہ سے ملاقات ہے، فرماتے ہیں میں نے کبھی کوئی حدیث کاغذ پر نہیں لکھی یعنی دل میں لکھیں۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ اپنے زمانہ میں عبداللہ ابن عباس امام تھے پھر اپنے زمانہ میں شعبی پھر اپنے زمانہ میں سفیان ثوری اور امام زہری کہتے ہیں کہ علماء چار ہوئے: مدینہ منورہ میں سعید ابن مسیب، کوفہ میں امام شعبی، بصرہ میں خواجہ حسن بصری اور شام میں مکحول، آپ نے بیاسی سال عمر پائی ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات ہوئی۔[130]

46 حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ دَغْفَلٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: «مَا تَشَاوَرَ قَوْمٌ إِلَّا هُدُوا لِأَرْشَدِ أَمْرِهِمْ»

حضرت ایاس بن دغفل رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری نے ارشاد فرمایا: جب بھی کسی قوم نے باہم مشورہ کیا تو ان کو اس مسئلہ کی بہترین صورت سجھا دی گئی۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حسن بصری: آپ کے والد کا نام ابو الحسن ابو سعید ہے، زید ابن ثابت کے آزاد کردہ ہیں، ابو سعید کے والد کا نام یسار ہے اور ربیع بنت نضر نے آزاد کیا تھا، خواجہ حسن بصری کی ولادت عہد فاروقی میں ہے، جب آپ کی خلافت کے دو سال باقی تھے تب حسن بصری مدینہ میں پیدا ہوئے، حضرت عمر نے آپ کو تحنیک کی (پہلی گڑتی دی) آپ کی والدہ جناب

129۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

130۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ام سلمہ کی خدمت کرتی تھیں، کبھی آپ کی والدہ کام میں ہوتیں آپ روتے تو حضرت ام سلمہ اپنا پستان آپ کے منہ میں دے دیتی تھیں آپ چوستے رہتے اگرچہ دودھ ان میں بالکل نہ ہوتا تھا مگر اس پستان شریف کی برکت آپ کو یہ پہنچی کہ آپ علوم کے امام ہوگئے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ مدینہ منورہ سے بصرہ چلے گئے۔ حق یہ ہے کہ آپ کی ملاقات حضرت علی سے ہوئی ہے مگر مدینہ منورہ میں نہیں ہوئی کیونکہ جب حضرت علی بصرہ تشریف لے گئے تب آپ وادی قری میں تھے، آپ نے بہت صحابہ سے روایت کیں اور بہت سے تابعین تبع تابعین نے آپ سے احادیث لیں، آپ اپنے وقت میں ہر فن و علوم عبادت وزہد و تقویٰ میں امام تھے، ماہِ رجب ۱۱۰ ایک سو دس میں آپ کی وفات ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ حضرت علی کے خلیفہ ہیں اور طریقت کے تین سلسلے قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ آپ سے چلتے ہیں۔[131]

47 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ، أَخْبَرَنِي سَالِمٌ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اسْتَشَارَ عُمَرَ فِي جَمْعِ الْقُرْآنِ، فَأَبَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: «أَنْتُمْ قَوْمٌ تَلْحَنُونَ»، وَاسْتَشَارَ عُثْمَانَ فَأَذِنَ لَهُ.

حضرت سالم فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے قرآن کو جمع کرنے کے بارے میں مشورہ کیا، تو آپ نے انکار کر دیا، اور فرمایا: تم تو ایسے لوگ ہو جو غلطیاں کرتے ہو اور انہوں نے حضرت عثمان سے مشورہ مانگا۔ تو انہوں نے اجازت مرحمت فرمادی۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تعارف:

زید ابن ثابت: آپ انصاری ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہیں، ہجرت کے بعد سے وفات پاک تک کاتب رہے، صحابہ کرام میں بڑے فقیہ ہیں، علم میراث کے امام ہیں، قرآن مجید جمع کرنے والی جماعت کے امیر ہیں کہ آپ نے اپنی جماعت کے ساتھ خلافت صدیقی میں قرآن مجید جمع کیا اور عہد عثمانی میں اسے مصاحف میں نقل فرمایا، آپ سے بڑی مخلوق نے احادیث روایت کیں، پچاس سال عمر پائی ۴۵ پینتالیس میں وفات شریف ہوئی۔[132]

تشریح:

اس باب میں امام ابن ابی شیبہ نے مشورہ کے متعلق احادیث لائی ہیں اور مشورہ کرنے کی بابت ترغیب فرمائی ہے۔

مشورہ کا لغوی اور عرفی معنی:

علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں:

131 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

132 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

والتَّشَاوُرُ والمُشَاوَرَةُ والمَشورَةُ: استخراج الرّأي بمراجعة البعض إلى البعض، من قولهم: شِرْتُ العسل: إذا اتّخذته من موضعه، واستخرجته منه - - - والشُّورَى: الأمر الذي يُتَشَاوَرُ فيه. قال: وَأَمْرُهُمْ شُورى بَيْنَهُمْ[133] [134].

"تشاور، مشاورت اور مشورہ کا معنی ہے: بعض کا بعض کی طرف رجوع کرکے ان کی رائے کو حاصل کرنا' جب عرب والے کسی جگہ سے شہد کو نکالتے ہیں اور حاصل کرتے ہیں تو کہتے ہیں" شرت العسل"۔ جس امر میں مشورہ طلب کیا جائے اس کو شوری کہتے ہیں۔۔۔ قرآن مجید میں ہے:(آیت)" وامرھم شوری بینھم" ' اور ان کا کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے۔"

مشورہ کے ذریعہ مختلف آراء ظاہر ہوتی ہیں' اور مشورہ طلب کرنے والا ان مختلف آراء میں غور و فکر کرتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ کس کی رائے کتاب و سنت' حکمت اور موقع اور محل کے مناسب ہے اور جب اللہ اسے کسی رائے کی طرف ہدایت دے دے تو وہ اس رائے پر عمل کرنے کا عزم کرے اور اللہ پر توکل کرکے اس رائے کو نافذ کر دے۔

مشورہ کا حکم کلام اللہ میں:

مشورہ کا حکم اللہ تعالی کے کلام میں بھی آیا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ"[135]

اور ان سے معاملات میں مشورہ کیجئے۔

یعنی اے محبوب علیہ السلام آپ انھیں مشاورت میں بھی شریک رکھیں تاکہ وہ اجتماعیت سے کٹنے نہ پائیں اور باہمی حسن ظن اور اعتماد میں اضافہ ہو۔ اگرچہ آپ کی اجتہادی قوت آپ کی راہنمائی کے لیے کافی تھی اور کسی بھی فروگذاشت کی صورت میں وحیِ الٰہی کی نگہداشت حفاظت کے لیے کافی تھی۔ بایں ہمہ! آپ کو مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ امت کو مشاورت کی اہمیت کا اندازہ ہو اور نیز یہ بات بھی معلوم ہو جائے کہ مشورہ سنت نبوی ﷺ ہے اور امت مسلمہ کے لیے اس کا اتباع ضروری ہے۔ اس لیے امام ابو عبد اللہ القرطبی نے خوب لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ عَطِيَّةَ: وَالشُّورَى مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرِيعَةِ وَعَزَائِمِ الْأَحْكَامِ. مَنْ لَا يَسْتَشِيرُ أَهْلَ الْعِلْمِ وَالدِّينِ فَعَزْلُهُ وَاجِبٌ. هَذَا مَا لَا خِلَافَ فِيهِ[136]

133 ۔ الشوری/38

134 ۔ الكتاب: المفردات في غريب القرآن. المؤلف: أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانى (المتوفى: 502هـ). المحقق: صفوان عدنان الداودي. الناشر: دار القلم، الدار الشامية دمشق بيروت. الطبعة: الأولى 1412 هـ. ج1 ص470

135 - آل عمران: 159

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ابن عطیہ نے کہا: مشورہ شریعت کے مسلمہ اصولوں اور اہم ترین احکام سے ہے اور جو حاکم اہل علم ودین سے مشورہ نہیں کرتا (بلکہ صرف خود رائی سے کام لیتا ہے) اسے معزول کر دینا لازمی ہے، اور یہ ایسی چیز ہے جس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔[136]

جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے:

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ»[137]

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے۔

کن لوگوں سے مشورہ کیا جائے:

مشورہ اس شخص سے طلب کرنا چاہئے جو عالم دین ہو اور صاحب فہم وفراست ہو' اور جب کسی ایسے شخص مشورہ لیا جائے اور وہ اس مسئلہ کا صحیح حل معلوم کرنے کی پوری کوشش کرے، اس کے باوجود اگر اس کو خطا لاحق ہو جائے تو اس کو ملامت نہیں کی جائے گی۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

رَوَى سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَا شَقِيَ قَطُّ عَبْدٌ بِمَشُورَةٍ وَمَا سَعِدَ بِاسْتِغْنَاءِ رَأْيٍ). وَقَالَ بَعْضُهُمْ: شَاوِرْ مَنْ جَرَّبَ الْأُمُورَ، فَإِنَّهُ يُعْطِيكَ مِنْ رَأْيِهِ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ غَالِيًا وَأَنْتَ تَأْخُذُهُ مَجَّانًا. وَقَدْ جَعَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْخِلَافَةَ وَهِيَ أَعْظَمُ النَّوَازِلِ شُورَى. قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيرُونَ الْأُمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا بِأَسْهَلِهَا. وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: لِيَكُنْ أَهْلُ مَشُورَتِكَ أَهْلَ التَّقْوَى وَالْأَمَانَةِ، وَمَنْ يَخْشَى اللَّهَ تَعَالَى. وَقَالَ الْحَسَنُ: وَاللَّهِ مَا تَشَاوَرَ قَوْمٌ بَيْنَهُمْ إِلَّا هَدَاهُمْ لِأَفْضَلِ مَا يَحْضُرُ بِهِمْ.[138]

حضرت سہل بن سعد الساعدی (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کیا ہے کہ جو بندہ مشورہ لے وہ کبھی بدبخت نہیں ہوتا اور جو بندہ خود رائے ہو اور دوسروں کے مشوروں سے مستغنی ہو وہ کبھی نیک بخت نہیں ہوتا' بعض علماء نے کہا ہے کہ کسی تجربہ کار شخص سے مشورہ لینا چاہئے' کیونکہ وہ تم کو ایسی چیز بتلائے گا جس میں وہ

136۔ تفسیر قرطبی: ج4، ص249، تحت آل عمران: 159

137۔ سنن ابی داؤد: باب المشورہ، ج4، ص333، حدیث نمبر: 5128

138۔ تفسیر قرطبی: ج4، ص 251

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

زیادہ تر کامیاب رہا ہو گا' امام اور خلیفہ کو نصب کرنا کس قدر اہم مسئلہ تھا لیکن حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کو ارباب حل و عقد کے باہمی مشورہ اور اتفاق پر چھوڑ دیا' امام بخاری نے کہا نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ائمہ مباح کاموں میں امین لوگوں اور علماء سے مشورہ کیا کرتے تھے' سفیان ثوری نے کہا متقی، امانت دار شخص اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے سے مشورہ کرنا چاہیے۔ حسن بصری نے کہا خدا کی قسم! جو لوگ مشورہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی صحیح حل کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے۔

مذکورہ باب میں روایت نمبر 44 میں موجود آیت کے ایک جز میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کی بابت علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو صحابہ سے مشورہ لینے کا حکم کیوں دیا گیا:

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ مسائل اور معاملات میں امکان وحی کے باوجود اجتہاد کرنا جائز ہے' اور ظن غالب پر عمل کرنا صحیح ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے' اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کن امور میں اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے' بعض علماء نے کہا اس کا تعلق جنگی چالوں سے ہے کہ جب دشمن کا سامنا ہو تو اس کا مقابلہ کرنے کے لیے کس طریقہ پر عمل کیا جائے' اور اس کی حکمت یہ ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) کی تالیف قلب کی جائے' اور جنگ احد میں شکست کی وجہ سے جو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) دل شکستہ ہو گئے تھے انکی دلجوئی کی جائے' اور ان کے مرتبہ کی بلندی کو ظاہر کیا جائے' ہر چند کہ اللہ تعالیٰ ان کی رائے سے مستغنی ہے کیونکہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر وحی نازل کر کے صحیح سمت کی طرف آپ کی رہنمائی پر قادر ہے' قتادہ' ربیع' ابن اسحاق اور امام شافعی وغیرہ کی یہی رائے ہے کیونکہ عرب سرداروں سے جب کسی اہم معاملہ میں مشورہ نہ لیا جائے تو ان پر گراں گذرتا تھا' اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ حکم دیا کہ اہم جنگی معاملات میں ان سے مشورہ کریں اس سے ان کی قدر افزائی اور دلجوئی ہو گئی۔

حسن بصری اور ضحاک نے یہ بیان کیا ہے جن معاملات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر وحی نازل نہیں کی ان میں آپ کو اپنے صحابہ سے مشورہ کی تعلیم دی جائے' ان کو مشورہ کی فضیلت کا علم ہو اور آپ کے بعد آپ کی امت مشورہ کرنے میں آپ کی اقتداء اور اتباع کرے۔ امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد الرحمن بن غنم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔[139] اور علامہ آلوسی نے امام ابن عدی اور امام بیہقی کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ

139۔ مسند احمد ج ٤ ص ٢٢٧

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وسلم) نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کا رسول مشورہ سے مستغنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشورہ کو میری امت کے لیے رحمت بنا دیا۔"[140]

باب مذکور میں روایت نمبر 47 میں ہے "حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے قرآن کو جمع کرنے کے بارے میں مشورہ کیا، تو آپ نے انکار کر دیا، اور فرمایا: تم تو ایسے لوگ ہو جو غلطیاں کرتے ہو اور انہوں نے حضرت عثمان سے مشورہ مانگا۔ تو انہوں نے اجازت مرحمت فرمادی" میرے خیال میں یہ حدیث یا تو سات قراءتوں کی بابت ہے یا قرآن کے اعراب لگانے کی بابت ہے نہ کہ قرآن کریم کو جمع کرنے کے بارے میں کیونکہ امام ابن ابی شیبہ نے یہی روایت اپنی مصنف میں باب اعراب القرآن میں ذکر کی ہے۔ مزید بر آں کہ دوسری احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآن کریم کو جمع کر لیا گیا تھا جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ اليَمَامَةِ، فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ عِنْدَهُ»، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ القَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ اليَمَامَةِ بِقُرَّاءِ القُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ القَتْلُ بِالقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ القُرْآنِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ القُرْآنِ، قُلْتُ لِعُمَرَ: «كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» قَالَ عُمَرُ: هَذَا وَاللهِ خَيْرٌ، «فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِذَلِكَ، وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ»، قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لاَ نَتَّهِمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَتَبَّعِ القُرْآنَ فَاجْمَعْهُ، «فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ القُرْآنِ»، قُلْتُ: «كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟»، قَالَ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ، "فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَتَتَبَّعْتُ القُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ العُسُبِ وَاللِّخَافِ، وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ، {لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ[141]} حَتَّى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ، فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ".[142]

❖

140۔ تبیان القرآن: ج2 ص430

141۔ التوبۃ: 128

142۔ صحیح بخاری: ج6، ص183 باب جمع القرآن، حدیث نمبر 4986

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت عبید بن سباق بیان کرتے ہیں کہ سیدنا زید بن ثابت انصاری (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جب یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ شہید ہو گئے تو سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے مجھے بلا بھیجا۔ اس وقت سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) بھی ان کے پاس موجود تھے۔ میں گیا تو سیدنا ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا، میرے پاس عمر آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے مسلمان شہید ہو گئے ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر اسی طرح اور لڑائیوں میں بھی قرآن کے علماء اور قاری شہید ہو گئے تو بہت سا قرآن دنیا سے اٹھ جائے گا، چنانچہ اگر قرآن کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے تو یہ ڈر نہیں رہے گا، لہٰذا آپ قرآن کو جمع کروا دیں۔ میں (ابو بکر) نے عمر (رضی اللہ عنہ) کو یہ جواب دیا، میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہیں کیا، تو عمر (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے، اللہ کی قسم! یہ اچھا کام ہے اور بار بار یہی کہتے رہے، تا آنکہ اللہ نے اس کام کے لیے میرا سینہ کھول دیا اور میں عمر (رضی اللہ عنہ) کی رائے سے متفق ہو گیا۔ سیدنا زید (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ عمر (رضی اللہ عنہ) خاموشی سے یہ بات سنتے رہے۔ پھر سیدنا ابو بکر (رضی اللہ عنہ) مجھے کہنے لگے، تم جوان اور عاقل ہو اور ہم تمھیں سچا جانتے ہیں اور تم دور نبوی میں کاتب وحی رہے ہو، تو اب ایسا کرو کہ قرآن (کی جا بجا لکھی ہوئی تحریروں) کو تلاش کرو اور سب کو اکٹھا کر دو۔ زید (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ اگر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے کہتے تو مجھے اتنا مشکل نہ ہوتا جتنا قرآن جمع کرنا ہوا ہے۔ میں نے ان سے بڑی تکرار کی، تا آنکہ اللہ نے میرا سینہ بھی کھول دیا، جس طرح ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہ) کا کھولا تھا اور میں نے یہ کام شروع کر دیا۔ میں نے قرآن کو کھال، کندھے کی ہڈی اور کھجور کی شاخوں سے (جن پر قرآن لکھا ہوا تھا) جمع کیا۔ پھر اکثر لوگوں کو یاد بھی تھا، یہاں تک کہ میں نے سورۃ توبہ کی آخری دو آیتیں: (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ[143] الی آخرہ) خزیمہ بن ثابت انصاری (رضی اللہ عنہ) کے سوا کسی کے ہاں نہ پائیں۔ پھر یہ مصحف جس میں قرآن جمع کیا تھا، ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی زندگی تک ان کے پاس رہا، پھر سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) کی زندگی میں ان کے پاس رہا اور ان کی وفات کے بعد ام المومنین سیدہ حفصہ (رضی اللہ عنہ) کو ملا۔

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ کی اس باب میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی کام شروع کرنے سے پہلے اربابِ عقل و دانش سے مشورہ کر لینا چاہیے۔ تاکہ نقصان کا خدشہ کم سے کم ہو اور مشورہ کی وجہ سے رب تعالیٰ اس کام میں برکت عطا فرمائے۔

❖

143۔ التوبۃ: 128

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَبِ الْحَوَائِجِ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوهِ

ان روایات کا بیان جو بہترین لوگوں سے ضروریات طلب کرنے کے بارے میں ذکر کی گئیں

48 حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو مُصْعَبٍ الْأَنْصَارِيُّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «اطْلُبُوا الْحَوَائِجَ إِلَى حِسَانِ الْوُجُوهِ»

حضرت ابو مصعب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم لوگ بہترین لوگوں سے ضروریات کو طلب کرو۔

حضرت ابو مصعب انصاری رضی اللہ عنہ:

بقول امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ حضرت ابو مصعب انصاری رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں، اور علامہ ابو نعیم سے بھی یہی مروی ہے۔[144]

49 حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ابْتَغُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوهِ»

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم بھلائی بہترین لوگوں کے پاس تلاش کرو۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عطاء ابن ابی رباح: آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ ہاتھ پاؤں سے بے کار ایک آنکھ سے محروم تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے مکہ معظمہ کے بڑے فقیہ تھے امام اوزاعی کہتے ہیں کہ آپ مقبول ترین لوگوں سے ہیں، امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ علم کا خزانہ اللہ جسے چاہے دے اگر علم نسب سے ملتا ہو تو حضور انور کی صاحبزادی اس کی مستحق ہوتیں دیکھو عطاء ابن ابی رباح حبشی تھے مگر علم کے خزانے انہیں ملے، سلمہ ابن کہیل فرماتے ہیں کہ میں نے تین شخص دیکھے جن کا علم محض رضا الٰہی کے لیے تھا: عطاء، طاؤس، مجاہد حضرت عطاء کی عمر ۸۸ اٹھاسی سال ہوئی اور ۱۱۵ ایک سو پندرہ میں وفات ہوئی بہت صحابہ سے ملاقات کی ابن عباس ابو ہریرہ ابو سعید خدری وغیرہم۔[145]

---

144 ۔ الكتاب: الإصابة في تمييز الصحابة. المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ). تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض. الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الأولى 1415 هـ. ج7. ص 334

145 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

50 حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْتَمِسُوا الْمَعْرُوفَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوهِ»

امام زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم بھلائی بہترین لوگوں کے پاس تلاش کرو۔

امام زہری رضی اللہ عنہ کا تعارف:

زہری: آپ کا نام محمد ابن عبد اللہ ابن شہاب ہے، کنیت ابو بکر، زہرہ ابن کلاب کے قبیلہ سے ہیں، مدینہ منورہ کے علماء فقہاء محدثین میں سے ہیں، بہت صحابہ سے ملاقات ہے، حضرت عمر ابن عبد العزیز فرماتے تھے کہ میں نے کوئی عالم بالسنہ ان سے بہتر نہ دیکھا، کسی نے حضرت مکحول سے پوچھا کہ آپ نے بڑا عالم کسے پایا وہ بولے امام زہری ابن شہاب کو پوچھا پھر کون، فرمایا ابن شہاب پوچھا پھر کون، فرمایا ابن شہاب، ماہ رمضان ۱۲۴ ایک سو چوبیں میں آپ کی وفات ہے۔[146]

تشریح:

باب مذکورہ بالا میں اس بات کی صراحت کر دی گئی ہے کہ خیر بھلائی اوراحسان ہمیشہ اچھے، صالح اور نیکوکار لوگوں کے پاس پایا جاتا ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم بھلائی بہترین لوگوں کے پاس تلاش کرو، جبکہ اس کا مفہوم مخالف یہ نکلتا ہے کہ کنجوسی، بخل اور اعمال شریرہ برے لوگوں کے پاس پائے جاتے ہیں۔ بہر حال نبی اکرم ﷺ نے بہترین لوگوں سے بھلائی حاصل کرنے کا اشارۃ حکم دیا ہے، اب یہ طے کرنا کہ بہتر لوگ کونسے ہیں تو اس کی بابت احادیث کثیرہ کتب احادیث میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر آپ ﷺ نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَشْرَافُ أُمَّتِيَ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَأَصْحَابُ اللَّيْلِ»[147]

"حضرت ابن عباس سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بہترین لوگ قرآن اٹھانے والے اور شب بیداری کرنے والے ہیں۔"

146۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

147۔ الكتاب: مشكاة المصابيح. المؤلف: محمد بن عبد الله الخطيب العمري، أبو عبد الله، ولي الدين، التبريزي (المتوفى: 741هـ). الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة، 1985. ج1. ص390. حديث نمبر: 1239

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

قرآن اٹھانے والوں سے مراد قرآن کے حافظ ہیں یا اس کے محافظ ہیں یعنی حفاظ یا علمائے کرام کہ ان دونوں کے بڑے درجے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے جس نے قرآن حفظ کیا اس نے نبوت کو اپنے دو پہلوؤں کے درمیان لے لیا۔ قرآن کے الفاظ حافظ میں بھلائی یہ ہے کہ یہ قرآن کی بقا کا ذریعہ ہیں، علماء میں بھلائی یہ ہے کہ یہ معانی و مسائل قرآن کی بقا کا ذریعہ ہیں، اور صوفیاء اسرار رموز قرآنی کے بقاء کا ذریعہ ہیں۔ رات والوں سے مراد تہجد گزار ہیں۔ سبحان اللہ! جس شخص میں علم و عمل دونوں جمع ہو جائیں، اس پر خدا کی خاص مہربانی ہے۔ لہذا ان عباد اللہ سے بھلائی طلب کرنی چاہیے۔

حسن اخلاق:

ایک حدیث مبارکہ میں اچھے اخلاق والوں کو بہترین لوگ کہا گیا ہے، جیسا کہ درج ذیل ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ أَخْيَرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ خُلُقًا»[148]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین لوگ وہ ہیں جو تم میں اچھے اخلاق والے ہوں۔"

اخلاق، مداہنت فی الدین، اپنے کو ذلیل کر لینا ان تینوں میں فرق ہے۔ اسلامی اخلاق اچھے ہیں، دین میں پلپلا پن اور اپنے کو ذلیل کر لینا برا ہے۔

بہترین لوگوں کی علامت:

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ بہترین لوگوں کی حکایات و عادات اور علامات نقل کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

وروي أن عتبة الغلام اشتهى لحماً سبع سنين فلما كان بعد ذلك قال استحييت من نفسي أن أدافعها منذ سبع سنين سنة بعد سنة فاشتريت قطعة لحم على خبز وشويتها وتركتها على رغيف فلقيت صبيا فقلت ألست أنت ابن فلان وقد مات أبوك قال بلى فناولته إياها قالوا وأقبل يبكي ويقرأ ويطعمون الطعام على حبه مسكيناً ويتيماً وأسيرا ثم لم يذقه بعد ذلك۔[149]

"حضرتِ سیدنا عُتبۃ الغلام رحمۃُ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کو سات سال تک گوشت کی خواہش رہی۔ ایک روز اِرشاد فرمایا: مجھے اپنے نفس سے حیا آئی کہ میں 7 سال سے مسلسل اسے گوشت کھانے سے روک رہا ہوں، چنانچہ میں نے روٹی اور گوشت کا ٹکڑا خریدا اور اسے بھون کر روٹی پر رکھا ہی تھا کہ ایک بچے کو دیکھا، میں نے پوچھا: کیا تم فلاں کے بیٹے ہو اور تمہارے والد فوت ہو چکے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ میں نے روٹی اور گوشت کا ٹکڑا اُسے دے دیا۔ لوگ کہتے ہیں: پھر آپ رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور یہ آیت مبارکہ

148۔ صحیح بخاری، ج8، ص12، حدیث نمبر: 6029

149۔ الكتاب: إحياء علوم الدين، المؤلف: أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (المتوفى: 505هـ)، الناشر: دار المعرفة – بيروت، ج3، ص 93

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تلاوت فرمائی: ''وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴿۸﴾ ''[150] (ترجمہ کنز الایمان: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اَسیر (قیدی) کو)۔اس کے بعد آپ رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ نے کبھی گوشت نہیں چکھا۔"

ایسے ہی ایک واقعہ حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا بھی ہے، جو کہ درج ذیل ہے:

عَنْ يُونُسَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَتِ امْرَأَةُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَيْهِ: إِنَّا قَدْ صَنَعْنَا لَكَ مِنَ الطَّعَامِ طَيِّبًا وَصَنَعْنَا لَكَ طِيبًا. فَانْظُرْ أَكْفَاءَكَ فَأْتِنَا بِهِمْ. فَدَخَلَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْمَسْجِدَ فَجَمَعَ السُّؤَّالَ الَّذِينَ فِيهِ وَالْمَسَاكِينَ. فَانْطَلَقَ بِهِمْ إِلَيْهَا فَأَتَاهَا جَوَارِيهَا فَقُلْنَ لَهَا: وَاللَّهِ قَدْ جَلَبَ عَلَيْكِ الْمَسَاكِينَ، وَدَخَلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: «أَعْزِمُ عَلَيْكِ لِمَا كَانَ لِي عَلَيْكِ مِنْ حَقٍّ أَنْ لَا تَدَّخِرِي طَعَامًا، وَلَا طِيبًا» ، فَفَعَلَتْ، فَأَطْعَمَهُمْ وَكَسَاهُمْ وَطَيَّبَهُمْ۔[151]

"حضرتِ سیّدُنا عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام عالی مقام حضرتِ سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ ''ہم نے آپ کے لئے لذیذ کھانا اور خوشبو تیار کی ہے، اپنے ہم پلّہ لوگ دیکھیں اور انہیں ساتھ لے کر ہمارے پاس تشریف لے آئیں۔ حضرتِ سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں گئے اور وہاں جو مساکین و سائلین تھے انہیں لے کر گھر تشریف لے گئے۔ ہمسایہ خواتین بھی آپ کی زوجہ کے پاس آگئیں اور کہنے لگیں: ''تمہارے گھر تو مساکین جمع ہوگئے!'' پھر حضرتِ سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہیں اپنے اس حق کی قسم دیتا ہوں جو میرا تم پر ہے کہ تم کھانا اور خوشبو بچا کر نہیں رکھو گی۔ پھر انہوں نے ایسے ہی کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے مساکین کو کھانا کھلایا پھر انہیں کپڑے پہنائے اور خوشبو لگائی۔"

اللہ اللہ! ایسے ہوتے ہیں اللہ والے، اور ایسے لوگوں میں ہی بھلائی مضمر ہوتی ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو یہ فرمایا کہ بھلائی و خیر بہترین لوگوں کے پاس تلاش کرو، ان کی علامات یہی ہیں جو ان دو مذکورہ بالا واقعات میں بیان کی گئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

150۔ پارہ: 29. الدھر: 8

151۔ الكتاب: مكارم الأخلاق للطبراني. المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ)، كتب هوامشه: أحمد شمس الدين، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى. 1409 هـ 1989 م. ص375. حدیث نمبر: 172

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کی اس باب میں وارد کردہ احادیث اور دیگر دلائل اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہمیشہ اچھے اور صالح لوگوں سے اپنی ضروریات کا سوال کرنا چاہیے، اور برے اور شریر لوگوں کے سامنے دست درازی کر کہ خود اپنے کو ہی شرمندہ مت کرنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ كَرِهَ الْكَلَامَ بِالْفَارِسِيَّةِ

اس شخص کا بیان جو فارسی میں کلام کرنے کو ناپسند کرتا ہے

51 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي هِلَالٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: «مَا تَعَلَّمَ رَجُلٌ الْفَارِسِيَّةَ إِلَّا خَبَّ، وَلَا خَبَّ إِلَّا نَقَصَتْ مُرُوءَتُهُ»

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: آدمی نے فارسی نہیں سیکھی مگر یہ کہ وہ خبیث ہو گیا اور کوئی خبیث نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کی مروت میں کمی آجاتی ہے۔

52 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: «لَا تَعَلَّمُوا رَطَانَةَ الْأَعَاجِمِ، وَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ فِي كَنَائِسِهِمْ، فَإِنَّ السُّخْطَةَ تَنَزَّلُ عَلَيْهِمْ»

حضرت ثور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ تم لوگ عجمیوں کی زبان مت سیکھو اور ان کی عبادت گاہوں میں داخل مت ہو، کیونکہ ان پر اللہ کی ناراضی اترتی ہے۔

53 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سَمِعَ قَوْمًا يَتَكَلَّمُونَ بِالْفَارِسِيَّةِ، فَقَالَ: مَا بَالُ الْمَجُوسِيَّةِ بَعْدَ الْحَنِيفِيَّةِ۔

حضرت داؤد بن ابی ہند فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن سعد بن ابو وقاص نے چند لوگوں کو فارسی زبان میں بات کرتے ہوئے سنا تو ارشاد فرمایا: کہ لوگوں کو کیا ہوا کہ مسلمان ہونے کے بعد مجوسی ہو گئے۔

54 حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: "أَنَّهُ كَرِهَ رَطَانَةَ الْأَعَاجِمِ۔

حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر عجمیوں کی بول چال کو ناپسند فرماتے۔

تشریح:

اس باب میں مذکورہ بالا احادیث عجمیوں کی بول چال کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں، لیکن حق اس میں یہ ہے کہ یہ چاروں روایات دوسرے آئمہ حدیث کی کتب میں تلاش نہیں کی جا سکیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ احادیث غریبہ ہیں۔ اور ان کے مدمقابل وہ احادیث کثیرہ ہیں، جن کو آئمۃ المحدثین نے اپنی کتب میں بڑی اہمیت کے ساتھ جگہ دی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے، مزید بر آں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فارسی زبان پر کراہت والی روایت کو علامہ کنانی نے موضوع روایات میں نقل کیا ہے، اور کہا: "لَيْسَ بِصَحِيح"[152] یعنی یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی کا نظریہ ہے کہ عربی زبان سے عجمی زبان کو افضلیت و فروغ دے، جیسا کہ عصر حاضر میں بعض لوگوں کا نظریہ ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے افضل زبان عربی ہے، تو ایسے اشخاص کی بابت یہ روایات مذکورہ بالا کافی ہیں۔ لیکن اگر کوئی عربی زبان والا عجمی زبان کسی شرعی مقصد کے پیش نظر سیکھتا ہے تو یہ اس کے لیے جائز ہے، حدیث مبارکہ ہے:

قد أمر النبي (صلى الله عليه وسلم) زيد بن ثابت أن يتكلم بلسان العجم-[153]

نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید بن ثابت کو عجمی زبان میں کلام (سیکھنے) کا حکم ارشاد فرمایا۔

رہی بات مادری و علاقائی زبان کی تو اس میں قطعا کوئی حرج نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسل کو ان کی قوم کی زبان دے کر بھیجا ہے، فرمان خداوندی ہے:

"وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ"[154]

"اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے، وہ اسی کی قوم سے بھیجا ہے، تاکہ ہم ان کے لیے (اپنی نشانیاں) واضح کر دیں"

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ بھی یہی ہے کہ عجمی زبان خواہ فارسی ہو، میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے، اسی لیے اگلے باب میں عجمی زبان کی رخصت کی بابت روایات لائے ہیں۔

نتیجۃ البحث:

بحث مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ عجمیوں کی زبان سیکھنے، یا عجمی زبان میں گفتگو کرنے، یا اپنے مادری و علاقائی عجمی زبان استعمال کرنے میں کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

❖

152 ۔ الكتاب: تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة. المؤلف: نور الدين، علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن ابن عراق الكناني (المتوفى: 963هـ). المحقق: عبد الوهاب عبد اللطيف , عبد الله محمد الصديق الغماري. الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الأولى، 1399 هـ. ج2 ص291

153 ۔ الكتاب: شرح صحيح البخارى لابن بطال. المؤلف: ابن بطال أبو الحسن علي بن خلف بن عبد الملك (المتوفى: 449هـ). تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم. دار النشر: مكتبة الرشد - السعودية، الرياض. الطبعة: الثانية، 1423هـ 2003م. ج5. ص231

154 ۔ ابراہیم 14: 04

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بَابُ مَنْ رَخَّصَ فِي الْكَلَامِ بِالْفَارِسِيَّةِ

باب: جس شخص نے فارسی میں کلام کرنے کی رخصت دی

55 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي خَلْدَةَ قَالَ: «كَلَّمَنِي أَبُو الْعَالِيَةِ بِالْفَارِسِيَّةِ»

حضرت ابو خلدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو العالیہ نے مجھ سے فارسی میں بات کی۔

حضرت ابو خلدہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو خلدہ کا نام خالد ابن دینار ہے، تمیمی ہیں، سعدی بصری ہیں، وہاں درزی گری کی دکان کرتے تھے، تابعی ہیں۔[155]

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو العالیہ: آپ کا نام رفیع ابن مہران ہے ریاحی بصری ہیں، حضرت صدیق اکبر سے ملاقات ہے حضرت عمر فاروق اور ابی ابن کعب سے روایات لیتے ہیں، حفصہ بنت سیرین فرماتی ہیں کہ ابو العالیہ کہتے تھے کہ میں نے تین بار قرآن مجید حضرت عمر کو سنایا ہے حضور انور کی وفات کے دو سال بعد آئے، ۹۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔[156]

56 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا بِمَكَّةَ يَقُولُ: أَشْرَفَ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ هَذَا الْبَابِ عَلَى هَذَا السُّوقِ، فَقَالَ: «يَا بَنِي فَرُّوخَ شَخْتٌ وَدَسْتٌ»

حضرت نہاس بن قہم فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے کسی شیخ نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس دروازے سے اس بازار میں تشریف لائے اور فرمایا: اے بنو فروخ! سحت ووداست۔ (کلام فارسی)

57 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِتَمْرٍ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَتَنَاوَلَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً فَلَاكَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كِخْ كِخْ، لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ»

❖

155 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

156 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس صدقہ کی کھجوریں لائی گئیں، تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک کھجور لے لی اور منہ میں چبانے لگے۔ اس پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا: کخ کخ۔ نکالو نکالو۔ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

58 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ عَنِ الْجُبْنِ، فَقَالَ: «يَا جَارِيَةُ اذْهَبِي بِهَذَا الدِّرْهَمِ فَاشْتَرِي بِهِ نَبِيزًا» يَعْنِي الْجُبْنَ فَاشْتَرَتْ نَبِيزًا ثُمَّ جَاءَتْ بِهِ.

حضرت منذر ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی نے حضرت ابن حنفیہ سے پنیر مانگا؟ آپ نے فرمایا: اے باندی یہ درہم لے جاؤ اور اس کا پنیر خرید لاؤ، پس وہ اس درہم کا پنیر خرید کر لے آئی۔

59 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «انْدَرَايَمْ، يَعْنِي الِاسْتِئْذَانَ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ»

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ اسود کہتے تھے: اندرایم (میں اندر آجاؤں؟) یعنی ذمیوں سے اجازت طلب کرتے وقت۔

تشریح:

اس باب کی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ فارسی، بلکہ عجمیوں کی زبان میں کلام و گفتگو کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ بلکہ یوں کہنا بجا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود فارسی زبان میں گفتگو فرمائی ہے، درج ذیل حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو:

روي عنه صلى الله عليه وسلم أنه رأى أبا هريرة منبطحا على بطنه فقال له: "اشكنب درد"؟ قال: نعم. قال: قم فصل؛ فإن في الصلاة شفاء.[157]

"نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ بھوک کے مارے پیٹ کے درد سے بیتاب ہو رہے ہیں آپ نے ان سے (فارسی زبان میں) دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پیٹ میں درد ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں جی، آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو نماز شروع کر دو اس میں شفا ہے۔"

اسی عربی مذکورہ بالا عبارت کے حاشیہ میں اس بات کی تصریح کر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: "اشکنب درد"؟ فارسی زبان پر مشتمل ہے۔ سو عجمی زبان میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے، لیکن عربی زبان خود سیکھنی چاہیے، اور اپنی اولاد کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہیے، بڑے افسوس کے ساتھ عرض کیے دیتا ہوں کہ ہم

157 ـ الكتاب: جامع البيان في تأويل القرآن. المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ). المحقق: أحمد محمد شاكر. الناشر: مؤسسة الرسالة. الطبعة: الأولى، 1420 هـ 2000 م. ج 1. ص 13

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسلمانوں کا عصر حاضر میں انگلش کی طرف تو رجحان ہے، لیکن وہ کتاب جس میں ہماری کل بھلائی رکھ دی گئی ہے، کی زبان سیکھنے میں کوئی دلچسپی نظر نہیں آرہی، جبکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ عربی، آپ ﷺ پر جو کتاب نازل ہوئی وہ بھی عربی زبان میں ہے، یہ بات مسلّم ہے کہ قرآن کریم کے دوسری زبانوں میں تراجم آچکے ہیں، لیکن ہمیں اس بات کا احساس بھی ہونا چاہیے کہ عربی زبان تمام زبانوں سے افضل اور اللہ تعالیٰ اور اسکے محبوب ﷺ کو پسند ہے۔ ذیل میں عربی زبان کی فضیلت بیان کی جارہی ہے، تاکہ ہمیں عربی زبان کا احساس ہو۔

عربی زبان کی فضیلت:

علامہ غلام رسول سعیدی عربی زبان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے مختلف اقوال بیان کرتے ہیں:

"فقیہ ابو اللیث نے کہا ہے کہ عربی زبان کو تمام زبانوں پر فضیلت ہے' پس جس شخص نے عربی زبان خود سیکھی یا کسی دوسرے کو سکھائی تو اس کو اجر ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ [158]

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: قریش کی محبت ایمان ہے اور جس نے عربوں سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے عربوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ [159]

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تین وجہوں سے عربوں سے محبت رکھو' کیونکہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے اور اہل جنت کا کلام عربی ہے۔ [160]

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی پر وحی عربی زبان میں نازل کی پھر بعد میں وہ نبی اس وحی کو اپنی قوم کی زبان میں بیان فرماتا۔ [161]

❖

158۔ روح البیان ج ٦ ص ٣٩٤' بیروت ١٤٢١ھ

159۔ مسند البزار رقم الحدیث: ٦٤' حافظ الہیثمی نے کہا اس کی سند میں العلاء بن عمر الحفی ضعیف راوی ہے' مجمع الزوائد رقم الحدیث ١٦٦٠٠

160۔ المعجم الکبیر رقم الحدیث: ١١٤٤١' حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کی سند میں العلاء بن عمر الحنفی ضعیف راوی ہے' مجمع الزوائد رقم الحدیث: ١٦٦٠٠

161۔ امام ابولقاسم طبرانی متوفی ٣٦٠ھ فرماتے ہیں' اس حدیث کو زہری سے صرف لیمان بن ارقم نے روایت کیا ہے اور عباس بن الفضل اس میں متفرد ہے۔ المعجم الاوسط ج ٣ ص ٢٩٥ رقم الحدیث: ٤٦٣٥' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت' ١٤٢٠ھ اور حافظ الہیثمی نے کہا سلیمان بن ارقم ضعیف راوی ہے۔ مجمع الزوائد رقم الحدیث: ١٦٦٠٣

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عربی زبان کی تاریخ:

علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ جنت میں حضرت آدم (علیہ السلام) کی زبان عربی تھی۔ جب انہوں نے شجر ممنوع سے کھالیا تو اللہ تعالیٰ نے اس زبان کو ان سے سلب کرلیا۔ پھر وہ سریانی زبان میں کلام کرنے لگے۔ پھر جب انہوں نے توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ نے وہ زبان ان کو لوٹادی۔ سریانی زبان ارض سوریہ کی طرف منسوب ہے اور یہ ایک جزیرہ کی زبان ہے۔ حضرت نوح (علیہ السلام) کی زبان اور غرق سے پہلے ان کی قوم کی بھی یہی زبان تھی اور وہ عربی زبان کے مشابہ تھی لیکن اس میں تحریف ہوچکی تھی اور ان کی کشتی میں سوار لوگوں کی بھی ایک کے سوایہی زبان تھی۔

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم الخلیل (علیہ السلام) کو یہ عربی زبان الہام کی گئی تھی۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ ذہبی نے کہا مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔[162]

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ آیت تلاوت کی: **قرانا عربیا لقوم یعلمون**[163] پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: حضرت اسماعیل علیہ اسلام کو یہ زبان الہام کی گئی تھی۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔[164]

حضرت بریدہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ لسان عربی سے مراد جرہم کی لسان ہے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ ذہبی نے بھی کہا یہ حدیث صحیح ہے۔[165]

نیز علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

محمد بن سلام نے از یونس از ابو عمرو روایت کیا کہ تمام عرب حضرت اسماعیل کی اولاد ہیں' سوائے حمیر اور جرہم کی بقایا نسل کے اور حافظ ابن کثیر نے ذکر کیا ہے کہ عرب میں وہ بھی ہیں جو حضرت اسماعیل کی اولاد نہیں ہیں' جیسے عاد اور ثمود اور طسم اور جدیس اور امیم اور جرھم اور عمالیق اور ان کے علاوہ دوسری امتیں جو حضرت خلیل (علیہ السلام) سے پہلے تھیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ان کے زمانہ میں حجاز کے عرب ان کی اولاد سے تھے اور یمن کے عرب حمیر ہیں اور مشہور یہ ہے کہ وہ قحطان سے ہیں اور ان کا نام مہزم ہے اور وہ ابن ھود ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ قحطان

162۔ المستدرک ج۲ ص ٣٤٤' طبع قدیم' المستدرک رقم الحدیث: ٣٣١٥' طبع جدید' کنزالعمال رقم الحدیث: ٣٢٣١١

163۔ فصلت: ٣

164۔ المستدرک ج ٢ ص ٤٣٩' طبع قدیم' المستدرک رقم الحدیث: ٣٦٤١' طبع جدید

165۔ المستدرک ج ٢ ص ٤٣٩' المستدرک رقم الحدیث: ٣٦٤٢' المکتبۃ العصریہ بیروت' ١٤٢٠ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت ھود ہیں اور امام ابن اسحاق وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ یمن کے عرب حضرت اسماعیل کی اولاد ہیں اور مطلقاً لغت عرب ان سے پہلے ہے اور یہ ان لغات میں سے ایک ہے جن کا حضرت آدم (علیہ السلام) کو علم تھا اور وہ اس زبان میں اور دوسری زبانوں میں کلام کرتے تھے اور وہ زیادہ تر سریانی زبان بولتے تھے اور بعض مورخین نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ عربی زبان ہی سب سے پہلی زبان ہے اور باقی زبانیں اس کے بعد حادث ہوئی ہیں' توقیفاً یا اصطلاحاً۔ اور عربی لغت کے اولین لغت ہونے پر انہوں نے اس استدلال کیا ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور وہ عربی زبان میں ہے لیکن یہ دلیل کمزور ہے اور عربی زبان سب سے افضل زبان ہے حتیٰ کہ امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ جو شخص عربی اچھی طرح بول سکتا ہو اس کے لئے بلا ضرورت کوئی اور زبان بولنا مکروہ ہے۔ 166، 167

بَابُ الرَّجُلِ يُكَنَّى قَبْلَ أَنْ يُولَدَ لَهُ

اس آدمی کا بیان جو اولاد پیدا ہونے سے پہلے ہی کنیت اختیار کرلے اور اس بارے میں جو روایات منقول ہیں

60 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ بُرْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قِيلَ لَهُ يَكْتَنِي الرَّجُلُ قَبْلَ أَنْ يُولَدَ لَهُ؟، قَالَ: «كَانَ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَنُونَ قَبْلَ أَنْ يُولَدَ لَهُمْ»

حضرت برد فرماتے ہیں کہ حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کہ آدمی بچہ پیدا ہونے سے پہلے کنیت اختیار کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعض صحابہ اولاد ہونے سے پہلے ہی اپنی کنیت اختیار کر لیتے تھے۔

61 حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: «كَنَّانِي عَبْدُ اللَّهِ بِأَبِي شِبْلٍ»، وَكَانَ عَلْقَمَةُ لَا يُولَدُ لَهُ۔

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے میری کنیت ابو شبل رکھی، حالانکہ حضرت علقمہ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

آپ مشہور تابعی ہیں، حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے ساتھیوں میں سے ہیں، حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر آپ کی زیارت نہ کر سکے۔ 168

---

166 ۔ روح المعانی جز ۱۲ ص ۲۶۰ ۔ ۲۵۸' ملخصاً' مطبوعہ دار الفکر بیروت' ۱۴۱۷ ھ

167 ۔ تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی، تحت: سورۃ الشعراء: 192

168 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبد اللہ محمد ابن عبد اللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

62 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ: «كَنَّانِي عُرْوَةُ قَبْلَ أَنْ يُولَدَ لِي»

حضرت ابو عوانہ فرماتے ہیں کہ حضرت ہلال بن ابی حمید نے ارشاد فرمایا: کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے میرے ہاں بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی میری کنیت رکھ دی۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عروہ ابن زبیر ابن عوام: آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے قرشی اسدی ہیں، حضرت زبیر اور والدہ اسماء اور عائشہ صدیقہ سے روایات لیتے ہیں، ۲۲ بائیس میں ولادت ہے آپ مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ہیں، ابن شہاب کہتے ہیں کہ آپ علم کے دریا ہیں۔[169]

63 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مَوْلًى لِلزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللهِ كُلَّ أَزْوَاجِكَ كَنَّيْتَهُ غَيْرِي، قَالَ: «فَأَنْتِ أُمُّ عَبْدِ اللهِ»

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میرے سوا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی تمام بیبیوں کی کنیت رکھی ہوئی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم ام عبد اللہ ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف:

عائشہ صدیقہ: ام المومنین ہیں، حضرت ابو بکر صدیق کی دختر آپ کی ماں ام رومان بنت عامر ابن عویمر ہیں، حضور انور ﷺ نے آپ سے نکاح کا پیغام دیا، نبوت کے دسویں سال مکہ معظمہ میں آپ سے نکاح کیا، یعنی ہجرت سے تین سال پہلے، ۲ دو ہجری شوال میں مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی، اس وقت آپ کی عمر شریف صرف نو برس تھی، نو سال حضور انور کے ساتھ رہیں، حضور انور ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی، آپ کے سواء کسی کنواری بیوی سے حضور انور نے نکاح نہیں کیا بے مثال عالمہ فقیہہ فصیحہ فاضلہ تھیں حضور انور سے بہت ہی احادیث روایت فرمائیں تاریخ عرب پر بڑی خبر تھی، اشعار عرب پر بڑی نظر تھی مدینہ منورہ میں ۱۷ سترہ رمضان منگل کی رات وفات ہوئی، وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دفن کیا جاوے آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں، آپ پر حضرت ابو ہریرہ نے نماز پڑھائی مروان ابن حکم کی طرف سے، اس وقت مروان مدینہ کے حاکم تھے امیر معاویہ کا زمانہ خلافت تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ صرف آپ کے بستر میں حضور پر وحی آئی حضرت جبرئیل آپ کو سلام کرتے تھے آپ پر بہتان لگا تو سورۂ نور کی قریباً اٹھارہ

169۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آیتیں آپ کی براءت میں نازل ہوئیں یعنی حضرت مریم اور حضرت یوسف کو بہتان لگا تو بچے گواہ مگر محبوبہ محبوب رب العالمین کو بہتان لگا تو خود رب تعالٰی گواہ رضی اللہ عنہا۔

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پرنور صورت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ تہذیب میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں جن میں ایک سو چوہتر متفق علیہ ہیں یعنی بخاری مسلم دونوں کی روایات اور چون احادیث صرف بخاری کی ہیں اڑسٹھ احادیث صرف مسلم کی، عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو اشعار کا عالم نہ پایا۔(حاشیہ)[170]

64 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، أَخْبَرَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ صُهَيْبٍ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ لِصُهَيْبٍ: مَا لَكَ تَكْتَنِي بِأَبِي يَحْيَى، وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ؟ قَالَ: «كَنَّانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي يَحْيَى»

حضرت حمزہ بن صہیب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب سے فرمایا کہ تم نے اپنی کنیت ابو یحیٰی کیوں رکھی ہے، حالانکہ تمہارا تو کوئی لڑکا نہیں ہے؟ آپ نے جواب دیا: کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میری کنیت ابو یحیٰی رکھی تھی۔

65 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينَا، يَقُولُ لِأَخٍ لِي وَكَانَ صَغِيرًا: «يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟»

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے پاس تشریف لاتے تھے اور میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے تھے کہ اے ابو عمیر چڑیا کا کیا ہوا۔

66 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: «لَا بَأْسَ أَنْ يَكْتَنِيَ الرَّجُلُ قَبْلَ أَنْ يُولَدَ لَهُ»

حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی کی کنیت رکھ دی جائے، جبکہ ابھی اس کی اولاد بھی نہیں ہوئی۔

تشریح:

باب مذکورہ بالا میں اس بات کا سبق و درس دیا گیا ہے کہ اگر کسی آدمی کی شادی، اولاد نہیں ہے تو وہ بھی اپنی کنیت رکھ سکتا ہے، کینیت رکھنا سنت ہے، نبی اکرم ﷺ کی کنیت ابو القاسم ﷺ تھی، اسی طرح بچے کی کنیت رکھنا بھی جائز

170۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے اور حصولِ برکت کے لئے بزرگوں کی نسبت سے کنیت رکھنا بہتر ہے مثلاً ابوتراب (یہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے) اور "ابوہریرہ" یہ معروف صحابی کی کنیت ہے۔ اور کنیت رکھنے میں جلدی کرنی چاہیے، جیسا کہ شہنشاہِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

بادروا أولادكم بالكنى قبل أن تغلب عليهم الألقاب[171]

"اپنے بچوں کی کنیت رکھنے میں جلدی کرو کہیں ان کے (بُرے) القابات نہ پڑ جائیں۔"

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کی کنیت "ابوہریرہ" رکھی حالانکہ تصغیر کا صیغہ ہے لیکن آپ نے اس کو بخوشی قبول فرمایا، اور آخری عمر تک اسی نام سے پہچانے گئے، مزید برآں حضرت ابوہریرہ اپنا نام بطور فخر بیان کرتے جیسا کہ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا:

فقال أبو هريرة: يوسف نبيّ ابن نبي، وأنا أبو هريرة بن أميمة[172]

حضرت ابوہریرہ نے فرمایا: حضرت یوسف نبی ابن نبی تھے اور میں ابوہریرہ بن امیمہ ہوں۔

نتیجۃ البحث:

اس باب میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر اولاد کے بھی کنیت رکھی جاسکتی ہے، بلکہ کنیت رکھنے میں جلدی کرنی چاہیے۔ مزید برآں کنیت رکھنا سنت نبوی ﷺ ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ كَلَامِ الرَّجُلِ

خوبصورت کلام کا بیان

67 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ شَيْخٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ أَوْ جَابِرًا، يَقُولُ: «كَانَ فِي كَلَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَسُّلٌ أَوْ تَرْسِيلٌ»

171 ـ الكتاب: كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال. المؤلف: علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي (المتوفى: 975هـ). المحقق: بكري حياني صفوة السقا. الناشر: مؤسسة الرسالة. الطبعة الخامسة، 1401هـ/1981م، كتاب النكاح، الفصل الاول فى الاسماء والكنىٰ. الحديث: 45202، ج16، ص419

172 ـ الكتاب: الإصابة في تمييز الصحابة. المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ). تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض. الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الأولى 1415 هـ. ج8، ص33، باب: اميمه بنت عبد المطلب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت ابن عمر یا حضرت جابر ان دونوں حضرات میں سے کوئی ایک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کلام میں خوش الحانی یا وضاحت ہوتی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

جابر ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے، انصاری ہیں، سلمی ہیں، بہت احادیث آپ سے مروی ہیں، آپ بدر وغیرہ اٹھارہ غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور کی وفات کے بعد شام و مصر گئے، آخر نابینا ہوگئے تھے، آپ کی عمر چورانوے سال ہوئی ۷۴ھ چوہتر میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی، آپ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین مدینہ صحابی سے خالی ہوگئی۔[173]

68 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: «اِلانْبِءَاقُ فِي الْكَلَامِ مِنْ شَقَائِقِ الشَّيْطَانِ»

حضرت عطیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: زیادہ فصیح کلام شیطان کے منہ کے جھاگ کی طرح ہے۔

69 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أُسَامَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ»

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کلام ایسا واضح ہوتا تھا ہر سننے والا اس کو سمجھ جاتا تھا۔

70 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ. أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ، عَنْ بِشْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَافِعٌ أَرَاهُ رَفَعَهُ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يَبْغُضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةِ بِلِسَانِهَا»۔

حضرت عبداللہ بن عمرو مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت آدمیوں میں سے اس آدمی سے دشمنی رکھتا ہے جو زبان ہلا ہلا کر فصیح کلام کرتا ہے گائیوں کے زبان سے چارہ ہلانے کی طرح۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبداللہ ابن عمرو ابن عاص: آپ سہمی قریشی ہیں، آپ اپنے والد سے پہلے ایمان لائے آپ کے والد آپ سے تیرہ سال بڑے تھے، آپ بڑے عالم حافظ تھے، آپ نے حضور انور سے احادیث لکھنے کی اجازت حاصل کی، آپ کی وفات

173 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح'' جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں بڑا اختلاف ہے آپ کی وفات ۶۳ھ حرہ کے واقعہ میں ہوئی یا ۷۳ تہتر میں یا ۶۷ سرسٹھ میں مکہ معظمہ میں یا ۵۵ میں طائف میں یا ۶۵ میں مصر میں، یعلیٰ ابن عطاء اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابن عمرو کے لیے سرمہ تیار رکھتی تھی تاکہ لگا کر سوئیں مگر آپ چراغ گل کر دیتے تھے پھر خوفِ خدا سے رویا کرتے تھے حتی کہ آپ کی آنکھیں ابھر گئی تھیں یعنی خراب ہو گئیں تھیں۔[174]

71 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَتَكَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَزْبَدَ شِدْقَاهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " تَعَلَّمُوا، وَإِيَّاكُمْ شَقَائِقَ الْكَلَامِ، فَإِنَّ شَقَاشِقَ الْكَلَامِ مِنْ شَقَاشِقِ الشَّيْطَانِ۔

حضرت عبد الملک بن عمیر فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے کلام کیا یہاں تک کہ اس نے اپنے منہ سے جھاگ نکالا، اس پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم سیکھو اور منہ پھاڑ کر کلام کرنے سے بچو، اس لیے کہ منہ پھاڑ کر کلام کرنا شیطان کے منہ سے نکلنے والے جھاگ کی طرح ہے۔

72 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا». أَوْ: «إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرًا»

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کئی کلام ایسے ہوتے ہیں جن میں جادو ہوتا ہے۔(دو مرتبہ فرمایا)

73 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ هُزَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا»

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کئی کلام ایسے ہوتے ہیں جن میں جادو ہوتا ہے۔

تشریح:

باب مذکورہ میں وارد کردہ روایات کی روشنی میں یہ چیز واضح کی گئی ہے کہ ہمیشہ واضح ہونا چاہیے کہ ہر سننے والا اس کو سمجھ سکے اور یہی سنت نبویہ ﷺ ہے، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس فرمان کے مطابق کہ بعض بیان جادو ہیں کی بابت تفسیر ابن کثیر میں ہے:

174 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : "إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا" يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ مَدْحًا كَمَا تَقَوَّلَهُ طَائِفَةٌ. وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ ذَمًّا لِلْبَلَاغَةِ. قَالَ: وَهَذَا الْأَصَحُّ. قَالَ: لِأَنَّهَا تُصَوِّبُ الْبَاطِلَ حِينَ يُوهِمُ السَّامِعُ أَنَّهُ حَقٌّ كَمَا قَالَ: "فلعل بعضكم أن يكون ألحن لحجته مِنْ بَعْضٍ" فَاقْتَضَى لَهُ. الْحَدِيثَ "

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان کہ بعض بیان جادو ہیں دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ بطور تعریف کے آپ ﷺ نے فرمایا ہو، جیسا کہ ایک جماعت کا نظریہ ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ بطور مذمت کے یہ ارشاد ہوا ہو اور یہی صحیح ہے کیونکہ وہ اپنی غلط بات اس طرح بیان کرتا ہے کہ سچ معلوم ہوتی ہے جیسے ایک اور حدیث میں ہے کہ کبھی میرے پاس تم مقدمہ لے کر آتے ہو تو ایک اپنی چرب زبانی سے اپنے غلط دعویٰ کو (لوگوں کے زعم میں) صحیح ثابت کر دیتا ہے۔

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کی اس باب میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل اس بات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ ہمیشہ واضح اور خوبصورت کلام کرنا چاہیے، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ چرب زبان استعمال کی جائے، بلکہ چرب زبانی سے گریز اور ایسا واضح اور خوبصورت بیان کہ سننے والا سمجھ سکے ہی دراصل سنت نبویہ ﷺ ہے۔

بَابُ مَا كُرِهَ أَنْ يَسْمَعَ الْمُبْتَلَى التَّعَوُّذُ

مصیبت میں مبتلا شخص کو اعوذ باللہ سنانا مکروہ ہے

74 حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ: «أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُسْمِعَ الْمُبْتَلَى التَّعَوُّذَ مِنَ الْبَلَاءِ»

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ مصیبت میں مبتلا شخص کو اعوذ باللہ سنانا ناپسند فرماتے تھے۔

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو جعفر: آپ کا نام عمیر ابن یزید ہے خطمی ہیں جماعت صحابہ سے ملاقات ہے۔[175]

تشریح:

اس باب میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مصیبت میں مبتلاء شخص کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے نافرمانی کا شائبہ ہو، مثلاً بعض لوگ مرتے ہوئے آدمی کو کلمہ کی تلقین کرتے ہیں، حالانکہ وہ اس وقت نہایت

175۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کمزوری ولاچاری کی حالت میں ہوتا ہے، اس سے اس مجبوری و بے بسی کی حالت میں کسی کی بھی نافرمانی ہو بعید نہیں، ہاں یہ بات الگ ہے کہ عاشقوں کے لیے موت کا مزا لذیذ ہے اور غافلوں کے لیے سخت بدمزہ، موت ریل کی طرح کسی کو محبوب تک اور کسی کو جیل تک پہنچاتی ہے۔ بہر حال بعض قرب الموت کو جب کلمہ وغیرہ کی تلقین کی جاتی ہے، تو معاذاللہ وہ گستاخی ونافرمانی کر بیٹھتے ہیں، اس لیے اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ سخت مصیبت میں مبتلاء شخص کو کسی ایسی بات (تعوذ، تسمیہ، کلمہ وغیرہ) کا حکم نہ دیا جائے، جس سے نافرمانی کا شائبہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابُ مَا لَا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يَدْعُوَ بِهِ

آدمی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ یوں دعا کرے

75 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ: "أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُولَ: اللَّهُمَّ لَا تَبْتَلِنِي إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ، وَيَقُولُ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً}[176]"۔

حضرت عبد الکریم فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ یوں دعا کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے کہ اے اللہ! تو مجھے آزمائش میں مت ڈال مگر اس چیز کے ساتھ جو بہت بہترین ہو، اور فرماتے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے: اور شر اور بھلائی کے ساتھ، ہم تمہاری آزمائش ظاہر کریں گے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا تعارف:

مجاہد ابن جبر: آپ کی کنیت ابو حجاج ہے عبداللہ ابن سائب مخزومی کے آزاد کردہ ہیں، مکہ معظّمہ کے عظیم الشان تابعی وہاں کے فقیہ بڑے قاری قرات کے امام مفسرین کے پیشوا ہیں، ۱۰۰ ایک سو میں وفات ہوئی آپ مشہور تابعی ہیں۔ سلمہ ابن کہیل فرماتے ہیں کہ میں نے تین شخص دیکھے جن کا علم محض رضا الٰہی کے لیے تھا: عطاء، طاؤس، مجاہد۔[177]

تشریح:

اس باب کی روایت مین اس بات کو واضح کیا گیا ہے، کہ ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آزمائش خواہ اس میں خیر ہو یا نہیں، پر ایمان رکھنا چاہیے، اور کبھی یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یا اللہ! تو مجھے صرف اچھی آزمائش میں مبتلاء فرما، لیکن یہ دعا ضرور کی جانی چاہیے کہ یا اللہ! تو مجھے جس آزمائش میں بھی مبتلا فرما، اس میں مجھے صراط مستقیم پر ثابت رکھنا۔

176۔ الأنبياء: 35

177۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہ دنیا دار الامتحان ہے، اس میں ہر ایک کی آزمائش ہے، لیکن یہ آزمائش اللہ تعالیٰ کے علم کے لیے نہیں، کیونکہ وہ ہر شے کے عالم ہے، خواہ وہ اتقبال سے ہی کیوں نہ تعلق رکھتی ہو، بلکہ یہ آزمائش خود بندوں کے لیے ہی ہے۔

وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً: "نَبْلُوْكُمْ" "بَلَا يَبْلُوْ" اور "اِبْتَلٰى يَبْتَلِيْ" کا معنی ایک ہی ہے، آزمانا، مبتلا کرنا۔ "فِتْنَةً" آزمائش۔ "فِتْنَةً" لفظ کی تبدیلی کے ساتھ "نَبْلُوْكُمْ" کا مفعول مطلق ہے، مفعول لہ بھی ہو سکتا ہے۔ ترجمہ مفعول لہ کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔ شر سے مراد دنیا میں بدحالی اور سختی ہے اور خیر سے مراد خوشحالی اور آسانی ہے۔ یعنی ہم تمھیں کبھی سختی سے دوچار کرتے ہیں، کبھی نرمی کا سلوک کرتے ہیں۔ کبھی تم پر بیماری آتی ہے، کبھی صحت۔ کبھی دولت وافر ہوتی ہے کبھی فقیری، غرض ان تمام حالتوں سے مقصود تمھاری آزمائش ہے کہ تمہیں معلوم ہو کہ تم نعمت پر شکر اور مصیبت پر صبر کرتے ہو یا نہیں۔

یعنی راحت اور رنج، مفلسی اور امیری، غلبہ اور مغلوبی، قوت اور ضعف، صحت اور بیماری، غرض تمام مختلف حالات میں تم لوگوں کی آزمائش کی جارہی ہے، تاکہ تم دیکھو کہ تم اچھے حالات میں متکبر، ظالم، خدا فراموش، بندہ نفس تو نہیں بن جاتے، اور برے حالات میں کم ہمتی کے ساتھ پست اور ذلیل طریقے اور ناجائز راستے تو اختیار نہیں کرنے لگتے۔ لہٰذا کسی صاحب عقل آدمی کو ان مختلف حالات کو سمجھنے میں غلطی نہیں کرنی چاہیے۔ جو حالت بھی اسے پیش آئے، اس کے امتحانی اور آزمائشی پہلو کو نگاہ میں رکھنا چاہیے اور اس سے بخیریت گزرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ صرف ایک احمق اور کم ظرف آدمی کا کام ہے کہ جب اچھے حالات آئیں تو فرعون بن جائے، اور جب برے حالات پیش آجائیں تو زمین پر ناک رگڑنے لگے۔

کافر اور فاسق خوشحالی میں بخل اور تکبر کرنے لگتا ہے اور مصیبت میں بے صبری اور جزع فزع۔ مومن کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

"عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ"[178]

"مومن کا معاملہ عجیب ہے، کیونکہ اس کا سارا معاملہ ہی خیر ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے، سو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، وہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔"

178 ۔ الكتاب: المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ). المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء التراث العربي – بیروت مسلم. کتاب الزهد. باب المؤمن أمره كله خير. حديث نمبر: 2999. ج4. ص2295. عن صهيب۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نتیجۃ البحث:

باب مذکورہ بالا کی روایت اور دیگر دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اچھی اور بری تقدیر، ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے اچھائی کی امید رکھنی چاہیے، اور اس سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہر حال میں اپنے محبوب رستے پر چلائے، اور اس پر ثابت قدم رکھے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يَقْرَأَ كِتَابَ غَيْرِهِ

کسی کے خط کو پڑھنے کی کراہت کا باب

76 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبِيدَةَ: وَجَدْتُ كِتَابًا، أَقْرَؤُهُ، قَالَ: «لَا»

حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہ سے پوچھا کہ مجھے ایک خط ملا ہے کیا میں اس کو پڑھ لوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف:

محمد ابن سیرین: آپ کی کنیت ابو بکر ہے آپ انس ابن مالک کے آزاد کردہ ہیں، انس ابن مالک، ابن عمر اور ابوہریرہ سے روایات لیتے ہیں، آپ بڑے عابد عالم فقیہ زاہد محدث تھے مشہور جلیل القدر تابعی ہیں مختلف علوم میں مشہور ہیں۔ مورق عجلی کہتے ہیں کہ میں نے ابن سیرین سے زیادہ کوئی فقیہ عابد نہ دیکھا۔ خلف ابن ہشام کہتے ہیں کہ رب نے ابن سیرین کو خشوع و خضوع خوش خلقی عطا فرمائی تھی لوگ جب انہیں دیکھتے تھے، خدا یاد آتا تھا، اشعث کہتے ہیں کہ محمد ابن سیرین سے جب کوئی شرعی مسئلہ پوچھا جاتا تو ان کا چہرہ فق ہو جاتا تھا، مہدی کہتے ہیں کہ ہم ابن سیرین کے پاس بیٹھتے تھے، مختلف تذکرے کرتے تھے مگر جب موت کا ذکر آتا تو آپ کا چہرہ فق ہو جاتا اور ہم سے اجنبی ہو جاتے گویا پہلے والا حال تھا ہی نہیں آپ کی عمر ۷۷ ستتر سال ہوئی (۱۱۰) ایک سو دس میں وفات ہوئی۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے بصرہ کے قریب ہی ہے خواجہ حسن بصری اور محمد ابن سیرین ایک ہی حجرہ میں آرام فرما ہیں، آپ تعبیر خواب کے امام مانے جاتے ہیں، آپ کا تعبیر نامہ مشہور ہے۔[179]

179 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تشریح:

اس باب کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں دوسروں کے بعض امور میں بلا اجازت مداخلت ممنوع ہے، اسی طرح کسی کا خط بلا اجازت پڑھنا بھی ممنوع ہے کہ اس میں ایک قسم کی دوسرے کے رازوں کی جاسوسی کرنا ہے جبکہ حدیث مبارکہ ہے:

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا إِخْوَانًا»۔[180]

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بدگمانی سے بچو کہ یہ بہت بڑا جھوٹ ہے، اور باہم جاسوسی نہ کرو، حسد نہ کرو، باہم بغض نہ کرو، بھائی بھائی بنتے ہوئے اللہ کے بندے بن جاؤ۔

نتیجۃ البحث:

بحث مذکورہ بالا سے واضح ہوتا ہے کہ کسی آدمی کے بلاوجہ راز تلاش کرنے کے لیے کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ الرَّجُلُ أَنْ يَسُبَّهُ

آدمی کو جن چیزوں کو گالی دینے سے منع کیا گیا ہے

77 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَسُبُّوا اللَّيْلَ وَلَا النَّهَارَ وَلَا الشَّمْسَ وَلَا الْقَمَرَ وَلَا الرِّيحَ، فَإِنَّهَا تُبْعَثُ عَذَابًا عَلَى أَقْوَامٍ، وَرَحْمَةً عَلَى آخَرِينَ»

حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ تم گالی مت دو رات کو نہ ہی دن کو، نہ سورج کو نہ چاند کو اور نہ ہی ہوا کو۔ اس لیے کہ انہیں ایک قوم پر عذاب بنا کر بھیجا جاتا ہے جبکہ دوسری قوم پر رحمت بنا کر بھیجا جاتا ہے۔

78 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الزُّرَقِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِنَّهَا مِنْ رُوحِ اللهِ تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ، وَلَكِنْ سَلُوا اللهَ خَيْرَهَا وَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا»

180۔ صحیح بخاری، بَابُ لاَ يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ، ج 7، ص 19، حدیث نمبر: 5143

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ تم ہوا کو برا بھلا مت کہو، اس لیے کہ یہ اللہ کی مہربانی ہے، رحمت بھی لاتی ہے اور عذاب بھی، لیکن تم اللہ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔

79 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنِ الْحَسَنِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي مَسِيرٍ، فَهَبَّتْ رِيحٌ، فَكَشَفَتْ عَنْ رَجُلٍ قَطِيفَةً كَانَتْ عَلَيْهِ، فَلَعَنَهَا. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَتَلْعَنُهَا؟» ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَشَفَتْ قَطِيفَتِي. قَالَ: «إِذَا رَأَيْتَهَا، فَسَلِ اللَّهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا. لَا تَلْعَنْهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ»۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سفر میں تھے کہ ہوا چل پڑی اور ایک آدمی کی چادر اس وجہ سے کھل گئی تو اس نے ہوا کو لعن طعن کی، اس پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے فرمایا: کیا تم نے ہوا کو لعنت کی ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میری چادر کھل گئی! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب تم ہوا دیکھو تو اللہ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو، اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو، اور اس کو لعنت مت کرو اس لیے کہ یہ تو اللہ کی طرف سے مامور ہے۔

تشریح:

گالی دینا، لعن طعن کرنا ایک بہت ہی بری بات ہے، بعض لوگ تو اس کے عادی ہوتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔ لوگوں کے منہ سے عادۃً گالیاں نکلتی رہتی ہیں انہیں خیال بھی نہیں ہوتا کہ میرے منہ سے گالی نکل رہی ہے، بعض لوگ گالی گفتاری کے ایسے عادی تو نہیں ہوتے مگر وہ غصہ میں گالیاں بک دیتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ فاحش کہلاتے ہیں، دوسری قسم کے لوگ متفحش۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ستھرے پاکیزہ طیبہ و طاہر نبی (ﷺ) کو ان دونوں عیبوں سے محفوظ رکھا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نظریہ:

وَرُوِيَ أن رجلا شتم قنبرا مولى علي ابن أَبِي طَالِبٍ فَنَادَاهُ عَلِيٌّ يَا قَنْبَرُ دَعْ شَاتِمَكَ، وَالْهَ عَنْهُ تُرْضِي الرَّحْمَنَ وَتُسْخِطِ الشَّيْطَانَ، وَتُعَاقِبْ شَاتِمَكَ، فَمَا عُوقِبَ الْأَحْمَقُ بِمِثْلِ السُّكُوتِ عَنْهُ. وَأَنْشَدُوا:

وَلَلْكَفُّ عَنْ شَتْمِ اللَّئِيمِ تَكَرُّمًا ... أَضَرُّ لَهُ مِنْ شَتْمِهِ حِينَ يُشْتَمُ

وَقَالَ آخر:

وما شيء أَحَبُّ إِلَى سَفِيهٍ ... إِذَا سَبَّ الْكَرِيمَ مِنَ الجواب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

متارکة السفیه بلا جواب ... وأشد علَى السَّفِيهِ مِنَ السِّبَابِ۔[181]

"روایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی شیر خدا کے غلام قنبر کو گالی دی حضرت علی شیر خدا نے اپنے غلام کو آواز دی: اے قنبر! اپنے گالی دینے والے کو چھوڑ دو، اس سے بے نیاز ہو جا رحمٰن تجھ سے راضی ہو گا شیطان ناراض ہو گا اور تو اپنے گالی دینے والے کو سزا نہ دے بلکہ احمق کو اس سے بڑھ کر کوئی سزا نہیں کہ اس کو جواب نہ دیا جائے انہوں نے یہ اشعار ذکر کیے:

شرافت کی بنا پر کمینے آدمی کو گالی پر جواب نہ دینا اس کے لیے زیادہ تکلیف دہ ہے بنسبت اس کے گالی کے وقت اسے گالی دی جائے۔

بے وقوف کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں جب وہ بھی جواب میں کریم کو گالی دے۔ جواب کے بغیر ہی بے وقوف کو چھوڑ دینا، بے وقوف کے لیے گالی دینے سے زیادہ سخت ہے۔"

جیسے کسی انسان کو گوالی دینا جائز نہیں ایسے ہی کسی جانور یارات، دن، ہوا وغیرہ کو گالی دینا درست نہیں، بلکہ حق تو یہ ہے کہ گالی کسی کو دی ہی نہ جائے، اسی طرح بعض لوگ زمانہ کو برا بھلا کہتے ہیں، ایسی باتوں سے گریز ضروری ہے، کیونکہ حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: " يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔[182]

"حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے، زمانہ کو گالی دیتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، اس کے رات اور دن کی گردش میرے ہی حکم سے ہوتی ہے۔"

نتیجۃ البحث:

باب مذکورہ بالا کی روایات اور دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو گالی نہیں دینی چاہیے، بلکہ نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے حسن اخلاق کو اپنانا چاہیے، اور بری بات کے جواب میں بھی ایسا احسن عمل اپنانا چاہیے کے گالی دینے والا سوچنے پر مجبور ہو جائے۔ خیال رہے کہ نبی اکرم ﷺ کے خلاف زبان درازی کرنے والے کے لیے کسی بھی مسلمان کے دل میں نرم گوشہ نہیں۔

❖

181 ۔ الکتاب : الجامع لأحكام القرآن - تفسير القرطبي،المؤلف : أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى : 671ھ)،تحقيق:أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش،الناشر : دار الكتب المصرية – القاهرة،الطبعة : الثانية ، 1384ھ 1964م،ج15،ص362

182 ۔ صحیح بخاری،بَابُ {وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ} [الجاثية: 24] الآيَةَ،ج6،ص 133، حدیث نمبر: 4826

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابُ مَا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَعَلَّمَهُ أَوْ يُعَلِّمَهُ وَلَدَهُ

آدمی کے لیے مناسب ہے کہ وہ خود سیکھے اور اپنے بچّہ کو سکھلائے

80 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: «يَا بَنِيَّ تَعَلَّمُوا الرَّمْيَ، فَإِنَّهُ مِنْ خَيْرِ لَعِبِكُمْ»

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے !تیر اندازی سیکھو، اس لیے کہ یہ تمہارا بہترین کھیل ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سعد ابن ابی وقاص: آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے، آپ کے والد یعنی ابو وقاص کا نام مالک ابن وہیب ہے، آپ قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، پرانے مؤمن ہیں، سترہ سال کی عمر میں ایمان لائے، آپ تیسرے مؤمن ہیں اور آپ نے سب سے پہلے کفار پر تیر چلایا تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، آپ بڑے مقبول الدعا تھے، آپ کا لقب مجاب الدعوات تھا لوگ آپ کی دعا سے بہت ہی ڈرتے تھے کیونکہ حضور انور نے آپ کے لیے دعا کی تھی" اللھم سدد سھمه و اجب دعوته" خدایا سعد کا نشانہ اور دعا کبھی خالی نہ جائے حضور انور نے آپ سے اور حضرت زبیر سے فرمایا کہ تم پر میرے ماں باپ فدا ان کے سوا کسی سے نہ فرمایا۔ آپ کی وفات اپنی منزل عتیق میں ہوئی جو مدینہ منورہ سے قریب ہے لوگ میت شریف مدینہ منورہ لائے مروان ابن حکم نے آپ کا جنازہ پڑھایا کہ اس وقت وہ ہی حاکم مدینہ تھا، بقیع شریف میں دفن ہوئے، ۵۵ پچپن میں وفات ہے، ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی، عشرہ مبشرہ میں آخری وفات آپ کی ہے، آپ کو حضرت عمر و عثمان نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا، آپ سے سے ایک خلقت نے احادیث روایت کیں۔[183]

81 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ سَالِمٍ الْفَزَارِيِّ قَالَ: مَرَّ بِنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: «ارْمُوا، فَإِنَّ الرَّمْيَ عُدَّةٌ وَجَلَادَةٌ»

حضرت رافع بن سالم فزاری فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ہمارے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا: کہ تیر اندازی کرو، اس لیے کہ تیر اندازی دشمن کے خلاف تیاری اور ہمت و استقلال ہے۔

82 حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ: «إِذَا عَلَّمْتُ وَلَدِي الْقُرْآنَ وَأَحْجَجْتُهُ، وَزَوَّجْتُهُ، فَقَدْ قَضَيْتُ حَقَّهُ، وَبَقِيَ حَقِّي عَلَيْهِ»

183۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن عاص نے ارشاد فرمایا: کہ جب میں نے اپنے بچہ کو قرآن سکھلا دیا اور میں نے اس کو حج کروادیا اور اس کا نکاح کروادیا تو میں نے اس کا حق ادا کر دیا اور اس پر میرا حق باقی رہ گیا۔

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سعید ابن عاص: آپ قرشی ہیں، ہجرت کے سال پیدا ہوئے، قرشی سردار تھے، مصحف عثمان کے لکھنے والوں میں سے ایک آپ بھی ہیں، حضرت عثمان نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا، آپ نے طبرستان فتح کیا، ۵۹ انسٹھ میں وفات ہوئی۔[184]

83 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: " لَا تَحْضُرُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ لَهْوِكُمْ شَيْئًا غَيْرَ الرِّهَانِ وَالرَّمْيِ، نِعْمَ مُتَلَهَّى الْمُؤْمِنِ: الْفَرَسُ وَالنَّبْلُ. مَنْ تَعَلَّمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ كَانَتْ نِعْمَةً يَكْفُرُهَا "

حضرت لیث فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد نے ارشاد فرمایا: کہ فرشتے تمہارے کھیلوں میں حاضر نہیں ہوتے سوائے دوڑ اور تیر اندازی کے۔ مومن کا بہترین کھیل تیر اور کمان کے ساتھ ہے۔ سو جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اس کو چھوڑ دیا تو گویا اس نے نعمت کا انکار کیا۔

84 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى أُنَاسٍ مِنْ أَسْلَمَ يَرْمُونَ، فَقَالَ: «خُذُوا وَأَنَا مَعَ ابْنِ الْأَدْرَعِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ نَأْخُذُ وَأَنْتَ مَعَ بَعْضِنَا دُونَ بَعْضٍ، فَقَالَ: «خُذُوا وَأَنَا مَعَكُمْ يَا بَنِي إِسْمَاعِيلَ»

حضرت عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قبیلہ اسلم کے چند لوگوں پر سے گزر ہوا جو تیر اندازی کر رہے تھے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم پکڑو اور میں ابن الادرع کے ساتھ ہوں۔ اس پر ان لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم کیسے قابو کریں حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم میں سے بعض کو چھوڑ کر بعض کے ساتھ ہیں! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے بنو اسماعیل! تم پکڑو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

---

184 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبد اللہ محمد ابن عبد اللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

85 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حَدْرَدٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاسٍ مِنْ أَسْلَمَ وَهُمْ يَتَنَاضَلُونَ فَقَالَ: «ارْمُوا يَا بَنِي إِسْمَاعِيلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، ارْمُوا وَأَنَا مَعَ ابْنِ الْأَدْرَعِ». قَالَ: فَأَمْسَكَ الْقَوْمُ بِأَيْدِيهِمْ، قَالَ: «مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ»، قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ نَرْمِي وَقَدْ قُلْتَ: «أَنَا مَعَ ابْنِ الْأَدْرَعِ»، وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ حِزْبَكَ لَا يُغْلَبُ؟. قَالَ «ارْمُوا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ»

حضرت ابن ابو حدردا سلمی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا گزر قبیلہ اسلم کے چند لوگوں کے پاس سے ہوا اس حال میں کہ وہ لوگ باہم تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اس پر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کرو، بیشک تمہارا باپ بھی تیر انداز تھا۔ اور تم تیر چلاؤ اور میں ابن الادرع کے ساتھ ہوں، تو لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو روک لیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا کہ تم نہیں چلا رہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم کیسے تیر چلائیں؟ حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو ابن الادرع کے ساتھ ہیں، اور تحقیق ہم جانتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا لشکر کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم تیر چلاؤ، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

حضرت ابن ابو حدرد کا تعارف:

عبداللہ ابن ابی حدرد: آپ کے والد کا نام سلامہ ابن عمرو ہے کنیت ابو الحدردا سلمی ہیں، صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے، پھر خیبر اور بعد کے غزوات میں، ۸۱ اکیاسی سال عمر ہوئی ۷۱ اکہتر میں وفات پائی۔[185]

86 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ أَدْرَعَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَمَعْدَدُوا، وَاخْشَوْشِنُوا، وَانْتَضِلُوا، وَامْشُوا حُفَاةً»

قبیلہ اسلم کے ایک شخص جن کا نام ابن الادرع ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: قبیلہ معد کا طرز زندگی اختیار کرو، اور موٹا اور کھردرا (کپڑا) پہنو اور باہم تیر اندازی کا مقابلہ کرو اور ننگے پیر چلا کرو۔

185۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت ابن الادرع رضی اللہ عنہ کا تعارف:

محجن ابن ادرع: آپ اسلمی پرانے مؤمن ہیں، دراز عمر پائی امارت امیر معاویہ کے آخر میں وفات ہوئی۔[186]

87 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَزْرَقِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِنَّ اللَّهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ الثَّلَاثَةَ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَالْمُمِدَّ " وَقَالَ: «ارْمُوا وَارْكَبُوا، وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، وَكُلُّ مَا يَلْهُو بِهِ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ، وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتَهُ أَهْلَهُ، فَإِنَّهُ مِنَ الْحَقِّ»

حضرت عقبہ بن عامر جہنی فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین لوگوں کو جنت میں داخل کریں گے، تیر کے بنانے والے کو جس نے ثواب کی نیت سے اس کو بنایا۔ اور اس کے چلانے والے کو اور تیر کے پکڑانے والے کو، اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تیر اندازی کرو اور سواری کرو۔ اور تمہارا تیر اندازی کرنا میرے نزدیک تمہارے سوار ہونے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور وہ تمام کھیل جو مسلمان بندہ کھیلتا ہے وہ باطل ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے کمان کے ذریعہ تیر چلاتا ہو، یا اپنے گھوڑے کو سدھاتا ہو یا اپنی بیوی کے ساتھ تفریح کرتا ہو، بیشک یہ تمام چیزیں حق میں سے ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عقبہ ابن عامر: آپ جہنی ہیں، عتبہ ابن ابی سفیان کے بعد امیر معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے پھر امیر معاویہ نے آپ کو معزول کر دیا ۵۸ اٹھاون میں مصر میں آپ کی وفات ہوئی آپ سے چند صحابہ اور بہت تابعین نے احادیث نقل کیں۔[187]

88 حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ بِلَالِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: «أَدْرَكْتُهُمْ يَشْتَدُّونَ بَيْنَ الْأَغْرَاضِ، وَيَضْحَكُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، فَإِذَا كَانَ اللَّيْلُ كَانُوا رُهْبَانًا»

186۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

187۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ حضرت بلال بن سعد نے ارشاد فرمایا: کہ میں نے صحابہ کو پایا اس حال میں کہ وہ لوگ اپنے مقاصد کے بارے میں بہت سخت تھے۔ اور ان میں سے بعض بعض کے ساتھ مذاق کرتے تھے اور جب رات ہوتی، تو وہ سب کے سب عبادت گزار بن جاتے۔

89 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «رَأَيْتُ حُذَيْفَةَ يَشْتَدُّ بَيْنَ الْهَدَفَيْنِ فِي قَمِيصٍ»

حضرت ابراہیم تیمی کے والد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ کو دیکھا آپ دو نشانوں کے درمیان حملہ کرتے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حذیفہ ابن یمان: آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، عبسی ہیں، آپ کے والد کا نام حسیل ہے، یمان لقب ہے، حضرت حذیفہ حضور انور کے صاحب اسرار راز دار ہیں، حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد آپ کی وفات مدائن میں ہوئی وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے، ۳۵ھ میں وفات ہے۔[188]

90 حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي الْعَدَبَّسِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: «أَخِيفُوا الْهَوَامَّ، وَانْتَضِلُوا، وَتَمَعْدَدُوا، وَاخْشَوْشِنُوا، وَاجْعَلُوا الرَّأْسَ رَأْسَيْنِ، وَفَرِّقُوا بَيْنَ الْمَنِيَّةِ، وَلَا تَلَبَّثُوا بِدَارِ مَعْجَزَةٍ، وَأَخِيفُوا الْحَيَّاتِ قَبْلَ أَنْ تُخِيفَكُمْ، وَأَصْلِحُوا مَثَاوِيَكُمْ»

حضرت ابو العدبس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ تم حشرات کو ڈراؤ قبل ازیں کہ وہ تمہیں خوف زدہ کریں اور تم باہم تیر اندازی کا مقابلہ کیا کرو، اور قبیلہ معد کی طرز زندگی اختیار کرو اور موٹا، کھردرا کپڑا پہنو، اور اپنے مال کو ہلاک ہونے سے بچاؤ، اور تم ایسی جگہ اقامت اختیار مت کرو جہاں تمہارا رزق تنگ ہو اور تم سانپوں کو ڈراؤ قبل ازیں کہ وہ تمہیں خوف زدہ کریں اور اپنے گھر والوں کو درست رکھو۔

91 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَشْتَدُّ بَيْنَ الْهَدَفَيْنِ فِي قَمِيصٍ، وَيَقُولُ: «أَنَا بِهَا أَنَا بِهَا» . يَعْنِي: كُلَّمَا أَصَابَ خَصْلَةً قَالَ: أَنَا بِهَا.

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا آپ دو نشانوں کے درمیان حملہ کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے میں اسی کے ساتھ ہوں میں اسی کے ساتھ ہوں، یعنی جب بھی نشانہ لگتا تو کہتے: میں اسی کے ساتھ ہوں۔

188۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: احمال فی ترجمة اکمال. مذکور فی "مرأة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا تعارف:

مجاہد ابن جبر: آپ کی کنیت ابو حجاج ہے عبد اللہ ابن سائب مخزومی کے آزاد کردہ ہیں، مکہ معظمہ کے عظیم الشان تابعی وہاں کے فقیہ بڑے قاری قرأت کے امام مفسرین کے پیشوا ہیں، (۱۰۰) ایک سو میں وفات ہوئی آپ مشہور تابعی ہیں۔[189]

تشریح:

باب مذکورہ میں بچوں کے کھیل، خصوصا تیر اندازی، اور اولاد کے حقوق بمع دیگر امور کی بابت بیان ہوا ہے بچوں کو کھیلنے کا موقع بھی دینا چاہیے، امام سیوطی نقل کرتے ہیں:

"عُرَامَةُ الصَّبِيِّ فِي صِغَرِهِ زِيَادَةٌ فِي عَقْلِهِ فِي كِبَرِهِ"[190]

"بچے کا بچپن میں شوخی اور کھیل کود کرنا، جوانی میں اس کے عقل مند ہونے کی علامت ہے۔"

حدیث مبارکہ سے استدلال:

"عن عائشة قالت: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالذين يدوكون بالمدينة فقام عليهم وكنت أنظر فيما بين أذنيه وهو يقول: خذوا يا بني أرفدة! حتى تعلم اليهود والنصارى أن في ديننا فسحة"۔[191]

"حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ مدینہ میں کچھ بچے ڈھال اور نیزوں سے کھیل کود کر رہے تھے۔ نبی کریم رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا: "اے ارفدہ کے بیٹو! کھیلتے رہو تاکہ یہود و نصاریٰ جان لیں کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔"

---

189 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمة اکمال. مذکور فی "مرأة المناجیح شرح مشکوٰة المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

190 ۔ الكتاب: صحيح وضعيف الجامع الصغير وزيادته. المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ). مع الكتاب: أحكام محمد ناصر الدين الألباني. صفحه و روایت نمبر: 8136

191 ۔ الكتاب: كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال. المؤلف: علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي (المتوفى: 975هـ). المحقق: بكري حياني صفوة السقا. الناشر: مؤسسة الرسالة. الطبعة: الطبعة الخامسة. 1401هـ/1981م. كتاب اللهو واللعب ، ج15. ص223. حديث نمبر: 40676

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لیکن خیال رہے کہ ہر کھیل جائز نہیں ہوتا، اس لئے بچوں کو صرف جائز کھیل کھیلنے کی اجازت دی جائے، ناجائز کھیل کی طرف تو رخ بھی نہ کرنے دیا جائے۔ مثلاً ہر وہ کام جس میں جوا لگتا ہو وہ ناجائز و حرام ہے، ذیل میں کھیلوں کے متعلق تفصیل کی جاتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔[192]

ترجمہ: "اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بتوں کے پاس نصب شدہ پتھر اور فال کے تیر محض ناپاک ہیں، شیطانی کاموں میں سو تم ان سے اجتناب کرو، تاکہ تم کامیاب ہو۔"

علامہ غلام رسول سعیدی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"میسر: ہر وہ عقد جس کی رو سے ہارنے والا جیتنے والے کو ایک معین اور پہلے سے طے شدہ رقم ادا کرنے، اس کو میسر کہتے ہیں۔ میسر یسر سے بنا ہے، اور جوئے کے ذریعے جیتنے والے فریق کو ہارنے والے فریق کی رقم آسانی سے مل جاتی ہے۔ اس لیے اس کو میسر کہتے ہیں۔

ازلام: تیروں کی ہیئت کی پتلی پتلی لکڑیاں، ان سے زمانہ جاہلیت میں قسمت کا حال اور شگون معلوم کرتے تھے اور فال نکالتے تھے۔

انصاب: بتوں کے پاس نصب شدہ پتھر جن کی عبادت کی جاتی تھی اور بتوں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان پر جانور ذبح کیے جاتے تھے۔[193]

رجس: جو چیز حساً یا معناً گندی اور ناپاک ہو، انسان کی طبیعت اس سے گھن کھائے یا عقل اس کو برا جانے یا شریعت نے اس کو ناپاک قرار دیا ہو۔

جوئے کی تعریف اور اس کے حرام ہونے کا بیان:

اس آیت میں جوا کھیلنے کو بھی حرام قرار دیا ہے، لوئیس معلوف قمار کا معنی لکھتے ہیں:

ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط لگائی جائے کہ غالب، مغلوب سے کوئی چیز لے لے گا، خواہ وہ چاندی ہو یا کوئی اور چیز۔[194]

علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ لکھتے ہیں:

ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط ہو کہ مغلوب کی کوئی چیز غالب کو دی جائے گی، قمار ہے۔[195]

192۔ المائدہ: 90

193۔ المفردات، ج ۲، ص ۶۳۸

194۔ المنجد، ص ۷۶۵۳، مطبوعہ المطبعہ الکاثولیکہ، بیروت، ۱۹۲۷ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

قمار' قمر سے ماخوذ ہے۔ جو کبھی کم ہوتا ہے اور کبھی زیادہ' اور جوئے کو قمار اس لیے کہتے ہیں کہ جوا کھیلنے والوں میں سے ہر ایک اپنا مال اپنے ساتھی کو دینے اور اپنے ساتھی کا مال لینے کو (شرط کے ساتھ) جائز سمجھتا ہے۔ اور یہ نص قرآن سے حرام ہے اور اگر صرف ایک جانب سے شرط لگائی جائے تو جائز ہے۔[196]

امام ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:

اہل علم کا جوئے کے ناجائز ہونے پر کوئی اختلاف نہیں ہے اور باہم شرط لگانا بھی جوا ہے۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا آپس میں شرط لگانا جوا ہے' زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے مال اور بیوی کی شرط لگاتے تھے۔ پہلے یہ مباح تھا' بعد میں اس کی تحریم نازل ہو گئی' جب سورۂ روم نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے رومیوں کے ایرانیوں سے غالب ہونے پر مشرکین سے شرط لگائی تھی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: شرط میں زیادتی کرو اور مدت بڑھا دو' پھر بعد میں اس سے منع فرما دیا اور جوئے کی حرمت نازل ہو گئی۔ اس کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ شتر سواری' گھوڑے سواری اور نیزہ بازی میں سابقیت کی شرط لگانے کی رخصت ہے' یعنی سب سے آگے نکلنے والے کو انعام دیا جائے اور پیچھے رہنے والے کو انعام نہ دیا جائے۔ (یہ انعام کوئی تیسرا شخص یا مقابلہ کرانے والا دے گا) اور اگر یہ شرط لگائی جائے کہ دونوں میں سے جو آگے نکل جائے گا' وہ لے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ دے گا تو یہ شرط ناجائز ہے' اور اگر وہ کسی تیسرے شخص کو داخل کر دیں تو یہ جائز ہے اور اس کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے محلل فرمایا ہے۔[197]

معمہ' لاٹری اور سٹہ کا شرعی حکم:

ہمارے زمانہ میں معمہ اور لاٹری کا رواج ہے۔ معمہ میں یہ ہوتا ہے کہ ایک مقررہ فیس ادا کر کے لوگ اس معمے کو حل کر کے صاحب معمہ کے پاس قسمت آزمائی کے لیے بھیج دیتے ہیں' اور لاکھوں شرکاء کی فیسوں کے ذریعہ جو رقم جمع ہوتی ہے اس میں سے تین چار انعام مقرر کیے جاتے ہیں۔ علمی حیثیت سے تو اس معمے کے بہت سے حل صحیح ہو سکتے ہیں' لیکن انعام اس شخص کو ملتا ہے جس کا حل کسی معقول کوشش کی بناء پر نہیں' بلکہ محض اتفاق سے کمپائلر کے مطابق ہو۔ چونکہ معمے میں بھی تملیک کا مدار خطرہ (Risk) پر ہے اس لیے یہ بھی میسر اور قمار ہے' اور شرعاً ناجائز ہے اور حرام ہے۔

---

195 ۔ التعریفات' ص ۷۷' مطبوعہ المطبعہ الخیریہ' مصر' ۱۳۰۶ھ

196 ۔ رد المختار ج ۵ ص' ۲۵۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۰۷ھ

197 ۔ احکام القرآن ج ۱ ص' ۳۲۹ مطبوعہ سہیل اکیڈمی' لاہور' ۱۴۰۰ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اسی طرح لاٹری بھی جوا ہے لاٹری میں بڑے بڑے انعامات کا لالچ دے کر لاکھوں ٹکٹ فروخت کیے جاتے ہیں اور ٹکٹوں کے ذریعہ جو رقوم جمع ہوتی ہیں' اس میں سے قرعہ اندازی کے ذریعہ چند لاکھ روپے تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں ہلال احمر اور فاطمید فاؤنڈیشن کے ریفل ٹکٹ کا کاروبار عام ہے' یہ کاروبار خالص جوا ہے اگر کوئی شخص تپ دق کے مریضوں کی مدد اور غریب بیماروں کے لیے خون مہیا کرتا ہے تو سیدھے اور صاف طریقہ سے آ کر ان اداروں میں عطیات جمع کرائے' لاٹری کے ٹکٹ خرید کر قسمت آزمائی کے راستہ سے غریب اور نادار مریضوں کے لیے جوئے کی رقم مہیا نہ کرے' اسی طرح وہ سارے کھیل اور کام جوئے میں داخل ہیں جن میں اشیاء کی تقسیم کا مدار حقوق اور خدمات اور عقلی فیصلوں پر رکھنے کے بجائے محض کسی اتفاقی امر پر رکھ دیا جائے۔ گھوڑ دوڑ کے مقابلوں میں اور بین الاقوامی کھیلوں میں ہار جیت پر جانبین سے شرط لگانا' اسی طرح بارش ہونے یا نہ ہونے پر' یا کسی بھی اتفاقی امر پر جانبین سے شرط لگانا صراحتاً سٹہ اور جوا ہے اور ناجائز اور حرام ہے۔

کھیل اور ورزش کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر:

جسمانی ورزش اور باہمی دلچسپی کے لیے جو کھیل کھیلے جاتے ہیں ان کے کھیلنے سے اگر کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو اور کوئی عبادت ضائع نہ ہوتی ہو' تو ان کا کھیلنا جائز ہے۔ مثلاً بعض کھیل ایسے ہیں جن میں کھلاڑی گھٹنوں سے اونچا نیکر پہنتے ہیں' بعض کھیل ایسے ہیں جو صبح سے شام تک جاری رہتے ہیں اور ظہر کی نماز کا وقت کھیل کے دوران آ کر نکل جاتا ہے' اور کھلاڑی اور کھیل دیکھنے والے نماز کا کوئی خیال نہیں کرتے' کھانے اور چائے کا وقفہ کیا جاتا ہے' لیکن نماز کا کوئی وقفہ نہیں ہوتا' بعض دفعہ کسی کھیل میں ہار جیت' پر کوئی شرط رکھی جاتی ہے۔ یہ سب امور ناجائز ہیں۔

انسان کی صحت اور جسم کو چاق وچوبند رکھنے کے لیے کھیل اور ورزش دونوں بہت ضروری ہیں۔ بعض لوگ میز کرسی پر بیٹھ کر دن رات پڑھنے کا کام کرتے ہیں' ان کو اپنے کام کی وجہ سے زیادہ چلنے پھرنے اور جسمانی مشقت کا موقع نہیں ملتا اس کی وجہ سے ان لوگوں کی توند نکل آتی ہے اور خون میں کلیسٹرول کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے' اور یہ لوگ ذیابیطس (خون میں شکر کا ہونا) ہائی بلڈ پریشر' دل کی بیماریوں' معدہ کا ضعف اور گیس کا شکار ہو جاتے ہیں' ان بیماریوں سے محفوظ رہنے یا بیماری لاحق ہونے کے بعد ان کا مقابلہ کرنے کے لیے مختلف قسم کے کھیلوں اور ورزشوں میں مشغول رہنا حفظان صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔

اسلام میں مختلف کھیلوں اور ورزشوں کی بھی مناسب حد تک حوصلہ افزائی کی گئی ہے' نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے گھڑ سواری کا مقابلہ کرایا' پیدل دوڑ کا مقابلہ کرایا' آپ نے خود بہ نفس نفیس دوڑ کے مقابلہ میں حصہ لیا' اسی طرح آپ نے کشتی بھی کی' اس سلسلہ میں ہم نے تمام احادیث شرح صحیح مسلم' جلد سادس میں بیان کر دی ہیں۔

جسم کو چاق وچوبند اور صحت کو قائم رکھنے کے لیے جو کھیل کھیلے جائیں اور جسمانی ورزشیں کی جائیں' ان میں یہ نیت ہونی چاہیے کہ ایک صحت مند اور طاقتور جسم' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے احکام پر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زیادہ اچھی طرح عمل کر سکتا ہے' اور حقوق العباد کی ادائیگی اور خلق خدا کی خدمت' تندرست اور توانا جسم سے بہتر طور پر کی جا سکتی ہے۔ اس لیے اچھی صحت اور طاقت کے حصول کے لیے مناسب کھیلوں اور ورزشوں میں حصہ لینا چاہیے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

بغیر کسی عوض کی شرط کے مقابلہ میں حصہ لینا مطلقاً جائز ہے اور نہ اس میں کسی معین جنس کے مقابلے کی قید ہے۔ خواہ پیادہ دوڑ کا مقابلہ ہو' کشتیوں کا ہو یا پرندوں' خچروں' گدھوں اور ہاتھیوں یا نیزوں کا مقابلہ ہو۔ اسی طرح کشتی لڑنا بھی جائز ہے' اور طاقت آزمائی کے لیے پتھر اٹھانا بھی جائز ہے' کیونکہ ایک سفر میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت عائشہ سے دوڑ میں مقابلہ کیا ہے۔ حضرت سلمہ بن اکوع نے ایک انصاری سے دوڑ میں مقابلہ کیا' نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت رکانہ سے کشتی لڑی اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک قوم کے پاس سے گزرے' جو پتھر اٹھا کر طاقت آزمائی کر رہی تھی' آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔[198]

ان تمام احادیث اور آثار میں اس کا ثبوت ہے کہ صحت اور قوت کو برقرار رکھنے کے لیے صحت مند کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کو اختیار کرنا چاہیے' اور ان کھیلوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے مقابلہ منعقد کرانا بھی جائز ہے۔ البتہ کسی بھی مقابلہ پر ہار جیت کی شرط رکھنا ناجائز ہے۔

چوسر اور شطرنج کے متعلق مذاہب فقہاء:

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہر وہ کھیل جس میں قمار ہو' وہ حرام ہے اور جس کھیل میں کسی بھی جانب سے کسی عوض کی شرط نہ ہو' ان میں سے بعض حرام ہیں اور بعض مباح ہیں۔ حرام تو نرد شیر ہے۔ امام ابو حنیفہ اور اکثر شافعیہ کا یہی قول ہے اور بعض فقہاء نے کہا یہ مکروہ ہیں' حرام نہیں ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ امام ابو داؤد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جس شخص نے نرد شیر (چوسر) کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور حضرت بریدہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ جس نے نرد شیر کو کھیلا' اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے خون اور گوشت میں رنگ لیے اور سعید بن جبیر جب نرد شیر (چوسر) کھیلنے والوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام نہیں کرتے تھے۔

ان دلائل کی بناء پر جو شخص بار بار نرد شیر (چوسر) کھیلے' اس کی گواہی مقبول نہیں' عام ازیں کہ وہ جوئے کے ساتھ کھیلے یا بغیر جوئے کے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے اور یہی امام شافعی کا ظاہر مذہب ہے' شطرنج بھی چوسر کی طرح حرام ہے۔

---

198 ۔ المغنی' ج ۹' ص ۳۶۸' مطبوعہ بیروت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

البتہ چوسر کی حرمت زیادہ شدید ہے کیونکہ اس کی حرمت میں صریح نص وارد ہے اور شطرنج کو چوسر پر قیاس کرکے حرام کیا گیا ہے۔ قاضی ابوالحسین سے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب' حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سعید بن مسیب' قاسم' سالم' عروہ' محمد بن علی بن حسین' وراق اور امام مالک کے نزدیک شطرنج حرام ہے اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ شطرنج مباح ہے۔ حضرت ابوہریرہ' سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر کا بھی یہی مذہب ہے' ان کی دلیل یہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور شطرنج کی تحریم میں کوئی نص وارد نہیں ہے اور نہ ہی شطرنج اور نردشیر میں کوئی علت مشترکہ ہے۔ لہٰذا یہ اپنی اصل پر مباح ہے' نیز شطرنج سے جنگی چالوں کی مشق ہوتی ہے' لہٰذا یہ نیزہ بازی' تیراندازی اور گھوڑے سواری کے مشابہ ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں' ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میسر یعنی جوئے کو حرام کیا ہے۔[199] اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے شطرنج کو بھی میسر فرمایا اور شطرنج کھیلنے والے اس کھیل سے جنگی چالوں کے تربیت حاصل کرنے کا قصد نہیں کرتے' ان کا اس سے قصد صرف کھیل یا جوا ہوتا ہے۔ نیز اس میں مشغول ہوکر انسان نمازوں اور خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے امام احمد نے فرمایا کہ شطرنج کھیلنے والے کی شہادت بھی مردود ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔ ابوبکر نے کہا کہ جو شخص شطرنج کو کھیلے تو یہ فعل حرام ہے اور اگر اس کو مباح سمجھنے والا ہو تو اس کی شہادت مسترد نہیں ہوگی' الا یہ کہ اس کھیل کی وجہ سے وہ نمازوں سے غافل ہو جائے یا اس کھیل میں وہ جھوٹی قسمیں کھائے یا بازار میں بیٹھ کر کھیلے یا اس کی وجہ سے کوئی اور سستی اور بے وقعت حرکت ہو۔ یہ امام شافعی کا مذہب ہے' سو شطرنج کا بھی وہی حکم ہے جو باقی مختلف فیہ مسائل کا حکم ہوتا ہے۔[200]

علامہ علاؤالدین الحصکفی الحنفی لکھتے ہیں:

نرد (چوسر) اور شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے' امام شافعی نے شطرنج کھیلنے کو مباح کہا ہے۔ امام ابویوسف سے ایک روایت یہی ہے' یہ اس وقت ہے جب اس میں شرط نہ لگائی جائے اور نہ اس کو کھیلنے کی عادت بنائی جائے اور نہ اس میں مشغولیت کی بناء پر کسی واجب کو ترک کیا جائے ورنہ شطرنج کھیلنا بالاجماع حرام ہے۔[201]

کرکٹ میچ کے متعلق امام احمد رضا (فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) کی ہدایت:

مولانا اقبال احمد نوری لکھتے ہیں:

199۔ المائدہ: ۹۰

200۔ المغنی ج ۱۰ ص' ۱۷۲۔۱۷۱ مطبوعہ دارالفکر' بیروت' ۱۴۰۵ھ

201۔ درمختار علی ھامش ردالمختار ج ۵ ص ۲۵۳۔۲۵۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۰۷ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عرصہ ۲۰ سال کا ہوا' حاجی احمد حسین صاحب نے نجیب آباد میں اتفاقیہ ملاقات کے دوران ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ جب میں بریلی ہائی سکول میں پڑھ رہا تھا اور وہیں بورڈنگ ہاؤس میں رہتا تھا اور ہفتہ میں دو تین بار اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ میرٹھ کی ایک ٹیم ہر جگہ سے جیت کر فائنل میچ کھیلنے بریلی آئی' ہیڈ ماسٹر انگریز بھی ساتھ تھا۔ پہلے روز بریلی کی ٹیم کھیلی اور بیس رن بنا کر پوری ٹیم آؤٹ ہو گئی' جس کے سبب بڑی سراسیمگی پیدا ہو گئی اور جیتنے کا کوئی امکان نہ رہا۔ اسی روز بعد مغرب میں اور غلام جیلانی (کہ ہم دونوں ہم سبق اور پیر بھائی تھے) اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری کیفیت بیان کی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ میرٹھ اور بریلی ہر دو جگہ کے کھیلنے والے یہی امید لیے ہوئے ہیں' کہ ہماری جیت ہو۔ پھر بریلی کے طلباء کی اگر امداد کی جائے جب کہ ہر دو فریق میں مسلم اور غیر مسلم طلباء موجود ہوں گے۔

عرض کیا' ہاں حضور' بات تو یہی ہے' مگر ماسٹر قرب محمد صاحب جو سید ہیں' حضور انہیں خوب جانتے ہوں گے۔ فرمایا ہاں! عرض کیا' وہ لڑکوں کو گیند بلا بھی کھلاتے ہیں اور ڈرل ماسٹر بھی ہیں' ان کی تنخواہ میں پندرہ روپیہ ترقی!! البتہ شرط پر قرار پائی ہے کہ بریلی والے جیت جائیں' فرمایا یہ بات قابل غور ہے۔

ارشاد فرمایا اگر میرٹھ والوں کے سولہ نمبر (رن) بنیں تو بریلی والوں کی جیت ہے۔ عرض کی جی حضور' اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ کل صبح جب بریلی کے لڑکے کھیلنے کے لیے چلیں تو انہیں جو مسلمان ہوں' انہیں سکھا دیا جائے کہ اللہ پڑھ کر قدم جمائیں اور سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر' چھنگلیاں سے شروع کریں اور **کھیعص** یہ پانچ حروف ہیں ہر حرف پڑھتے جائیں اور ایک ایک انگلی بند کرتے جائیں' پھر الٹے ہاتھ ہاتھ پر "**حمعسق**" یہ بھی پانچ حروف ہیں' ہر ہر حرف پڑھتے جائیں اور ایک ایک انگلی بند کرتے جائیں' جب دونوں مٹھیاں بند ہو جائیں تب سورۃ "**الم ترکیف**" پڑھیں' جب "**ترمیھم**" پر پہنچیں تو اس کو دس بار پڑھیں اور ہر بار سیدھے ہاتھ کی ایک ایک انگلی کھولتے' پھر الٹے ہاتھ کی یہاں تک دس بار "**ترمیھم**" پڑھنے دس انگلیاں کھل جائیں گی' پھر بقیہ سورۃ (آیت) "**بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول**"۔ پڑھ کر اپنی جگہ جا کر کھڑے ہو جائیں اور جو لڑکا گیند پھینکے اسے سکھا دیں کہ ہر ہر مرتبہ **حم ینصرون** پڑھ کر گیند پھینکے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۶ (سولہ) رن بنا کر میرٹھ کے وہ سب لڑکے آؤٹ ہو گئے جو نہ معلوم کہاں کہاں سے جیت کر آئے تھے۔

یہ تھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی فن ریاضی' کمال کہیے یا کرامت کہ۔۔۔ آپ نے ہمیشہ ایک ایسا عمل عطا فرما دیا کہ اس عمل کے ذریعہ ہر قسم کے مقابلوں میں فتح حاصل کی جا سکتی ہے' بعض عاملین نے اس پر یہ کہا کہ کسی بھی قیمت پر میرٹھ والوں کے سولہ رن سے زیادہ بن ہی نہیں سکتے تھے' کیونکہ اس عمل میں بھی ایک عجیب فلسفہ اور حکمت ہے۔ "**کھیعص**" میں پانچ حروف ہیں **حمعسق** میں پانچ حروف ہیں اور **ترمیھم** میں چھ حروف ہیں۔ اس طرح کل ملا کر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سولہ حرف ہوئے، پس اعلیٰ حضرت نے اس عمل کے ذریعہ بندش کر دی تھی۔ لہذا سولہ رن سے آگے بڑھنا اور اس سے کم ہونا ناممکن تھا۔[202]

اور جوئے کی دینی اور دنیاوی خرابیاں:

جوئے سے ایک فریق کو بغیر کسی محنت اور عمل کے بہت فائدہ ہوتا ہے اور دوسرا فریق ناگہانی طور پر بہت بڑے نقصان سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے وہ ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں، اور بسا اوقات یہ دشمنی قتل اور خون ریزی کی طرف پہنچاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شراب اور جوئے میں شخصی اور اجتماعی اور دینی اور دنیاوی خرابیاں ہیں۔"[203]

لہو و لعب کے متعلق علامہ غلام رسول سعیدی کی مفصل تحقیق:

علامہ غلام رسول سعیدی لہو لعب کے متعلق بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج غریب ہونے کے بعد تم اپنے مویشیوں اور بچوں کو باہر نہ نکالوں، حتیٰ کہ عشاء کی سیاہی غائب ہو جائے، کیونکہ سورج غروب ہونے کے بعد شیطین کھیلتے رہتے ہیں حتیٰ کہ عشاء کی سیاہی غائب ہو جائے۔[204]

حضرت یزید بن سعید (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی کوئی چیز مذاق سے لے نہ سنجیدگی سے یا دل لگی اور کھیل کے طور پر لے نہ سنجیدگی سے اور جس شخص نے اپنے بھائی کی لاٹھی لی ہے وہ اس کو واپس کر دے۔[205]

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دد سے ہوں نہ دد مجھ سے ہے۔[206]

علامہ ابن اثیر الجزری نے کہا دد کا معنی ہے لھو و لعب یعنی میں کھیلنے کودنے والوں میں سے نہیں ہوں اور نہ کھیل کود میرا شغل ہے۔[207]

ابو محمد یحییٰ بن محمد نے کہا دد کا معنی ہے: باطل[208]

202۔ شبع شبستان رضا، حصہ سوم، ص ۵۰۔ ۴۸، مطبوعہ رومی پبلیکیشنز، لاہور

203۔ تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی، تحت: سورۃ المائدہ:90

204۔ صحیح مسلم رقم الحدیث ۳۱۰۲، سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۴۰۶۲، مسند احمد ج ۳ ص ۶۸۳

205۔ سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۵۰۰۳ سنن الترمذی رقم احدیث ۰۶۱۲ المعجم الکبیر ج ۲ رقم الحدیث ۰۳۶ المستدرک ج و ۳ ص ۷۳۶ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۲۹ شرح السنہ رقم الحدیث: ۲۷۵۲

206۔ مسند البزز، رقم الحدیث ۲۰۴۲، ملمعجم الاوسط رقم الحدیث ۵۱۴

207۔ النہایۃ ج ۲ ص ۲۰۱۱۰۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت شرید (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے چڑیا کو بے فائدہ (بغیر کھانے کی غرض کے) قتل کیا وہ قیامت کے دن اللہ عزوجل سے فریاد کرے گی کہ فلاں شخص نے مجھے عبث قتل کیا اور مجھے کسی فائدہ کے لیے قتل نہیں کیا۔[209]

حضرت موسیٰ رضی اللہ نے کہا جو شخص کسی کھیل کے مہروں (مثلاً لوڈو کی گوٹوں) کے ساتھ کھیلا اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔[210]

حضرت بریدہ بن الحصیب (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نرد شیر (چوسر یا شطرنج کے مہروں) کے ساتھ کھیلا پس گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں مل لیا۔[211]

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا (جیسے کتوں، ریچھ، مینڈھوں اور مرغوں کو لڑایا جاتا ہے)[212]

حضرت معاویہ بن بہز (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اس شخص کے لئے ہلاکت ہو جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے' اس کے لئے ہلاکت ہو' پھر اس کے لئے ہلاکت ہو۔[213]

محدثین کے نزدیک لہو کی تعریف:

علامہ مجد الدین المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۲ھ لکھتے ہیں:

جس کام میں انسان اس قدر مشغول ہو جائے کہ اس کام کے علاوہ دوسرے کاموں سے غافل ہو جائے تو اس کام کو لھو و لعب کہتے ہیں۔[214]

208۔ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۵۲۲

209۔ سنن النسائی رقم الحدیث ۷۵٤٤' ۰٦۳٤

210۔ مسند احمد ج ٤ ص ۵۲۱' سنن ابو داؤد رقم الحدیث ۸۳۹٤

211۔ کیرم' اسنوکر اور لوڈو وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں۔ حدیث کا حوالہ: صحیح مسلم رقم الحدیث ۰٦۲۲' سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۹۳۰۵۲

212۔ سنن ابو داؤد رقم الحدیث ۲٦۵۲' سنن الترمذی رقم الحدیث ۹۰۷۱' مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث ۹۰۵۲' الکامل لابن عدی ج ۳' سنن کبریٰ للبیہقی ج ۰۱ ص ۲۲

213۔ سنن ابو داؤد رقم الحدیث ۰۹۹٤' سنن الترمذی رقم الحدیث ۵۱۳۲' مسند احمد ج ۲ ص ۵٤۳' الادب المفرد رقم الحدیث ۱۳۰۰' صحیح ابن حبان قرم الحدیث ٤۷۸۵' سنن کبریٰ للبیہقی ج ۰۱ ص ۳۱۲' ۹۱

214۔ النہایہ ج ٤ ص ۲٤۲' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱٤۱۸ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٦٥٢ھ لکھتے ہیں:

ہر وہ لہو باطل ہے جس کی مشغولیت انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل کر دے۔

علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ٢٥٨ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

مطلقاً کسی فعل میں مشغول ہونا خواہ اس فعل کی اجازت ہو یا وہ فعل ممنوع ہو' لہو ہے' مثلاً کوئی شخص نفل نماز میں مشغول ہو یا تلاوت میں مشغول ہو یا ذکر میں یا قران کے معانی کے اندر غور و فکر کرنے میں حتیٰ کہ فرض نماز کا وقت عمداً نکل جائے تو وہ بھی لہو ہے اور جب مرغوب اشیاء میں اشتغال کا یہ حکم ہے تو اس سے کم درجہ کی چیزوں میں اشتغال کا کیا حال ہو گا۔[215]

علامہ بدالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ٥٥٨ھ لکھتے ہیں:

امام بخاری کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی کام میں اشتغال اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل نہ کرے تو وہ لہو نہیں ہے۔[216]

ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۴١٠١ھ لکھتے ہیں:

جس طرح تیر اندازی اور گھوڑے کو تربیت دینے میں اشتغال لہو باطل نہیں بلکہ برحق امور میں سے ہے اسی طرح ہر وہ کام جو حق میں معاونت کرتا ہو خواہ علم ہو یا عمل جبکہ وہ امور مباحہ میں سے ہو تو اس میں اشتغال لہ باطل نہیں ہے اور برحق امور میں سے ہے' جیسا کہ کسی شخص کا گھوڑوں اور اونٹوں میں بغیر شرط باندھے مقابلہ کرانا' یا کسی شخص کا بدن کی قوت بحال رکھنے یا قوت حاصل کرنے کے لیے دوڑنا' بھاگنا (اور دوسری ورزشیں کرنا' یا دماغ کے تازگی کے لیے آلات موسیقی کے بغیر حمد' نعت و حکیمانہ اشعار سننا۔[217]

جسمانی صحت کے حصول کے لیے جائز کھیلوں اور ورزشوں کا جواز:

جسمانی ورزش اور باہمی دلچسپی کے لیے جو کھیل کھیلے جاتے ہیں ان کے کھیلنے سے اگر کسی غیر شرع امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو اور کوئی عبادت ضائع نہ ہوتی ہو تو ان کھیلنا جائز ہے مثلاً بعض کھیل ایسے ہیں جن میں کھلاڑی گٹنوں سے اونچا نیکر پہنتے ہیں بعض کھیل ایسے ہیں جو صبح سے شام تک جاری رہتے ہیں اور ظہر کی نماز کا وقت کھیل کے دوران آکر نکل جاتا ہے اور کھلاڑی اور کھیل دیکھنے والے نماز کا کوئی خیال نہیں کرتے کھانے اور چائے کا وقفہ کیا جاتا ہے لیکن نماز کا کوئی وقفہ نہیں ہوتا! بعض دفعہ کسی کھیل میں ہار جیت پر کوئی شرط رکھی جاتی ہے' یہ سب امور ناجائز ہیں

215۔ فتح الباری ج ١٢ ص ٧٢٢' ٦٦٣' مطبوعہ دارلفکر بیروت' ٠٢٤١ھ

216۔ عمدۃ القاری ج ٢٢ ص ٤٧٢' مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر' ٨٥٣١ھ

217۔ مرقات ج ٧ ص ٨١٣ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ٠٩٣١ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

انسان کی صحت اور جسم کو چاق و چوبند رکھنے کے لئے کھیل اور ورزش دونوں بہت ضروری ہیں، بعض لوگ میز کرسی پر بیٹھ کر دن رات پڑھنے لکھنے کا کام کرتے ہیں ان کو اپنے کام کی وجہ سے زیادہ چلنے پھرنے جسمانی مشقت کا موقع نہیں ملتا اس کی وجہ سے ان لوگوں کی توند نکل آئی ہے اور خون میں کولیسٹرول کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ لوگ ذیابطیس (خون میں شکر کا ہونا) ہائی بلڈ پریشر، دل کی بیماریوں، معدہ کا ضعف اور گیس کا شکار ہو جاتے ہیں ان بیماریوں سے محفوظ رہنے یا بیماری لاحق ہونے کے بعد ان کا مقابلہ کرنے کے لیے مختلف قسم کے کھیلوں اور ورزشوں میں مشغول رہنا حفظان صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔

اسلام میں کھیلوں اور ورزشوں کی بھی مناسب حد تک حوصلہ افزائی کی گئی ہے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے گھڑ سواری کا مقابلہ کرایا، پیدل دوڑ کا مقابلہ کرایا، آپ نے خود بہ نفس نفیس مقابلہ میں حصہ لیا۔ اسی طرح آپ نے کشتی بھی کی۔

جسم کو چاق و چوبند اور صحت کو قائم رکھنے کے لیے جو کھیل کھیلے جائیں اور جسمانی ورزشیں کی جائیں ان میں نیت ہونی چاہیے کہ ایک صحت مند اور طاقت ور جسم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پر زیادہ اچھی طرح عمل کر سکتا ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی اور خلق خدا کی خدمت تندرست اور توانا جسم سے بہتر جاسکتی ہے اس لیے اچھی صحت اور طاقت کے حصول کے لیے مناسب کھیلوں اور ورزشوں میں حصہ لینا چاہیے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

بغیر کسی عوض کی شرط کے مقابلہ میں حصہ لینا مطلقا جائز ہے اور نہ اس میں کسی معین جنس کے مقابلہ کے مقابلہ کی قید ہے خواہ پیادہ دوڑ کا مقابلہ ہو، کشتیوں کا ہو یا پرندوں خچروں، گدھوں اور ہاتھیوں یا نیزوں کا مقابلہ ہو اسی طرح کشتی لڑنا بھی جائز ہے اور طاقت آزمائی کے لیے پتھر اٹھانا بھی جائز ہے کیونکہ ایک سفر میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت عائشہ سے دوڑ میں مقابلہ کیا ہے حضرت سلمہ بن اکوع نے ایک انصاری سے دوڑ میں مقابلہ کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رکانہ سے کشتی لڑی اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک قوم کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا کر طاقت آزمائی کر رہے تھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کو منع نہیں فرمایا۔[218]

ان تمام احادیث اور آثار میں اس کا ثبوت ہے کہ صحت و قوت کو برقرار رکھنے کے لیے صحت مند کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کو اختیار کرنا چاہیے اور ان کھیلوں میں دل چسپی پیدا کرنے کے لیے مقابلہ کرانا بھی جائز ہے البتہ کسی بھی مقابلہ پر ہار جیت کی شرط رکھنا ناجائز ہے۔[219]

218۔ المغنی ج ۹ ص ٨٦٣

219۔ ان احادیث کی تفصیل کے لیے شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ٨٣٦٢٤٦ کا مطالعہ کریں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لہو باطل (غیر شرعی شغل) کے نقصانات:

(۱) لہو باطل سے بندہ اور اللہ کے درمیان بہ تدریج ربط کم ہوتا جاتا ہے اور بندہ کو اس کا شعور نہیں ہوتا۔

(۲) لہو باطل سے بندہ شیطان کے پھندوں میں پھنستا چلا جاتا ہے اور رحمٰن سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

(۳) لہو باطل کی تمام انواع اور اقسام' مکروہ تنزیہی ہیں یا مکروہ تحریمی ہیں یا حرام ہیں' مثلاً فلم آرٹ اور شوبز۔

(۴) اس میں ناجائز طریقہ سے مال خرچ ہوتا اور انسان دیکھتے دیکھتے امارت سے افلاس کے گھڑے میں جا گرتا ہے جیسے ریس' جوئے اور سٹے میں عموماً ایسا ہوتا ہے اور لکھ پتی اور کروڑ پتی انسانوں کا دیوالیہ نکل جاتا ہے۔

(۵) مسلمان کا بلا فائدہ وقت ضائع ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت سے غافل ہو جاتا ہے اور تارک فرائض ہو جاتا ہے۔

(۶) بعض اوقات کھیلوں میں ہار جیت میں اختلاف اور نزاع پیدا ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں کینہ' حسد اور بغض پیدا ہوتا ہے اور کئی مرتبہ لڑائی اور جدال قتال کی نوبت آجاتی ہے۔

(۷) انسان کی شہرت اور عزت داغ دار ہو جاتی ہے' کتنے کھلاڑی جو لوگوں کے آئیڈل اور ہیرو تھے سٹہ کھیلنے کی بناء سے ذلیل وخوار اور قابل نفرت ہو گئے ہیں اور اس کی بہت مثالیں ہیں۔

(۸) اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے اور شیطان کھیلنے والے کے دل میں نفاق' سازشوں اور دھوکہ دہی کو مزین کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کو پکا فریبی' چالباز اور منافق بنا دیتا ہے۔

(۹) دنیا میں اس کی شخصیت گمراہ اور حقیر ہو جاتی ہے اور آخرت میں وہ دردناک عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔

(۱۰) کھیلوں میں جیت کے لیے ناجائز ہتھکنڈے استعمال کرنے کی وجہ سے اور ناجائز پیسہ حاصل کرنے کے سبب سے انسان اپنے سینکڑوں دشمن بنالیتا ہے۔

لہو باطل اور کبوتر بازی کے متعلق فقہاء کی تصریحات

علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:

جو شخص کبوتروں سے کھیلتا ہو اور کبوتر اڑاتا ہو اس کی گواہی جائز نہیں ہے کیونکہ اسمیں شدت غفلت ہے' ظاہر یہ ہے کہ وہ شخص عام طور پر کبوتر بازی میں مشغول رہتا ہو اور دوسرے امور کی طرف کم توجہ دیتا ہو' پھر وہ شخص لھو لعب پر اصرار کرنیوالا ہو' حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں کھیلنے کودنے والوں میں سے نہیں ہوں اور نہ کھیل کود میرا شغل ہے۔[220]

اور کبوتر باز کا غالب حال یہ ہے کہ وہ چھتوں پر گھومتا پھرتا ہے اور لوگوں کی خواتین کو تاڑتا ہے اور یہ فسق ہے اور جو شخص اپنے گھر میں کابک میں کبوتروں کو رکھے تاکہ ان سے انس اور محبت کرے اور ان کو عادۃً اڑاتا نہ ہو تو وہ شخص نیک

220۔ مسند البزار رقم الحدیث ۲۰۴۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے اور اس کی شہادت مقبول ہو گئی کیونکہ گھروں میں کبوتروں کو بند رکھا مباح ہے' لوگ کبوتروں کے لیے برج بناتے ہیں اور اس کو کسی نے منع نہیں کیا اور جو شخص گانے گاتا ہو اور اس پر مجمع لگا تا ہو اس کی گواہی جائز نہیں ہے اسی طرح نوحہ کرنے والی عورت کی بھی گواہی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کے فسق پر اصرار کرتے ہیں اور نیک لوگوں کے نزیک ان کی عزت اور وقار نہیں ہے اور ان سے ساز بجانا اور جھوٹ بولنا بعید نہیں ہے۔ اس لیے ان کی گواہی قبول نہیں ہو گی۔[221]

جن کاموں سے انسان فاسق ہو جاتا ہے اور اس کی شہادت قابل قبول نہیں ہوتی:

علامہ حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۲۹۵ھ لکھتے ہیں:

جو شخص شرط لگا کر شطرنج کھیلے (یعنی اگر وہ ہار گیا تو وہ اتنی رقم دے گا یا کسی اور چیز کے ساتھ جوا کھیلے تو اس کی گواہی قبول کرنا جائز نہیں ہے' کیونکہ جوا کھیلنا گناہ کبیرہ ہے اور اگر بغیر شرط اور جوئے کے شطرنج کھیلے تو اگر وہ دائماً شطرنج کھیلتا ہو حتیٰ کہ وہ کھیل اس کو نمازوں سے غافل کر دے یا وہ کھیل کے دوران جھوٹی قسمیں کھائے تو اس کی گواہی کو قبول کرنا جائز نہیں اور اگر کوئی شخص تھوڑی مقدار میں کوئی کھیل کھیلے جو اسکو فرائض سے غافل نہ کرے تو اس کی عدالت (گواہی دینے کی اہلیت) ساقط نہیں ہے اور بیوی اور تیر کمان گھوڑے کے ساتھ کھیلنے سے اس وقت تک عدالت ساقط نہ ہو گی جب تک کہ یہ مشغولیت اس کو فرائض سے غافل نہ کر دے اور اگر آلات لھو سے کھیلنا اس کے فرائض سے مانع نہ ہو لیکن لوگوں کے نزدیک وہ کھیل مذموم ہو جیسے مزامیر اور طنابیر (بانسریاں اور ستار) اور اگر وہ لوگوں کے نزدیک مذموم نہ ہوں جیسے گا گا کر اونٹوں کو ہانکنے والے جیسے سرکنڈے کی بانسری بجانا' اس سے اس کی عدالت باطل نہیں ہو گی ماسوا اس کے وہ بہت زیادہ گائے بجائے اور لوگ اس کی دھن پر رقص کریں اور اصل (امام محمد کی مبسوط) میں مذکور ہے کہ جو شخص گا گا کر مجمع لگا تا ہو اس کی گواہی مقبول نہیں کیونکہ وہ معصیت کا اظہار کر رہا ہے اس طرح جو شخص شرابیوں کی مجلس میں بیٹھے خواہ وہ شراب نہ پیے اور اسکو نشہ نہ آئے اس کی گواہی قبول نہیں ہو گی اور نوحہ کرنے والوں مردوں اور عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور نہ ان لوگوں کی جو سود خوری میں مشہور اور معروف ہوں اور جو شخص فحش اشعار پڑھے اس کی قبول نہیں کی جائے گی اور نہ ان لوگوں کی جو سود خوری میں مشہور اور معروف ہوں اور جو نیک شخص فحش اشعار پڑے اس کی عدالت ساقط نہیں ہو گی کیونکہ وہ دوسروں کے اشعار نقل کرتا ہے اور جو شخص ترنم سے اشعار پڑھے اس کی عدالت میں ساقط نہیں ہو گی اور جو شخص فرائض واجب ہونے کے بعد ان کو تاخیر سے ادا کرے تو اگر ان فرائض کا وقت معین ہے جیسے نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج کو بغیر عذر کے مؤخر کر دیا تو اس کی عدالت ساقط نہیں ہو گی اور امام محمد بن مقاتل نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور بعض علما نے کہا اگر اس نے زکوٰۃ اور حج کو بغیر عذر کے مؤخر کر دیا تو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی اور فقیہ ابو اللیث نے اسی پر فتویٰ دیا ہے' امام ابو یوسف نے امالی میں لکھا ہے کہ حج فوراً واجب ہو جاتا ہے اور

221۔ المبسوط ج ۱۶ ص ۱۵۵' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۲۱ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

صحیح یہ ہے کہ زکوۃ کی تاخیر سے اس کی عدالت باطل نہیں ہوگی اور جس شخص الائمہ سرخسی کا قول ہے اور ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ جس شخص نے ایک جمعہ بھی بلا عذر ترک کر دیا اسکا یہی حکم ہے اور شمس الائمہ حلوانی کا اسی پر فتویٰ ہے اور اگر اس نے کسی عذر یا مرض یا بعد مسافت کی وجہ سے یا کسی تاویل سے جمعہ کو ترک کیا' مثال اس کے نزدیک امام فاسق ہے یا گمراہ ہے تو پھر اسکا یہ حکم نہیں ہے اور اگر اور اگر کسی نماز کی جماعت کو ترک کیا اور اس کو گناہ نہیں جانا' جیسا کہ عوام کرتے ہیں تو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی اور اگر اس نے کسی تاویل سے باجماعت نماز نہیں پڑھی مثلاً اس کے نزدیک امام فاسق ہے یا گمراہ ہے تو پھر اس کے کا یہ حکم نہیں ہے اور جو شخص جھوٹ بولنے میں مشہور ہو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی اور جو شخص اپنی اولاد کو اپنی بیوی کو اور پڑوسیوں کو گالیاں دیتا ہو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی ایک قول یہ ہے کہ اگر عادۃ ایسا کرتا ہو تو اس کی عدالت ساقط ہو گی اور اگر کبھی کبھی ایسا کرتا ہو تو عدالت ساقط نہیں ہو گی اور جو شخص صرف شلوار پہن کر بازار میں چلتا ہو یا راستہ میں کھاتا ہو تو اس عدالت ساقط ہو جائے گی کیونکہ یہ افعال حیا اور آداب کے دلائل ہیں اور جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو گالیاں دیتا ہو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی' فاسق جب توبہ اس کی شہادت اس وقت تک قابل قبول نہیں ہو گی جب تک کہ اتنا عرصہ نہ گذر جائے جس میں اس کی توبہ کا اثر عمدہ پائے۔[222]

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

مخنث کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی اور نہ نوحہ کرنے والی کی اور نہ گانے والی کی کیونکہ یہ دونوں حرام کی مرتکب ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور گانے والی کی آوازوں کو سننے سے منع فرمایا ہے۔[223] اور نہ اس شخص کی شہادت قبول ہو گی جو دائماً سرور حاصل کرنے کے لیے شراب پیتا ہو اور نہ اس شخص کی جو پرندے اڑاتا ہو کیونکہ اس سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور نہ اس شخص کی جو مجمع لگا کر گاتا ہو کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے، بہ شرطیکہ ان اشعار میں کسی زندہ معین مرد یا عورت کے محاسن بیان کیے ہوں یا شراب نوشی کی ترغیب کا مضمون ہو یا کسی مسلمان یا ذمی کی ہجو ہو، یا اس میں نوحہ ہو[224] اور نہ اس شخص کی گواہی قبول ہو گی جو کسی ایسے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے جس پر حد واجب ہو اور نہ اس شخص کی جو شطرنج میں اشتغال کی وجہ سے نماز ترک کر دے اور نہ اس کی جو سود کھانے میں مشہور ہو اور نہ اس شخص کی جو راستہ میں پیشاب کرتا ہو یا کھاتا پیتا ہو اور نہ اس شخص کی جو اصحاب رسول کو سب و شتم کرے اور نہ رافضیوں کی۔[225]

222۔ فتاویٰ قاضی خاں علی ھامش الھندیہ ج ۲ ص ٦٤٠' مطبوعہ مطبعہ کبریٰ امیریہ بولاق مصر ١٣١٠ھ

223۔ سنن ابوداؤد رقم الحدیث ٣١٢٨ مسند احمد ج ٣ ص ٦٥

224۔ فتح القدیر ج ٧ ص ٤٨٣ دالرفلکر بیروت ١٤١٥ھ

225۔ ھدایہ اخیرین ص ٣٦١ ملخصاً' مطبوعہ شرکت علیمہ ملتان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے قاضی خاں اور فتح القدیر کی ذکر کردہ وہ تمام صورتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے' طوالت کی وجہ سے ہم انکی عبارت کو ترک کر رہے ہیں جو دیکھنا چاہتا ہو اصل کتاب دیکھ لے۔[226]

ہمارے زمانہ کے بناوٹی صوفیاء کا سمع' رقص اور دھمال کرنا:

الیتیمہ میں مذکور ہے کہ شمس الائمہ الحلوانی سے پوچھا گیا کہ جو لوگ اپنے آپ کو صوفیہ کہتے ہیں وہ مخصوص قسم کا لباس پہنتے ہیں اور لھو اور رقص میں مشغول رہتے ہیں اور اپنے لیے معرفت کے ایک مرتبہ کے مدعی ہوتے ہیں تو علامہ الحلوانی نے کہا ان لوگوں نے اللہ پر جھوٹ اور بہتان باندھا ان سے پوچھا اگر وہ غیر شرعی کام کریں تو کیا ان کو شہر بدر کیا جائے گا؟ تاکہ عام لوگوں کو ان کے فتنہ کا اثر نہ ہو تو انہوں نے کہا تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹانا اور خبیث کو طیب سے الگ کرنا ضروری ہے اس کا قصد کرنا اور اس کی مجلس میں بیٹھنا جائز نہیں ہے وہ اور غنا (گانا) اور مزامیر (ساز) برابر ہیں ان کو بناوٹی صوفیوں نے جائز کہا ہے اور متقدم مشائخ کے افعال سے استدلال کرتے ہیں الحلوانی نے کہا میرے نزدیک متقدمین مشائخ کے افعال ایسے نہیں تھے کیونکہ ان کے زمانہ میں ایسا شعر پڑھا جاتا تھا جو ان کے حال کے موافق ہوتا تھا تو جس کا دل نرم ہوتا تھا اس کے دل پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔ وہ غیر اختیاری طور پر کھڑا ہو جاتا تھا اور اس سے اس کے اختیار کے بغیر کچھ حرکات صادر ہوتی تھیں ان کے جواز کے متعلق کچھ استبعاد نہیں ہے اور ان افعال پر گرفت نہ اور ان مشائخ کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جائے گا کہ وہ اس قسم کے افعال کرتے تھے جس قسم کے افعال ہمارے زمانے کے فاسقین کرتے ہیں اور جن لوگوں کو احکام شرع کا کوئی علم نہیں استدلال صرف دین دار لوگوں کے افعال سے کیا جاتا ہے' اسی طرح جواہر الفتاوی میں مذکور ہے:

امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ شادی کے علاوہ دیگر مواقع پر فسق کے بغیر عورتیں ڈھول بجائیں تو کیا آپ اسے مکروہ کہتے ہیں انہوں نے کہا میں اسے مکروہ نہیں کہتا لیکن جس گانے میں لعب فاحش (بہت زیادہ ساز) ہوں میں اس کو مکروہ کہتا ہوں' عید کے دن دف بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[227]

علامہ سید محمد امین ابن شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

ہر لہو یعنی عبث اور لعب (لغو اور فضول کام) مکروہ ہے اس عبارت کا اطلاق نفس فعل کو بھی شامل ہے اور اس کے سننے کو بھی مثلاً رقص کرنا' مذاق اڑانا' تالی بجانا' ستار' سارنگی اور وائلن کے تار بجانا' ہارمونیم اور بانسری بجانا' جھانجھن بجانا اور بگل اور نرسنگھا بجانا (پیانو' گیٹار اور آرکسٹرا بھی اسی حکم میں ہے) یہ تمام افعال مکروہ ہیں کیونکہ یہ افعال کفار

226۔ ردالمحتاج ۱۱ ص ۱۷۱۴۸۱' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۱۸ھ

227۔ فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۲۵۳' مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر' ۱۳۱۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کے مشابہ ہیں اور ڈھول اور بانسری کی آواز سننا حرام ہے اور اگر کسی نے اچانک سن لیا تو وہ معذور ہو گا اور اس پر واجب ہے کہ وہ نہ سننے کی کوشش کرے۔[228]

نیز علامی شامی لکھتے ہیں:

آلات لہوبذا تہا حرام نہیں کیونکہ قیامت کے صور پر متنبہ کرنے کے لیے بگل بجانا جائز ہے (اسی طرح عید اور شادی کے موقع پر دف بجانا جائز ہے[229]) بلکہ لھو ولعب کے قصد سے ناجائز ہیں' خواہ ان کو سننے والا ہو یا ان کو بجانے والا ہو کیا تم نہیں دیکھتے کہ اختلاف نیت اور اختلاف مقاصد سے یہ آلات موسیقی کبھی حلال ہوتے ہیں اور کبھی حرام' اور اس قول میں ہمارے سادات صوفیہ کی دلیل ہے جو سماع سے ان ہی امور کا قصد کرتے تھے جن کا ان ہی کو علم تھا' لہٰذا معترض ان پر انکار کرنے میں جلد نہ کرے تاکہ ان کی برکتوں سے محروم نہ ہو کیونکہ وہ ہمارے بہترین سردار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی امداد سے ہماری مدد فرمائے اور ان کی نیک دعاؤں اور برکتوں کو ہم تک پہنچائے اس تمام بحث کو میں نے ملتقیٰ کے حواشی میں لکھا ہے حسن بصری سے مروی ہے کہ شادی کے مواقع پر دف بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور میں کہتا ہوں دلائل رمضان میں سوئے ہوئے لوگوں کو جگانے کے لیے طبل بجانا بھی حرام کے بگل بجانے کی طرح جائز ہے۔[230]

عمدۃ علامہ ابراہیم بن محمد حلبی متوفی ۹۵۶ھ لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے قرآن مجید پڑھتے وقت' جنازہ میں' وعظ میں اور جہاد میں آواز بلند کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے تو تمہارا اس غنا (گانے) کے متعلق کیا گمان ہے جس کو یہ لوگ وجد کہتے ہیں۔[231]

اس کی شرح میں علامہ محمد بن محمد الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

جس غنا کو یہ لوگ وجد اور محبت کہتے ہیں یہ مکروہ ہے اس کی دین میں کوئی اصل نہیں۔ الجواہر میں مذکور ہمارے زمانہ میں بناوٹی صوفی جو کچھ کرتے ہیں وہ حرام ہے اس کا قصد کرنا اور انکی مجلس میں بیٹھنا جائز نہیں ہے اور ان سے پہلے لوگوں نے یہ کام نہیں کیے اسی طرح جو منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار سنے ہیں وہ غنا کی اباحت پر دلالت نہیں کرتا' وہ اشعار حکمت اور وعظ پر مبنی تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تواجد کی حدیث صحیح نہیں ہے اور نصر ابادی سماع کرتے تھے ان کو ملامت کی گئی تو انہوں نے کہا سماع غیبت کرنے سے بہتر ہے ان سے کہا گیا ھیہات! بلکہ سماع کی لغزش غیبت سے بدتر ہے سری سقطی نے کہا وجد کرنے کی شرط یہ ہے کہ وجد کرنے والا بحالت وجد میں اس حد پر ہو کہ اس

228۔ ردالمحتار ج ۹ ص ۲۸٤' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت' ۱٤۱۹ھ

229۔ سعیدی غفرلہ

230۔ ردالمحتار ج ۹ ص ٦٢٤٧٢٤' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت' ۱٤۱۹ھ

231۔ ملتقی الابھر ج ٤ ص ۲۱۹' دا الکتب العلمیہ بیروت' ۱٤۱۹ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کے چہرے پر تلوار ماری جائے تو اس کو درد کا احساس نہ ہو۔ البتہ تنہائی میں بیٹھ کر گنگنانا اور شادی اور دعوت کے موقع پر اشعار پڑھنا جائز ہے۔[232]

پرندوں اور جانوروں کو پالنے کے متعلق احادیث:

ہم نے اس بحث میں یہ بیان کیا ہے کہ کبوتروں اور دوسرے پرندوں کو اڑانا مکروہ تحریمی ہے اور اس مقصد کے بغیر ان کو پالنا اور گھروں میں کابکوں میں بند کر کے رکھنا جائز ہے اسی سیاق میں ہم دوسرے جانوروں کو گھروں میں پالنے اور موذی جانوروں' پرندوں اور حشرات الارض کو مارنے کا شرعی حکم بھی بیان کرنا چاہتے ہیں

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے مل جل کر رہتے تھے حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے یام اباعمیر ما فعل النغیر (اے ابو عمیر نغیر نے کیا کیا) نغیر کے ساتھ ابو عمیر کھیلتے تھے۔[233]

قاضی عیاض نے کہا نغیر سرخ رنگ کا چڑیا کے برابر ایک پرندہ ہے۔[234]

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس شخص نے کھیتوں کی حفاظت' مویشیوں کی حفاظت یا شکار کی ضرورت کے سوا کتار کھا اس کے اجر سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔[235]

موذی جانوروں اور حشرات الارض کو قتل کرنے کے متعلق احادیث:

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانوروں میں سے پانچ کل فاسق ہیں ان کو حرم میں (بھی) قتل کر دیا جائے' کوا' چیل' بچھو' چوہا' کاٹنے والا کتا۔[236]

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کے ایک غار میں تھے۔ اس وقت آپ پر سورۃ المرسلات نازل ہوئی۔ آپ اس کو تلاوت کر رہے تھے اور میں آپ کے منہ سے سن کر اس کو یاد کر رہا تھا اور آپ کا منہ اس کی تلاوت سے مرطوب تھا اچانک ہمارے اوپر ایک سانپ گر پڑا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل کر دو' ہم اس کی طرف جھپٹے تو وہ بھاگ گیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارے شر سے بچ گیا جس طرح تم اس کے شر سے بچ گئے۔[237]

232۔ الدر المنتقیٰ فی شرح الملتقیٰ ج ٢ ص ٠٢١٩' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت' ١٤١٩ھ

233۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث ٦٢٠٣' ٦١٢٩' سنن الترمذی رقم الحدیث ٣٣٣' مصنف ابن ابی شیبہ ج ٩ ص ١٤' مسند احمد ج ٣ ص ١١٩' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ٣٧٢٠' سنن کبریٰ ج ٥ ص ٢٠٣' دلائل النبوۃ ج ١ ص ٣١٣' صحیح مسلم رقم الحدیث ٥١٢٠

234۔ فتح الباری ج ٢١ ص ٢٢٧' مطبوعہ دار الفکر بیروت' ١٤٢٠ھ

235۔ صحیح مسلم' کتاب المساقاۃ ٢٥' الرقم المسلسل ٣٥٩٣

236۔ صحیح البخاری رقم الحدیث' ١٨٢٩' سنن النسائی رقم الحدیث ٢٨٢٩' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ٣٠٨٧

237۔ صحیح البخاری رقم الحدیث ١٨٣٠' مسند احمد رقم الحدیث ٤٠٦٨' دار ارقم بیروت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ)' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وزغ (گرگٹ یا چھپکلی) کے لیے فرمایا' یہ فویسق (چھوٹا فاسق) ہے اور میں نے نہیں سنا کہ آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا 238

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے وزغہ (گرگٹ یا چھپکلی) کو پہلی ضرب میں قتل کر دیا اس کے لیے اتنی اور اتنی نیکیاں ہیں جس نے اس کو دوسری ضرب میں قتل کیا اس کے لیے اتنی اور اتنی ہی نیکیاں ہیں پہلی سے کم اور جس نے اس کو تیسری ضرب میں قتل کیا اس کے لیے اتنی اور اتنی نیکیاں دوسری سے کم ہے۔ 239، 240

باب مذکورہ میں حدیث نمبر 82 میں ہے کہ حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن عاص نے ارشاد فرمایا: جب میں نے اپنے بچہ کو قرآن سکھلا دیا اور میں نے اس کو حج کروا دیا اور اس کا نکاح کروا دیا تو میں نے اس کا حق ادا کر دیا اس پر میرا حق باقی رہ گیا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اولاد اور والدین دونوں ایک دوسرے کے حقوق کے پابند ہیں، دلائل بابت قرآن و حدیث میں دلائل نے شمار ہیں۔ عصر حاضر میں چونکہ والدین کے ساتھ اولاد کی بنسبت زیادہ نا عمدہ ہی ہے اس لیے والدین کی بابت بیان مختصر بیان کیا جارہا ہے۔

ین کی خدمت:

یہ والدین کی خدمت یا ایذا رسانی نقد سودا ہے، اس ہاتھ دے اور اس ہاتھ لے۔ والدین کی خدمت فرض اول ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

"وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا۔" 241

"اور آپ کا رب حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور اگر تمہاری زندگی میں وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے، تو ان کو اف تک نہ کہنا، اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب سے بات کرنا۔"

حدیث مبارکہ ہے:

238۔ صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۸۱۰' صحیح مسلم رقم الحدیث ۹۳۲۲' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۲٤۰

239۔ صحیح مسلم رقم الحدیث :2240 الرقم المسلسل. 5738

240۔ تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی. تحت: سورۃ الشعراء: 128

241۔ الاسراء 17 :23

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ." [242]

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تیری ماں (زیادہ حق دار ہے)، عرض کیا: پھر کون ؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تیری ماں (زیادہ حق دار ہے)،، پوچھا: پھر کون ؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تیری ماں (زیادہ حق دار ہے)،، پوچھا: پھر کون ؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: (پھر) تیرا باپ (زیادہ حق دار ہے)۔

باب مذکورہ میں حدیث نمبر 86 میں ہے کہ "قبیلہ اسلم کے ایک شخص جن کا نام ابن الادرع ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: قبیلہ معد کا طرز زندگی اختیار کرو، اور موٹا اور کھردرا (کپڑا) پہنو باہم تیر اندازی کا مقابلہ کرو اور ننگے پیر چلا کرو"۔ اس روایت میں موٹا اور کھردرا کپڑا اور ننگے پاؤں چلنے کا بھی ذکر اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ حکم تمام کے لیے وجوب کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی بابت علامہ رامہرمزی فرماتے ہیں

"يعني اقتدوا بمعد بن عدنان في لبس الخشن والمشي حفاة فهو حث على التواضع" [243]

"یعنی قبیلہ معد بن عدنان کی موٹا اور کھردرا کپڑا پہننے اور ننگے پاؤں چلنے میں پیروی کرو، سو (آپ ﷺ کا اس صحابی کو) عاجزی پر رغبت دلانا مقصود ہے۔"

مزید بر آں اس روایت کو علامہ زین الدین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [244]

---

242 - بخاری: الصحیح. کتاب الادب. باب من احق الناس بحسن الصحبه. حدیث نمبر: 5971. ج8. ص2۔

243 ـ الكتاب: فيض القدير شرح الجامع الصغير. المؤلف: زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (المتوفى: 1031هـ). الناشر: المكتبة التجارية الكبرى – مصر. الطبعة: الأولى. 1356. ج3. ص268. تحت روایت نمبر: 3364

244 ـ الكتاب: فيض القدير شرح الجامع الصغير. المؤلف: زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (المتوفى: 1031هـ). الناشر: المكتبة التجارية الكبرى – مصر. الطبعة: الأولى. 1356. ج3. ص268. تحت روایت نمبر: 3364

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کی اس باب میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر وہ کھیل جس کو نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مطلقا منع فرمادیا یا اس سے کسی فرض وواجب میں کوتاہی آتی ہو، ناجائز ہے، بصورت دیگر جائز ہے۔ اور اپنے اولاد کو بھی وہ اچھے اور بہادری والے کام سکھانے چاہئیں، جو امت محمدی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے لیے کسی بھی حد تک مفید ثابت ہوسکتے ہیں۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُوجَدَ رِيحُهُ مِنْهُ

آدمی کے لیے مستحب ہے کہ اس سے ایسی خوشبو پائی جائے

92 حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ الْيَحْمَدِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ: «أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ عَرَفَ جِيرَانُ الطَّرِيقِ أَنْ قَدْ مَرَّ. مِنْ طِيبِ رِيحِهِ»

حضرت ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتے، تو راستہ دلائل ی آپ کی مہکتی خوشبو سے پہچان لیتے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما گزرے ہیں۔

عمدہ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ. عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ. عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: «كَانَ عَبْدُ اللهِ يَتَطَيَّبُ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ»

حضرت قاسم بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایسی خوشبو لگاتے تھے جس میں مشک کی آمیزش ہوتی تھی۔

94 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ. أَخْبَرَنَا ابْنُ ذِئْبٍ. عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ مَوْلًى لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: «رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ، وَأَبَا قَتَادَةَ، وَأَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ يَمُرُّونَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ فِي الْكُتَّابِ. فَنَجِدُ مِنْهُمْ رِيحَ الْعَنْبَرِ». وَهُوَ الْخَلُوقُ-

حضرت عثمان بن عبید اللہ جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو قتادہ اور حضرت ابو اسید ساعدی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا، یہ حضرات ہم پر سے گزرتے تھے اس حال میں کہ ہم مکتب میں ہوتے تھے تو ہم ان سے عبیر کی خوشبو سونگھتے تھے جو زعفران ملی خوشبو ہے۔

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو اسید: آپ کا نام ابو اسید ابن مالک ابن ربیعہ ہے، انصاری ہیں، ساعدی ہیں، تمام غزوات میں شریک ہوئے، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، آپ سے بہت مخلوق نے روایات کی، ٦٠ھ ساٹھ میں وفات ہوئی اٹھتر سال کی عمر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہوئی، آخر میں نابینا ہوگئے تھے، آپ سب سے آخری بدری ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین بدری صحابہ سے خالی ہوگئی۔[245]

95 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «كَانَ عَبْدُ اللهِ يُعْرَفُ بِرِيحِ الطِّيبِ إِذَا أَقْبَلَ»

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب بھی آتے تو پاکیزہ خوشبو کی وجہ سے پہچان کیے جاتے۔

96 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ: «كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يُعْرَفُ بِرِيحِ الطِّيبِ»

حضرت طلحہ بن مصرف فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پاکیزہ خوشبو سے پہچان لیے جاتے تھے۔

97 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ نُفَيْعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: "كَانَ عَبْدُ اللَّهِ مِنْ أَطْيَبِ النَّاسِ رِيحًا وَأَنْقَاهُ ثَوْبًا أَبْيَضَ

حضرت نفیع جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت عبد رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے پاکیزہ خوشبو والے اور سب سے صاف سفید کپڑوں والے تھے۔

98 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: «كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَسْحَقُ الْمِسْكَ ثُمَّ يَجْعَلُهُ عَلَى يَافُوخِهِ»

امام شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر مشک کو کوٹ کر اس کا سفوف بناتے، پھر اس کو اپنے سر کے اوپر کے حصہ میں ڈال لیتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبد اللہ ابن جعفر: آپ حضرت جعفر ابن ابی طالب کے فرزند ہیں، آپ کی والدہ بی بی اسماء بنت عمیس ہیں، حبشہ میں آپ کی پیدائش ہے، حبشہ میں آپ اسلام میں پہلے ہیں جو پیدا ہوئے، آپ نے نوے سال عمر پائی ۸۰ میں مدینہ منورہ

245۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں وفات ہوئی بڑے سخی تھے، آپ کا لقب بحر الجود تھا، بڑے خوش طبع اور حلیم تھے، بعض کہتے ہیں کہ اسلام میں ان جیسا سخی نہیں پیدا ہوا۔[246]

99 حَدَّثَنَا قُرَادٌ أَبُو نُوحٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أُمِّ رَزِينٍ، قَالَتْ: كُنْتُ أُهَادِي ابْنَ عَبَّاسٍ الطِّيبَ، فَقَالَ: «أَيَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَيْسَ شَيْءٌ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْهُ» . قَالَتْ: وَكَانَ يَهَبُ لَنَا الْوَرْسَ

حضرت ام زرین فرماتی ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خوشبو ہدیہ کرتی تھی، تو آپ فرماتے: اے معشر قریش! اس (خوشبو) سے زیادہ ہمیں کوئی چیز زیادہ پسند نہیں۔ حضرت ام زریں فرماتی ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم کو "ورس" (ایک قسم کی خوشبو) ہدیہ کرتے تھے۔

تشریح:

باب مذکورہ میں امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ خوشبو لگانے کے متعلق بعض روایات لیکر آئے ہیں، اس باب کی روایات مین اگرچہ نبی اکرم ﷺ کے خوشبو لگانے کا ذکر نہیں، لیکن اس کی بابت دوسری کتب احادیث میں روایات و دلائل کوفی حد تک موجود ہیں۔

عمدہ قسم کی خوشبو لگانا سنت ہے:

ہمارے سرکار، مدینے کے تاجدار، دوعالم کے مختار، شفیع روز شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبو بے حد پسند ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ہر وقت معطر معطر رہتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کا بہت استعال فرمایا کرتے تھے تاکہ غلام بھی ادائے سنت کی نیت سے خوشبو لگایا کریں ورنہ اس بات میں کس کو شک و شبہ ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا وجود مسعود تو قدرتی طور پر خود ہی مہکتا رہتا اور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا مبارک پسینہ بذات خود کائنات کی سب سے بہترین خوشبو ہے۔

مشک و عنبر کیا کروں؟ اے دوست خوشبو کے لئے مجھ کو سلطان مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا پسینہ چاہیے

حدیث مبارکہ ہے:

وعن جابر بن سمرة رضي الله تعالى عنهما: أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم مسح خدّه، قال: فوجدت ليده بردا وريحا؛ كأنّما أخرجها من جؤنة عطّار.[247]

---

246 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

247 ۔ الكتاب: وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلى الله عليه وآله وسلم. المؤلف: يوسف بن إسماعيل بن يوسف النَّبْهَاني (المتوفى: 1350هـ). الناشر: دار المنهاج – جدة. الطبعة: الثانية 1425 هـ. الفصل الرابع في صفة عرقه....الخ. ص85

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

"حضرتِ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار بیٹھے بیٹھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنا دستِ پُر انوار میرے چہرہ پر پھیرا میں نے اسے ٹھنڈا اور ایسی خوشبودار ہوا کی طرح پایا جو کسی عطر فروش کے عطر دان سے نکلتی ہے۔"

"شمائل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم" میں ہے کہ ہمارے مدینے والے آقا، مہکنے اور مہکانے والے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو عمدہ اور بہترین قسم کی خوشبو بہت پسند تھی اور ناخوشگوار بو یعنی بد بو۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ناپسند فرماتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ عمدہ خوشبو استعمال کرتے اور اسی کی دوسرے لوگوں کو بھی تلقین فرماتے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه: كان لرسول الله صلّى الله عليه وسلّم سكّة يتطيّب منها.[248]

"حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہمارے معطر معطر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس ایک خاص قسم کی خوشبو تھی جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم استعمال فرماتے ہیں۔"

سر اور داڑھی مبارک میں خوشبو لگانا سنت ہے:

حدیث مبارکہ ہے:

وكان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يأخذ المسك فيمسح به رأسه ولحيته.[249]

سرکار مدینہ ،راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم "مشک" سر اقدس کے مقدس بالوں اور داڑھی مبارک میں لگاتے۔

ایسی ہی ایک حدیث مبارکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ، حَتَّى أَجِدَ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ»[250]

248 ـ الكتاب: وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلى الله عليه وآله وسلم. المؤلف: يوسف بن إسماعيل بن يوسف النَّبْهَاني (المتوفى: 1350هـ). الناشر: دار المنهاج – جدة. الطبعة: الثانية 1425 هـ. الفصل الفصل الخامس فى صفة طيبه صلى الله عليه وآله وسلم. ص87

249 ـ الكتاب: وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلى الله عليه وآله وسلم. المؤلف: يوسف بن إسماعيل بن يوسف النَّبْهَاني (المتوفى: 1350هـ). الناشر: دار المنهاج – جدة. الطبعة: الثانية 1425 هـ. الفصل الفصل الخامس فى صفة طيبه صلى الله عليه وآله وسلم. ص87

250 ـ صحيح البخاری. كتاب اللباس. باب الطيب فى الرأس واللحية. الحديث:5923. ج7. ص164

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: میں نے اپنے سر تاج، ماہ نبوت، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو نہایت عمدہ سے عمدہ خوشبو لگائی تھی یہاں تک کہ اس کی چمک حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں پاتی۔

ائیر فریشنر:

سر اور داڑھی کے بالوں میں خوشبو لگانا سنت ہے۔ مگر یہ خیال رکھیں کہ سر اور داڑھی میں صرف دیسی خوشبو استعمال کریں۔ بدقسمتی سے آجکل دیسی خوشبوجات کا ملنا بے حد دشوار ہو گیا ہے۔ اب عموماً عطریات کیمیکلز سے بنائے جاتے ہیں۔ ان کا لباس میں استعمال کرنا جائز تو ہے مگر سر اور داڑھی میں لگانا نقصان دہ ہے آج کل "ائیر فریشنر" کا استعمال عام ہوتا جارہا ہے ان کا چھڑکاؤ خاص طور پر ان کمروں میں کیا جاتا ہے جو بند رہتے ہیں اس سے وقتی طور پر کمرے میں خوشبو تو ہو جاتی ہے مگر اس کے کیمیاوی مادے فضا میں پھیل جاتے ہیں جو سانس کے ساتھ پھیپھڑوں میں داخل ہو کر صحت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ایک طبی تحقیق کے مطابق "ائیر فریشنر" کے استعمال سے چمڑی کا کینسر ہو جاتا ہے۔ چند لمحوں کی خوشبو کے حصول کی خاطر اتنا بڑا خطرہ مول لینا عقلمندی نہیں۔ لہٰذا "ائیر فریشنر" کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کی اس باب میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوشبو لگانا سنت ہے۔ اور ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے کہ ایسی خوشبو لگائی جائے جو شکوک وشبہات سے پاک ہو۔

بَابُ مَنْ كَرِهَ لِلْمَرْأَةِ إِذَا خَرَجَتْ أَنْ تَطَيَّبَ

جو شخص عورت کے گھر سے نکلتے وقت خوشبو لگانے کو ناپسند کرے

100 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ خَرَجَ يَوْمَ عِيدٍ، فَمَرَّ بِالنِّسَاءِ، فَوَجَدَ رِيحَ رَأْسِ امْرَأَةٍ، فَقَالَ: «مَنْ صَاحِبَةُ هَذِهِ الرِّيحِ أَمَا لَوْ عَرَفْتُهَا لَفَعَلْتُ وَفَعَلْتُ، إِنَّمَا تَطَيَّبُ الْمَرْأَةُ لِزَوْجِهَا، فَإِذَا خَرَجَتْ لَبِسَتْ أُطَيْمِرَهَا أَوْ أُطَيْمِرَ خَادِمِهَا» . قَالَ: فَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنَّهَا قَامَتْ عَنْ حَدَثٍ۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عید کے دن نکلے، آپ کا گزر عورتوں کے پاس سے ہوا، تو آپ کو کسی عورت کے سر سے خوشبو محسوس ہوئی، آپ نے پوچھا: یہ خوشبو والی عورت کون ہے؟ اگر میں نے اس کو پہچان لیا تو میں اس کو ایسی اور ایسی سزا دوں گا، اس لیے کہ عورت صرف اپنے خاوند کے لیے خوشبو لگا سکتی ہے۔ اور جب وہ نکلے تو اپنے کوئی بوسیدہ یا اپنی خادمہ کے بوسیدہ کپڑے پہن لے، اس پر عورتوں نے بتایا کہ یہ عورت حدث کی وجہ سے اٹھی ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

101 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ لِيُوجَدَ رِيحُهَا فَهِيَ فَاعِلَةٌ، وَكُلُّ عَيْنٍ فَاعِلَةٌ»

حضرت غنیم بن قیس فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو کوئی عورت خوشبو لگائے، پھر وہ نکلے تا کہ اس کی خوشبو پھیلے، پس یہ عورت زنا کرنے والی ہے اور ہر آنکھ زنا کرنے والی ہو گی۔

102 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلَى أَبِي رُهْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ لِيُوجَدَ رِيحُهَا، لَمْ تُقْبَلْ لَهَا صَلَاةٌ حَتَّى تَغْتَسِلَ مِنْهُ اغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جو کوئی عورت خوشبو لگائے پھر مسجد کی طرف نکلے تا کہ اس کی خوشبو محسوس کی جائے، تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ جنابت کے غسل کی طرح غسل کر لے۔

103 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا خَرَجَتْ إِحْدَاكُنَّ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا»

حضرت زینب جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی عورت مسجد کی طرف نکلے، تو اس کو چاہیے کہ وہ خوشبو مت لگائے۔

104 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ: «أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ وَجَدَ مِنِ امْرَأَتِهِ رِيحَ مُجْمَرٍ وَهِيَ بِمَكَّةَ، فَأَقْسَمَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تَخْرُجَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ»

حضرت ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے عود کی خوشبو محسوس کی اس حال میں کہ وہ مکہ میں تھی، آپ نے اس کو قسم دی کہ وہ اس رات نہیں نکلے گی۔

105 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَاقَةَ، عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ: نَزَلَ بِي حَمٌ فَمَسِسْتُ طِيبًا ثُمَّ خَرَجْتُ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ حَفْصَةُ، فَقَالَتْ: «إِنَّمَا الطِّيبُ لِلْفِرَاشِ»

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن سراقہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے ارشاد فرمایا: کہ میرے دیور نے میرے (گھر وغیرہ میں) قیام کیا، میں نے خوشبو لگائی، پھر جب میں نکلی، تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے میری طرف قاصد کے ذریعے پیغام بھیجا کہ بیشک خوشبو تو خاوند کے لیے لگائی جاتی ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

106 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّ امْرَأَتَهُ اسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَهَا فَأَذِنَ لَهَا، فَوَجَدَ مِنْهَا رِيحَ دُخْنَةٍ فَحَبَسَهَا، وَقَالَ: «إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ، فَإِنَّمَا طِيبُهَا شَنَارٌ فِيهِ نَارٌ»

حضرت اعمش فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے ان کی بیوی نے اپنے گھر والوں کے پاس جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے اسے اجازت دے دی۔ پھر آپ کو اس سے دھونی کی خوشبو محسوس ہوئی، تو آپ نے اسے روک دیا اور فرمایا: بیشک عورت جب خوشبو لگائے پھر گھر سے نکلے، تو اس کی خوشبو میں ایسا فتنہ ہے، جس میں آگ ہے۔

107 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: زَارَتْ أَسْمَاءُ أُخْتَهَا عَائِشَةَ وَالزُّبَيْرُ غَائِبٌ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ رِيحَ طِيبٍ فَقَالَ: «مَا عَلَى امْرَأَةٍ أَنْ لَا تَطَيَّبَ سُلْطَانٌ وَزَوْجُهَا غَائِبٌ»

حضرت محمد بن منکدر فرماتے ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لیے آئیں، اس حال میں کہ حضرت زبیر موجود نہیں تھے۔ پس نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) داخل ہوئے، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پاکیزہ خوشبو محسوس کی، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: عورت کے لیے درست نہیں ہے کہ وہ خوشبو لگائے جبکہ اس کا خاوند موجود نہ ہو۔

تشریح:

باب مذکورہ میں وارد کردہ تمام روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورت بغیر کسی غرض صحیح کے خوشبو مت لگائے۔ حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ»[251]

"حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مکی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مردانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو تو ظاہر ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہو اور زنانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کا رنگ تو ظاہر ہو مگر خوشبو ظاہر نہ ہو۔"

251 ۔ الكتاب: سنن الترمذي، المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ)، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م، كتاب الادب، باب ماجاء في طيب الرجال والنساء، ج5، ص107، حديث نمبر: 2787

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مردوں کو اپنے لباس پر ایسی خوشبو استعمال کرنی چاہیے جس کی خوشبو پھیلے مگر رنگ کے دھبے وغیرہ نظر نہ آئیں، جیسا کہ گلاب، کیوڑہ، صندل اور اسی قسم کے بے رنگ عطریات۔ عورتوں کے لئے مہک کی ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ وہ خوشبو اجنبی مردوں تک پہنچے، اگر وہ گھر میں عطر لگائیں جس کی خوشبو خاوند یا اولاد، ماں باپ تک ہی پہنچے تو حرج نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے خوشبو لگا کر مجالس کے پاس سے گزرنے والی عورتوں کو ایک قصہ میں اشارۃً وعید فرمائی ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ قَصِيرَةً، فَاتَّخَذَتْ لَهَا نَعْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ فَكَانَتْ تَمْشِي بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ تَطَاوَلُ بِهِمَا، وَاتَّخَذَتْ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَحَشَتْ تَحْتَ فَصِّهِ أَطْيَبَ الطِّيبِ الْمِسْكَ، فَكَانَتْ إِذَا مَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ حَرَّكَتْهُ فَيَفُوحُ رِيحُهُ۔[252]

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عورت چھوٹے قد والی تھی، اس نے اپنے دونوں پاؤں لکڑی کے بنوائے ہوئے تھے اور وہ دو لمبے قد والی عورتوں کے ساتھ چلتی تھی، اور ایک انگوٹھی سونے کی بنوائی، جو بند ہوتی تھی، پھر اس میں مشک کی خوشبو بھر دی تھی اور مشک سب سے عمدہ خوشبو ہے۔ جب بھی وہ کسی مجلس سے گزرتی، تو انگوٹھی کو حرکت دیتی، جس کی وجہ سے اس کی خوشبو پھیل جاتی۔

امام ابن حبان نے یہ حدیث ایک مقام پر یوں بیان کی:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الدُّنْيَا فَقَالَ: إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَاتَّقُوهَا، وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، ثُمَّ ذَكَرَ نِسْوَةً ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ: امْرَأَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، وَامْرَأَةً قَصِيرَةً لَا تُعْرَفُ، فَاتَّخَذَتْ رِجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ، وَصَاغَتْ خَاتَمًا فَحَشَتْهُ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ، فَإِذَا مَرَّتْ بِالْمَجلس أَوْ بِالْمَلَإِ قَالَتْ بِهِ، فَفَتَحَتْهُ فَفَاحَ رِيحُهُ۔[253]

252۔ صحیح ابن حبان، کتاب الخطر والاباحۃ، حدیث نمبر: 5592، ج12، ص405

253 - صحیح ابن حبان، کتاب الخطر والاباحۃ، حدیث نمبر: 5591، ج12، ص403

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دنیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا دنیا بڑی سر سبز و شاداب اور شیریں ہے، لہٰذا اس سے اور عورتوں سے بچو، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بنی اسرائیل کی تین عورتوں کا ذکر کیا جن میں سے دو کا قد اتنا لمبا تھا (کہ دور سے ہی پہچان لی جاتی تھیں) اور ایک چھوٹے قد کی تھی، اس نے (اپنا قد اونچا کرنے کے لئے) لکڑی کی دو مصنوعی ٹانگیں بنوا لیں، (اب جب وہ چلتی تو وہ اپنے دائیں بائیں کی عورتیں کے برابر لگتی) پھر اس نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس کے نگینے کے نیچے سب سے بہترین خوشبو مشک بھر دی، اب جب بھی وہ کسی مجلس سے گذرتی تو اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتی اور وہاں اس کی خوشبو پھیل جاتی۔

اس قصّہ سے مندرجہ ذیل دروس و عبر حاصل ہوتے ہیں:

سب سے افضل خوشبو:

مشک کی خوشبو سب سے افضل ہے اور مشک پاک ہے، اس کو بدن اور کپڑوں پر لگانا جائز ہے، مزید بر آں اس کی خرید و فروخت میں بھی کوئی ممانعت نہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو:

"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَطْيَبُ طِيبِكُمُ الْمِسْكُ۔"[254]

"حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری خوشبو میں سے سب سے اچھی مشک کی خوشبو ہے۔"

اعمال کا دارومدار نیتوں پر:

اگر لوگوں کی غیبت سے بچنے کے لیے اس چھوٹے قد والی عورت نے لکڑی کی ٹانگیں بنوائیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن ظاہر تو یہ ہی ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی اس چھوٹے قد والی عورت نے اپنی دو ٹانگیں، جو لکڑی کی بنوائیں، وہ حسن کی وجہ سے بنوائیں، اور ایسی انگوٹھی بنوائی، جس کے نگینے کے نیچے سب سے بہترین خوشبو مشک بھروا دی۔ اس جملے "اب جب بھی وہ کسی مجلس سے گذرتی تو اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتی اور وہاں اس کی خوشبو پھیل جاتی" سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے کام حسن کی وجہ سے تھے، جو غیر مردوں کے سامنے نہ کرنے چاہئیں تھے، اگر واقعۃً یہی وجہ تھی، تو ظاہر بات ہے کہ یہ غلط کام ہے، حدیث مبارکہ ہے:

254 - سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب المسک للمیت، حدیث نمبر: 3158، ج3، ص200

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

"عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا، يَعْنِي زَانِيَةً۔"[255]

"حضرت ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) راوی ہیں کہ سرور کونین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے (جب کہ وہ کسی غیر عورت کی طرف بری نظر سے دیکھے کیونکہ اجنبی عورت کی طرف بری نظر سے دیکھنا آنکھ کا زنا ہے) اور جو عورت خوشبو لگا کر (مردوں کی) مجلس سے گزرے (اور چاہے کہ لوگ اس کی طرف دیکھیں) تو وہ ایسی ہے، ایسی ہے، یعنی زانیہ ہے۔"

جس عورت نے خوشبو لگا کر مردوں کی مجلس میں اپنے آپ کو جلوہ گاہ بنایا، تو وہ زانیہ ہے، کیونکہ اس نے خوشبو لگا کر غیر مردوں کو اس بات کی رغبت دلائی کہ وہ اس کی طرف دیکھیں اور جب انہوں نے اس کی طرف دیکھا، تو وہ آنکھوں کے زنا میں مبتلا ہوئے اور چونکہ یہ عورت اس فتنے کا خود باعث بنی ہے، اس لئے گویا اسی نے زنا کے فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کو ایسی خوشبو نہیں لگانی چاہیے جس کی خوشبو اُڑ کر غیر مردوں تک پہنچ جائے۔ اس حدیث سے عبرت حاصل کریں۔

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کی اس باب میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل اس بات کے لیے کافی ہیں کہ عورت کو غیر محرم مرد کے لیے خوشبو لگانا صحیح نہیں ہے، بلکہ جو عورت غیر محرم مرد کے لیے خوشبو لگاتی ہے وہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں زنا کی مثل گناہ کا ارتکاب کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

بَابُ تَنْحِيَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ

راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینے کا بیان

108 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْإِيمَانُ سِتُّونَ أَوْ سَبْعُونَ أَوْ بِضْعَةٌ وَأَحَدُ الْعَدَدَيْنِ أَعْلَاهَا: شَهَادَةُ أَنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کے ساٹھ یا ستر یا کچھ زائد شعبے ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک عدد ارشاد فرمایا کہ ان میں سے بلند ترین ایمان کا حصہ: لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے اور ایمان کا نچلا درجہ تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹانا ہے، اور حیاء بھی ایمان کا حصہ ہے۔

255 - سنن ترمذی، ابواب الادب، بَاب ما جاء في كراهية خروج المرأة متعطرة، حدیث نمبر: 2786، ج5، ص106

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

109 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَمْعَةَ، عَنْ أَبِي الْوَازِعِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَنْتَفِعُ بِهِ، قَالَ: «نَحِّ الْأَذَى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ»

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میری کسی ایسے عمل پر راہنمائی فرمادیجئے جس پر عمل کرنے سے مجھے فائدہ ہو، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کہ مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹاؤ۔

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو برزہ: آپ کا نام فضلہ ابن عبید ہے، اسلمی ہیں، پرانے مسلمان ہیں، عبد اللہ ابن خطل کو حضور کے حکم سے آپ نے قتل کیا تھا، حضور انور کی وفات تک ہر غزوہ میں حضور کے ساتھ رہے پھر بصرہ چلے گئے، خراسان کے غزوہ میں شریک ہوئے، مقام مرو میں آپ کی وفات ہوئی ۶۰ ساٹھ میں۔[256]

110 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَشَّارُ بْنُ أَبِي سَيْفٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ غُطَيْفٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ عَادَ مَرِيضًا، أَوْ أَنْفَقَ عَلَى أَهْلِهِ، أَوْ مَازَ أَذًى عَنْ طَرِيقٍ فَحَسَنَةٌ بِعَشَرَةِ أَمْثَالِهَا»

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یوں ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مریض کی عیادت کرے یا اپنے گھر والوں پر مال خرچ کرے یا راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دے تو ایک نیکی کا بدلہ دس کے برابر ہو گا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

آپ رضی اللہ عنہ معروف صحابی رسول ہیں، نبی اکرم ﷺ نے انہی کو امین کا لقب دیا حدیث مبارکہ ہے:

"حضرت انس سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کا کوئی امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ ابن جراح ہیں۔"

یعنی ہر امت میں بعض لوگ ایسے گزرے ہیں کہ ان پر قوم پورا پورا بھروسہ کرتی تھی سب کو ان پر اعتماد تھا، ثقہ اور قوم میں پسندیدہ تھے، میری امت میں ان صفات کے ایسے مظہر حضرت ابو عبیدہ ہیں جو اللہ تعالٰی اور مخلوق اور اپنے نفس کے حقوق پورے پورے ادا کرتے ہیں ان میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتے۔ خیال رہے کہ یہ صفات تمام صحابہ میں تھیں مگر حضرت ابو عبیدہ میں علی وجہ الکمال تھیں اور حضرت ابو عبیدہ میں امانت داری کے سواء اور بہت صفات تھیں مگر

256۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

یہ صفات نمایاں تھی اس لیے فرمایا کہ اس امت کے امین ابو عبیدہ ہیں لہذا اس سے نہ تو یہ لازم ہے کہ باقی صحابہ امین نہ تھے، نہ یہ کہ جناب ابو عبیدہ میں سوائے امانت داری کے اور کوئی صفت نہ تھی۔ حضرت ابو عبیدہ نے ۱۸ اٹھارہ میں ملک شام میں وفات پائی، عمر شریف اٹھاون سال ہوئی، عہد فاروقی میں وفات ہوئی، آپ مسلمانوں کے جرنیل اعظم تھے، آپ کی حتی الامکان کوشش یہ ہوتی تھی کہ جہاد میں مسلمانوں کا خون کم سے کم بہے اور زیادہ سے زیادہ فتح ہو، جب حضرت عمر نے حضرت خالد بن ولید کو معزول کر کے آپ کو سپہ سالار بنایا تو آپ نے بیس روز تک حضرت خالد کو اس کی خبر ہی نہ دی، سپاہیانہ شان سے کام کرتے رہے، دوسروں سے ان کو پتہ چلا کہ میں معزول ہو چکا رضی اللہ عنہما۔ (مرقات) جب نجران کے لوگوں نے حضور سے عرض کیا کہ آپ ہمارے ہاں کوئی اپنا امین بھیج دیں تو حضور انور نے فرمایا کہ میں ایسا امین بھیجوں گا جیسا کہ چاہیے، سب صحابہ منتظر رہے کہ ہم بھیجے جائیں مگر حضرت ابو عبیدہ کو بھیجا گیا۔ (مرقات)[257]

111 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مَعَ مُعَاذٍ. فَجَعَلَ مُعَاذٌ لَا يَرَى أَذًى فِي طَرِيقٍ إِلَّا نَحَّاهُ. قَالَ: فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الرَّجُلُ جَعَلَ لَا يَمُرُّ بِشَيْءٍ إِلَّا نَحَّاهُ. فَقَالَ لَهُ: مَا حَمَلَكَ عَلَى هَذَا؟. قَالَ: الَّذِي رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ. قَالَ: «أَصَبْتَ أَوْ قَدْ أَحْسَنْتَ، إِنَّهُ مَنْ أَمَاطَ أَذًى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَمَنْ كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ»

حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا، وہ شخص راستہ میں کوئی بھی تکلیف دہ چیز دیکھتا تو اسے ہٹا دیتا، جب آپ نے اس شخص کو دیکھا کہ یہ جو بھی تکلیف دہ چیز دیکھتا ہے تو اس کو راستہ سے ہٹا دیتا ہے، تو آپ نے اس سے پوچھا کہ کس بات نے تجھے اس فعل پر ابھارا؟ اس نے کہا: کہ میں نے آپ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ نے جواب دیا: تحقیق تو نے ٹھیک کیا یا یوں فرمایا: کہ تو نے اچھا کام کیا۔ اس لیے کہ جو شخص راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹاتا ہے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جائے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

معاذ ابن جبل: آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے انصاری ہیں، خزرجی ہیں، بیعت عقبہ دوم میں ستر صحابہ میں آپ بھی تھے بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کو یمن کا قاضی و معلم بنا کر بھیجا، اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لائے حضرت عمر نے ابو عبیدہ ابن جراح کے بعد آپ کو شام کا حاکم بنایا اڑتیس سال عمر پائی ۱۸ اٹھارہ میں طاعون عمواس میں وفات ہوئی۔[258]

257 ۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی، جلد ہشتم

258 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

112 حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَتْ شَجَرَةٌ عَلَى طَرِيقِ النَّاسِ وَكَانَتْ تُؤْذِيهِمْ، فَعَزَلَهَا رَجُلٌ عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ. قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَتَقَلَّبُ فِي ظِلِّهَا فِي الْجَنَّةِ»

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ لوگوں کے راستہ میں ایک درخت تھا جو لوگوں کی تکلیف کا باعث تھا، پس کسی آدمی نے راستہ سے اسے ہٹا دیا، تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کہ تحقیق میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں اس درخت کے سایہ کے نیچے گھوم رہا تھا۔

113 حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «كَانَ عَلَى الطَّرِيقِ غُصْنُ شَجَرَةٍ يُؤْذِي النَّاسَ فَأَمَاطَهَا رَجُلٌ فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ»

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ ایک راستہ میں درخت کی ٹہنی تھی جو لوگوں کی تکلیف کا باعث بنتی تھی، پس کسی آدمی نے اسے ہٹا دیا تو اس وجہ سے اسے جنت میں داخل کر دیا گیا۔

114 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ وَاصِلٍ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "عُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي بِأَعْمَالِهَا: حَسَنِهِ وَسَيِّئِهِ، فَرَأَيْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا: الْأَذَى يُنَحَّى عَنِ الطَّرِيقِ، وَرَأَيْتُ فِي سَيِّئِ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے گئے تو میں نے ان کے اچھے اعمال میں سے یہ دیکھا کہ وہ راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹاتا تھا اور میں نے ان کے برے اعمال میں دیکھا کہ وہ مسجد میں تھوک کر اس پر مٹی نہ ڈالتا تھا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حضرت ابوذر غفاری حق گوئی میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے اس کی وجہ سے کبھی دکھ بھی پاتے تھے، آپ مکہ معظمہ میں آکر مسلمان ہوئے جب کہ کفار کا بہت زور تھا اور بار بار مجلس کفار میں آکر اپنے اسلام و ایمان کا اعلان کرتے رہے اور ان کے ہاتھوں بہت ہی ایذا پاتے رہے۔

چنانچہ حضرت ابوذر کا مذہب یہ تھا کہ مال رکھنا حرام ہے جو پاؤ فوراً خرچ کر دو وہ اس پر عامل تھے۔

تج ڈال مال دھن کو کوڑی نہ رکھ کفن کو   جس نے دیا ہے تن کو دے گا وہی کفن کو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

خلافت عثمانیہ میں حضرت عثمان سے فرمایا کرتے تھے کہ تم نے مال کیوں جمع کیا ہے یہ تو حرام ہے اور زہد کی احادیث پیش کیا کرتے تھے عیسیٰ علیہ السلام نے نہ کہیں مکان بنایا نہ مال جمع فرمایا۔[259]

تشریح:

باب مذکورہ بالا کی روایات میں امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے رستے سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹا دینے کو بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا امت محمدی ﷺ پر احسان عظیم ہے کہ اس نے چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی نبی اکرم ﷺ کے امتی کے لیے نجات کا رستہ رکھا ہے۔ راستے سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹا دینا اور پھر اس کا بارگاہ خداوندی سے انعام ملنا، اس کی بابت روایات کافی حد تک کتب احادیث صحیحہ میں موجود ہیں، ذیل میں دو تین احادیث مرفوعہ بیان کی جاتی ہیں، تاکہ اس عظیم مشن میں رغبت پیدا ہو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ.[260]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ایک شخص چلا جا رہا تھا، اس نے ایک کانٹے دار شاخ رستے پر پڑی ہوئی دیکھی۔ اس نے اس کو اٹھا لیا، تو اللہ اس کے اس کام سے خوش ہوا اور اسے بخش دیا گیا۔

ایک مقام پر کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُوسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ إِلَّا غُصْنُ شَوْكٍ كَانَ عَلَى الطَّرِيقِ كَانَ يُؤْذِي النَّاسَ فَعَزَلَهُ فَغُفِرَ له۔[261]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم سے پہلے ایک شخص کا جب حساب و کتاب ہوا، تو اس (کے نامہ اعمال) میں کوئی نیکی نہ پائی گئی، ہاں ایک کانٹے دار شاخ جو لوگوں کے لیے باعث تکلیف تھی، کو رستے سے ہٹا دیا، جس کی وجہ سے اس کو بخش دیا گیا۔

---

259 ۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی۔ جلد ہشتم۔ باب جامع المناقب

260 - صحیح ابن حبان۔ کتاب البر والاحسان۔ فصل من البر والاحسان۔ حدیث نمبر: 537۔ ج2۔ ص296

261 - ایضاً۔ حدیث نمبر: 538

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

دوسرے مقام پر کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: غُفِرَ لِرَجُلٍ أَخَذَ غُصْنَ شَوْكٍ عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ ذَنْبُهُ ما تقدم من ذنبه وما تأخر۔[262]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے لوگوں سے رستے سے ایک کانٹے دار شاخ کو پکڑ کر ہٹایا، تو اس کے اگلے پچھلے (صغیرہ) گناہ بخش دیے گئے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے یہی روایت ایک مقام پر کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یوں بیان کی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ إِمَّا كَانَ فِي شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ فَأَلْقَاهُ وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ. (قال ابو حاتم:) مَعْنَى قَوْلِهِ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ يُرِيدُ بِهِ سِوَى الإسلام.[263]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ایک شخص نے جس نے کبھی کوئی بھلائی کا کام نہیں کیا تھا، کانٹے کی ایک شاخ راستے پر سے ہٹا دی، یا تو وہ شاخ درخت پر (جھکی ہوئی) تھی، (آنے جانے والوں کے سروں سے ٹکراتی تھی) اس نے اسے کاٹ کر الگ ڈال دیا، یا اسے کسی نے راستے پر ڈال دیا تھا اور اس نے اسے ہٹا دیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے اس کام سے خوش ہوا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

امام ابو حاتم فرماتے ہیں: کبھی خیر کے کام نہ کرنے سے مراد ہے: اسلام کے علاوہ کوئی خیر کا کام نہیں کیا (یعنی ایمان لانے کے علاوہ کوئی نیک کام نہیں کیا)۔

دروس و عبر:

باب مذکورہ بالا روایات سے مندرجہ ذیل دروس و عبر حاصل ہوتے ہیں:

انسانیت کی خدمت میں کامیابی:

ان احادیث مبارکہ سے یہ درس ملتا ہے کہ انسانیت کی خدمت کرنا اور انسانوں کو تکلیف دہ اشیاء سے محفوظ رکھنے کے لئے جدوجہد کرنا، نجات و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اس کی اہمیت صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی عیاں ہوتی ہے:

262۔ ایضاً۔ حدیث نمبر: 539، ج2، ص297

263۔ صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، فصل من البر والاحسان، حدیث نمبر: 540، ج2، ص297

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

"عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا، فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ، وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ، لَا تُدْفَنُ۔"[264]

"حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے میری امت کے اچھے برے اعمال پیش کیے گئے، تو اچھے اعمال کی فہرست میں مجھے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی نظر آیا اور برے اعمال کی فہرست میں مسجد کے اندر ایسا تھوکنا بھی نظر آیا، جسے مٹی میں نہ ملایا جائے۔"

لہذا رستہ سے کانٹا، ہڈی، اینٹ، پتھر، گندگی، غرضیکہ جس سے کسی مسلمان راہ گیر کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، اس کو ہٹا دینا بھی نیکی ہے، جس پر صدقہ کا ثواب و نیکی کا کام ہے۔

اعمالِ صغیرہ میں اجر:

سبحان اللہ! کیا رب تعالیٰ کی مہربانیاں ہیں، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس امت کو ملیں، وہ معمولی کام جن میں نہ خرچ ہو نہ تکلیف، ثواب کا باعث بن گئے، کسی کو راستہ بتا دینا، یا مسئلہ سمجھا دینا، بھی ثواب کا باعث ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا صدق دل سے شکر بجالانا چاہیے، جس نے چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی مومنین کے لیے بے حساب ثواب رکھا ہے۔

نتیجۃ البحث:

باب مذکورہ بالا اور دیگر دلائل میں بیان کردہ روایات کی روشنی میں اس بات کا ظہور ہوتا ہے کہ انسانیت کی خدمت کرنا بھی تقرب خداوندی کا ذریعہ ہے، اور نیت صالحہ کے ساتھ رستے سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹا دینے پر سوچ سے زیادہ اجر و ثواب و انعام مل سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّحَشُّشِ عَلَى الطَّرِيق

راستہ پر قضائے حاجت کرنے کا بیان

115 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ: «اتَّقُوا هَذِهِ الْمَلَاعِنَ». قَالَ إِسْمَاعِيلُ: «يَعْنِي تَحَشُّشُ الرَّجُلِ عَلَى الطَّرِيقِ»

حضرت اسماعیل بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ ان ملعون جگہوں سے بچو۔ پھر حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا یعنی راستہ پر قضائے حاجت کرنے سے۔

264 ۔ مسلم: الصحیح، کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب النھی عن البصاق فی المسجد فی الصلاۃ وغیرھا، حدیث نمبر: 553، ج1، ص390

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سعد ابن ابی وقاص: آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے، آپ کے والد یعنی ابو وقاص کا نام مالک ابن وہیب ہے، آپ قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، پرانے مؤمن ہیں، سترہ سال کی عمر میں ایمان لائے، آپ تیسرے مؤمن ہیں اور آپ نے سب سے پہلے کفار پر تیر چلایا تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، آپ بڑے مقبول الدعا تھے، آپ کا لقب مجاب الدعوات تھا لوگ آپ کی دعا سے بہت ہی ڈرتے تھے کیونکہ حضور انور نے آپ کے لیے دعا کی تھی اللھم سدد سھمہ و اجب دعوتہ خدایا سعد کا نشانہ اور دعا کبھی خالی نہ جائے حضور انور نے آپ سے اور حضرت زبیر سے فرمایا کہ تم پر میرے ماں باپ فدا ان کے سوا کسی سے نہ فرمایا۔ آپ کی وفات اپنی منزل عتیق میں ہوئی جو مدینہ منورہ سے قریب ہے لوگ میت شریف مدینہ منورہ لائے مروان ابن حکم نے آپ کا جنازہ پڑھایا کہ اس وقت وہ ہی حاکم مدینہ تھا، بقیع شریف میں دفن ہوئے، ۵۵ پچپن میں وفات ہے، ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی، عشرہ مبشرہ میں آخری وفات آپ کی ہے، آپ کو حضرت عمر و عثمان نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا، آپ سے ایک خلقت نے احادیث روایت کیں۔[265]

116 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْمَلَاعِنَ». قَالُوا: وَمَا الْمَلَاعِنُ؟، قَالَ: «الْجُلُوسُ عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ أَوْ تَحْتَ شَجَرَةٍ يَسْتَظِلُّ تَحْتَهَا الرَّاكِبُ»

حضرت عون بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تم ان ملعون جگہوں سے بچو۔ تو لوگوں نے پوچھا: ملعون جگہیں کونسی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ راستہ کے درمیان بیٹھنے اور اس درخت کے نیچے بیٹھنے سے جن کے نیچے سوار سایہ حاصل کرتے ہیں۔

117 حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَنْزِلُوا عَلَى جَوَادِّ الطُّرُقِ، وَلَا تَقْضُوا عَلَيْهَا الْحَاجَاتِ»

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم راستے کے اوپر ہی قیام کرنے سے بچو اور نہ ہی ان جگہوں پر قضائے حاجت کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

جابر ابن عبد اللہ: آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، انصاری ہیں، سلمی ہیں، بہت احادیث آپ سے مروی ہیں، آپ بدر وغیرہ اٹھارہ غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور کی وفات کے بعد شام و مصر گئے، آخر نابینا ہو گئے تھے، آپ کی عمر

265۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چورانوے سال ہوئی ۴ے ہجری چوہتر میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی، آپ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین مدینہ صحابی سے خالی ہوگئی۔[266]

تشریح:

باب مذکورہ بالا کی روایات مین اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ جہاں لوگوں کا آنا جانا زیادہ ہوتا ہو، اور جس مقام سے لوگ فائدہ حاصل کرتے ہوں، بالکل اسی جگہ کو ہی کسی طریقہ سے فاسد نہیں کردینا چاہیے، مثلاً جیسا کہ روایت مذکورہ میں راستے پر قضائے حاجت کرنے سے منع کردیا گیا ہے، کیونکہ لوگ وہاں سے گذرتے ہیں۔ اس کی بہت سی حکمتیں ہیں، جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ گذرنے والا بدبو سے بچا رہے گا، دوسرا یہ کہ نجاست وغیرہ لگنے سے محفوظ رہے گا، تیسرا یہ کہ راستہ کوئی ایسا مقام نہیں ہے، جہاں پر لوگوں کی نظر نہ پڑے، اس لیے بھی راستے پر قضائے حاجت کرنے سے منع کردیا گیا، بلکہ کسی ایسی جگہ پر قضائے حاجت کرنی چاہیے، جو لوگوں کی نظروں سے اوجھل اور لوگوں کا وہاں کم آنا جانا ہو۔

عصر حاضر میں چونکہ باتھ روم وغیرہ بن گئے ہیں، لہذا حتیٰ الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ انہی کو استعمال کیا جائے، بعض لوگ موجودہ زمانہ میں بھی راستے پر بیٹھ کر پیشاب وغیرہ کرتے ہیں، اور ظاہر سی بات ہے کہ پیشاب کی چھینٹے بھی پڑ جانے کا زیادہ چانس ہوتا ہے، جبکہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: عَامَّةُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ، فَاسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ.[267]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عام عذاب قبر بول کی وجہ سے ہے، لہذا تم بول (کی چھینٹوں وغیرہ) سے بچو۔

باب مذکورہ بالا میں حدیث نمبر 116 میں ہے کہ "حضرت عون بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تم ان ملعون جگہوں سے بچو۔ تو لوگوں نے پوچھا: ملعون جگہیں کونسی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ راستہ کے درمیان بیٹھنے اور اس درخت کے نیچے بیٹھنے سے جن کے نیچے سوار سایہ حاصل کرتے ہیں۔" معلوم ہوا کہ بلا ضرورت شرعیہ کے لوگوں کے راستے پر بیٹھنا، یا ایسے مقام پر بلا ضرورت شرعیہ کے بیٹھنا جو مسافروں کے لیے

❖

266۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

267۔ الكتاب: مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار. المؤلف: أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (المتوفى: 292هـ). المحقق: محفوظ الرحمن زين الله. (حقق الأجزاء من 1 إلى 9). وعادل بن سعد (حقق الأجزاء من 10 إلى 17) وصبري عبد الخالق الشافعي (حقق الجزء 18). الناشر: مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة. الطبعة: الأولى. (بدأت 1988م. وانتهت 2009م). ج11. ص170. حديث نمبر: 4907

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بنائی گئی ہو، اور مسافر لوگ اس مقام سے کسی قسم کا بھی فائدہ حاصل کرتے ہیں، سے بچنا چاہیے۔ اس کی ممانعت خاص ہے، ایسے لوگ جو چوک وغیرہ میں کھڑے ہو کر لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں، ان کے لیے غور و فکر کا مقام ہے۔

نتیجۃ البحث:

دلائل مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے راستے پر قضائے حاجت نہیں کرنی چاہیے، اور نہ بلا ضرورت شرعیہ کے راستے پر کھڑا ہونا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطِّيبِ وَالْمِسْكِ
مشک خوشبو لگانے کا بیان

118 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْمِسْكَ، فَقَالَ: «هُوَ أَطْيَبُ طِيبِكُمْ»

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مشک کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ تمہاری خوشبوؤں میں پاکیزہ ترین خوشبو ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو سعید خدری: آپ کا نام سعد ابن مالک ہے، انصاری خدری ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، آپ حافظ ہیں، بہت احادیث کے راوی ہیں، بہت صحابہ تابعین نے آپ سے روایات لیں، ۷۴ چوہتّر میں وفات ہوئی، چوراسی سال عمر پائی جنت البقیع سے باہر آپ کی قبر انور ہے حضرت فاطمہ بنت اسد کی قبر کے برابر۔[268]

119 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: «أَطْيَبُ طِيبِكُمُ الْمِسْكُ»

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تمہاری خوشبوؤں میں پاکیزہ ترین خوشبو مشک ہے۔

120 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلَى سَلَمَةَ، عَنْ سَلَمَةَ: «أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ الْمِسْكَ، فَمَسَحَ بِهِ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ»

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو مشک خوشبو لیتے اور اسے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مل لیتے۔

121 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: «كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ يَسْحَقُ الْمِسْكَ ثُمَّ يَجْعَلُهُ عَلَى يَافُوخِهِ»

268۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

امام شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ مشک کو پیس کر اس کا سفوف بناتے پھر اسے اپنے سر کے اوپر والے حصہ میں ڈال لیتے۔

122 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: «لَا بَأْسَ بِالْمِسْكِ لِلْحَيِّ وَالْمَيِّتِ»

حضرت ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ زندہ اور مردہ کے مشک لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

تشریح:

باب مذکورہ بالا میں مشک خوشبو کی افضلیت بیان کی گئی ہے کہ یہ سب سے عمدہ و بہترین خوشبو ہے، اور بہت سی عظیم ہستیوں نے اس کو استعمال کیا ہے۔ مزید بر آں اس روایت میں کسی قسم کا کوئی ضعف بھی نہیں ہے، بقول امام ترمذی کے "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ" یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[269]

لیکن اس کی بابت ایک بات یاد رہے کہ عورتوں کو غیر محرم کے لیے مشک یا کوئی بھی خوشبو لگانا جائز نہیں ہے، بلکہ عورت بغیر کسی غرض صحیح کے خوشبو مت لگائے۔ حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ»[270]

"حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مکی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مردانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو تو ظاہر ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہو اور زنانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کا رنگ تو ظاہر ہو مگر خوشبو ظاہر نہ ہو۔"

مردوں کو اپنے لباس پر ایسی خوشبو استعمال کرنی چاہیے جس کی خوشبو پھیلے مگر رنگ کے دھبے وغیرہ نظر نہ آئیں، جیسا کہ گلاب، کیوڑہ، صندل اور اسی قسم کے بے رنگ عطریات۔ عورتوں کے لئے مہک کی ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ وہ خوشبو اجنبی مردوں تک پہنچے، اگر وہ گھر میں مشک عطر وغیرہ لگائیں، جس کی خوشبو خاوند یا اولاد، ماں باپ تک ہی پہنچے تو حرج نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مشک لگا کر مجالس کے پاس سے گزرنے والی عورتوں کو ایک قصہ میں اشارۃً وعید فرمائی ہے:

---

269 ـ الكتاب: سنن الترمذي، المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ)، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ 1، 2)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ 3)، وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ 4، 5)، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ - 1975 م، ج3، ص308، حديث نمبر: 991

270 ـ الكتاب: سنن الترمذي، المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ)، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، 1395هـ 1975م، كتاب الادب، باب ما جاء في طيب الرجال والنساء، ج5، ص107، حديث نمبر: 2787

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ قَصِيرَةً، فَاتَّخَذَتْ لَهَا نَعْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ فَكَانَتْ تَمْشِي بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ تَطَاوَلُ بِهِمَا، وَاتَّخَذَتْ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَحَشَتْ تَحْتَ فَصِّهِ أَطْيَبَ الطِّيبِ الْمِسْكَ. فَكَانَتْ إِذَا مَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ حَرَّكَتْهُ فَيَفُوحُ رِيحُهُ۔[271]

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عورت چھوٹے قد والی تھی، اس نے اپنے دونوں پاؤں لکڑی کے بنوائے ہوئے تھے اور وہ دو لمبے قد والی عورتوں کے ساتھ چلتی تھی، اور ایک انگوٹھی سونے کی بنوائی، جو بند ہوتی تھی، پھر اس میں مشک کی خوشبو بھر دی تھی اور مشک سب سے عمدہ خوشبو ہے۔ جب بھی وہ کسی مجلس سے گزرتی، تو انگوٹھی کو حرکت دیتی، جس کی وجہ سے اس کی خوشبو پھیل جاتی۔

امام ابن حبان نے یہ حدیث ایک مقام پر یوں بیان کی:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الدُّنْيَا فَقَالَ: إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَاتَّقُوهَا، وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، ثُمَّ ذَكَرَ نِسْوَةً ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ: امْرَأَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، وَامْرَأَةً قَصِيرَةً لَا تُعْرَفُ، فَاتَّخَذَتْ رِجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ، وَصَاغَتْ خَاتَمًا فَحَشَتْهُ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ، فَإِذَا مَرَّتْ بِالْمَجلس أَوْ بِالْمَلَأِ قَالَتْ بِهِ، فَفَتَحَتْهُ فَفَاحَ رِيحُهُ۔[272]

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دنیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا دنیا بڑی سرسبز و شاداب اور شیریں ہے، لہٰذا اس سے اور عورتوں سے بچو، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بنی اسرائیل کی تین عورتوں کا ذکر کیا جن میں سے دو کا قد اتنا لمبا تھا (کہ دور سے ہی پہچان لی جاتی تھیں) اور ایک چھوٹے قد کی تھی، اس نے (اپنا قد اونچا کرنے کے لئے) لکڑی کی دو مصنوعی ٹانگیں بنوا لیں، (اب جب وہ چلتی تو وہ اپنے دائیں بائیں کی عورتیں کے برابر لگتی) پھر اس نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس کے نگینے کے نیچے سب سے بہترین خوشبو مشک بھر دی، اب جب بھی وہ کسی مجلس سے گذرتی تو اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتی اور وہاں اس کی خوشبو پھیل جاتی۔

❖

271 - صحیح ابن حبان، کتاب الخطر والاباحة، حدیث نمبر: 5592، ج12، ص405

272 - صحیح ابن حبان، کتاب الخطر والاباحة، حدیث نمبر: 5591، ج12، ص403

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سب سے افضل خوشبو:

مشک کی خوشبو سب سے افضل ہے اور مشک پاک ہے، اس کو بدن اور کپڑوں پر لگانا جائز ہے، مزید بر آں اس کی خرید و فروخت میں بھی کوئی ممانعت نہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو:

"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَطْيَبُ طِيبِكُمُ الْمِسْكُ۔"[273]

"حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری خوشبو میں سے سب سے اچھی مشک کی خوشبو ہے۔"

اعمال کا دارومدار نیتوں پر:

بنی اسرائیل کی اس چھوٹے قد والی عورت نے اپنی دو ٹانگیں، جو لکڑی کی بنوائیں، وہ حسن کی وجہ سے بنوائیں، اور ایسی انگوٹھی بنوائی، جس کے نگینے کے نیچے سب سے بہترین خوشبو مشک بھروا دی۔ اس جملے "اب جب بھی وہ کسی مجلس سے گذرتی تو اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتی اور وہاں اس کی خوشبو پھیل جاتی" سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے کام حسن کی وجہ سے تھے، جو غیر مردوں کے سامنے نہ کرنے چاہئیں تھے، اگر واقعۃً یہی وجہ تھی، تو ظاہر بات ہے کہ یہ غلط کام ہے، حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا، يَعْنِي زَانِيَةً۔"[274]

"حضرت ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) راوی ہیں کہ سرورِ کونین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے (جب کہ وہ کسی غیر عورت کی طرف بری نظر سے دیکھے کیونکہ اجنبی عورت کی طرف بری نظر سے دیکھنا آنکھ کا زنا ہے) اور جو عورت خوشبو لگا کر (مردوں کی) مجلس سے گزرے (اور چاہے کہ لوگ اس کی طرف دیکھیں) تو وہ ایسی ہے، ایسی ہے، یعنی زانیہ ہے۔"

جس عورت نے مشک خوشبو وغیرہ لگا کر مردوں کی مجلس میں اپنے آپ کو جلوہ گاہ بنایا، تو وہ زانیہ ہے، کیونکہ اس نے خوشبو لگا کر غیر مردوں کو اس بات کی رغبت دلائی کہ وہ اس کی طرف دیکھیں اور جب انہوں نے اس کی طرف دیکھا، تو وہ آنکھوں کے زنا میں مبتلا ہوئے اور چونکہ یہ عورت اس فتنے کا خود باعث بنی ہے، اس لئے گویا اسی نے زنا کے فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کو ایسی خوشبو نہیں لگانی چاہیے جس کی خوشبو اُڑ کر غیر مردوں تک پہنچ جائے۔ اس حدیث ذیل سے عبرت حاصل کریں۔

---

273 - سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب المسک للمیت، حدیث نمبر: 3158، ج3، ص200

274 - سنن ترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء فی کراھیة خروج المرأة متعطرة، حدیث نمبر: 2786، ج5، ص106

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مذکورہ باب میں روایت نمبر 122 میں ہے کہ "حضرت ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ زندہ اور مردہ کے مشک لگانے میں کوئی حرج نہیں۔" اس سے معلوم ہوا کہ جیسے زندہ کو مشک یا خوشبو وغیرہ لگانا جائز ہے، ایسے ہی مردہ کو بھی لگانا جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کی اس باب میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل اس بات پر رہنمائی کرتے ہیں کہ مرد کا مشک خوشبو وغیرہ لگانا ہمارے اسلاف کی سنت ہے۔ جبکہ عورت کا غیر محرم مرد کے لیے خوشبو لگانا صحیح نہیں ہے، بلکہ جو عورت غیر محرم مرد کے لیے خوشبو لگاتی ہے وہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں زنا کی مثل گناہ کا ارتکاب کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

بَابُ مَنْ كَرِهَ الْمِسْكَ

جو مشک لگانے کو مکروہ سمجھے

123 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: «الْمِسْكُ مَيْتَةٌ وَدَمٌ»

حضرت ابن ابی روّادر ضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ضحاک نے ارشاد فرمایا: کہ مشک تو مردار اور خون ہے۔

124 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: «أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَجْعَلَ الْمِسْكَ فِي الْمُصْحَفِ»

• حضرت لیث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے نسخہ میں مشک لگانے کو مکروہ سمجھا۔

125 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الرَّبِيعِ، عَنِ الْحَسَنِ: «أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ الْمِسْكَ لِلْحَيِّ وَالْمَيِّتِ»

حضرت ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ زندہ اور مردہ کے مشک لگانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

تشریح:

اس باب میں امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ روایات وارد کی ہیں، جن سے مشک کی کراہت معلوم ہوتی ہے، جبکہ اسی باب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے وہ روایات وارد کی تھیں، جو مشک استعمال کرنے پر ترغیب دلاتی ہیں۔ چونکہ مشک کی بابت معاملہ ذرا پیچیدہ ہو گیا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں اس کی تحقیق پیش کرتا ہوں۔

علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں:

وَفِي (صَحِيح مُسلم) : عَن أبي سعيد، قَالَ: قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: (الْمسك أطيب الطّيب) . وَفِي كتاب (الْأَشْرَاف) : روينَا عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِسَنَد جيد أَنه كَانَ لَهُ مسك يتطيب بِهِ، وعَلى هَذَا جلّ الْعلمَاء من الصَّحَابَة وَغَيرهم. وَهُوَ قَول عَليّ بن أبي طَالب وَابْن عَبَّاس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

وَابْن عمر وَأنس وسلمان، رَضِي الله تَعَالَى عَنْهُم، وَمُحَمّد بن سِيرِين وَسَعِيد بن الْمسيب وَجَابِر بن زيد وَالشَّافِعِيّ وَمَالك وَاللَّيْث وَأحمد وَإِسْحَاق.

وَخَالف فِي ذَلِك آخَرُونَ. فَذكر ابْن أبي شيبَة. قَالَ عمر. رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ: لَا تحنطوني بِهِ. وَكرِههُ. وَكَذَا عمر ابْن عبد الْعَزِيز وَعَطَاء وَالْحسن وَمُجاهد وَالضَّحَّاك. وَقَالَ أَكْثَرهم: لَا يصلح للحي وَلَا للْمَيت. لِأَنَّهُ ميتَة. وَهُوَ عِنْدهم بِمَنْزِلَة مَا أبين من الْحَيَوَان. قَالَ ابْن الْمُنْذر: لَا يَصح ذَلِك إلاَّ عَن عَطاء.

قلت: روى ابْن أبي شيبَة عَن عَطاء من طَرِيق جَيِّدَة أَنه سُئِلَ: أُطيب الْمَيِّت بالمسك؟ قَالَ: نعم. أوليس الَّذِي تخمرون بِهِ الْمسك؟ فَهُوَ خلاف مَا قَالَه ابْن الْمُنْذر عَنهُ. وَقَوْلهمْ: إِنَّه بِمَنْزِلَة مَا أبين من الْحَيَوَان. قِيَاس غير صَحِيح. لِأَن مَا قطع من الْحَيّ يجْرِي فِيهِ الدَّم. وَهَذَا لَيْسَ سَبِيل نافجة الْمسك لِأَنَّهَا تسْقط عِنْد الاحتكاك كسقوط الشعرة. وَقَالَ أَبُو الْفضل عِيَاض: وَقع الْإِجْمَاع على طَهَارَته وَجَوَاز اسْتِعْمَاله.[275]

" صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری بہترین خوشبو مشک ہے۔ (مزید لکھتے ہیں:) اور ہم نے کتاب الاشراف میں نبی اکرم ﷺ سے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس مشک ہوتی تھی، جس کو آپ ﷺ بطور خوشبو لگایا کرتے تھے۔

اور مشک کو استعمال کرنے پر صحابہ کرام اور دیگر کثیر جلیل علماء کا اتفاق ہے، اور یہی قول حضرت علی بن طالب، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ اور (تابعین میں سے) امام محمد بن سیرین، سعید بن مسیب اور جابر بن زید، اور فقہاء میں سے امام شافعی، امام مالک، امام لیث، امام احمد، اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔

اور اس نظریہ (مشک کے جواز) میں بعض دوسروں نے مخالفت کی ہے، امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم مجھے مشک کی خوشبو نہ لگانا، اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو ناپسند فرمایا، اور اسی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز، حضرت عطاء، حضرت حسن، حضرت مجاہد، اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہم کا نظریہ ہے۔ اور ان میں سے اکثر نے کہا ہے کہ مشک زندہ و مردہ دونوں کو نہیں لگانی چاہیے، کیونکہ یہ تو مردار

275 الكتاب: عمدة القاري شرح صحيح البخاري. المؤلف: أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى (المتوفى: 855هـ). الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تحت: بَابٌ فِي الْعَطَّارِ وَبَيْعِ الْمِسْكِ، ج11، ص221

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے، اور یہ ان کے نزدیک حیوان سے کاٹے گئے اعضاء کی طرح ہے۔ علامہ ابن منذر نے کہا ہے کہ (ان اصحاب سے مشک کے عدم جواز کو بیان کرنے والی روایات) سوائے حضرت عطاء سے صحیح نہیں۔

میں (امام بدر الدین عینی) کہتا ہوں کہ امام ابن ابی شیبہ نے جید طریق سے روایت کیا ہے کہ "حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مشک کی بابت سوال کیا گیا کہ کیا میت کو مشک لگائی جائے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، کیا تم خود مشک استعمال میں نہیں لاتے؟۔"

اب یہ روایت علامہ ابن منذر کی روایت کے خلاف ہے۔ اور مشک کے عدم جواز کے قائلین کا یہ قول کہ مشک حیوان سے کاٹے گئے عضو کی مثل ہے۔ یہ قیاس بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ زندہ سے جو چیز کاٹی جاتی ہے، اس سے خون بہتا ہے، جبکہ مشک کی تھیلی میں اس طرح کا کوئی معاملہ نہیں ہے، مشک تو ایسے گرتی ہے جیسے کھجلاتے وقت بال گرتے ہیں۔ اور علامہ ابو الفضل عیاض نے کہا کہ مشک کی طہارت اور اس کے استعمال کے کے جواز پر اجماع ہے۔"

(نوٹ: مشک کی طہارت کے اجماع کو امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں بیان کیا ہے[276])

امام بدر الدین عینی کے اس مفصل کلام سے واضح ہوتا ہے کہ مشک کے عدم جواز والی روایات صحیح نہیں ہیں، جبکہ بقول امام ابن حجر عسقلانی کے مشک کے جواز و استعمال پر اجماع ہے۔ مزید بر آں یہ بھی معلوم ہوا کہ مشک لگانا خود سنت نبویہ ﷺ ہے۔ واللہ اعلم!

نتیجہ البحث:

مذکورہ بالا باب کی بحث کا نتیجہ ہے کہ مشک کو استعمال کرنے میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے، بلکہ یہ بہترین و عمدہ خوشبو ہے۔ مستورات اس لگا کر باہر نکلنے سے اجتناب کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا كُرِهَ مِنَ الْمَبِيتِ عَلَى سَطْحٍ غَيْرِ مُحَجَّرٍ

کچی چھت پر رات گذارنے کی کراہت کے بارے روایات

126 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُمَارَةَ، قَالَ: جَاءَ أَبُو أَيُّوبَ فَأَرَادَ أَنْ يَبِيتَ عَلَى سَطْحٍ لَنَا أَجْلَحَ، فَقَالَ: «كِدْتُ أَنْ أَبِيتَ اللَّيْلَةَ لَا ذِمَّةَ لِي»

حضرت علی بن عمارہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ ہماری بغیر دیوار کی چھت پر رات گزاریں، فرمایا کہ قریب ہے کہ میں رات گزاروں اس حال میں کہ میری کوئی ذمہ داری نہیں۔

276۔ الكتاب: فتح الباري شرح صحيح البخاري، المؤلف: أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي، الناشر: دار المعرفة بيروت، 1379، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب، عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز، ج9 ص 660

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو ایوب انصاری: آپ کا نام خالد ابن زید ہے، آپ انصاری خزرجی ہیں، تمام جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے، آپ کی وفات قسطنطنیہ میں ہوئی جسے اب استنبول کہتے ہیں، ۵۱ھ میں آپ کی وفات ہے امیر معاویہ کے زمانہ میں جب یزید ابن معاویہ کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تو آپ اس لشکر میں تھے بیمار ہوگئے جب مرض زیادہ ہوا تو وصیت کی کہ جب میں وفات پاجاؤں تو میری میت اپنے ساتھ رکھنا، جب تم دشمن کے مقابل صف آرا ہو تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ کی قبر قسطنطنیہ کے شہر پناہ کے پاس ہے اب تک مشہور ہے۔ اس قبر کا اب تک بہت ہی احترام ہے لوگ آپ کی قبر کی برکت سے شفا حاصل کرتے ہیں انہیں شفا ملتی ہے، آپ سے بہت حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔ خیال رہے کہ آپ ہی مدینہ منورہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے میزبان ہیں۔[277]

127 حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ. عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْكَرِيمِ قَالَ: سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ الرَّجُلِ يَنَامُ فَوْقَ السَّطْحِ لَيْسَ عَلَيْهِ حَائِطٌ؟. فَقَالَ مُجَاهِدٌ: «إِنَّمَا قِيلَ ذَاكَ لِمَنْ سَقَطَ فَمَاتَ»

حضرت علاء بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اس شخص کے بارے میں جو بغیر دیوار والی چھت پر سو جائے؟ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو اس شخص کو کہا جاتا ہے جو گرتا ہے تو مر جاتا ہے۔

تشریح:

باب مذکورہ بالا میں امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے وہ روایات بیان کی ہیں جن میں بغیر دیوار کے چھت مثلاً بانس کا بنا ہوا مکان، یا کچی مٹی کا بنا ہوا مکان، پر سونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ یعنی ان روایات میں اس چیز سے منع کیا گیا ہے کہ جہاں نقصان یا ہلاکت کا خدشہ ہو، اس جگہ سے بچنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا۔“[278]

”اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو' بے شک اللہ تم پر رحم فرمانے والا ہے۔“

277۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی ”مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح“ جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

278۔ النساء 04: 29

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کچی چھت کا بھروسہ نہیں کہ کسی وقت بھی گر سکتی ہے، اس لیے اس پر جان بوجھ کر رات گزارنا، خود کو ہلاکت کے قریب کرنے کے مترادف ہے، یہ ایک قسم کی خودکشی ہی ہے، اور خودکشی کی سزا بہت سخت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

عنِ الْحَسَنِ يَقُولُ: حَدَّثَنَا جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ. فَمَا نَسِينَا مِنْهُ. حَدَّثَنَا وَلَا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَرَجَ بِرَجُلٍ خُرَّاجٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. فَأَخَذَ سِكِّينًا فَوَجَأَ بِهَا. فَمَا رَقَأَ الدَّمُ عَنْهُ حَتَّى مَاتَ. فَقَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: عَبْدِي بَادَرَنِي بنفسه حرمت عليه الجنة.[279]

"حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی مسجد میں ہم سے بیان فرمائی، اور ہم کو ابھی بھی یاد ہے اور اس حدیث میں ہم کو رسول اللہ ﷺ پر افتراء کا بھی کوئی خدشہ نہیں، (یعنی بالکل اسی طرح حدیث ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو پھوڑا نکلا، پھر جب اسے سخت تکلیف ہوئی، تو اس نے چھری سے پھوڑا کاٹ دیا، خون بند نہ ہونے کی وجہ سے وہ آدمی مر گیا، تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میرے بندے نے اپنے نفس پر جلد بازی سے کام لیا، میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔"

ایک مقام پر بالفاظ دیگر:

عنِ الْحَسَنِ يَقُولُ: إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِهِ قُرْحَةٌ. فَلَمَّا آذَتْهُ. انْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ. فَنَكَأَهَا. فَلَمْ يَرْقَأْ دَمُهُ حَتَّى مَاتَ. فَقَالَ رَبُّكُمْ: "قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ". ثُمَّ مَدَّ بِيَدِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ. فَقَالَ: إِي وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي بِهَذَا جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيُّ. عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هذا المسجد.[280]

"حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو پھوڑا نکلا، پھر جب اسے سخت تکلیف ہوئی، تو اس نے ترکش سے تیر نکال کر اس کے ذریعے پھوڑا چیر دیا اور خون بند نہ ہونے کی وجہ سے وہ آدمی مر گیا، تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ مسجد کی طرف دراز کر کے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ حدیث جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کرتے ہوئے اسی مسجد میں مجھ سے بیان فرمائی۔"

279 - صحیح ابن حبان. کتاب الجنایات، مدخل. حدیث نمبر: 5988. ج13. ص328

280 - ایضاً. حدیث نمبر: 5989. ج13. ص 329

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جسم میں جان، اللہ کی امانت ہے:

انسان کے جسم میں جان کا وجود اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کی امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہیے، ہر وہ چیز جو ہلاکت کا باعث ہو، ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے، حتیٰ کہ بے ہتھیار میدان جنگ میں جانا، یا زہر کھانا، یا کسی طرح خود کشی کرنا سب حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا۔''[281]

''اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو' بے شک اللہ تم پر رحم فرمانے والا ہے۔''

خود کشی کے بارے میں حدیث مبارکہ:

''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ، فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا۔''[282]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے پہاڑ سے گر کر خود کشی کی وہ مسلسل جہنم میں گرتا رہے گا اور جس نے زہر کھا کر خود کشی کی (قیامت کے دن) وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور جہنم کی آگ میں اسے ہمیشہ کھاتا رہے گا اور جس نے چھری کے ذریعے خود کو قتل کیا، (قیامت کے دن) وہ چھری اس کے ہاتھ میں ہو گی اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ وہ چھری اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔''

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کی اس باب میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر وہ چیز جو ہلاکت کا باعث ہو، ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے، حتیٰ کہ کچی چھت پر رات گزارنا بھی منع ہے۔

❖

281 - النساء 04: 29

282 - بخاری: الصحیح، کتاب الطب، باب شرب السمّ والدواء به وبما یخاف منه والخبیث، حدیث نمبر: 5778، ج7، ص 139

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِلَةِ الرَّجُلِ مَنْ كَانَ أَبُوهُ يَصِلُ

اس آدمی کا بیان جو اس شخص سے صلہ رحمی کرے جس سے اس کا والد صلہ رحمی کرتا ہے

128 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا تَقْطَعْ مَنْ كَانَ أَبُوكَ يَصِلُ، يُطْفَأُ بِذَلِكَ نُورُكَ، إِنَّ وُدَّكَ وُدُّ أَبِيكَ»

حضرت ابن ابی حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ قطع رحمی مت کرو اس سے جس سے تمہارے والد صلہ رحمی کرتے تھے، اس سے تمہارا نور بجھ جائے گا اس لیے کہ تمہارا تعلق دار تمہارے والد کا تعلق دار ہے۔

حضرت ابن ابی حسین رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبداللہ ابن عبد الرحمن: ابن ابی حسین آپ کی قریشی تابعی ہیں، ابو طفیل سے ملاقات ہے تابعین کی ایک جماعت نے حتی کہ امام مالک ثوری نے آپ سے احادیث لیں۔[283]

129 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: «صِلْ مَنْ كَانَ أَبُوكَ يُوَاصِلُ، فَإِنَّ صِلَةَ الرَّجُلِ فِي قَبْرِهِ أَنْ يَصِلَ مَنْ كَانَ أَبُوهُ يُوَاصِلُ»

حضرت عون بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ اس کے ساتھ صلح رحمی کرو جس کے ساتھ تمہارے والد صلہ رحمی کرتے تھے اس لیے کہ قبر میں موجود میت سے صلح رحمی یہی ہے کہ تم اس شخص سے صلہ رحمی کرو جس سے یہ صلہ رحمی کرتا تھا۔

130 حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ بِلَالٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «إِنَّ مِنْ صِلَةِ الرَّجُلِ أَبَاهُ أَنْ يَصِلَ إِخْوَانَهُ الَّذِينَ كَانَ يَصِلُهُمْ» . قَالَ حَمَّادٌ: «أَحْسَبُهُ عَنْ أَبِي مُوسَى» . قِيلَ لِحَمَّادٍ: بِلَالُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: «نَعَمْ»

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد حضرت ابو بردہ نے ارشاد فرمایا: کہ بیشک آدمی کی اپنے (فوت شدہ) والد سے صلہ رحمی یہ ہے کہ وہ اس کے بھائیوں سے صلہ رحمی کرے جن سے وہ خود صلہ رحمی کرتا تھا۔ حضرت حماد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ یہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور حضرت حماد سے پوچھا گیا کہ کیا بلال بن ابو بردہ مراد ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔

283۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

131 حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ. حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ. عَنْ أَبِيهِ قَالَ: " مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ: أَحْبِبْ حَبِيبَكَ وَحَبِيبَ أَبِيكَ".

حضرت ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ تورات میں یوں لکھا ہے کہ تم اپنے محبوب اور اپنے والد کے محبوب سے محبت کرو۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عروہ ابن زبیر ابن عوام: آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے قرشی اسدی ہیں، حضرت زبیر اور والدہ اسماء اور عائشہ صدیقہ سے روایات لیتے ہیں، ۲۲ بائیس میں ولادت ہے آپ مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ہیں، ابن شہاب کہتے ہیں کہ آپ علم کے دریا ہیں۔[284]

132 حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ. حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ. حَدَّثَنَا أُسَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ مَوْلَى أَبِي أُسَيْدٍ. عَنْ أَبِيهِ. أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أُسَيْدٍ. قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ بَعْدَ مَوْتِهِمَا أَبَرُّهُمَا بِهِ؟ قَالَ: "نَعَمْ. خِصَالٌ أَرْبَعٌ: الدُّعَاءُ لَهُمَا. وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا. وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا. وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا رَحِمَ إِلَّا مِنْ قِبَلِهِمَا".

ابو اسید مالک بن ربیعہ ساعدی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران بنو سلمہ کا ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ کے مر جانے کے بعد بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی صورت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہے، چار اشیاء ایسی ہیں: ان کے لیے دعا اور استغفار کرنا، ان کے بعد ان کی وصیت و اقرار کو نافذ کرنا، جو رشتے انہیں کی وجہ سے جڑتے ہیں، انہیں جوڑے رکھنا، (ان کے دوستوں کی خاطر مدارات کرنا، حسن سلوک کی یہ مختلف صورتیں ہیں)۔

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو اسید: آپ کا نام ابو اسید ابن مالک ابن ربیعہ ہے، انصاری ہیں، ساعدی ہیں، تمام غزوات میں شریک ہوئے، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، آپ سے بہت مخلوق نے روایات کی، ۶۰ھ ساٹھ میں وفات ہوئی اٹھتر سال کی عمر

284 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوئی، آخر میں نابینا ہو گئے تھے، آپ سب سے آخری بدری ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین بدری صحابہ سے خالی ہو گئی۔[285]

تشریح:

اس باب میں امام ابن ابی شیبہ نے وہ روایات ذکر کی ہیں، جن میں فوت شدہ والدین کے عزیز و اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ لہٰذا ہمیشہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے کام لیا جائے۔ اور یہ ذہن میں رکھ کر ان کی خدمت کی جائے، کہ میں اپنے والدین کے ساتھ صلہ رحمی کر رہا ہوں، جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا سے واضح ہوتا ہے۔ اور والدین جس کے ساتھ جو عہد کر جائیں، حتیٰ الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ اس کو نبھایا جائے۔

اس باب میں حدیث نمبر132 میں ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی ایک صورت ان کے لیے دعا و استغفار کرنا ہے۔ مسلمان کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا جائز اور اسے فائدہ پہنچانے والی ہے، مردوں کے ایصال ثواب میں بھی ان کے لئے دعائے رحمت ہوتی ہے، اسی کا نام ایصال ثواب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے، والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنی ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے بدن و مال سے ان کی خدمت میں دریغ نہ کرے جب انہیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے۔ اگر والدین اپنی خدمت کے لئے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دے ان کی خدمت نفل سے مقدم ہے۔ واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کیئے جاسکتے والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو احادیث سے ثابت ہیں یہ ہیں کہ تہ دل سے ان کے ساتھ محبت رکھے رفتار و گفتار میں نشست و برخاست میں ادب لازم جانے ان کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے ان کو راضی کرنے کی سعی کرتا رہے اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیتیں جاری کرے ان کے لئے فاتحہ صدقات تلاوت قرآن سے ایصال ثواب کرے اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کرے، ہفتہ وار ان کی قبر کی زیارت کرے۔

(اللہ کی پناہ) عصر حاضر میں بہت لوگ اس میں ممنوعات کو حلال کہتے ہیں اور مباحات کو حرام۔ بعض سود کو حلال کرنے پر مصر ہیں، بعض تصویروں کو، بعض ناجائز کھیل تماشوں کو، بعض عورتوں کی بے قیدیوں اور بے پردگیوں کو، بعض بھوک ہڑتال کو جو خود کشی ہے مباح سمجھتے ہیں اور حلال ٹھہراتے ہیں اور بعض لوگ حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانے پر مصر ہیں جیسے محفل میلاد کو، فاتحہ کو، گیارہویں کو اور دیگر طریقہ ہائے ایصال ثواب کو، بعض میلاد شریف و فاتحہ و توشہ کی شیرینی و تبرک کو جو سب حلال و طیب چیزیں ہیں ناجائز و ممنوع بتاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

285۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ۔[286]

ترجمہ: فرمادیجئے، بھلا بتاؤ تو، وہ جو اللہ نے تمہارے لیے رزق اتارا، اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام و حلال ٹھہرالیا؟ فرمادیجیے کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

ایک شخص کے عمل سے دوسرے کو فائدہ پہنچنے کی تحقیق:

ہر شخص کو اس کے عمل کی جزا ملے گی' یہ حق ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہے کہ کسی شخص کو دوسرے کے عمل سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور اس کلیہ کی وجہ سے فوت شدہ مسلمانوں کے لیے ایصال ثواب کے جواز کا انکار کرنا باطل ہے' بعض لوگ قرآن مجید کی اس آیت کی بناء پر ایصال ثواب کا انکار کرتے ہیں:

(آیت) ''ان لیس للانسان الا ما سعی''۔[287]

ترجمہ: انسان کے لیے صرف اسی کی کوشش کا اجر ہے۔

اور ایصال ثواب میں دوسرے کے عمل سے فائدہ پہنچتا ہے اس لیے وہ ناجائز ہے' یہ دلیل باطل ہے اور اس کی متعدد وجوہ ہیں۔

علامہ طحطاوی رحمہ اللہ اس کے جواب میں ارشاد فرتے ہیں:

{وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى} [النجم: 39] الجواب عنه من ثمانية أوجه الأول أنها منسوخة الحكم بقوله تعالى: {وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ} [الطور: 21] الآية فإنها تثبت دخول الأبناء الجنة بصلاح الآباء قاله ابن عباس الثاني أنها خاصة بقوم إبراهيم وموسى وأما هذه الأمة فلهم سعيهم وما سعى لهم قاله عكرمة الثالث المراد بالإنسان الكافر فله ما سعى فقط ويخفف عنه بسببه عذاب غير الكفر أو يثاب عليه في الدنيا فلا يبقى له في الآخرة شيء قاله الربيع بن أنس والثعلبي الرابع ليس للإنسان إلا ما سعى من طريق العدل فأما من طريق الفضل فجائز أن يزيده الله تعالى ما شاء قاله الحسين بن الفضل الخامس أن معنى ما سعى نوى قاله أبو بكر الوراق السادس أن اللام بمعنى على كما في قوله تعالى: {وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ} السابع أنه ليس له إلا سعيه غير أن الأسباب مختلفة فتارة يكون سعيه في تحصيل الخير بنفسه وتارة يكون في تحصيل سببه مثل سعيه في تحصيل قرابة وولد يترحم عليه وصديق يستغفر له وقد يسعى في خدمة الدين فيكتسب محبة أهله فيكون ذلك سببا حصل بسعيه حكاه أبو الفرج عن

286۔ یونس: 59

287۔ النجم: ۳۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شيخه الزعفراني الثامن أن الحصر قد يكون في معظم المقصود بالحصر لا في كله كما في العيني على البخاري۔[288]

ترجمہ: حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: یہ آیت اس دوسری آیت سے منسوخ ہو گئی:

(آیت) "وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ"۔[289]

ترجمہ: "اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی' ان کی اولاد کو ہم ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عمل میں کسی قسم کی کمی نہیں کریں گے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عکرمہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ اس آیت سے پہلے صحف ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کا ذکر ہے' اس لیے یہ حکم ان کی امتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

رہی یہ امت تو اس کو اپنی سعی کا اجر بھی ملے گا اور جو اس کے لیے سعی کریں گے اس کا اجر بھی ملے گا' تیسرا جواب یہ ہے کہ علامہ ربیع بن انس اور علامہ ثعلبی نے فرمایا: اس آیت میں انسان سے مراد کافر ہیں اور کافروں کو صرف ان کی سعی کا اجر ملتا ہے اور وہ بھی صرف دنیا میں' آخرت میں ان کے لیے کوئی چیز نہیں ہے' چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ حسین بن فضل نے کہا: اس آیت میں دوسروں کی سعی ہے جس اجر کی نفی ہے وہ بطریق عدل ہے اور جس اجر کا ثواب ہے وہ بہ تقاضاء فضل ہے' پانچواں جواب یہ ہے کہ علامہ ابو بکر وراق نے کہا: اس آیت میں سعی' نیت کے معنی میں ہے یعنی انسان کو صرف اپنی نیت کا اجر ملتا ہے' چھٹا جواب یہ ہے کہ آیت میں لام بہ معنیٰ "علی" ہے یعنی انسان کو صرف اس کے عمل سے گناہ ہوتا ہے دوسروں کے عمل کا بار اس پر نہیں' ساتواں جواب یہ ہے کہ علامہ زعفرانی نے کہا: اس آیت میں سعی سے مراد عام ہے انسان نے خود سعی کی ہو یا سعی کا سبب فراہم کیا ہو مثلاً جس انسان کی اولاد' دوست احباب اور ملنے والے اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں تو یہ بھی اس کی سعی کا سبب ہے کیونکہ وہ اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرتے ہیں کہ اس دعا اور استغفار کا سبب اس شخص کی سعی سے قائم ہوا' آٹھواں جواب علامہ عینی کی طرف سے یہ ہے کہ یہ حصر اصل مقصود کے اعتبار سے ہے کل کے اعتبار سے نہیں ہے۔"

مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں:

288 ـ الكتاب: حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح.المؤلف: أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي توفي 1231 هـ.المحقق: محمد عبد العزيز الخالدي.الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان.الطبعة: الطبعة الأولى 1418هـ 1997م.ص622

289ـ الطور : ٢١

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شیخ الاسلام تقی الدین ابو العباس احمد بن تیمیہ نے کہا: جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کو صرف اس کے عمل سے نفع ہوتا ہے وہ اجماع کا مخالف ہے اور یہ متعدد وجوہ سے باطل ہے' ایک وجہ یہ ہے کہ انسان کو دوسرے شخص کی دعا سے فائدہ پہنچے گا' تیسری وجہ یہ ہے یہ مرتکب کبیرہ (گنہگار) شفاعت کے ذریعہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور یہ نفع عمل غیر سے ہو گا' چوتھی وجہ یہ ہے کہ فرشتے زمین والوں کے لیے دعا اور استغفار کرتے ہیں' پانچویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض ایسے گناہ گاروں کو جہنم سے نکالے گا جن کا کوئی عمل صالح نہیں ہو گا اور یہ نفع بغیر عمل اور سعی کے حاصل ہوا' چھٹی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اپنے آباء کے عمل سے جنت میں جائے گی اور یہ عمل غیر سے نفع ہے۔

ساتویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو یتیم لڑکوں کے قصہ میں بیان فرمایا: "وکان ابوھما صالحا" ان لڑکوں کو اپنے باپ کی نیکی سے فائدہ پہنچا۔ آٹھویں وجہ یہ ہے کہ سنت اور اجماع سے ثابت ہے کہ میت کو دوسروں کے کیے ہوئے صدقات سے فائدہ پہنچتا ہے' نویں وجہ یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ میت کے ولی کیطرف سے حج کرنے سے میت سے حج مفروض ساقط ہو جاتا ہے اور یہ فائدہ بھی عمل غیر سے ہے' دسویں وجہ یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ نذر مانا ہوا حج اور نذر مانا ہوا روزہ بھی غیر کے کرنے سے ادا ہو جاتا ہے' گیارہویں وجہ یہ ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھی حتیٰ کہ ابو قتادہ نے اس کا قرض ادا کر دیا' اس طرح غیر کے عمل سے قرض ادا ہوا' بارہویں وجہ یہ ہے کہ ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا' نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کوئی شخص اس پر صدقہ کیوں نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے اور اس کو جماعت کا ثواب مل جائے' تیرہویں وجہ یہ ہے کہ اگر کسی میت کی طرف سے لوگ قاضی کے حکم سے قرض ادا کریں تو میت کا قرض ادا ہو جاتا ہے' چودھویں وجہ یہ ہے کہ جس شخص پر لوگوں کے حقوق ہیں اگر لوگ وہ حقوق معاف کر دیں تو وہ بری ہو جاتا ہے' پندرہویں وجہ یہ ہے کہ نیک پڑوسی سے زندگی میں اور موت کے بعد بھی نفع حاصل ہوتا ہے' سولہویں وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے: ذکر کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا ایک شخص بخشا گیا جس نے ذکر نہیں کیا تھا' صرف انکی مجلس میں بیٹھنے کی وجہ سے بخشا گیا' سترہویں وجہ یہ ہے کہ میت پر نماز جنازہ پڑھنا اور اس کے لیے استغفار کرنا' عمل غیر کا نفع ہے' اٹھارہویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے فرمایا: (آیت) " وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم "۔ (الانفال: ۳۳) اور اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ انکو عذاب دے حالانکہ آپ ان میں موجود ہوں" اور انیسویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) " لولا رجال مؤمنون ونساء مؤمنٰت " (الفتح: ۲۵) اور فرمایا: (آیت) " ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض " (البقرہ: ۲۵۱) "اور اگر بعض لوگوں کی نیکیوں کے سبب اللہ تعالیٰ بعض بروں سے عذاب نہ ٹالے تو زمین تباہ و برباد ہو جائے" اور یہ عمل غیر سے نفع ہے' بیسویں وجہ یہ ہے کہ نابالغ صدقہ فطر ادا کرتا ہے' اکیسویں وجہ یہ ہے کہ (ائمہ ثلاثہ کے نظریہ کے مطابق) نابالغ کی طرف سے اس کا ولی زکوۃ ادا کرے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور یہ عمل غیر سے نفع حاصل کرنا ہے معلوم ہوا کہ کتاب' سنت اور اجماع کی روشنی میں عمل غیر سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔"[290]

❖

290۔ فتح البیان۔ ج ۹۔ ص ۱٤٤' مطبوعہ مطبع بولاق' مصر الطبعۃ الاولیٰ' ۱۳۰۱ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نتیجۃ البحث:

باب مذکورہ بالا میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ والدین کے عزیز و اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہیے، اگرچہ یہ عمل غیر ہے لیکن دلائل کی رو سے اس سے فوت شدہ والدین کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ابْتِدَاءِ أَهْلِ الشِّرْكِ بِالسَّلَامِ

ابتداءً مشرکین کے سلام کرنے کے متعلق روایات کا باب

133- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيِّ، وَشُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: «أَنَّهُ كَانَ لَا يَمُرُّ بِمُسْلِمٍ وَلَا يَهُودِيٍّ وَلَا نَصْرَانِيٍّ إِلَّا بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ»

حضرت محمد بن زیاد الالہانی رضی اللہ عنہ اور حضرت شرحبیل بن مسلم رضی اللہ عنہ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کسی مسلمان، یہودی اور نصرانی کے پاس سے نہیں گزرتے تھے مگر یہ کہ آپ سلام میں پہل کرتے تھے۔

134 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ: «أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ، وَأَبَا الدَّرْدَاءِ، وَفَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ كَانُوا يَبْدَؤُونَ أَهْلَ الشِّرْكِ بِالسَّلَامِ»

حضرت ابن عجلان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ یہ سب حضرات مشرکین سے سلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔

حضرت ابو الدرداء کا تعارف:

ابو الدرداء: آپ کا نام عویمر ابن عامر ہے، انصاری خزرجی ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، درداء آپ کی بیٹی کا نام ہے، اپنے گھر والوں کے بعد ایمان لائے، آپ بڑے فقیہ عالم ہیں، شام میں قیام رہا، دمشق میں آپ کی قبر ہے، ۳۲ھ بتیس میں وفات پائی۔[291]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا تعارف:

فضالہ ابن عبید: آپ انصاری اوسی ہیں، احد اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے، بیعۃ الرضوان میں شامل ہوئے، امیر معاویہ کی طرف سے دمشق کے قاضی رہے جب کہ وہ صفین کی جنگ میں گئے، ۵۳ھ زمانہ معاویہ میں وفات پائی۔[292]

❖

291۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

135 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَارِقِيِّ، فَمَرَّ عَلَيْنَا يَهُودِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ عَلَيْهِ كَارَةٌ مِنْ طَعَامٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَلِيٌّ، قَالَ: فَقَالَ شُعَيْبٌ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ يَهُودِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ، فَقَرَأَ آخِرَ سُورَةِ الزُّخْرُفِ۔

حضرت شعیب بن حجاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی بن عبد اللہ بارقی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اسی اثناء میں ہمارے پاس سے ایک یہودی یا عیسائی گزرا جس نے کھانے کا ایک تھیلا اٹھایا ہوا تھا، تو حضرت علی بن عبد اللہ بارقی رضی اللہ عنہ نے اس کو سلام کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت شعیب فرماتے ہیں: میں نے کہا: یہ تو یہودی یا عیسائی ہے جس کو آپ نے سلام کیا، تو (حضرت علی بن عبد اللہ بارقی) نے سورۃ زخرف کی آخری (آیات) تلاوت کیں۔

136 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي عِيسَى، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: «إِنَّ مِنْ رَأْسِ التَّوَاضُعِ أَنْ تَرْضَى بِالدُّونِ مِنَ الْمَجْلِسِ، وَأَنْ تَبْدَأَ بِالسَّلَامِ مَنْ لَقِيتَ»

حضرت ابو عیسیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: یقیناً عاجزی کی بنیاد کی یہ بات ہے کہ جب تم کسی سے ملو تو سلام میں ابتداء کرو۔

تشریح:

اس باب میں امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ مشرکین کو سلام کرنے کی بابت روایات لے کر آئے ہیں، لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی نظریہ ہے، بلکہ آپ کا مقصود تو اس کی بابت جو روایات ملی ہیں وہ بیان کرنا ہے، اکثر علماء، فقہاء و محدثین عظام کا نظریہ اس کے بر خلاف ہے، بلکہ امام مسلم کی صحیح میں جو درجہ کے لحاظ سے "الادب لابن ابی شیبہ" سے افضل ہے، میں ایک مکمل باب بنام: بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ (اہل کتاب کو ابتداء سلام کی ممانعت اور ان کے سلام کے جواب کی کیفیت کا بیان) باندھا گیا ہے، آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب اہل کتاب کو ابتداء سلام کرنے کی ممانعت احادیث نبویہ ﷺ میں آئی ہے، تو مشرکین کا کیا حال ہو گا، جو اہل کتاب سے بھی بڑے مجرم ہیں۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بابت دو مقام پر بڑی خوبصورت تحقیق کی ہے، جو کہ درج کی جاتی ہے:

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق (1):

امام قرطبی مشرکین کو سلام کرنے کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

292۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبد اللہ محمد ابن عبد اللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قَوْلُهُ تَعَالَى: (قَالَ سَلامٌ عَلَيْكَ) لَمْ يُعَارِضْهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسُوءِ الرَّدِّ. لِأَنَّهُ لَمْ يُؤْمَرْ بِقِتَالِهِ عَلَى كُفْرِهِ. وَالْجُمْهُورُ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِسَلَامِهِ الْمُسَالَمَةُ الَّتِي هِيَ الْمُتَارَكَةُ لَا التَّحِيَّةُ. قَالَ الطَّبَرِيُّ: مَعْنَاهُ أَمَنَةٌ مِنِّي لَكَ. وَعَلَى هَذَا لَا يُبْدَأُ الْكَافِرُ بِالسَّلَامِ. وَقَالَ النَّقَّاشُ: حَلِيمٌ خَاطَبَ سَفِيهًا. كَمَا قَالَ: "وَإِذا خاطَبَهُمُ الْجاهِلُونَ قالُوا سَلاماً" [الفرقان: 63] . وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي مَعْنَى تَسْلِيمِهِ: هُوَ تَحِيَّةُ مُفَارِقٍ. وَجَوَّزَ تَحِيَّةَ الْكَافِرِ وَأَنْ يُبْدَأَ بِهَا. قِيلَ لِابْنِ عُيَيْنَةَ: هَلْ يَجُوزُ السَّلَامُ عَلَى الكافر؟ قَالَ: نعم. قَالَ الله تعالى: "لَا يَنْهاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ 60: 8" [الممتحنة: 8] . وَقَالَ: "قَدْ كانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْراهِيمَ 60: 4" [الممتحنة: 4] الْآيَةَ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ" سَلامٌ عَلَيْكَ". قُلْتُ: الْأَظْهَرُ مِنَ الْآيَةِ مَا قَالَهُ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ. وَفِي الْبَابِ حَدِيثَانِ صَحِيحَانِ: رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَا تَبْدَءُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى بِالسَّلَامِ فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاضْطَرُّوهُ إِلَى أَضْيَقِهِ) خَرَّجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ. وَفِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ أسامة ابن زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكَافٌ تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ. وَأَرْدَفَ وَرَاءَهُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ. وَهُوَ يَعُودُ سعد بن عبادة في بني الحرث بْنِ الْخَزْرَجِ. وَذَلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ. حَتَّى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ. وَفِيهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بن أبي بن سلُولَ. وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ. فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ. خَمَّرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ. ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا. فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. الْحَدِيثَ. فَالْأَوَّلُ يُفِيدُ تَرْكَ السَّلَامِ عَلَيْهِمُ ابْتِدَاءً لِأَنَّ ذَلِكَ إِكْرَامٌ. وَالْكَافِرُ لَيْسَ أَهْلَهُ. وَالْحَدِيثُ الثَّانِي يُجَوِّزُ ذَلِكَ. قَالَ الطَّبَرِيُّ: وَلَا يُعَارِضُ مَا رَوَاهُ أُسَامَةُ بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنَّهُ لَيْسَ فِي أَحَدِهِمَا خِلَافٌ لِلْآخَرِ وَذَلِكَ أَنَّ حَدِيثَ أَبِي هُرَيْرَةَ مَخْرَجُهُ الْعُمُومُ. وَخَبَرَ أُسَامَةَ يُبَيِّنُ أَنَّ مَعْنَاهُ الْخُصُوصُ. وَقَالَ النَّخَعِيُّ: إِذَا كَانَتْ لَكَ حَاجَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ فَابْدَأْهُ بِالسَّلَامِ فَبَانَ بِهَذَا أَنَّ حَدِيثَ أَبِي هُرَيْرَةَ (لَا تَبْدَءُوهُمْ بِالسَّلَامِ) إِذَا كَانَ لِغَيْرِ سَبَبٍ يَدْعُوكُمْ إِلَى أَنْ تَبْدَءُوهُمْ بِالسَّلَامِ. مِنْ قَضَاءِ ذِمَامٍ أَوْ حَاجَةٍ تَعْرِضُ لَكُمْ قِبَلَهُمْ. أَوْ حَقِّ صُحْبَةٍ أَوْ جِوَارٍ أَوْ سَفَرٍ. قَالَ الطَّبَرِيُّ: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ السَّلَفِ أَنَّهُمْ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ. وَفَعَلَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ بِدِهْقَانٍ صَحِبَهُ فِي طَرِيقِهِ. قَالَ عَلْقَمَةُ: فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَلَيْسَ يُكْرَهُ أَنْ يُبْدَءُوا بِالسَّلَامِ؟! قَالَ: نَعَمْ. وَلَكِنْ حَقُّ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الصُّحْبَةِ. وَكَانَ أَبُو أمامة إِذَا انْصَرَفَ إِلَى بَيْتِهِ لَا يَمُرُّ بِمُسْلِمٍ وَلَا نَصْرَانِيٍّ وَلَا صَغِيرٍ وَلَا كَبِيرٍ إِلَّا سلم عليه. فقيل لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: أُمِرْنَا أَنْ نُفْشِيَ السلام. وسيل الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ مُسْلِمٍ مَرَّ بِكَافِرٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ. فَقَالَ: إِنْ سَلَّمْتَ فَقَدْ سَلَّمَ الصَّالِحُونَ قَبْلَكَ. وَإِنْ تَرَكْتَ فَقَدْ تَرَكَ الصَّالِحُونَ قَبْلَكَ. وَرُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا مَرَرْتَ بمجلس فيه مسلمون وكفار فسلم عليهم. قُلْتُ: وَقَدِ احْتَجَّ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى بِأَنَّ السَّلَامَ الَّذِي مَعْنَاهُ التَّحِيَّةُ إِنَّمَا خُصَّ بِهِ هَذِهِ الْأُمَّةُ. لِحَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَعْطَى أُمَّتِي ثَلَاثًا لَمْ تُعْطَ أَحَدًا قَبْلَهُمُ السَّلَامَ وَهِيَ تَحِيَّةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ) الْحَدِيثَ. ذَكَرَهُ التِّرْمِذِيُّ الْحَكِيمُ۔[293]

"اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قال سلم علیک، حضرت ابراہیم نے جواب تندی اور ترشی میں نہیں دیا کیونکہ انہیں اس کے کفر پر اسے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ جمہور علماء نے کہا ہے کہ یہاں سلام سے مراد مسالمہ ہے یعنی متارکہ (چھوڑنا) ہے سلام نہیں ہے۔ طبری نے کہا: اس کا معنی ہے مجھ سے آپ کو امن ہے۔ اس بنا پر کافر کو پہلے سلام نہیں کیا جائے گا۔ نقاش نے کہا: یہ حلیم کا سفیہ سے خطاب ہے جیسے فرمایا: واذا خاطبہم الجھلون قالوا سلما۔ (الفرقان) بعض علماء نے اسے سلام کے معنی میں فرمایا، یہ جدائی کا سلام ہے اور کافر کو سلام کرنے اور اس کو پہلے سلام کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ ابن عینیہ سے پوچھا گیا: کیا کافر کو سلام کرنا جائز ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین۔ (الممتحنہ) اور فرمایا: قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابرھیم (الممتحنہ) اور حضرت ابراہیم نے آزر سے کہا: سلم علیک۔

میں کہتا ہوں: اس آیت سے وہی ظاہر ہوتا ہے جو سفیان بن عینیہ نے کہا ہے اور اس باب میں دو صحیح احادیث ہیں۔ حضرت ابوہریرہ نے نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کیا ہے فرمایا: "یہود اور نصاریٰ کو پہلے سلام نہ کرو اور جب تم ان میں سے کسی کو راستہ میں ملو تو اسے تنگی کی طرف مجبور کرو"۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا جس کے نیچے فدک کا بنا ہوا کپڑا تھا اور آپ نے پیچھے حضرت اسامہ بن زید کو سوار کیا ہوا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت سعد بن عبادہ کی بنی الحرث بن الخزرج میں عیادت کے لیے جا رہے تھے، یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے حتی کہ آپ ایک ایسی مجلس سے گزرے جس میں مسلمان، مشرکین، بت پرست اور یہودی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں (رئیس المنافقین) عبداللہ بن ابی بن سلول بھی تھا اور اجلس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی موجود تھے جب مجلس پر

293 ـ الكتاب : الجامع لأحكام القرآن - تفسير القرطبي.المؤلف : أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى : 671هـ).تحقيق : أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش.الناشر : دار الكتب المصرية – القاهرة.الطبعة : الثانية ، 1384هـ 1964 م.ج11.ص111. تحت آيت:سورہ مریم:47

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

گدھے کا غبار پڑا تو عبد اللہ بن ابی نے اپنی ناک اپنی چادر سے ڈھانپ لی اور کہا: ہم پر غبار نہ اُڑائو۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان پر سلام کیا (الحدیث) پہلی حدیث ابتدأ غیر مسلموں کو سلام نہ کرنے کو ظاہر کر رہی ہے کیونکہ سلام کرنا عزت دینا ہے اور کافر اس کا اہل نہیں اور دوسری حدیث ابتدأ غیر مسلموں کو سلام کرنے کو جائز ظاہر کر رہی ہے۔ طبری نے کہا: حضرت اسامہ کی مروی، حضرت ابوہریرہ کی حدیث کے معارض نہیں ہے کیونکہ ہر ایک دوسری کے خلاف نہیں ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث کا مخرج عموم ہے اور حضرت اُسامہ کی حدیث بیان کرتی ہے کہ اس کا معنی خصوص ہے۔ نخعی نے کہا: جب تجھے یہودی یا نصرانی سے حاجت ہو تو اسے پہلے سلام کر، اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث (کہ انہیں پہلے سلام نہ کرو اس صورت میں ہے جب کوئی ایسا سبب نہ ہو جو سلام کرنے کا موجب ہو مثلاً کوئی فیصلہ کرانا ہو، کوئی اور حاجت ہو جو تمہیں ان کی طرف سے لاحق ہو یا سنگت کا حق ہو یا پڑوس کا حق ہو یا سفر کا حق ہو۔ طبری نے کہا: سلف سے مروی ہے کہ وہ اہل کتاب کو سلام کرتے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک کسان کو سلام کیا جو راستے میں آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت علقمہ نے کہا: میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے کہا: اے ابا عبد الرحمن! کیا اہل کتاب کو پہلے سلام کرنا مکروہ نہیں ہے؟ حضرت عبد اللہ نے فرمایا: ہاں، لیکن حق صحبت و سنگت کی وجہ سے مکروہ نہیں ہے۔ حضرت ابو امامہ جب اپنے گھر کی طرف لوٹتے تو مسلمان، نصرانی چھوٹے بڑے جس کے پاس سے گزرتے اسے سلام کرتے۔ اس کی وجہ ان سے پوچھی گئی تو فرمایا: ہمیں سلام افشاء کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام اوزاعی سے اس مسلمان کے بارے پوچھا گیا جو کسی کافر کے پاس سے گزرتا ہے اور پھر اسے سلام کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا: اگر تو سلام کرے تو تجھ سے پہلے نیک لوگوں نے سلام کیا ہے اگر تو سلام نہ کرے تو تجھ سے پہلے نیک لوگوں نے سلام کو ترک کیا ہے۔ حسن بصری سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: جب تو کسی ایسی مجلس سے گزرے جس میں مسلمان اور کفار ہوں تو انہیں سلام کر۔

میں کہتا ہوں: پہلے مقالہ والوں (مشرکین کو سلام نہ کرنے والوں) نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ سلام جس کا معنی تحیۃ ہے یہ اس امت کے ساتھ خاص ہے کیونکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، فرمایا: نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری امت کو ایسی تین چیزیں عطا فرمائی ہیں جو ان سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔ (تین میں سے ایک) السلام یہ اہل جنت کا سلام ہے" الحدیث۔ اس حدیث کو حکیم ترمذی نے ذکر کیا ہے۔"

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق (2):

امام قرطبی مشرکین کو سلام کرنے کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

وَأَمَّا الْكَافِرُ فَحُكْمُ الرَّدِّ عَلَيْهِ أَنْ يُقَالَ لَهُ: وَعَلَيْكُمْ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُهُ: الْمُرَادُ بِالْآيَةِ: (وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ) فَإِذَا كَانَتْ مِنْ مُؤْمِنٍ (فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا) وَإِنْ كَانَتْ مِنْ كَافِرٍ فَرُدُّوا عَلَى مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقَالَ لَهُمْ: (وَعَلَيْكُمْ). وَقَالَ عَطَاءٌ: الْآيَةُ فِي الْمُؤْمِنِينَ خَاصَّةً. وَمَنْ سَلَّمَ مِنْ غَيْرِهِمْ قِيلَ لَهُ: عَلَيْكَ. كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ.-- وَاخْتُلِفَ فِي رَدِّ السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ هَلْ هُوَ وَاجِبٌ كَالرَّدِّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ. وَإِلَيْهِ ذَهَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ تَمَسُّكًا بِعُمُومِ الْآيَةِ وَبِالْأَمْرِ بِالرَّدِّ عَلَيْهِمْ فِي صَحِيحِ السُّنَّةِ. وَذَهَبَ مَالِكٌ فِيمَا رَوَى عَنْهُ أَشْهَبُ وَابْنُ وَهْبٍ إِلَى أَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ بِوَاجِبٍ. فَإِنْ رَدَدْتَ فَقُلْ: عَلَيْكَ. وَاخْتَارَ ابْنُ طَاوُسٍ أَنْ يَقُولَ فِي الرَّدِّ عَلَيْهِمْ: عَلَاكَ السَّلَامُ. أَيِ ارْتَفَعَ عَنْكَ. وَاخْتَارَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا السِّلَامَ (بِكَسْرِ السِّينِ) يَعْنِي بِهِ الْحِجَارَةَ. وَقَوْلُ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ فِي ذَلِكَ كَافٍ شَافٍ كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ--- وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ). وَهَذَا يَقْتَضِي إِفْشَاءَهُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ دُونَ الْمُشْرِكِينَ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.[294]

"کافر کو سلام کا جواب دینے کا حکم یہ ہے کہ اسے " وعلیکم " کہا جائے۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) وغیرہ کا قول ہے کہ آیت "واذا حییتم بتحیۃ" سے مراد یہ ہے کہ مومن کی طرف سے جب سلام ہو (آیت) " فحیوا باحسن منھا"۔ تو اس سے بہتر جواب دو اور اگر کافر کی طرف سے ہو تو اس طرح لوٹاؤ جس طرح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ انہیں " وعلیکم "[295] کہا جائے، عطا نے کہا: یہ آیت مومنین کے ساتھ خاص ہے اور جو غیر مسلم سلام کرے تو اسے " وعلیک " کہا جائے گا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔۔۔ ذمیوں کو سلام کا جواب دینے میں اختلاف ہے، کیا وہ مسلمانوں کے جواب کی طرح واجب ہے؟ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ)، شعبی (رحمہ اللہ) اور قتادہ (رضی اللہ عنہ) نے آیت کے عموم اور حدیث صحیح میں ان پر سلام لوٹانے کے امر سے استدلال کرتے ہوئے یہی کہا ہے کہ جواب دینا واجب ہے، جب کہ اشہب اور ابن وہب کی روایت کے مطابق امام مالک (رحمہ اللہ) کا نظریہ یہ ہے کہ واجب نہیں اگر تو

---

294 ـ الكتاب : الجامع لأحكام القرآن - تفسير القرطبي.المؤلف : أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى : 671هـ).تحقيق : أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش.الناشر : دار الكتب المصرية – القاهرة.الطبعة : الثانية ، 1384هـ 1964 م.ج.5.ص 303

295 ـ صحيح مسلم: كتاب الآداب. بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ. ج.4.ص 1705. حديث نمبر: 2163

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جواب دے تو کہہ: علیک' ابن طاؤس نے یہ پسند کیا ہے کہ انہیں جواب میں علاک السلام کہا جائے، یعنی تجھ سے سلام اوپر ہو۔ بعض علماء نے السلام (سین کے کسرہ کے ساتھ) کہنا پسند کیا ہے یعنی اس کے ساتھ پتھر ہو۔ امام مالک (رحمہ اللہ) وغیرہ کا قول اس سلسلہ میں کافی وشافی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔۔۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "تم جنت میں داخل نہ ہو گے حتیٰ کہ تم ایمان لاؤ اور تم ایمان نہیں لاؤ گے حتیٰ کہ تم آپس میں محبت کرو۔ کیا میں تمہاری ایک عمل پر راہنمائی نہ کروں جس کو تم کرو تم آپس میں محبت کرنے لگو، اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ"۔ یہ حدیث مسلمانوں میں سلام پھیلانے کا تقاضا کرتی ہے نہ کہ مشرکین میں۔ واللہ اعلم۔

جن مواقع پر سلام نہیں کرنا چاہئے:

علامہ غلام رسول سعیدی رقمطراز ہیں کہ "امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ لکھتے ہیں:

(۱) نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے یہودی کو سلام کی ابتداء نہ کرو' امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا ہے اس کو خط میں بھی سلام نہ کہو' امام ابویوسف نے کہا نہ ان کو سلام کرو نہ ان سے مصافحہ کرو' اور جب تم ان پر داخل ہو تو کہو" السلام علی من اتبع الھدیٰ" اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ضرورت کے وقت ان کو ابتداء سلام کرنا جائز ہے (مثلاً کسی کا افسر کافر یا بدمذہب ہو تو اس کو اس کے دائیں بائیں فرشتوں کی نیت کر کے سلام کرے) اور جب وہ سلام کریں تو وعلیک کہنا چاہئے حسن نے کہا ہے کہ کافر کو وعلیکم السلام کہنا تو جائز ہے لیکن وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہنا نہیں چاہئے کیونکہ یہ مغفرت کی دعا ہے اور کافر کے لیے مغفرت کی دعا جائز نہیں' شعبی نے ایک نصرانی کے جواب میں کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ' ان پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا کیا یہ اللہ کی رحمت میں جی نہیں رہا؟

(۲) جب جمعہ کے دن امام خطبہ دے رہا ہو تو حاضرین کو سلام نہ کرے کیونکہ لوگ امام کا خطبہ سننے میں مشغول ہیں۔

(۳) اگر حمام میں لوگ برہنہ نہا رہے ہوں تو ان کو سلام نہ کرے اور اگر ازار باندھ کر نہا رہے ہوں تو ان کو سلام کر سکتا ہے۔

(۴) جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہو' روایت حدیث کر رہا ہو' یا مذاکرہ علم میں مشغول ہو اس کو بھی سلام نہ کرے۔

(۵) جو شخص اذان اور اقامت میں مشغول ہو اس کو بھی سلام نہ کرے۔

(۶) امام ابویوسف نے کہا جو شخص چوسر یا شطرنج کھیل رہا ہو یا کبوتر اڑا رہا ہو' یا کسی معصیت میں مبتلا ہو اس کو بھی سلام نہ کرے۔

(۷) جو شخص قضاء حاجت میں مشغول ہو، اس کو سلام نہ کرے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(۸) جو شخص گھر میں داخل ہو تو اپنی بیوی کو سلام کرے اگر اس ساتھ کوئی اجنبی عورت ہو تو اس کو سلام نہ کرے۔[296]

سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے' اگر جماعت مسلمین کو سلام کیا تو ہر ایک پر جواب دینا فرض کفایہ ہے لیکن جب کسی ایک نے جواب دے دیا تو باقیوں سے جواب دینے کا فرض ساقط ہو جائے گا' فساق اور فجار کو پہلے سلام نہیں کرنا چاہئے اگر کوئی اجنبی عورت کسی مرد کو سلام کرے تو اگر بوڑھی ہو تو اس کا جواب دینا چاہئے اور اگر جوان ہو تو اس کے سلام کا جواب نہ دے۔"[297]

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"اعتراض ہوتا ہے کہ کفار کو سلام کرنا جائز نہیں ہے پھر حضرت ابراہیم نے آزر کو کیوں سلام کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تعظیم اور تحیت کا سلام نہیں تھا بلکہ یہ متارکہ کا سلام تھا یعنی کسی کو چھوڑنے اور اس سے قطع تعلق کرنے کا سلام تھا، اللہ تعالیٰ نے مومنین اہل کتاب کی صفات میں فرمایا:

واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه وقالوا لنا اعمالنا ولكم اعمالكم سلم عليكم لانبتغي الجهلين۔[298]

ترجمہ: اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں، بس تمہیں سلام ہو ہم جاہلوں سے بحث کرنا نہیں چاہتے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات میں فرمایا:

وعباد الرحمن الذين يمشون على الارض هونا و اذا خاطبهم الجهلون قالوا سلاماً[299]

اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بحث کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں بس تمہیں سلام ہو۔

خلاصہ یہ کہ سلام کا حقیقی معنی تو دعا ہے یعنی اللہ تم کو سلامت رکھے، یا اللہ تم کو ہر آفت اور ہر مصیبت سے محفوظ اور مامون رکھے، یا تم جس حال میں ہو اللہ تمہیں اس میں سلامت رکھے، اس معنی کے اعتبار سے کفار اور فساق کو سلام کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں کفر اور فسق پر سلامت رہنے کی دعا ہے اور کفار اور فساق کی تعظیم اور تحیت ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ حدیث میں ہے:

296۔ تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۸۰

297۔ تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی، تحت آیت: النساء: 86

298۔ القصص ۵۵

299۔ الفرقان: 63

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ جکو سلام میں پہل نہ کرو جب وہ تم سے راستہ میں ملیں تو تم ان کو تنگ راستہ میں چلنے پر مجبور کرو۔[300]

حضرت ابراہیم بن میسرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص نے کسی بدعتی کو تعظیم کی اس نے اسلام کے منہدم ہونے پر اعانت کی۔[301]

ان احادیث کی بنا پر کفار اور فساق کو تعظیماً سلام کرنا جائز نہیں ہے اور سلام کا التزامی اور مجازی معنی ہے کسی کو رخصت کرنا کیونکہ رخصت ہونے کے مقام پر سلام کیا جاتا ہے تو جب کفار اور فساق سے بحث کو ترک کرنا اور ان سے تعلق کو ترک کرنا مقصود ہو تو ان کو سلام کر دیا جاتا ہے۔

علامہ محمد علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی 1088ھ لکھتے ہیں:

مسلمان کو اگر ذمی سے کوئی کام ہے تو وہ اس کو سلام کرے ورنہ اس کو سلام کرنا مکروہ ہے، یہی قول صحیح ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں کہ تاتار خانیہ میں مذکور ہے کہ کفار کو سلام کرنے کی ممانعت ان کی تعظیم اور توقیر کی بنا پر ہے اور جب کسی کام یا کسی غرض کی بنا پر ان کو سلام کیا جائے گا تو وہ ان کی تعظیم اور توقیر کی بنا پر نہیں ہو گا اور تاتار خانیہ میں مذکور ہے کہ جب اہل ذمہ سلام کریں تو ان کو جواب دینا چاہیے، ہم اسی قول پر عمل کرتے ہیں۔ علامہ حصکفی نے کہا اگر ذمی کو تعظیماً سلام کیا تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ علامہ شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں لیکن اگر کسی غرض صحیح کی بنا پر کافر کو سلام کیا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں اور نہ کفر ہے اور اگر بغیر کسی نیت کے سلام کیا ہے تو پھر یہ فعل مکروہ ہے، محیط میں اسی طرح مذکور ہے اور علامہ بیری نے کہا ہے کہ یہ مکرہ بھی نہیں ہے۔[302، 303]

باب مذکورہ میں روایت نمبر 135 میں جو ہے کہ "حضرت شعیب بن حجاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی بن عبد اللہ بارقی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اسی اثناء میں ہمارے پاس سے ایک یہودی یا عیسائی گزرا جس نے کھانے کا ایک تھیلا اٹھایا ہوا تھا، تو حضرت علی بن عبد اللہ بارقی رضی اللہ عنہ نے اس کو سلام کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت شعیب فرماتے ہیں: میں نے کہا: یہ تو یہودی یا عیسائی ہے جس کو آپ نے سلام کیا، تو (حضرت علی بن عبد اللہ بارقی) نے سورۃ زخرف کی آخری (آیات) تلاوت کیں۔"

اس روایت میں اس آیت کا ذکر ہوا ہے:

300۔ صحیح مسلم رقم الحدیث: 2167: سنن الترمذی رقم الحدیث: 2700. سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 5205

301۔ شعب الایمان رقم الحدیث: 9464. مشکوۃ رقم الحدیث: 189

302۔ ردالمحتار مع الدرالمختار ج 9 ص 506. مطبوعہ احیاء التراث العربی بیروت 1419ھ

303۔ تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی. تحت آیت: سورہ مریم: 47

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ۔[304]

ترجمہ: "آپ ان سے درگزر کیجئے اور کہیے: بس ہمارا سلام! پس یہ عنقریب جان لیں گے۔"

اس آیت میں کفار کی زیادتیوں کا بدلہ لینے سے منع فرمایا ہے اور ان سے درگزر کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن مدینہ منورہ میں ہجرت کرنے کے بعد یہ حکم منسوخ ہوگیا اور کفار سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔[305]

بعض علماء نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ کفار کو سلام کرنا جائز ہے لیکن صرف سلام کہا جائے یہ نہ کہا جائے کہ سلام علیکم اور مسلمانوں کو سلام کرتے وقت کہا جائے: السلام علیہم یا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نتیجۃ البحث:

اس پوری بحث میں دلائل کا ثمرہ و نتیجہ یہ ہے کہ غیر مسلم کو ابتداء تو سلام کرنا ہی نہ چاہیے، اور اگر کوئی عذر شرعی ہے، تو بعض علماء کے نزدیک سلام کی رخصت ہے، لیکن پھر بھی اختلاف سے بچنا افضل ہے، اور عقل کو بروئے کار لاتے ہوئے سلام کی بجائے ایسے الفاظ استعمال کر لینے چاہئیں کہ غیر مسلم کو ظاہراً کچھ برا نہ لگے، اور آپکا کام بھی نکل آئے، مثلاً آپ کو کسی غیر مسلم سے اکثر کام رہتا ہے، تو آپ اسے ملتے ہی خوشامدی الفاظ کہہ دیں: سر! کیا حال چال ہیں آپ کے؟ آج کل کہاں ہوتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ انسان عموماً اور غیر مسلم خصوصاً تعریف کا بڑا حریص ہوتا ہے۔

بَابٌ فِي تَتْرِيبِ الْكِتَابِ

لکھے ہوئے پر مٹی چھڑکنے کا بیان

137 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَقِيلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «تَرِّبُوا صُحُفَكُمْ أَنْجَحُ لَهَا»

حضرت سلمہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے صحیفوں پر مٹی چھڑک لیا کرو، یہ اس کے مقصد میں کامیابی ہے۔

138 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «تَرِّبُوا صُحُفَكُمْ أَنْجَحُ لَهَا وَالتُّرَابُ مُبَارَكٌ»

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ تم اپنے صحیفوں پر مٹی چھڑک لیا کرو، یہ اس کے مقصد میں کامیابی ہے، اور مٹی ایک بابرکت چیز ہے۔

---

304 الزخرف 43: 89

305۔۔ تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی، تحت آیت سورہ زخرف: 89

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

139 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا أَبُو شَيْبَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَرِّبُوا كُتُبَكُمْ أَعْظَمُ لِلْبَرَكَةِ»

امام شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم اپنے صحیفوں پر مٹی چھڑک لیا کرو، یہ بہت برکت کا باعث ہے۔

تشریح:

اس باب میں امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کتب وغیرہ لکھ کر اس پر مٹی چھڑکنے والی روایات لائے ہیں، اس کی بابت شروع سے ہی اختلاف چلا آرہا ہے، ہم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے اس حل نکالتے ہیں، علامہ عبد الرؤف بن تاج العارفین لکھتے ہیں:

"(تربوا صحفكم) أي أمروا التراب عليها بعد كتابتها (فإنه أنجح لها) أي أكثر نجاحا ثم وجه ذلك بقوله (إن التراب مبارك) قال في مسند الفردوس: يعني يجفف المكتوب بالتراب بأن ينشر عليه وقيل أراه يضع المكتوب إذا فرغ منه.- - - وجميع ما في الباب ضعيف كما سبق روى الخطيب في الجامع من حديث عبد الوهاب الحجي: كنت بمجلس بعض المحدثين وابن معين بجنبي فكتبت صحفا فذهبت لأتربها فقال: لا تفعل فإن الأرض تسرع إليه فسقت إليه هذا الحديث فقال: إسناد لا يساوي- - - وفي الميزان كاللسان ما حاصله أنه موضوع-[306]

"اپنے صحیفوں پر مٹی چھڑکو، یعنی ان صحف کو لکھنے کے بعد اوپر سے مٹی گزارو، یہ کامیابی میں زیادہ کرے گی، پھر اس کی توجیہ بھی بیان کر دی کہ یہ مٹی بڑی بابرکت چیز ہے۔ مسند الفردوس میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ لکھے ہوئے الفاظ تھوڑی سی مٹی چھڑکنے سے سوکھ جائیں گے اور منتشر ہونے سے بچ جائیں گے۔۔۔ بہر حال اس کی بابت جو بھی آیا ہے، ضعیف ہے۔ علامہ خطیب نے جامع میں عبد الوہاب الحجی کی روایت نقل کی کہ: میں ایک مجلس میں کچھ آئمہ احادیث کے پاس بیٹھتا تھا، اور امام ابن معین میری ایک طرف ہوتے تھے، میں نے وہاں کچھ صحف لکھے، پھر میں ان پر مٹی چھڑکنے لگا تو امام ابن معین نے مجھے فرمایا کہ: ایسا نہ کرو ایسا کرنے سے تو زمین اس کی طرف جلدی کرے گی (یعنی جلد پرانی اور غبار آلود کر دے گی) ان کو جب یہ حدیث (مٹی چھڑکنے والی) بیان کی گئی تو فرمایا کہ اس کی سند برابر نہیں ہے (یعنی اس کی سند میں ضعف ہے)۔۔۔ اور المیزان کاللسان میں ہے کہ اس کا ماحاصل یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔"

❖

306۔ الكتاب: فيض القدير شرح الجامع الصغير. المؤلف: زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (المتوفى: 1031هـ). الناشر: المكتبة التجارية الكبرى – مصر. الطبعة: الأولى، 1356. ج3. ص239. روایت نمبر: 3278

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باب مذکورہ میں روایت نمبر 138 کی بابت امام ترمذی لکھتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ.[307]

"یہ حدیث منکر ہے، ہم اس روایت کو صرف اسی طریقہ سے ابو الزبیر سے پہچانتے ہیں۔"

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا قول:

قال السيوطي هذا أحد الأحاديث التي انتقدها الحافظ سراج الدين القزويني على المصابيح وزعم أنه موضوع.[308]

"حضرت امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ روایت ان احادیث میں سے جن پر حافظ سراج الدین القزوینی نے نقد کیا ہے، اور خیال کیا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔"

نتیجۃ البحث:

دلائل مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ کتب وغیرہ کو لکھ کر مٹی چھڑکنے والی روایات میں کلام ہوا ہے، لہذا حتی الامکان اس سے بچنا چاہیے، بعض نے جو یہ توجیہ کی ہے کہ اس سے حروف منتشر نہیں ہوں گے، وہ بھی عصر حاضر میں دلیل نہ رہی کیونکہ موجودہ زمانہ جو پینسل وغیرہ سے لکھا جاتا ہے اس کی سیاہی پھیلتی نہیں ہے، اور دوسری جانب ایسی ایجادات ہو گئی ہیں کہ پرنٹ نکلواتے ہی الفاظ خشک ہوتے ہیں کہ ان کی سیاہی پھیلنے کا اندیشہ ہی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابٌ فِي رَدِّ جَوَابِ الْكِتَابِ

خط کا جواب دینے کا بیان

140 حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «إِنِّي لَأَرَى لِجَوَابِ الْكِتَابِ عَلَيَّ حَقًّا كَرَدِّ السَّلَامِ»

امام شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ خط کا جواب دینا مجھ پر سلام کے جواب دینے کی طرح لازم ہے۔

307۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی تتریب الکتاب، ج5، ص66، تحت حدیث نمبر: 2713

308 ۔الكتاب: سنن ابن ماجه،المؤلف: ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ).تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،الناشر: دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي،باب تتريب الكتاب، ج2، ص1240، تحت حديث نمبر: 3774

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تشریح:

اس باب میں امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے خط میں لکھا گیا سلام کی بابت لکھا ہے کہ اس کا جواب دینا ضروری ہے، مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

"خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں جواب دو طرح ہوتا ہے، ایک یہ کہ زبان سے جواب دے، دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے۔[309] مگر چونکہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہ ہو جیسا کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی نہیں لکھا جاتا خواہ مخواہ کچھ دیر ہوتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دے دے، تاکہ تاخیر سے گناہ نہ ہو۔ اسی وجہ سے علامہ سید احمد طحطاوی نے اس جگہ فرمایا: وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُوْنَ[310] یعنی لوگ اس سے غافل ہیں۔

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو اَلسَّلامُ عَلَیْکُم لکھا ہوتا ہے اس کا جواب زبان سے دے کر بعد کا مضمون پڑھتے۔"[311]

مسائل سلام:

"مسئلہ ۱: صرف اسی کو سلام نہ کرے جس کو پہچانتا ہو، بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ بعض صحابہ کرام اسی ارادہ سے بازار جاتے تھے کہ کثرت سے لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنے کا موقع ملے گا۔

مسئلہ ۲: اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے سلام کرنا یا جواب دینا کسی نے کہا جواب دینا افضل ہے کیونکہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب۔ بعض نے کہا کہ سلام کرنا افضل ہے کہ اس میں تواضع ہے جواب تو سبھی دے دیتے ہیں مگر سلام کرنے میں بعض مرتبہ بعض لوگ کسر شان سمجھتے ہیں۔[312]

مسئلہ ۳: ایک شخص کو سلام کرے تو اس کے لیے بھی لفظ جمع ہونا چاہیے یعنی اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ کہے اور جواب دینے والا بھی وَعَلَیْکُمُ السَّلام کہے بجائے عَلَیْکُمْ عَلَیْکَ نہ کہے اور دو یا دو سے زیادہ کو سلام کرے جب بھی عَلَیْکُمْ کہے اور بہتر یہ ہے کہ سلام میں رحمت و برکت کا بھی ذکر کرے یعنی اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُہٗ کہے اور جواب دینے والا بھی وہی کہے بَرَکَاتُہٗ، پر سلام کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد اور الفاظ زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔[313]

309۔ الدر المختار" و "ردالمحتار". کتاب الحظر والإباحة. فصل في البيع. ج9. ص685

310۔ حاشية الطحطاوي"على"الدر المختار". کتاب الحظر والإباحة. فصل في البيع. ج4. ص207

311۔ بہار شریعت. مکتبۃ المدینہ. ج16. ص463

312۔ "الفتاوى الهندية". کتاب الكراهية. الباب السابع في السلام. ج5. ص324. 325.

313۔ "الفتاوى الهندية". کتاب الكراهية. الباب السابع في السلام. ج5. ص324. 325.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسئلہ ۴: جواب میں واؤ ہونا یعنی وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ کہنا بہتر ہے اور اگر صرف عَلَیْکُمُ السَّلَامُ بغیر واؤ کہا یہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر جواب میں اس نے بھی وہی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم کہہ دیا تو اس سے بھی جواب ہو جائے گا۔[314]

مسئلہ ۵: اگرچہ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بھی سلام ہے مگر یہ لفظ شیعوں میں اس طرح جاری ہے کہ اس کے کہنے سے سننے والے کا ذہن فوراً اس کی طرف منتقل ہوتا ہے، کہ یہ شخص شیعہ ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۶: سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے، بلاعذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہو گا، بلکہ توبہ کرنی ہو گی۔[315]

مسئلہ ۷: جن لوگوں کو اس نے سلام کیا ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا، بلکہ کسی اور نے جو اس مجلس سے خارج تھا جواب دیا تو یہ جواب اہلِ مجلس کی طرف سے نہیں ہوا یعنی وہ لوگ بری الذمہ نہ ہوئے۔[316]

مسئلہ ۸: ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت کو ترک کیا، سب پر الزام ہے اور اگر ان میں سے ایک نے سلام کر لیا تو سب بری ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یوہیں اگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوئے اور اگر ایک نے جواب دے دیا تو سب بری ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں۔[317]

مسئلہ ۹: ایک شخص مجلس میں آیا اور اس نے سلام کیا اہلِ مجلس پر جواب دینا واجب ہے اور دوبارہ پھر سلام کیا تو جواب دینا واجب نہیں۔ مجلس میں آکر کسی نے السلام علیک کہا یعنی صیغہ واحد بولا اور کسی ایک شخص نے جواب دے دیا تو جواب ہو گیا خاص اس کو جواب دینا واجب نہیں جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے۔ ہاں اگر اس نے کسی شخص کا نام لے کر سلام کیا کہ فلاں صاحب السلام علیک تو خاص اس شخص کو جواب دینا ہو گا، دوسرے کا جواب اس کے جواب کے قائم مقام نہیں ہو گا۔[318]

مسئلہ ۱۰: اہلِ مجلس پر سلام کیا ان میں سے کسی نابالغ عاقل نے جواب دے دیا تو یہ جواب کافی ہے اور بڑھیا نے جواب دیا، یہ جواب بھی ہو گیا۔ جوان عورت یا مجنون یا ناسمجھ بچہ نے جواب دیا، یہ ناکافی ہے۔[319]

314۔ "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع في السلام، ج5، ص324، 325.

315۔ "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في البیع، ج9، ص683.

316۔ "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في البیع، ج9، ص682۔

317۔ "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع في السلام، ج5، ص325.

318۔ "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في التسبیح والتسلیم، ج2، ص377. و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع في السلام، ج5، ص325.

319۔ "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في البیع، ج9، ص683.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسئلہ ۱۱: سائل نے دروازہ پر آکر سلام کیا اس کا جواب دینا واجب نہیں۔ کچہری میں قاضی جب اجلاس کر رہا ہو، اس کو سلام کیا گیا قاضی پر جواب دینا واجب نہیں۔ لوگ کھانا کھا رہے ہوں اس وقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے، ہاں اگر یہ بھوکا ہے اور جانتا ہے کہ اسے وہ لوگ کھانے میں شریک کر لیں گے تو سلام کر لے۔[320] یہ اس وقت ہے کہ کھانے والے کے منہ میں لقمہ ہے اور وہ چبا رہا ہے کہ اس وقت وہ جواب دینے سے عاجز ہے اور ابھی کھانے کے لیے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کر سکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں۔[321]

مسئلہ ۱۲: ایک شخص شہر سے آرہا ہے دوسرا دیہات سے، دونوں میں کون سلام کرے؟ بعض نے کہا شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض علما فرماتے ہیں دیہاتی شہری کو سلام کرے۔ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے، دوسرا یہاں سے گزرا تو یہ گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور سوار پیدل کو سلام کرے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں، ایک شخص پیچھے سے آیا، یہ آگے والے کو سلام کرے۔[322]

مسئلہ ۱۳: مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔[323]

مسئلہ ۱۴: جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے۔[324]

مسئلہ ۱۵: کفار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف عَلَیْکُم کہے اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو اَلسَّلامُ عَلَیْکُم کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی کہے۔[325]

مسئلہ ۱۶: کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا، مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔[326]

---

320 ۔ "الفتاوی الخانية".كتاب الحظر والإباحة. فصل في التسبيح والتسليم. ج2.ص377. و"البزازية"بهامش على"الفتاوی الهندية".كتاب الكراهية. نوع في السلام. ج6.ص354. 355.

321 ۔ "الدرالمختار"و"ردالمحتار".كتاب الحظر والإباحة. فصل في البيع. ج9.ص685.

322 ۔ "البزازية"بهامش على"الفتاوی الهندية".كتاب الكراهية. نوع في السلام. ج6.ص355.و"الفتاوی الهندية".كتاب الكراهية. الباب السابع في السلام. ج5.ص325.

323 ۔ "الفتاوی الخانية".كتاب الحظر والإباحة. فصل في التسبيح والتسليم. ج2.ص377.

324 ۔ "الفتاوی الهندية".كتاب الكراهية. الباب السابع في السلام. ج5.ص325.

325 ۔ "الفتاوی الهندية".كتاب الكراهية. الباب السابع في السلام. ج5.ص325.

326 ۔ "الدرالمختار"و"ردالمحتار".[illegible] الحظر والإباحة. فصل في البيع. ج9.ص681.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ ۱۷: سلام اس لیے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے۔ لہٰذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن و تسبیح ودرود میں مشغول ہیں یا انتظارِ نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی واسطے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں اس لیے بیٹھا ہے کہ لوگ اس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں۔[327]

مسئلہ ۱۸: کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اس کو سلام نہ کرے۔ اسی طرح اذان و اقامت وخطبہ جمعہ و عیدین کے وقت سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سن رہے ہوں، دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے، مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں، آنے والا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے سلام نہ کرے۔[328]

مسئلہ ۱۹: عالم دین تعلیم علم دین میں مشغول ہے، طالب علم آیا تو سلام نہ کرے اور سلام کیا تو اس پر جواب دینا واجب نہیں۔[329] اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگرچہ وہ پڑھا نہ رہا ہو سلام کا جواب دینا واجب نہیں، کیونکہ یہ اس کی ملاقات کو نہیں آیا ہے کہ اس کے لیے سلام کرنا مسنون ہو بلکہ پڑھنے کے لیے آیا ہے، جس طرح قاضی کے پاس جو لوگ اجلاس میں جاتے ہیں وہ ملنے کو نہیں جاتے بلکہ اپنے مقدمہ کے لیے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۰: جو شخص ذکر میں مشغول ہو اس کے پاس کوئی شخص آیا تو سلام نہ کرے اور کیا تو ذاکر پر جواب واجب نہیں۔[330]

مسئلہ ۲۱: جو شخص پیشاب پاخانہ کر رہا ہے یا کبوتر اڑا رہا ہے یا گا رہا ہے یا حمام یا غسل خانہ میں ننگا نہا رہا ہے، اس کو سلام نہ کیا جائے اور اس پر جواب دینا واجب نہیں۔[331] پیشاب کے بعد ڈھیلا لے کر استنجا سکھانے کے لیے ٹہلتے ہیں، یہ بھی اسی حکم میں ہے کہ پیشاب کر رہا ہے۔

مسئلہ ۲۲: جو شخص علانیہ فسق کرتا ہو اسے سلام نہ کرے کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہیں، مگر ان سے یہ اگر سختی برتتا ہے تو وہ اس کو زیادہ پریشان کریں گے اور نرمی کرتا ہے ان سے سلام کلام جاری رکھتا ہے تو وہ ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہیں تو ان کے ساتھ ظاہری طور پر میل جول رکھنے میں یہ معذور ہے۔[332]

327 ـ "الفتاوى الهندية". كتاب الكراهية. الباب السابع في السلام. ج.5.ص325.

328 ـ "الفتاوى الهندية". كتاب الكراهية. الباب السابع في السلام. ج.5.ص325. 326.

329 ـ "الفتاوى الهندية". كتاب الكراهية. الباب السابع في السلام. ج.5.ص326.

330 ـ "الفتاوى الهندية". كتاب الكراهية. الباب السابع في السلام. ج.5.ص326.

331 ـ "الفتاوى الهندية". كتاب الكراهية. الباب السابع في السلام. ج.5.ص326.

332 ـ "الفتاوى الهندية". كتاب الكراهية. الباب السابع في السلام. ج.5.ص326.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ ۲۳: جو لوگ شطرنج کھیل رہے ہوں ان کو سلام کیا جائے یا نہ کیا جائے، جو علما سلام کرنے کو جائز فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ سلام اس مقصد سے کرے کہ اتنی دیر تک کہ وہ جواب دیں گے، کھیل سے باز رہیں گے۔ یہ سلام ان کو معصیت سے بچانے کے لیے ہے، اگرچہ اتنی ہی دیر تک سہی۔ جو فرماتے ہیں کہ سلام کرنا ناجائز ہے ان کا مقصد زجرو توبیخ ہے کہ اس میں ان کی تذلیل ہے۔[333]

مسئلہ ۲۴: کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور جب اس نے سلام پہنچایا تو جواب یوں دے کہ پہلے اس پہنچانے والے کو اس کے بعد اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یہ کہے وَعَلَیْکَ وَعَلَیْهِ السَّلام۔[334]

یہ سلام پہنچانا اس وقت واجب ہے جب اس نے اس کا التزام کر لیا ہو یعنی کہدیا ہو کہ ہاں تمہارا سلام کہدوں گا کہ اس وقت یہ سلام اس کے پاس امانت ہے جو اس کا حقدار ہے اس کو دینا ہی ہوگا ورنہ یہ بمنزلہ ودیعت ہے کہ اس پر یہ لازم نہیں کہ سلام پہنچانے وہاں جائے۔ اسی طرح حاجیوں سے لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے دربار میں میرا سلام عرض کر دینا یہ سلام بھی پہنچانا واجب ہے۔[335]

مسئلہ ۲۵: خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں جواب دو طرح ہوتا ہے، ایک یہ کہ زبان سے جواب دے، دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے۔[336] مگر چونکہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہ ہو جیسا کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی نہیں لکھا جاتا خواہ مخواہ کچھ دیر ہوتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دے دے، تاکہ تاخیر سے گناہ نہ ہو۔ اسی وجہ سے علامہ سید احمد طحطاوی نے اس جگہ فرمایا: وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُوْنَ۔ یعنی لوگ اس سے غافل ہیں۔[337]

اعلٰی حضرت قبلہ قدس سرہ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو اَلسَّلامُ عَلَیْکُم لکھا ہوتا ہے اس کا جواب زبان سے دے کر بعد کا مضمون پڑھتے۔

333۔ "الفتاوی الهندیة". کتاب الکراهیة. الباب السابع في السلام. ج5. ص326.

334۔ "الفتاوی الهندیة". کتاب الکراهیة. الباب السابع في السلام. ج5. ص326.

335۔ "الدرالمختار" و"ردالمحتار". کتاب الحظر والإباحة. فصل في البیع. ج9. ص685.

336۔ "الدرالمختار" و"ردالمحتار". کتاب الحظر والإباحة. فصل في البیع. ج9. ص685.

337۔ "حاشیة الطحطاوي" علی "الدرالمختار". کتاب الحظر والإباحة. فصل في البیع. ج4. ص207.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ ۲۶: سلام کی میم کو ساکن کہا یعنی سَلَام عَلَیْکُمْ، جیسا کہ اکثر جاہل اسی طرح کہتے ہیں یا سَلَامُ عَلَیْکُمْ میم کے پیش کے ساتھ کہا، ان دونوں صورتوں میں جواب واجب نہیں کہ یہ مسنون سلام نہیں۔[338]

مسئلہ ۲۷: ابتداءً کسی نے یہ کہا عَلَیْکَ السَّلَام یا عَلَیْکُمُ السَّلَام، تو اس کا جواب نہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ "یہ مُردوں کی تحیت ہے"۔[339]

مسئلہ ۲۸: سلام اتنی آواز سے کہے کہ جس کو سلام کیا ہے وہ سن لے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں، جواب سلام میں بھی اتنی آواز ہو کہ سلام کرنے والا سن لے اور اتنا آہستہ کہا کہ وہ سن نہ سکا تو واجب ساقط نہ ہوا اور اگر وہ بہرا ہے تو اس کے سامنے ہونٹ کو جنبش دے کہ اس کی سمجھ میں آجائے کہ جواب دے دیا۔ چھینک کے جواب کا بھی یہی حکم ہے۔[340]

مسئلہ ۲۹: انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا ممنوع ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ "انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کرنا نصاریٰ کا"۔[341]

مسئلہ ۳۰: بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں، بلکہ بعض صرف آنکھوں کے اشارہ سے جواب دیتے ہیں یوں جواب نہیں ہوا، ان کو منہ سے جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۱: بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک بھی جاتے ہیں، یہ جھکنا اگر حد رکوع تک ہو تو حرام ہے اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۲: اس زمانہ میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں۔ ان میں سب سے بُرا یہ ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں بندگی عرض یہ لفظ ہرگز نہ کہا جائے۔ بعض لوگ آداب عرض کہتے ہیں، اگرچہ اس میں اتنی برائی نہیں مگر سنت کے خلاف ہے۔ بعض لوگ تسلیم یا تسلیمات عرض کہتے ہیں، اس کو سلام کہا جا سکتا ہے کہ یہ سلام ہی کے معنی میں ہے۔

بعض کہتے ہیں سلام۔ اس کو بھی سلام کہا جا سکتا ہے قرآن مجید میں ہے کہ ملائکہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ﴿فَقَالُوْا سَلٰمًا﴾[342] انھوں نے آکر سلام کہا، اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی سلام کہا یعنی اگر کسی نے کہا سلام تو سلام کہہ دینے سے جواب ہو جائے گا۔

❖

338 ـ "الدرالمختار" و"ردالمحتار". کتاب الحظر والإباحة. فصل في البيع. ج9. ص686.

339 ـ "الدرالمختار" و"ردالمحتار". کتاب الحظر والإباحة. فصل في البيع. ج9. ص685. و "سنن أبي داود". کتاب السلام. باب کراهية أن يقول عليک السلام. الحديث: 5209. ج4. ص352.

340 ـ "البزازية" بهامش على "الفتاوى الهندية". کتاب الکراهية. نوع في السلام. ج6. ص355

341 ـ "سنن الترمذي". کتاب الإستئذان والآداب. باب في کراهية إشارة اليد بالسلام. الحديث: 2704. ج4. ص319.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ خود تو کیا سلام کریں گے، اگر ان کو سلام کیا جاتا ہے تو بگڑتے ہیں، کہتے ہیں کہ کیا ہمیں برابر کا سمجھ لیا ہے، یعنی کوئی غریب آدمی سلام مسنون کرے تو وہ اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔
اور بعض یہ چاہتے ہیں کہ انھیں آداب عرض کہا جائے یا جھک کر ہاتھ سے اشارہ کیا جائے اور بعض یہاں تک بے باک ہیں کہ یہ کہتے ہیں، کیا ہمیں دُھنا، جولاہا مقرر کر رکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور ان کی آنکھیں کھولے۔
مسئلہ ۳۳: کسی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا یہ انبیا و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے، مثلاً موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، جبریل علیہ السلام، نبی اور فرشتہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کے ساتھ یوں نہ کہا جائے۔
مسئلہ ۳۴: اکثر جگہ یہ طریقہ ہے کہ چھوٹا جب بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے جیتے رہو۔ یہ سلام کا جواب نہیں ہے، بلکہ یہ جواب جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے حیاک اللہ۔ اسلام نے یہ بتایا کہ جواب میں وَعَلَیکُمُ السَّلام کہا جائے۔"[343]

آنے والا سلام میں پہل کرے:

حدیث مبارکہ میں ہے: "اے آدم آپ ان فرشتوں کے پاس جاؤ، انہیں تحیۃ و ملاقات کا سلام کرو"[344] اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھے ہوؤں کو سلام کرے، اگرچہ آنے والا افضل ہو اور بیٹھے ہوئے لوگ مفضول ہوں، جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے افضل بلکہ ان کے مسجود ہیں، مگر آپ نے ہی سلام کیا۔

سلام کے جواب میں الفاظ کی زیادتی:

سلام کے جواب میں الفاظ کی کچھ زیادتی کر دی جایا کرے، کیونکہ اس سے ثواب بڑھ جاتا ہے، جیسا کہ امام قرطبی رقمطراز ہیں:
"وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا أَنَا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُصْبَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. فَقَالَ: "وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عِشْرُونَ لِي وَعَشَرَةٌ لَكَ". قَالَ: وَدَخَلْتُ الثَّانِيَةَ. فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ثَلَاثُونَ لِي وَعِشْرُونَ لَكَ". فَدَخَلْتُ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ. فَقَالَ: "وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ثَلَاثُونَ لِي وَثَلَاثُونَ لَكَ أَنَا وَأَنْتَ فِي السَّلَامِ سَوَاءٌ. (إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ) أَيْ مَحْمُودٌ مَاجِدٌ."[345]

342۔ پ14۔ الحجر: 45

343۔۔ بہار شریعت۔ مکتبۃ المدینہ۔ ج16۔ ص459 تا 465

344۔ صحیح ابن حبان۔ کتاب التاریخ۔ باب بدء الخلق۔ حدیث نمبر: 6167۔ ج14۔ ص 41

345۔ قرطبی: الجامع لاحکام القرآن۔ ج9۔ ص 71

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

"حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں مسجد میں داخل ہوا، تبھی میرے سامنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے صحابہ کی جماعت میں تھے، میں نے کہا: السلام علیکم، آپ ﷺ نے فرمایا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، بیس میرے لیے اور دس تیرے لیے۔ انہوں (حضرت علی) نے کہا: میں دوبارہ داخل ہوا، تو میں نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تیس میرے لیے اور بیس تیرے لیے۔ میں تیسری دفعہ داخل ہوا تو میں نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تو آپ نے فرمایا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تیس میرے لیے اور تیس تیرے لیے۔ میں اور آپ سلام میں برابر ہیں۔" "انہ حمید مجید" یعنی وہ (اللہ تعالیٰ) بہت شان والا اور بزرگی والا ہے۔"

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی روایت اور دیگر دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح حاضر شخص کے سلام کا جواب دینا ضروری ہے، ایسے ہی خط لکھنے والے کے سلام کا جواب دینا بھی واجب ہے۔ اور سلام میں "ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" الفاظ کی زیادتی بھی کر دینی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رُكُوبِ ثَلَاثَةٍ عَلَى دَابَّةٍ

ایک سواری پر تین لوگوں کے سوار ہونے کا بیان

141 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: «مَا كُنْتُ أُبَالِي لَوْ كُنْتُ عَاشِرَ عَشَرَةٍ عَلَى دَابَّةٍ بَعْدَ أَنْ تُطِيقَنَا»

حضرت عامر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ میں پروا نہیں کرتا کہ میں کسی سواری پر دس کا دسواں ہوں اس بات کے بعد کہ وہ جانور ہمیں اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو۔

142 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّاهُ غِلْمَانٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ»

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بنو عبد المطلب کے دو لڑکے ملے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان میں سے ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کو پیچھے سوار کر لیا۔

143 حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ: «أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ»، قَالَ: نَعَمْ، فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تمہیں یاد ہے کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے، تمہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ملے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہم دونوں کو سوار کر لیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

144 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوَرِّقٌ الْعِجْلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تَلَقَّى بِنَا، فَتَلَقَّى بِي وَبِالْحَسَنِ أَوِ الْحُسَيْنِ، قَالَ: فَحَمَلَ أَحَدَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ".

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب کسی سفر سے واپس آتے اور ہم سے ملاقات ہو جاتی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ملتے پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کو اپنے پیچھے سوار کر لیتے یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ میں داخل ہو جاتے۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا تعارف گذر گیا ہے، اب امام حسن رضی اللہ عنہ کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

امام حسن رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حسن ابن علی: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، سبط رسول اللہ، ریحانہ رسول، سید شباب اہل جنت آپ کے القاب ہیں۔ ۱۵ رمضان ۳ھ تین ہجری میں آپ کی ولادت ہے، ۵۰ میں وفات، جنت البقیع میں مزار مقدس ہے۔ اپنے والد ماجد علی مرتضٰی کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے موت پر آپ سے بیعت کی لیکن آپ نے مسلمانوں میں خونریزی دفع کرنے کے لیے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرمالی، یہ واقعہ ۱۵ جمادی اولٰی ۴۱ اکتالیس کو ہوا قریباً چھ ماہ خلافت کی، آپ کی وفات زہر دیئے جانے سے، ۲۹ انتیس صفر یا چار ربیع الاول شنبہ کی شب ہوئی، اس کے متعلق اور بھی قول ہیں مگر چہارم ربیع الاول قوی ہے۔[346]

145 حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ سُفْيَانَ الْعَطَّارِ قَالَ: رَأَيْتُ الشَّعْبِيَّ مُرْتَدِفًا خَلْفَ رَجُلٍ، وَكَانَ يَقُولُ: «صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِمُقَدَّمِهَا»

حضرت سفیان بن عطار فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سواری پر کسی آدمی کے پیچھے بیٹھے ہوتے تھے اور فرمارہے تھے کہ سواری کا مالک آگے بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے۔

346۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تشریح:

اس باب میں امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک سواری پر زیادہ سوار ہونے کے جواز کی روایات لائے ہیں، تحقیق اس میں یہ ہے کہ ہر جانور جس پر سواری کی جاتی ہے، اس کے لحاظ سے اس پر بوجھ ڈالا جائے گا، مثلاً ایک گھوڑا تین آدمیوں کو آسانی سے لیکر چل سکتا ہے، تو تین آدمیوں کے اس پر سوار ہونے میں کوئی حرج نہیں، اور جب کوئی گھوڑا کمزور ہے، یا ابھی چھوٹا ہے کہ وہ تین آدمیوں کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتا تو پھر اس پر تین آدمیوں کو سوار کرنا جانور کے لیے زیادتی ہے۔ اور اس کی بابت جتنی بھی روایات آئی ہیں، جن میں تین سوار ہونے کا ذکر ہے، وہ اس وقت ہے جب جانور ان کو اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو، اور ایسی روایات (جیسے کہ اگلے باب میں وارد ہوئی ہیں) جن میں تین کے سوار ہونے کو ناپسند یا تیسرے سوار پر لعنت تک کا ذکر ہے، وہ اس صورت پر محمول ہے، کہ جب وہ جانور تین کو اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

باب مذکورہ میں روایت نمبر 143 میں جو آیا ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دو بچوں کو سوار کیا اور حضرت ابن زبیر وہ بھی ابھی کمسن ہی تھے کو سوار نہ کیا، یا تو وہ سواری چار لوگوں کی طاقت نہیں رکھتی تھی، یا پھر بچے صرف تین نہیں بلکہ زیادہ تھے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہے:

عَن بن عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخر خَلفه۔[347]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مکہ آئے، تو بنو عبد المطلب کے کچھ بچے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف آئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان میں سے ایک اپنے آگے اور دوسرا اپنے پیچھے بٹھالیا۔

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل کا ثمرہ و نتیجہ یہ ہے کہ جانور پر سوار ہونا یا بوجھ ڈالنا اس کی طاقت کے لحاظ سے ہو گا۔

---

347 ۔ الكتاب: فتح الباري شرح صحيح البخاري. المؤلف: أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي. الناشر: دار المعرفة بيروت. 1379. رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي. قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب. عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز. ج6. ص 192

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابُ مِنْ كَرِهَ رُكُوبَ ثَلَاثَةٍ عَلَى الدَّابَّةِ

جو سواری پر تین لوگوں کے سوار ہونے کو مکروہ سمجھے

146 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: «أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَرْكَبَ ثَلَاثَةٌ عَلَى دَابَّةٍ»

حضرت خالد فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ ایک سواری پر تین آدمیوں کے سوار ہونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

147 حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: «أَيُّمَا ثَلَاثَةٍ رَكِبُوا عَلَى دَابَّةٍ فَأَحَدُهُمْ مَلْعُونٌ»

حضرت اجلح فرماتے ہیں کہ امام شعبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی تین آدمی ایک سواری پر سوار ہوئے تو ان میں سے ایک ملعون ہو گا۔

148 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَرَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: رَآنِي رِدْفَ ثَالِثٍ، فَقَالَ: «مَلْعُونٌ»

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے دیکھا کہ میں سوار کے پیچھے تیسرا سوار تھا تو آپ نے فرمایا: ملعون شخص۔

149 حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى الْحِيرَةِ أَنْظُرُ إِلَى الْفِيلِ، فَرَأَيْتُ الْحَارِثَ الْأَعْوَرَ رَاكِبًا وَخَلْفَهُ رِدْفٌ، فَقَالَ: «لَوْ صَلَحَ ثَالِثٌ لَحَمَلْنَاكَ»

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عامر نے ارشاد فرمایا: کہ میں حیرہ مقام کی طرف نکلا تا کہ میں ہاتھی دیکھوں، پس میں نے حضرت حارث اعور کو سوار دیکھا اس حالت میں کہ ان کے پیچھے کوئی سوار تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر یہ سواری تیسرے کی صلاحیت رکھتی تو ہم آپ کو بھی سوار کر لیتے۔

150 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ مُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ، قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ مَعَهُ، إِذْ مَرَّ ثَلَاثَةٌ عَلَى حِمَارٍ، فَقَالَ لِلْآخَرِ مِنْهُمْ: انْزِلْ لَعَنَكَ اللَّهُ. قَالَ: فَقِيلَ لَهُ أَتَلْعَنُ هَذَا الْإِنْسَانَ ـ، قَالَ: فَقَالَ: «قَدْ نُهِينَا عَنْ هَذَا أَنْ يَرْكَبَ الثَّلَاثَةُ عَلَى الدَّابَّةِ»

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک گدھے پر سوار تین لوگ گزرے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو کہا: اتر جا اللہ تجھ پر لعنت کرے، اس لعنت کرنے والے کو کہا گیا کہ تو انسان کو لعنت کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ ایک جانور پر تین لوگ سوار ہوں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

مہاجر ابن قنفذ: آپ قرشی تیمی ہیں آپ کا نام عمرو ابن خلف ہے آپ کا لقب مہاجر ہے آپ کے والد کا لقب قنفذ۔ قوی ہے کہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے بعض نے فرمایا کہ پہلے ہی ایمان لا کر ہجرت کر کے آگئے تھے حضور انور نے فرمایا یہ سچے مہاجر ہیں، آخر میں بصرہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی۔[348]

151 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي الْعَنْبَسِ، عَنْ زَاذَانَ، قَالَ: رَأَى ثَلَاثَةً عَلَى بَغْلٍ فَقَالَ: «لِيَنْزِلْ أَحَدُكُمْ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الثَّالِثَ»

حضرت ابو العنبس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت زاذان رضی اللہ عنہ نے ایک خچر پر تین لوگوں کو سوار دیکھا آپ نے فرمایا: کہ چاہیے کہ تم میں سے ایک اتر جائے، اس لیے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تیسرے سوار پر لعنت فرمائی ہے۔

تشریح:

اس باب میں امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک سواری پر تین آدمی کے سوار ہونے کے عدم جواز کی روایات لائے ہیں، تحقیق اس میں یہ ہے کہ ہر جانور جس پر سواری کی جاتی ہے، اس کے لحاظ سے اس پر بوجھ ڈالا جائے گا، مثلاً ایک گھوڑا تین آدمیوں کو آسانی سے لیکر چل سکتا ہے، تو تین آدمیوں کے اس پر سوار ہونے میں کوئی حرج نہیں، اور جب کوئی گھوڑا کمزور ہے، یا ابھی چھوٹا ہے کہ وہ تین آدمیوں کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتا تو پھر اس پر تین آدمیوں کو سوار کرنا جانور کے لیے زیادتی ہے۔ اور اس کی بابت جتنی بھی روایات آئی ہیں، جن میں تین سوار ہونے کا ذکر ہے، وہ اس وقت ہے جب جانور ان کو اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو، اور ایسی روایات، جن میں تین کے سوار ہونے کو ناپسند یا تیسرے سوار پر لعنت تک کا ذکر ہے، وہ اس صورت پر محمول ہے، کہ جب وہ جانور تین کو اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل کا ثمرہ و نتیجہ یہ ہے کہ جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا یا بوجھ ڈالنا اس کی طاقت کے لحاظ سے ہو گا۔

348۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابُ مَنْ كَانَ لَا يَدَعُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ يَنَامُ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

جو شخص اپنے گھر والوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑتا کہ وہ فجر کے بعد سے سورج طلوع ہونے تک سو جائیں

152 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ سَلْمَانَ، عَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: «كَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ لَمْ يَدَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ صَغِيرًا وَلَا كَبِيرًا يَقُومُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ»

حضرت طارق بن شہاب فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنے گھر میں کسی چھوٹے اور بڑے کو سونے کے لیے نہیں چھوڑتے تھے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔

153 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ مُهَاجِرِ بْنِ شَمَّاسٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: كُنْتُ أَخْرُجُ إِلَى الْجَبَّانَةِ مِنْ هَذِهِ الْجَبَابِينَ أَصِيدُ بِفَخٍّ لِي فَخَرَجْتُ ثَلَاثَ غَدَوَاتٍ، أَرَى رَجُلًا بَعْدَ الْفَجْرِ جَالِسًا فِي مَكَانٍ، قُلْتُ: يَا عَبْدَ اللهِ مَنْ أَنْتَ؟، قَالَ: «أَنَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ» ، قُلْتُ: أَيُّ شَيْءٍ تَصْنَعُ هَهُنَا؟ قَالَ: «أَنْظُرُ إِلَى الشَّمْسِ مِنْ أَيْنَ تَطْلُعُ»

حضرت مہاجر بن شماس کے چچا فرماتے ہیں کہ میں تین دن تک فجر کے بعد ایک بلند جگہ ایک آدمی کو بیٹھا دیکھتا رہا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے تم کون ہو؟ انہوں نے کہا میں حذیفہ بن یمان ہوں۔ میں نے کہا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سورج کہاں سے طلوع ہوتا ہے؟۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حذیفہ ابن یمان: آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، عبسی ہیں، آپ کے والد کا نام حسیل ہے، یمان لقب ہے، حضرت حذیفہ حضور انور کے صاحب اسرار راز دار ہیں، حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد آپ کی وفات مدائن میں ہوئی وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے، ۳۵ھ میں وفات ہے۔[349]

154 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ مُدْرِكِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى بِلَالٍ وَهُوَ بِالشَّامِ جَالِسٌ غُدْوَةً، فَقُلْتُ: مَا يُجْلِسُكَ يَا أَبَا عَبْدَ اللَّهِ؟، قَالَ: "أَنْتَظِرُ طُلُوعَ الشَّمْسِ".

349۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت مدرک بن عوف فرماتے ہیں کہ میرا گزر حضرت بلال پر ہوا اس حال میں کہ وہ شام میں تھے اور صبح کے وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: اے ابو عبد اللہ! کس چیز نے آپ کو یہاں بٹھایا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں سورج کے طلوع ہونے کا انتظار کر رہا ہوں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا تعارف:

آپ حضور کے مؤذن خاص ہیں، آپ پہلے امیہ ابن خلف کے غلام تھے آپ کو وہ سخت ایذائیں دیتا تھا، فتح مکہ کے دن کعبہ کی چھت پر پہلے آپ ہی نے اذان دی، دمشق میں ۲۰ھ میں وفات پائی۔[350]

155 حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ»

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔

156 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: «عَجَبًا لِأَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ الْآنَ يَنْظُرُونَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْ حَيْثُ تَطْلُعُ، أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ الْفَجْرَ إِذَا طَلَعَ مِنْ مَوْضِعٍ طَلَعَتْ مِنْهُ الشَّمْسُ»

حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ضحاک نے ارشاد فرمایا: کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب پر تعجب ہے! کہ وہ سورج کی طرف غور سے دیکھتے ہیں جب وہ طلوع ہوتا ہے۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ صبح جس جگہ سے طلوع ہوتی ہے اسی جگہ سے سورج بھی طلوع ہوتا ہے۔

157 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى حُذَيْفَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، فَرَجَعْتُ فَإِذَا رَسُولُهُ قَدْ لَحِقَنِي فَقَالَ: مَا رَدَّكَ؟، قُلْتُ: ظَنَنْتُ أَنَّكَ نَائِمٌ، قَالَ: مَا كُنْتُ لِأَنَامَ حَتَّى أَنْظُرَ مِنْ أَيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ، قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِهِ مُحَمَّدًا، فَقَالَ: «قَدْ فَعَلَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

حضرت جندب بن عبد اللہ بجلی قسری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ اجازت چاہی، انہوں نے اجازت نہیں دی تو میں واپس لوٹ گیا، اتنے میں آپ کا قاصد مجھے ملا۔ اس نے پوچھا: کہ کس چیز نے آپ کو واپس لوٹا دیا؟ میں نے عرض کیا: کہ میں سمجھا کہ آپ سو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں سوتا نہیں ہوں یہاں تک کہ میں دیکھ لوں کہ سورج کہاں سے طلوع ہوتا ہے۔ راوی کہتے ہیں۔ میں نے یہ حدیث امام محمد سے بیان کی۔ تو آپ نے فرمایا: کہ بہت سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل کیا ہے۔

❖

350۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی۔ جلد ہشتم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تشریح:

اس باب میں امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے وہ روایات نقل کی ہیں جن میں فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک نہ سونے کا بیان ہے، اس باب میں اصحاب رسول ﷺ کی سنت بتلائی گئی ہے، جبکہ نبی اکرم ﷺ سے اس طرح کی کافی روایات منقول ہیں، جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے نقل کیا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».[351]

"حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر پڑھنے کے بعد طلوع آفتاب تک نماز گاہ میں بیٹھے رہتے۔"

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی امت کو شب و روز کے جو آداب سکھائے ہیں، ان میں یہ ادب شامل ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد ناگزیر امور کے علاوہ کسی کام یا باہمی گفتگو میں وقت صرف نہ کیا جائے اور سونے کی کوشش کی جائے تاکہ صبح جلدی اٹھنا آسان ہو۔ تہجد اور نماز بھی پڑھی جاسکے اور زندگی کے معمولات کا آغاز بھی جلدی ہو سکے۔ ویسے بھی آبادیوں میں بجلی آنے سے پہلے سرِ شام کاروبار کا بند ہو جانا اور عشاء کی نماز کے بعد خواب گاہوں میں چلے جانے کا معمول ہمیشہ رہا۔ بجز ان لوگوں کے جنھوں نے بیکار تفریحات میں وقت ضائع کرنا معمول بنالیا ہو۔ چونکہ یہ وقت نیند کا ہے، بہر حال اربابِ عقل و دانش بخوبی جانتے ہیں کہ جن لوگوں کا معمول یہ ہو کہ وہ صبح جلدی بیدار ہوتے ہیں، تہجد و فجر ادا کرتے ہیں، ان کی طبیعت پورا دن ہشاش بشاش رہتی ہے، اور ان کے رزق میں اللہ تعالیٰ وافر مقدار میں زیادتی عطا فرماتا ہے۔

اس باب میں یہ وارد ہوا کہ کہ اکثر اصحاب رسول ﷺ سورج کو دیکھتے کہ وہ کہاں سے طلوع ہوتا ہے، چونکہ روایات میں مذکور ہے کہ قیامت کے دن سورج مغرب سے طلوع ہو گا، تو ہمیشہ ہی اللہ والوں کی نشانی رہی ہے کہ وہ قیامت کے دن کی تیاری میں مصروف رہتے، اور دیکھتے رہتے کہ قیامت کی کون کون سی علامت پائی جا رہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رحمتہ اللہ علیہ کی اس باب میں وارد کردہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک نہ سونا چاہیے، یہی سنتِ رسول و اصحاب رسول ﷺ ہے۔

❖

351۔الكتاب: المجتبى من السنن - السنن الصغرى للنسائي.المؤلف: أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني. النسائي (المتوفى: 303ھ).تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة.الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب.الطبعة: الثانية. 1406 – 1986.باب قعود الامام فی مصلاہ۔۔۔ج3.ص80.حدیث نمبر: 1357

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَبِيتُ فِي بَيْتٍ وَحْدَهُ

اس آدمی کا بیان جو گھر میں تنہا رات گزارے

158 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: «لَا تَبِتْ فِي بَيْتٍ وَحْدَكَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ أَشَدُّ مَا يَكُونُ بِكَ وَلَعًا»

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو جعفر نے ارشاد فرمایا: کہ تم گھر میں تنہا رات مت گزارو۔ اس لیے کہ شیطان سب سے زیادہ انسان کو اس وقت اکساتا ہے جب وہ اکیلا رات گزارتا ہے۔

159 حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسَافِرَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ أَوْ يَبِيتَ فِي بَيْتٍ وَحْدَهُ»

حضرت عطار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آدمی کو تنہا سفر کرنے سے یا تنہا رات گزارنے سے منع فرمایا۔

160 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي الْوَحْدَةِ مَا سَارَ أَحَدٌ بِلَيْلٍ»

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں کوئی جان لیتا جو تنہائی میں نقصان ہے تو تم میں کوئی رات میں سفر نہ کرتا۔

تشریح:

اس باب میں امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے آدمی کو اکیلے رات گزارنے یا سفر کرنے کے نقصان کی روایات کا ذکر کیا ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی اس سے منع فرمایا ہے، کیونکہ اکیلے آدمی کو دیکھ کر شیطان حملہ کرتا ہے، لہذا حتی الامکان اس سے بچنا چاہیے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جب آپ اکیلے ہوتے ہیں تو شیطان آپ کے دل میں کیسے وسوسہ ڈالتا ہے، عصر حاضر میں لوگ اپنے بچوں کو الگ کمرہ میں ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ لگوا دیتے ہیں، ایسے لوگ سخت غلطی پر ہیں، انہیں چاہیے کہ اپنے بچوں پر نظر رکھیں، اور انہیں تنہا ہونے کا موقع بھی فراہم نہ کیا جائے، اور بلوغت کے بعد جلد از جلد ان کا نکاح کر دیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطِّيَرَةِ

بدفالی کا بیان

161 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَمَا مِنَّا، وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ»

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بدفالی شرک ہے (یعنی مشرکین کا طریقہ ہے)۔ ،اور ہم میں سے ہر ایک کو کوئی حادثہ لاحق ہو ہی جاتا ہے، لیکن اللہ توکل کرنے کی وجہ سے اس کو رفع فرمادیتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبد اللہ ابن مسعود: آپ کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے، ہزلی ہیں، پرانے مؤمنین سے ہیں، حضرت عمر فاروق سے کچھ پہلے ایمان لائے بلکہ آپ اسلام کے چھٹے صاحب ہیں کہ آپ سے پہلے صرف پانچ آدمی ایمان لائے تھے حضور انور کے خاص خادم تھے حضور کے صاحب اسرار تھے سفر میں حضور انور کی نعلین مسواک وضو کا برتن آپ کے پاس رہتا تھا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور فرمایا کہ میں اپنی امت کے لیے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود پسند کریں اور وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو ابن مسعود ناپسند کریں، اخلاق عادات طور طریقہ میں حضور انور سے بہت ملتے جلتے تھے دبلے دراز قدم گندمی رنگ تھے حضرت عمر کے زمانہ بلکہ شروع خلافت عثمانیہ میں بھی کوفہ کے حاکم رہے، پھر بیت المال کے محافظ پھر مدینہ منورہ آگئے وہاں ہی ۳۲ میں وفات ہوئی، ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی خلفاء راشدین نے آپ سے احادیث لیں۔ مترجم کہتا ہے کہ صحابہ کرام میں بڑے فقیہ صحابی ہیں حتی کہ امام اعظم ابو حنیفہ آپ کی اتباع کرتے ہیں۔[352]

162 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطِّيَرَةِ، فَقَالَ: "أَحْسَنُهَا الْفَأْلُ، وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ ذَلِكَ مَا يَكْرَهُ، فَلْيَقُلِ: اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ".

حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بدفالی کے متعلق پوچھا گیا؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس میں اچھی تو نیک فال ہے اور یہ مسلمان سے کوئی چیز نہیں ہٹا سکتی اور جب تم میں کوئی ایسی بات دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ یہ دعا پڑھ لے۔ ترجمہ: اے اللہ! تیرے سوا کوئی بھی اچھائی کو پہنچا نہیں سکتا اور نہ کوئی برائی کو دور کر سکتا ہے۔ اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت صرف تیری مدد سے ہے۔

352۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عروہ ابن عامر: آپ قرشی تابعی ہیں، حضرت ابن عباس وغیرہ سے احادیث لیتے ہیں۔[353]

(نوٹ: اس باب کی تشریح" بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيَرَةِ. وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ" بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان"کی جائے گی. کیونکہ یہ قریب المفہوم ہیں)

بَابُ مَا قِيلَ فِي الْعَدْوَى، وَالطِّيَرَةِ، وَالْهَامَةِ

متعدی امراض، بدفالی اور ہامہ کے متعلق جو روایات ہیں ان کا باب

163 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. عَنْ أَبِي جَنَابٍ. عَنْ أَبِيهِ. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ» . فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الْبَعِيرُ يَكُونُ بِهِ الْجَرَبُ فَتَجْرَبُ الْإِبِلُ. قَالَ: «ذَلِكَ الْقَدَرُ، مَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ»

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: چھوت کی کوئی حقیقت نہیں، بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں، اور ہامہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ ایک بدوی شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کسی ایک اونٹ کو خارش لگی ہو تو وہ تمام اونٹوں کو خارش لگا دیتا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یہ بھی تقدیر ہے ورنہ پہلے کو کس نے خارش لگائی؟

164 حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ. عَنْ سِمَاكٍ. عَنْ عِكْرِمَةَ. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفَرَ»

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: چھوت کی کوئی حقیقت نہیں، بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں، اور ہامہ کی کوئی حقیقت نہیں اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تعارف:

عبد اللہ ابن عباس: آپ حضور انور کے چچازاد بھائی ہیں، آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث ہیں، یعنی ام المؤمنین میمونہ کی بہن ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی، حضور انور نے آپ کو علم و حکمت کی دعائیں دیں آپ کا لقب حبر الامت ہے یعنی مسلمانوں کے بڑے عالم، آپ نہایت حسین عالم فقیہ مجتہد تھے، حضرت عمر نے آپ کو اپنا مشیر خاص بنایا تھا ہر بات میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ آپ سے بھی مشورہ کرتے تھے

353 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمة اکمال. مذکور فی "مرأة المناجیح شرح مشکوٰة المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آخر میں نابینا ہو گئے تھے ۶۸ اڑسٹھ میں طائف میں وفات پائی، اکہتر سال عمر ہوئی۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ سے ایک خلق نے روایات لی ہیں۔[354]

(نوٹ: اس باب کی تشریح" بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيَرَةِ. وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ" بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان"کی جائے گی. کیونکہ یہ قریب المفهوم ہیں)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مَعَ الْمَجْذُومِ ثِقَةً بِاللَّهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ

اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل کرتے ہوئے مجذوم کے ساتھ کھانے کے متعلق روایات

165 حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ الْمَجْذُومِ، فَوَضَعَهَا فِي الْقَصْعَةِ، ثُمَّ قَالَ: «كُلْ، ثِقَةً بِاللهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ»

سیدنا جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھانے کے پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا" اللہ پر اعتماد اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔ "(ہم بھی تمہارے ساتھ کھاتے ہیں)

(نوٹ: اس باب کی تشریح" بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيَرَةِ. وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ" بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان"کی جائے گی. کیونکہ یہ قریب المفهوم ہیں)

بَابُ خَيْرِ الطِّيَرَةِ الْفَالُ، وَالْعَيْنُ حَقٌّ

باب: بہترین فال نیک شگونی ہے اور نظر لگنا برحق ہے۔

166 حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنِ الْمُضَارِبِ بْنِ حَزْنٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْ نَبِيِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تُحَدِّثُنِيهِ؟. قَالَ: نَعَمْ. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا عَدْوَى، وَلَا هَامَةَ، وَخَيْرُ الطِّيَرَةِ الْفَأْلُ، وَالْعَيْنُ حَقٌّ»

حضرت مضارب بن حزن فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی: آپ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جو احادیث سنی ہیں ان میں سے کچھ بیان کیجئے۔ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ رسول

354۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: چھوت کی کوئی حقیقت نہیں، بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں، ہامہ کی کوئی حقیقت نہیں اور بہترین فال تو نیک شگونی ہے اور نظر لگنا برحق ہے۔

(نوٹ: اس باب کی تشریح " بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيَرَةِ. وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ " بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان" کی جائے گی، کیونکہ یہ قریب المفهوم ہیں)

بَابُ مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْفَأْلَ، وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ

باب: جو شخص نیک فال کو پسند اور بدفالی کو ناپسند کرتا ہے

167 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْفَأْلَ الْحَسَنَ، وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نیک فال کو پسند کرتے تھے۔ اور بدفالی کو ناپسند کرتے تھے۔

168 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ. أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ. عَنْ قَتَادَةَ. عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَأُحِبُّ الْفَأْلَ الصَّالِحَ»

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: چھوت کی کوئی حقیقت نہیں، بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں اور میں نیک فال کو پسند کرتا ہوں۔

169 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ. عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: «لَا تَضُرُّ الطِّيَرَةُ إِلَّا مَنْ تَطَيَّرَ»

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: بدفالی نقصان نہیں پہنچاتی مگر اس شخص کو جو بدفالی مراد لیتا ہے۔

170 حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ. حَدَّثَنَا فُرَاتُ بْنُ سُلَيْمَانَ. عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ. عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: خَرَجَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي سَفَرٍ. قَالَ: فَأَقْبَلَتِ الظِّبَاءُ نَحْوَهُ حَتَّى إِذَا دَنَتْ مِنْهُ رَجَعَتْ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَيُّهَا الْأَمِيرُ ارْجِعْ. فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَخْبِرْنِي مِنْ أَيِّهَا تَطَيَّرْتَ، مِنْ قُرُونِهَا حِينَ أَقْبَلَتْ أَمْ مِنْ أَذْنَابِهَا حِينَ أَدْبَرَتْ...، ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ عِنْدَ ذَلِكَ: «إِنَّ الطِّيَرَةَ لَشُعْبَةٌ مِنَ الشِّرْكِ»

حضرت زیاد بن ابی مریم فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کسی سفر میں تشریف لے گئے۔ پس ایک ہرن آپ کی طرف آئی یہاں تک کہ جب وہ آپ کے قریب ہوئی تو واپس لوٹ گئی۔ اس پر کسی شخص نے آپ سے کہا: اے امیر آپ واپس لوٹ جائیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: مجھے بتلاؤ تم نے کس چیز سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بد شگونی لی؟ کیا اس کے آنے سے جب وہ میری طرف آئی؟ یا اس کے پلٹ جانے سے کہ جب وہ پلٹ کر چلی گئی؟ پھر اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: یقیناً بدفالی شرک کی شاخ ہے۔

(نوٹ: اس باب کی تشریح "بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيَرَةِ. وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ" بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان" کی جائے گی. کیونکہ یہ قریب المفہوم ہیں)

بَابُ مَنْ لَزِقَ بِالْمَجْذُومِ وَلَمْ يَخْشَ عَدْوَى

باب: جو شخص مجذوم کو ملے اور چھوت سے نہ ڈرے

171 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَرْزُوقٍ أَبِي بَكْرٍ التَّيْمِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَزِقَ بِمَجْذُومٍ، فَقُلْتُ لَهُ: تَلْزَقُ بِمَجْذُومٍ؟ فَأَمْضَى وَقَالَ: «لَعَلَّهُ خَيْرًا مِنِّي وَمِنْكَ»

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جذام میں مبتلا شخص سے چمٹ گئے۔ میں نے ان سے پوچھا: کہ آپ جذام میں مبتلا شخص سے چمٹ گئے؟ آپ نے فرمایا: ہو سکتا ہے وہ مجھ سے اور تم سے بہتر ہو۔

(نوٹ: اس باب کی تشریح "بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيَرَةِ. وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ" بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان" کی جائے گی. کیونکہ یہ قریب المفہوم ہیں)

بَابُ إِقْرَارِ الطَّيْرِ عَلَى وُكُنَاتِهَا

باب: بدفالی کو اسی کی جگہ پر رکھنا

172 حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلَى مُكُنَاتِهَا»

حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بدفالی کو اپنی جگہ برقرار رکھو۔ (وہ نفع و نقصان نہیں پہنچاتی)۔

حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا کا تعارف:

ام کرز: آپ خزاعیہ ہیں، چند احادیث آپ سے مروی ہیں خصوصاً عقیقہ کی حدیث۔[355]

355۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی. مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(نوٹ: اس باب کی تشریح" بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيَرَةِ، وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ " بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان" کی جائے گی، کیونکہ یہ قریب المفہوم ہیں)

بَابُ مَنْ كَانَ يُحِسُّ الطِّيَرَةَ وَيَمْضِي فَلَا يَطَّيَّرُ

باب: جو بدفالی کو محسوس کرے لیکن اپنا کام جاری رکھے، تو یہ بدفالی نہیں

173 حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ: سَأَلْتُ أُمَّ سَعِيدٍ سُرِّيَّةَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَلْ كَانَ الْحَسَنُ، وَالْحُسَيْنُ يَتَطَيَّرَانِ؟ قَالَتْ: «كَانَا يُحِسَّانِ وَيَمْضِيَانِ»

حضرت سلیمان بن قاسم کی والدہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت ام سعید جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خادمہ ہیں ان سے سوال کیا کہ کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ یہ دونوں حضرات بدشگونی لیتے تھے ؟ آپ نے فرمایا: وہ دونوں حضرات اس کو محسوس کرتے تھے اور پھر بھی اپنا کام جاری رکھتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تعارف:

علی ابن ابی طالب: آپ کی کنیت ابو الحسن بھی ہے اور ابو تراب بھی قرشی ہاشمی ہیں، حضور انور کے چچازاد بھائی اور داماد، بعض نے فرمایا کہ مردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر شریف دس بارہ سال تھی سوا تبوک کے سارے غزوات میں حضور انور کے ساتھ شریک ہوئے، غزوہ تبوک میں حضور انور نے مدینہ منورہ اور اپنے گھر بار کا انتظام فرمانے کے لیے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا اور فرمایا تم کو مجھ سے وہ ہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی آپ گندمی رنگ بڑی آنکھوں والے پست قد تھے اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن یعنی عین شہادت عثمان غنی کے دن ۳۵ پینتیس کو خلیفہ ہوئے، آپ کو عبد الرحمن ابن ملجم مرادی نے اٹھارہ رمضان المبارک جمعہ کے دن ۴۰ھ چالیس میں آپ پر حملہ کیا تین دن بعد آپ کی وفات ہوئی، آپ کو حسنین کریمین اور عبد اللہ ابن جعفر نے غسل دیا، امام حسن نے نماز پڑھائی، عمر شریف تریسٹھ سال ہوئی، خلافت چار سال نو مہینہ چند دن ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کے فضائل بے شمار ہیں، آپ کے گھر میں حضور انور نے اور حضور کے گھر میں آپ نے پرورش پائی، آپ ہی نسل مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل ہیں، کوفہ کے قریب نجف اشرف میں مزار پر انوار ہے۔ حضرت علی سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں جن میں بیس متفق علیہ ہیں نو بخاری کی ہیں اور پندرہ مسلم میں۔ [356]

356۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبد اللہ محمد ابن عبد اللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(نوٹ: اس باب کی تشریح" بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيَرَةِ. وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ" بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان" کی جائے گی. کیونکہ یہ قریب المفہوم ہیں)

بَابٌ فِي الْعِيَافَةِ، وَالطِّيَرَةِ، وَالطَّرْقِ

باب: شگون لینا، بدفالی اور پیشین گوئی کے لیے کنکریاں پھینکنا

174 حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ. عَنْ عَوْفٍ. عَنْ حَيَّانَ. عَنِ قَطَنِ بْنِ قَبِيصَةَ. عَنْ أَبِيهِ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْعِيَافَةُ، وَالطِّيَرَةُ، وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ»

حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: پرندوں کی آوازوں سے شگون لینا، بدفالی اور پیشین گوئی کے لیے کنکریاں پھینکنا شیطان کا طریقہ ہے۔

(نوٹ: اس باب کی تشریح" بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيَرَةِ. وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ" بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان" کی جائے گی. کیونکہ یہ قریب المفہوم ہیں)

بَابٌ فِي التَّكَهُّنِ، وَالِاسْتِسْقَامِ

باب: کاہن جیسا ہونا اور جوئے کے تیروں کے ذریعے تقسیم چاہنا

175 حَدَّثَنَا شَرِيكٌ. عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ. عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ. عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ. قَالَ: " ثَلَاثَةٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ: مَنْ تَكَهَّنَ. وَاسْتَسْقَمَ. أَوْ رَجَعَتْهُ طِيَرَةٌ مِنْ سَفَرِهِ"

حضرت رجاء بن حیوہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تین خصلتیں جس شخص میں بھی پائی جائیں تو وہ منافق ہوگا: جو کاہنوں جیسی بات کرے یا جوئے کے تیروں کے ذریعہ تقسیم چاہے یا بدفالی لیتے ہوئے سفر سے لوٹ آئے۔

(نوٹ: اس باب کی تشریح" بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيَرَةِ. وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ" بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان" کی جائے گی. کیونکہ یہ قریب المفہوم ہیں)

بَابٌ فِي الْغُولِ، وَالصَّفَرِ

باب: غول اور صفر میں

176 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ. عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ. عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا غُولَ، وَلَا صَفَرَ»

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: غول (جنوں کا شکل بدل کر راستہ سے گمراہ کر دینا) کی کوئی حقیقت نہیں اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں۔

(نوٹ: اس باب کی تشریح" بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيَرَةِ، وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ " بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان" کی جائے گی، کیونکہ یہ قریب المفہوم ہیں)

بَابٌ فِي الرُّخَصِ فِي الطِّيرَةِ، وَالتَّبَاعُدِ مِنَ الْمَجْذُومِ

بدفالی میں رخصت اور مجذوم سے دور ہونے کا بیان

177 حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، وَهُشَيْمٌ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ»

حضرت شرید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف کے وفد میں کوئی شخص جذام میں مبتلا تھا۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی طرف قاصد بھیج کر پیغام بھجوایا کہ ہم نے تجھ سے بیعت لے لی، تم واپس لوٹ جاؤ۔

حضرت شرید رضی اللہ عنہ کا تعارف:

شرید ابن سوید: آپ ثقفی ہیں، حضر موت کے رہنے والے۔[357]

178 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ ابْنَةِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُدِيمُوا النَّظَرَ إِلَى الْمَجْذُومِينَ»

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم لوگ کوڑھ میں مبتلا لوگوں کو مسلسل مت دیکھو۔

179 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا بِمَكَّةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ فِرَارَكَ مِنَ الْأَسَدِ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جذام زدہ شخص سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

357۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

180 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَرَّ عَلَى مَجْذُومٍ فَخَمَّرَ أَنْفَهُ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ: أَلَيْسَ قُلْتَ: «لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ»، قَالَ: «بَلَى، وَلَكِنِّي أَقْذَرُهُمْ»

حضرت ولید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جذام زدہ شخص پر گزرے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی ناک کو ڈھانک لیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا گیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہیں فرمایا تھا: چھوت کی کوئی حقیقت نہیں، بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں؟! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کیوں نہیں۔ لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔

181 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يُورِدُ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بیمار کو تندرست کے پاس مت لاؤ۔

182 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ كَعْبٌ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: هَلْ تَطَيَّرُ؟، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَمَا تَقُولُ؟، قَالَ: "أَقُولُ: اللَّهُمَّ لَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا رَبَّ غَيْرَكَ". قَالَ: أَنْتَ أَفْقَهُ الْعَرَبِ۔

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا بدشگونی ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! انہوں نے پوچھا: پھر آپ کیا دعا پڑھتے ہو؟ آپ نے فرمایا میں یہ دعا کرتا ہوں۔ ترجمہ: اے اللہ! کوئی بدفالی نہیں سوائے تیری رحمت کی محرومی کے۔ اور کوئی خیر نہیں سوائے تیری خیر کے۔ اور تیرے سوا ہمارا کوئی پروردگار نہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم عرب کے سب سے بڑے فقیہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو کا تعارف:

عبداللہ ابن عمرو ابن عاص: آپ سہمی قریشی ہیں، آپ اپنے والد سے پہلے ایمان لائے آپ کے والد آپ سے تیرہ سال بڑے تھے، آپ بڑے عالم حافظ تھے، آپ نے حضور انور سے احادیث لکھنے کی اجازت حاصل کی، آپ کی وفات میں بڑا اختلاف ہے آپ کی وفات ۶۳ھ حرہ کے واقعہ میں ہوئی یا ۷۳ تہتر میں یا ۶۷ سرسٹھ میں مکہ معظمہ میں یا ۵۵ میں طائف میں یا ۶۵ میں مصر میں، یعلیٰ ابن عطاء اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابن عمرو کے لیے سرمہ تیار رکھتی تھی تاکہ لگا کر سوئیں مگر آپ چراغ گل کر دیتے تھے پھر خوفِ خدا سے رویا کرتے تھے حتی کہ آپ کی آنکھیں ابھر گئی تھیں یعنی خراب ہو گئیں تھیں۔[358]

358۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

183 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ: «أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يُتَّقَى الْمَجْذُومُ»
حضرت خالد حذاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ پسند کرتے تھے کہ جذام زدہ شخص سے بچا جائے۔

تشریح:

یہ باب بشمول پچھلے کچھ باب میں درج ذیل اشیاء کے متعلق امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے روایات وارد کی ہیں:
بد فالی، نیک فال، تعدیِ امراض، ہامہ، مجذوم، نظر بد لگنا، کہانت، غول، صفر اور توکّل۔
ان کی بابت احادیث مبارکہ تو آپ نے ملاحظہ فرمالی ہیں، اب ہم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے ہر ایک کو امفہوم و مقصود اختصارا بیان کرتے ہیں:

غول

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفِي النِّهَايَةِ: أَنَّ الْغُولَ أَحَدُ الْغِيلَانِ وَهِيَ جِنْسٌ مِنَ الْجِنِّ وَالشَّيَاطِينِ، كَانَتِ الْعَرَبُ تَزْعُمُ أَنَّ الْغُولَ فِي الْفَلَاةِ تَتَرَاءَى لِلنَّاسِ أَيْ: فَتَتَغَوَّلُ تَغَوُّلًا أَيْ تَتَلَوَّنُ فِي صُوَرٍ شَتَّى، وَتَغُولُهُمْ أَيْ تُضِلُّهُمْ عَنِ الطَّرِيقِ وَتُهْلِكُهُمْ، فَنَفَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِيلَ قَوْلُهُ: "لَا غُولَ" لَيْسَ نَفْيًا لِعَيْنِ الْغُولِ وَوُجُودِهِ، وَإِنَّمَا فِيهِ إِبْطَالُ زَعْمِ الْعَرَبِ فِي تَلَوُّنِهِ بِالصُّوَرِ الْمُخْتَلِفَةِ۔[359]

"نہایہ میں مذکور ہے کہ غول غیلان کا واحد ہے، اور اس سے مراد جن اور شیاطین ہیں، عرب کے لوگوں کا خیال تھا کہ جنگلوں میں جن شیاطین لوگوں کے درپے ہوتے ہیں اور مختلف صورتیں اپناتے ہیں، لوگوں کو راستہ سے بھٹکاتے ہیں، اور ان کو ہلاک کر دیتے ہیں، تو نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے اس فرمان "لا غول" سے اس کی نفی فرمائی، کہا گیا ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جن اور شیاطین کے وجود کی نفی نہیں فرمائی، بلکہ عرب کے اس زعم کو باطل قرار دیا کہ وہ مختلف صورتیں اپناتے ہیں۔"

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ رحمۃ الرحمٰن اس کی بابت رقمطراز ہیں:

"بعض لوگوں کا خیال تھا اور ہے کہ خبیث لوگوں کی روحیں مرنے کے بعد بھوت بن کر جنگلوں میں پھرتی ہیں اور لوگوں کو ستاتی ہیں یہاں اس کا انکار فرمایا گیا ورنہ بھوت بمعنی سرکش جنات کا ثبوت ہے وہ انسانوں کو ستاتے بھی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے اذا تغولت الغیلان فبادروا بالاذان جب بھوت سرکشی کریں تو اذان دو، حضرت ابو ایوب

---

359 ۔الكتاب: مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح. المؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ). الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان. الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م ج7 ص2895. تحت حدیث نمبر: 2580

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

انصاری فرماتے ہیں میرے طاق میں کھجوریں تھیں انہیں بھوت کھا جاتے تھے۔ (مرقات) قرآن کریم فرماتا ہے: "یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ" شیطان اسے چھو کر دیوانہ کر دیتا ہے۔"[360]

صفر

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ صفر کی کوئی حقیقت نہیں اس صفر سے مراد یا تو ماہ صفر ہے جسے اب بھی بعض منحوس جانتے ہیں یا اس سے مراد پیٹ کا درد ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ پیٹ کا درد ایک سانپ ہے جو پیٹ میں رہتا ہے اس کا مروڑہ کھانا پیٹ کا درد ہے اس میں ان دونوں خیالات کی تردید ہے۔ (مرقات) اس کی اور بہت شرحیں ہیں۔ بعض لوگ صفر کے آخری چہار شنبہ کو خوشیاں مناتے ہیں کہ منحوس شہر چل دیا یہ بھی باطل ہے۔"[361]

اچھی بری فال (طیرہ)

کسی چیز سے بدفالی نکال کر لوگ اپنے مطلوبہ کاموں سے رک جاتے تھے تو شریعت نے بتایا کسی نفع کے حصول یا کسی ضرر کے دور کرنے میں ان چیزوں کا کوئی دخل نہیں ہے۔ طیرہ یعنی بدفالی ہے کیا؟ اس کی بابت علامہ غلام رسول سعیدی کی لکھتے ہیں:

"طائر ہر اس جانور کو کہتے ہیں جس کے پر ہوں اور وہ ہوا میں اڑتا پھرے، اس کی جمع طیر ہے، اصل میں تو طائر کا معنی اڑنے والا ہے مگر زمانہ جاہلیت میں عربوں کا معمول تھا کہ جب وہ کسی اہم کام کا ارادہ کرتے تو پرندوں کو بلاتے اور ان سے فال نکالتے اگر پرندہ بائیں جانب اڑ جاتا تو وہ اس سے بدشگونی اور بری فال نکالتے اور اس کام کو منحوس جانتے اور پھر اس کام کو نہ کرتے، اس طرح طائر کے لفظ کا استعمال شگون لینے کے لیے ہونے لگا اور طائر طیر کو نحوست کے لیے استعمال کیا جانے لگا، ہمارے محاورات میں بھی مشہور ہے کہ آدمی کسی کام کے لیے جا رہا ہو اور بلی راستہ کاٹ جائے تو اس کام کو منحوس خیال کرتے ہیں اور پھر اس کام پر نہیں جاتے۔ لفظ طائر کا استعمال حصہ اور نصیب کے معنی میں بھی ہوتا ہے، علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ طیر کی اصل ہے لوگوں میں مال متفرق کر دینا اور اڑا دینا، پھر اس کا زیادہ استعمال برائی اور نحوست میں ہونے لگا، طائرہ کا معنی ہے اس کی شامت اعمال یا اس کی بری قسمت، طائر ھم کا معنی ہے ان کی نحوست اور ان کی بدشگونی۔

وان تصبهم سيئة يطيروا بموسى ومن معه. الا انما طائرهم عندالله ولكن اكثرهم لا يعلمون۔[362]

---

360 ۔ مراة المناجيح شرح مشكوٰة المصابيح از مفتى احمد يار خاں نعيمى. جلد ششم. كتاب الطب و الرقى. باب الفال و الطيرة

361 ۔ مراة المناجيح شرح مشكوٰة المصابيح از مفتى احمد يار خاں نعيمى. جلد ششم. كتاب الطب و الرقى. باب الفال و الطيرة

362۔ الاعراف: ۱۳۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو اسے موسیٰ اور ان کے اصحاب کی نحوست قرار دیتے۔ سنو! اللہ کے نزدیک ان ہی کی نحوست ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ نے لکھا ہے کہ طائر کا اطلاق عمل پر بھی کیا جاتا ہے خواہ وہ نیک عمل ہو یا بد عمل ہو جیسا کہ اس آیت میں ہے:

وکل انسان الزمنہ طائرہ فی عنقہ۔[363]

اور ہم نے ہر انسان کا اعمال نامہ اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے۔"[364]

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"محاورہ عرب میں فال ہر اچھی بری شگون کو کہتے ہیں اور طیرہ عموماً بدفالی کو کہا جاتا ہے۔ طیرہ بمعنی تطیر ہے جیسے خیرۃ اور تخیر ا اس کے لفظی معنی ہیں اڑانا۔ اہل عرب جب کسی کام کو جاتے تو کسی بیٹھے ہوئے پرندے کو اڑاتے اگر داہنی طرف اڑ جاتا تو سمجھتے کہ ہمیں کامیابی ہوگی، اگر بائیں طرف اڑتا تو کہتے کہ ناکامی ہوگی پھر اس کام کو جاتے ہی نہیں، اگر اوپر یا نیچے کی طرف اڑتا تو سمجھتے کہ کام میں دیر لگے گی رکاوٹ ہوگی، پھر اس کا استعمال مطلقاً فال یا بدفالی میں ہو گیا۔ یوں ہی اگر شکاری جانور داہنی طرف نظر پڑتا اسے بروج کہتے اور بائیں طرف نظر آنے کو سنوح، بروج سے نیک فال لیتے، سنوح سے بدفالی، سوانع و بوارح سے ممانعت کے یہ ہی معنی ہیں۔ خیال رہے کہ نیک فال لینا سنت ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے امید ہے اور بدفالی لینا ممنوع کہ اس میں رب سے ناامیدی ہے۔ امید اچھی ہے ناامیدی بری، ہمیشہ رب سے امید رکھو۔"[365]

بدفالی سے بچنے کا طریقہ:

نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " ثَلَاثٌ لَازِمَاتٌ لِأُمَّتِي: الطِّيَرَةُ، وَالْحَسَدُ، وَسُوءُ الظَّنِّ ". فَقَالَ رَجُلٌ: مَا يُذْهِبُهُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ مِمَّنْ هُوَ فِيهِ؟ قَالَ: «إِذَا حَسَدْتَ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ، وَإِذَا ظَنَنْتَ فَلَا تُحَقِّقْ، وَإِذَا تَطَيَّرْتَ فَامْضِ».[366]

363۔ بنی اسرائیل: ۱۳

364۔ تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی، تحت سورہ الاسراء: 13

365۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی، جلد ششم، کتاب الطب و الرقی، باب الفال و الطیرۃ

366۔الکتاب: المعجم الکبیر۔المؤلف: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفی: 360ھ).المحقق: حمدي بن عبد المجید السلفي.دار النشر: مکتبة ابن تیمیة – القاهرة.الطبعة: الثانیة.ج3، ص228.

حدیث نمبر: 3227

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

"حضرت حارثہ بن نعمان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تین چیزیں میری امت کو لازم ہیں' بدفالی' حسد اور بدگمانی' ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں وہ ان کا کس طرح تدارک کرے' آپ نے فرمایا: جب تم حسد کرو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو' اور جب بدگمانی کرو تو اس پر جمے نہ رہو اور جب تم کسی کام کی بدفالی نکالو تو وہ کام کر گزرو۔"

تعدیِ امراض

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الْعَدْوَى هُنَا مُجَاوَزَةُ الْعِلَّةِ مِنْ صَاحِبِهَا إِلَى غَيْرِهِ. - - - وَذَلِكَ عَلَى مَا يَذْهَبُ إِلَيْهِ الْمُتَطَبِّبَةُ فِي عِلَلٍ سَبْعٍ: الْجُذَامُ. وَالْجَرَبُ. وَالْجُدَرِيُّ. وَالْحَصْبَةُ. وَالْبَخْرُ. وَالرَّمَدُ. وَالْأَمْرَاضُ الْوَبَائِيَّةُ. وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي التَّأْوِيلِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: الْمُرَادُ مِنْهُ نَفْيُ ذَلِكَ وَإِبْطَالُهُ عَلَى مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ ظَاهِرُ الْحَدِيثِ وَالْقَرَائِنُ الْمَنْسُوقَةُ عَلَى الْعَدْوَى، وَهُمُ الْأَكْثَرُونَ. وَمِنْهُمْ مَنْ يَرَى أَنَّهُ لَمْ يُرِدْ إِبْطَالَهَا. فَقَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " «فِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ فِرَارَكَ مِنَ الْأَسَدِ» ". وَقَالَ: " «لَا يُورِدَنَّ ذُو عَاهَةٍ عَلَى مُصِحٍّ» " وَإِنَّمَا أَرَادَ بِذَلِكَ نَفْيَ مَا كَانَ يَعْتَقِدُهُ أَصْحَابُ الطَّبِيعَةِ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا يَرَوْنَ الْعِلَلَ الْمُعْدِيَةَ مُؤَثِّرَةً لَا مَحَالَةَ. فَأَعْلَمَهُمْ بِقَوْلِهِ هَذَا أَنْ لَيْسَ الْأَمْرُ عَلَى مَا يَتَوَهَّمُونَ. بَلْ هُوَ مُتَعَلِّقٌ بِالْمَشِيئَةِ إِنْ شَاءَ كَانَ، وَإِنْ لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ. وَيُشِيرُ إِلَى هَذَا الْمَعْنَى قَوْلُهُ: " «فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ» ". أَيْ: إِنْ كُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنَّ السَّبَبَ فِي ذَلِكَ الْعَدْوَى لَا غَيْرَ-[367]

"عدویٰ" سے مراد مریض سے مرض کا غیر کی طرف تجاوز کرنا ہے۔۔۔ اور اسی کی طرف حکماء گئے ہیں کہ سات امراض تجاوز کرتے ہیں: جذام، خارش، چیچک، موتی جھرہ، منہ کی یا بغل کی بو، آشوب چشم، وبائی بیماریاں۔ (حدیث میں جو آیا ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا) کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے، ان میں سے ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ اس سے مراد یہی ہے کہ کوئی مرض بھی متعدی نہیں ہوتا، اور اسی پر حدیث کا ظاہر دلالت کرتا ہے، اور "عدویٰ" پر جو قرائن ہیں وہ بھی اسی بات پر دلالت کرتے ہیں، اور یہ اکثر کا قول ہے۔ اور ان میں سے دوسری جماعت کا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے بیماری کے متعدی ہونے کو باطل نہیں فرمایا، کیونکہ ایک مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیماری والے کو صحیح پر نہ پیش کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے "لاعدویٰ" سے مراد اصحاب طبیعت کے عقیدے کی نفی فرمائی ہے، کیونکہ ان کا خیال ہے کہ یقینی طور پر متعدی بیمار ہی اثر

367۔ الكتاب: مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح. المؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ). الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان. الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2002م. ج7. ص2893

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کرتی ہے، آپ علیہ السلام نے ان کو اپنے اس قول سے بتایا کہ جو وہ خیال کرتے ہیں، صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ معلق ہے، وہ چاہے تو متعدی ہو، اگر نہ چاہے تو نہ ہو، اور آپ ﷺ کا فرمان "اور کس نے پہلے کو خارشتی کیا ہے؟" اسی کی طرف اشارہ ورہنمائی کرتا ہے، یعنی کہ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ بیماری خود بخود ہی متعدی ہو جاتی ہے، تو پھر بتاؤ پہلے میں کس نے بیماری تجاوز کی؟۔"

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس کا خلاصہ نکالتے ہیں:

"اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ بیماریوں میں عقل و ہوش ہے جو بیمار کے پاس بیٹھے اسے بھی اس مریض کی بیماری لگ جاتی ہے وہ پاس بیٹھنے والے کو جانتی پہچانتی ہے یہاں اسی عقیدے کی تردید ہے۔ موجودہ حکیم ڈاکٹر سات بیماریوں کو متعدی مانتے ہیں: جذام، خارش، چیچک، موتی جھرہ، منہ کی یا بغل کی بو، آشوب چشم، وبائی بیماریاں اس حدیث میں ان سب وہموں کو دفع فرمایا گیا ہے۔ اس معنی سے مرض کا اڑ کر لگنا باطل ہے مگر یہ ہو سکتا ہے کہ کسی بیمار کے پاس کی ہوا متعفن ہو اور جس کے جسم میں اس بیماری کا مادہ ہو وہ اس تعفن سے اثر لے کر بیمار ہو جائے اس معنی سے تعدی ہو سکتی ہے اس بنا پر فرمایا گیا کہ جذامی سے بھاگو لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں۔ غرضکہ عدوی یا تعدی اور چیز ہے کسی بیمار کے پاس بیٹھنے سے بیمار ہو جانا کچھ اور چیز ہے۔"[368]

"ایک حدیث میں حضور انور ﷺ نے مجذوم کو اپنے پاس نہ بلایا وہ اپنی منزل ہی میں رہا اسے مصافحہ فرما کر بیعت نہ فرمائی بلکہ دور سے زبانی بیعت کی خبر دے دی۔ خیال رہے کہ یہ حدیث عوام مؤمنین کو احتیاط کی تعلیم کے لیے ہے اور حضور انور ﷺ کا کوڑھی کو اپنے ساتھ کھلانا خواص مؤمنین کو توکل کی تعلیم کے لیے ہے جیسے گرتی ہوئی دیوار ڈوبتی ہوئی کشتی سے علیحدہ رہنا ایمان کے خلاف نہیں، یوں ہی کسی مہلک بیماری والے سے بچنا خلاف ایمان نہیں جیسے مضر غذاؤں سے پرہیز برا نہیں یوں ہی مضر صحبتوں سے دور رہنا حرام نہیں، شارحین نے اور بہت وجہیں ان احادیث کی مطابقت میں بیان فرمائی ہے اگر شوق ہو تو لمعات اور اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کی شرح ملاحظہ کرو۔ ہم نے پہلے عرض کیا کہ بعض بیمار کے ارد گرد کی ہوا متعفن ہو جاتی ہے جس شخص میں اس مرض کا مادہ موجود ہو وہ اس ہوا سے بیمار ہو جاتا ہے جس چراغ میں تیل بتی موجود ہو وہ دوسرے چراغ سے مس کرتے ہی بھڑک اٹھتا ہے اس لیے احتیاط بری نہیں۔"[369]

ہامہ (مردے کا الّو بننا)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

368۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی۔ جلد ششم۔ کتاب الطب و الرقی۔ باب الفال و الطیرۃ

369۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی۔ جلد ششم۔ کتاب الطب و الرقی۔ باب الفال و الطیرۃ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَزْعُمُ أَنَّ عِظَامَ الْمَيِّتِ إِذَا بَلِيَتْ وَعَدِمَتْ تَصِيرُ هَامَةً، وَتَخْرُجُ مِنَ الْقَبْرِ وَتَتَرَدَّدُ وَتَأْتِي بِأَخْبَارِ أَهْلِهِ، وَقِيلَ: كَانَتْ تَزْعُمُ أَنَّ رُوحَ الْقَتِيلِ الَّذِي لَا يُدْرَكُ بِثَأْرِهِ تَصِيرُ هَامَةً فَتَقُولُ: اسْقُونِي اسْقُونِي، فَإِنْ أُدْرِكَ بِثَأْرِهِ طَارَتْ، فَأَبْطَلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الِاعْتِقَادَ.[370]

"عرب یہ خیال کرتے تھے کہ مردہ جب پرانا ہو جائے (ہڈیاں گل سڑ جائیں) تو وہ الّو بن جاتا ہے، اور قبر سے نکل کر پھرتا ہے اور گھر والوں کی خبر وغیرہ لیتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ عرب کے لوگ خیال کرتے تھے کہ مقتول کی روح، جس کا بدلہ نہ لیا جائے الّو بن جاتی ہے، اور کہتی رہتی ہے کہ مجھے پانی پلاؤ، مجھے پانی پلاؤ، پس جب اس کا بدلہ لے لیا جاتا ہے تو وہ اڑ جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے اس عقیدہ کو باطل قرار دیا۔"

کہانت

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کہانت کاف کے فتحہ سے غیبی خبر دینا اور کہانت کاف کے کسرہ سے اس غیب گوئی کا پیشہ کرنا، بعض کاہنوں کا دعویٰ تھا کہ ہمارے پاس جنات آکر ہم کو غیبی چیزیں غیبی خبریں بتاتے ہیں کہ شیاطین آسمان پر جاکر فرشتوں کی باتیں سن کر ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کر کاہنوں نجومیوں کو بتاتے ہیں۔ بعض کاہن خفیہ علامات، اسباب سے غیبی چیزوں کا پتہ بتاتے ہیں انہیں عراف کہتے ہیں اور اس عمل کو عرافت یہ دونوں عمل حرام ہیں ان کی اجرت لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ (مرقات و اشعہ) لفظ کاہن بہت عام ہے۔ نجومی، رمال، عراف سب کو کاہن کہا جاتا ہے۔

کاہنوں سے غیبی خبریں پوچھنا حرام ہے انہیں عالم غیب جاننا ان کی خبروں کی تصدیق کرنا کفر ہے ہاں انہیں جھوٹا کرنے کے لیے ان سے کچھ پوچھ کر لوگوں پر ان کا جھوٹا ظاہر کرنا اچھا ہے کہ یہ تبلیغ ہے یہاں پہلی صورت مراد ہے اس سے منع فرمایا گیا ہے۔"[371]

مجذوم سے بھاگنے کی تحقیق

"مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو" یہ حکم عوام کے لیے ہے جن کا عقیدہ بگڑ جانے کا خوف ہو کر اگر کوڑھی کے پاس بیٹھنے سے اتفاقاً انہیں بھی کوڑھ ہو جائے تو سمجھیں کہ کوڑھ اڑ کر لگ گئی ان کے لیے کوڑھی سے علیحدگی اچھی ہے، خاص متوکل لوگ جن کے دلوں پر اس سے کوئی اثر نہ پڑے ان کے لیے یہ حکم نہیں، کیونکہ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کوڑھی کا ہاتھ پکڑا، اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی فرماتے ہیں:

370 ۔ الكتاب: مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح. المؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ). الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان. الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2002م. ج 7. ص 2894

371 ۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی. جلد ششم. کتاب الطب و الرقی. باب الکہانۃ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

"کوڑھی کو ہاتھ لگانا پھر اس کا ہاتھ اپنے پیالہ میں ڈالنا، پھر اسے ساتھ کھلانا تینوں کام انتہائی توکل پر مبنی ہیں۔ صرف مجذوم کو دیکھ کر ہی لوگوں کے دل دھڑک جاتے ہیں چہ جائے کہ اسے ساتھ کھلانا۔ اس حدیث میں توکل کی تعلیم ہے اور پچھلی حدیث کو حضور انور نے مجذوم کو بیعت کیا بغیر مصافحہ کے وہاں تعلیم احتیاط تھی۔ خیال رہے کہ حضرات انبیاء کرام نفرت والی بیماریوں سے محفوظ ہوتے ہیں جیسے کوڑھ، کھجلی وغیرہ۔ (مرقات) حضرت ایوب علیہ السلام کو جب وہ خاص بیماری آئی تو آپ پر تبلیغ فرض نہ رہی تھی پھر اس میں گفتگو ہے کہ انہیں بیماری کیا تھی۔"[372]

نظر بد لگنا

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"یعنی نظر بد کا اثر حق ہے اس سے مال بدن پر اثر پڑتا ہے باذن اللہ۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے سانپ کے منہ میں، بچھو کے ڈنگ میں زہر رکھا ہے یوں ہی اس نے انسان کی نظر میں بھی اثر رکھا ہے جس سے انسان بیمار یا چیز ضائع ہو جاتی ہے۔۔۔ جادو، نظر وغیرہ سب برحق ہے۔ جب گالی کے لفظوں میں اثر ہے کہ اس سے دل مغموم ہو جاتا ہے تو جادو کے الفاظ میں بھی اثر ہو سکتا ہے یوں ہی دعاؤں وظیفوں دم درود میں شفاء کا اثر برحق ہے۔

اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ گودنے سے نظر نہیں لگتی اور لگی ہوئی نظر دفع ہو جاتی ہے اس لیے حضور انور نے اس سے منع فرمایا کہ یہ خلاف عقل اور عقیدہ باطل ہے۔"[373]

حدیث نمبر 161 میں جو مذکور ہے کہ بدفالی شرک ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ بدشگونی کو موثر حقیقی اعتقاد کرنا شرک ہے اور ہم میں سے ہر شخص کے دل میں بدشگونی کا خیال آتا ہے۔ لیکن اللہ پر توکل سے بدشگونی زائل ہو جاتی ہے۔

حدیث نمبر 174 میں ہے کہ "حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: پرندوں کی آوازوں سے شگون لینا، بدفالی اور پیشین گوئی کے لیے کنکریاں پھینکنا شیطان کا طریقہ ہے۔" معلوم ہوا کہ پیشین گوئی کے لیے کنکریاں پھینکنا شیطان کا طریقہ ہے۔

حدیث نمبر 175 میں ہے کہ "حضرت رجاء بن حیوہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تین خصلتیں جس شخص میں بھی پائی جائیں تو وہ منافق ہو گا: جو کاہنوں جیسی بات کرے یا جوئے کے تیروں کے ذریعہ تقسیم چاہے یا بدفالی لیتے ہوئے سفر سے لوٹ آئے۔" معلوم ہوا کہ جوا لگانا سخت منع ہے۔

توکل

امام ابو حامد غزالی نے کہا ہے کہ "بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ توکل کا معنی ہے بدن سے کسب اور کوشش کو ترک کرنا اور دل سے تدبیر کو ترک کرنا اور انسان زمین پر اس طرح پڑا رہے جیسے زمین پر کوئی کپڑے کا ٹکڑا پڑا ہو یا

372 ۔۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی، جلد ششم، کتاب الطب و الرقی، باب الفال و الطیرۃ

373 ۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی، جلد ششم، کتاب اللباس، باب الترجل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گوشت کی بوٹی پڑی ہو اور یہ جاہلوں کا گمان ہے اور ایسا توکل کرنا شریعت میں حرام ہے اور شریعت نے توکل کرنے والوں کی تعریف کی ہے تو جو شخص حرام کام کرے گا وہ کیسے تعریف اور تحسین کا مستحق ہو گا اور توکل کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنے عمل کو بروئے کار لائے اور سعی اور جدوجہد کرے۔"[374]

توکل کرنے کا بہترین انعام:

اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے، نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو:

"عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أَكْثَرُوا الْحَدِيثَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ. ثُمَّ غَدَوْنَا عَلَيْهِ. فَقَالَ: " عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ بِأُمَمِهَا. فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُرُّ وَمَعَهُ الثُّلَّةُ. وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الْعِصَابَةُ. وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ النَّفَرُ. وَالنَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ. حَتَّى مَرَّ عَلَيَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَهُ كَبْكَبَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ. فَأَعْجَبُونِي. فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ فَقِيلَ: هَذَا أَخُوكَ مُوسَى وَمَعَهُ بَنُو إِسْرَائِيلَ. قُلْتُ: فَأَيْنَ أُمَّتِي. قِيلَ: انْظُرْ عَنْ يَمِينِكَ. فَنَظَرْتُ فَإِذَا الظِّرَابُ قَدْ سُدَّ بِوُجُوهِ الرِّجَالِ. ثُمَّ قِيلَ لِي: انْظُرْ عَنْ يَسَارِكَ. فَنَظَرْتُ فَإِذَا الْأُفُقُ قَدْ سُدَّ بِوُجُوهِ الرِّجَالِ. فَقِيلَ لِي: أَرَضِيتَ؟ قُلْتُ: رَضِيتُ يَا رَبِّ. رَضِيتُ يَا رَبِّ. فَقِيلَ لِي: إِنَّ مَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعِينَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ". قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فِدَاءٌ لَكُمْ أَبِي وَأُمِّي. إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ السَّبْعِينَ أَلْفًا فَافْعَلُوا. فَإِنْ قَصَّرْتُمْ فَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الظِّرَابِ. فَإِنْ قَصَّرْتُمْ فَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الْأُفُقِ؛ فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ نَاسًا يَتَهَاوَشُونَ» . فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ فَقَالَ: ادْعُ لِي يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنَ السَّبْعِينَ. فَدَعَا لَهُ. فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ادْعُ اللهَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَقَالَ: «قَدْ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ» . قَالَ: ثُمَّ تَحَدَّثْنَا فَقُلْنَا: مَنْ هَؤُلَاءِ السَّبْعُونَ الْأَلْفِ؟ قَوْمٌ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ حَتَّى مَاتُوا. فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: «هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ. وَلَا يَسْتَرْقُونَ. وَلَا يَتَطَيَّرُونَ. وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ."[375]

374۔ الکاشف عن حقائق السنن ج 6. ص 363' مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی' 1413ھ

375 الكتاب: المعجم الكبير. المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ). المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي. دار النشر: مكتبة ابن تيمية – القاهرة. الطبعة: الثانية. ج10. ص6. حدیث نمبر: 9766. مسند احمد ج 1 ص 401. طبع قديم. مسند احمد رقم الحديث: 3806. عالم الكتب مسند احمد رقم الحديث 3806 دار الحدیث قاہرہ شیخ احمد شاکر نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے. مسند ابو یعلی رقم الحديث 5339. صحيح ابن حبان رقم الحديث: 7346. مسند البزار رقم الحديث: 3541. مجمع الزوائد ج 10 ص 406۔405. مصنف عبدرزاق رقم الحدیث: 19519. المعجم الكبير رقم الحديث: 9766

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

”حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں: ایک صبح ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا: آج رات انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کے ساتھ مجھ پر پیش کیے گئے پس ایک نبی گزرے اور ان کے ساتھ ان کے صرف تین امتی ہوتے اور ایک نبی گزرتے اور ان کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہوتا حتی کہ میرے پاس سے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) گزرے اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کا ایک ہجوم تھا، مجھے ان پر بہت تعجب ہوا، میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ تمہارے بھائی حضرت موسیٰ ہیں اور ان کے ساتھ بنو اسرائیل ہیں۔ میں نے کہا پھر میری امت کہاں ہے؟ مجھ سے کہا گیا اپنی دائیں جانب دیکھیے میں نے دیکھا تو بہت لوگ تھے جن کے چہروں نے ٹیلوں کو چھپالیا تھا پھر مجھ سے کہا گیا کہ اپنی بائیں جانب دیکھیے میں دیکھا تو لوگوں کے چہروں سے آسمان کے کنارے چھپ گئے تھے مجھ سے کہا گیا کہ اب آپ راضی ہو گئے؟ میں نے کہا ہاں، اب میں راضی ہو گیا! اے میرے رب! اب میں راضی ہوں! مجھے بتایا گیا ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے ہوں گے جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں! اگر تم سے ہو سکے تو تم ان ستر ہزار میں سے ہو جاؤ اگر تم اس طرح نہ کر سکو تو ان میں سے ہو جاؤ جنھوں نے ٹیلوں کو چھپالیا تھا اگر تم ایسا نہ کر سکو تو ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جنھوں نے آسمانوں کے کناروں کو بھر لیا تھا کیونکہ میں نے دیکھا وہاں مخلوط لوگ تھے! حضرت عکاشہ بن محصن نے کہا: یا رسول اللہ! میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان ستر ہزار میں سے کر دے، آپ نے اس کے لیے دعا کر دی پھر ایک اور شخص نے کہا یا رسول اللہ! آپ دعا کریں کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے! آپ نے فرمایا: تم پر عکاشہ نے سبقت کر لی پھر (صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ) ہم نے آپس میں کہا تم جانتے ہو یہ ستر ہزار کون ہیں؟ ہم نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام پر پیدا ہوئے اور انہوں نے اللہ کے ساتھ بالکل شرک نہیں کیا حتی کہ یہ فوت ہو گئے! جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو گرم لوہے سے داغ لگوا کر علاج نہیں کراتے تھے اور نہ دم کرواتے تھے، نہ بدفالی نکالتے تھے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے تھے۔“

اس حدیث میں جو دم کرانے اور گرم لوہے کے داغ سے علاج کرنے کی ممانعت ہے وہ اس صورت پر محمول ہے جب ناجائز یا شرکیہ الفاظ سے دم کیا جائے، کیونکہ ناجائز یا شرکیہ الفاظ سے دم کرنا حرام یا کفر ہے، جائز دعائیں پڑھ کر دم کرنا سنت ہے، جس دم جھاڑ پھونک کے معانی معلوم نہ ہوں انہیں نہ پڑھا جائے۔ یا پھر ممانعت اس صورت پر محمول ہے کہ ان کو شفا کا قطعی سبب اعتقاد کیا جائے ورنہ احادیث میں داغ لگوانے اور دم کرانے کا ثبوت موجود ہے، مثلاً نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ فَقَالَ: «اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ»" [376]

376۔ صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب لا بأس بالرقی ... الخ، الحدیث 2200، ج 4، ص 1727

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

با محاورہ ترجمہ: "حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے (اسلام لانے کے بعد) ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس جھاڑ پھونک کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے جھاڑ پھونک مجھے سناؤ۔ ان میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ان میں شرک نہ ہو۔"

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِتَانِ

باب: ختنہ کرنے کے بارے میں روایات

184 حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: «أَنَّ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ بِالْقَدُومِ وَهُوَ ابْنُ عِشْرِينَ وَمِائَةِ سَنَةً، ثُمَّ عَاشَ بَعْدَ ذَلِكَ ثَمَانِينَ سَنَةً»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدوم مقام پر ایک سو بیس سال کی عمر میں ختنہ کیا، پھر آپ اس کے بعد اسّی سال تک زندہ رہے۔

185 حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: "كَانَ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ النَّاسِ أَضَافَ الضَّيْفَ، وَأَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ شَارِبَهُ، وَقَلَّمَ أَظْفَارَهُ وَاسْتَحَدَّ، وَأَوَّلَ النَّاسِ اخْتَتَنَ، وَأَوَّلَ النَّاسِ رَأَى الشَّيْبَ، فَقَالَ: يَا رَبِّ مَا هَذَا؟، فَقَالَ: الْوَقَارُ. قَالَ: رَبِّ زِدْنِي وَقَارًا"۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے مہمان کی ضیافت کی اور سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے مونچھ کاٹی، اور اپنے ناخنوں کو کاٹا، اور شرمگاہ کے بال صاف کیے، اور پہلے شخص تھے جنہوں نے ختنہ کیا، اور پہلے شخص تھے جنہوں نے سفید بال دیکھے۔ تو کہنے لگے: اے میرے پروردگار! یہ کیا چیز ہے؟ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: یہ عزت و وقار ہے۔ آپ نے عرض کیا! پروردگار! میرے وقار میں اضافہ فرما۔

186 حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ مَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ»

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ختنہ کرنا مردوں کے لیے سنت ہے اور عورتوں کے لیے عزت کی چیز ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کا تعارف:

آپ حضرت حسان ابن ثابت کے بھتیجے ہیں کیونکہ اوس اور حسان دونوں ثابت کے بیٹے ہیں، خود بھی صحابی ہیں اور آپ کے والد یعنی ثابت ابن منذر بھی صحابی ہیں، حضرت ابو الدرداء اور عبادہ ابن صامت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے شداد ابن اوس کو علم و حلم دونوں عطا فرمائے۔[377]

187 حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ»، فَذَكَرَ الْخِتَانَ-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ختنہ کا بھی ذکر فرمایا۔

188 حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، وَإِبْرَاهِيمَ، قَالَا: «الْخِتَانُ مِنَ السُّنَّةِ»

حضرت منصور فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرات نے ارشاد فرمایا: کہ ختنہ کرنا سنت ہے۔

189 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم نے قدوم مقام پر ایک سو بیس سال کی عمر میں ختنہ کیا۔

تشریح:

باب مذکورہ میں امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ختنہ کی بابت روایات وارد کی ہیں، جب حضرت ابراہیم اسی ۸۰ سال کے ہوئے تب حکم الہی پہنچا کہ اے ابراہیم ختنہ کرو، آپ نے اپنا ختنہ خود کر لیا، خیال رہے کہ چند نبی ختنہ شدہ پیدا ہوئے جن میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ختنہ کرانا سنت ابراہیمی ہے آپ ہی سے یہ رسم جاری ہوئی۔

ختنہ سنت ہے اور یہ شعار اسلام میں ہے کہ مسلم و غیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لیے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔ اور ختنہ کرنے میں موضع ختنہ کی طرف نظر کرنا بلکہ اس کا چھونا بھی جائز ہے کہ یہ بھی بوجہ ضرورت ہے۔[378]

---

377 ۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خان نعیمی۔ جلد پنجم۔ کتاب الصید و الذبائح۔ فصل اول

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ختنہ کے مسائل:

"مسئلہ ۱: ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علمانے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔[379]

مسئلہ ۲: لڑکے کی ختنہ کرائی گئی مگر پوری کھال نہیں کٹی، اگر نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو ختنہ ہوگئی باقی کو کاٹنا ضروری نہیں اور اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہ گئی تو نہیں ہوئی یعنی پھر سے ہونی چاہیے۔[380]

مسئلہ ۳: بچہ پیدا ہی ایسا ہوا کہ ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ اس میں نہیں ہے تو ختنہ کی حاجت نہیں اور اگر کچھ کھال ہے جس کو کھینچا جاسکتا ہے مگر اسے سخت تکلیف ہوگی اور حشفہ (سپاری) ظاہر ہے تو حجاموں کو دکھایا جائے، اگر وہ کہہ دیں کہ نہیں ہو سکتی تو چھوڑ دیا جائے، بچہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دی جائے۔[381]

مسئلہ ۴: سنا جاتا ہے کہ جس بچہ میں پیدائشی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی، اس کے باپ وغیرہ اولیا اس رسم کی ادا کے لیے اعزہ اقربا کو بلاتے ہیں اور ختنہ کے قائم مقام پان کی گلوری کاٹی جاتی ہے گویا اس سے ختنہ کی رسم ادا کی گئی۔ یہ ایک لغو حرکت ہے جس کا کچھ محصل وفائدہ نہیں۔

مسئلہ ۵: بوڑھا آدمی مشرف باسلام ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔ بالغ شخص مشرف باسلام ہوا، اگر وہ خود ہی اپنی مسلمانی کر سکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے کرلے ورنہ نہیں، ہاں اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو، اس سے نکاح کرے، تو نکاح کر کے اس سے ختنہ کرالے۔[382]

378- "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج2، ص369.

379- "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج5، ص357

380- "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج5، ص357

381- "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج5، ص357

382- "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج5، ص357. بالغ کے ختنہ کے بارے میں کیے گئے سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت، امامِ احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمن "فتاویٰ رضویہ" جلد 22 صفحہ 593 پر فرماتے ہیں: ہاں اگر خود کر سکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کر لے یا کوئی عورت جو اس کام کو کر سکتی ہو، ممکن ہو تو اس سے نکاح کرا دیا جائے وہ ختنہ کر دے۔ اس کے بعد چاہے تو اسے چھوڑ دے یا کوئی کنیز شرعی واقف ہو تو وہ خرید دی جائے۔ اور اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہو سکیں تو حجام ختنہ کر دے کہ ایسی ضرورت کے لیے ستر دیکھنا دکھانا منع نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: امام کرخی نے جامع صغیر میں فرمایا کہ بالغ آدمی کا ختنہ حمام والا کرے۔(ت)(الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج5، ص357.)، صدرالشریعہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی "بہارِ شریعت" ج2 حصہ9 ص384 پر فرماتے ہیں: دوسرے کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا حرام، مگر بضرورت جائز۔ جیسے دائی اور ختنہ کرنے والے اور عمل دینے والے اور طبیب کو بوقت ضرورت اجازت ہے۔ (بہارِ شریعت، حدود کا بیان، زنا کی گواہی دے کر رجوع کرنا، ج۲، حصہ9، ص384)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ ۶: ختنہ ہو چکی ہے مگر وہ کھال پھر بڑھ گئی اور حشفہ کو چھپالیا تو دوبارہ ختنہ کی جائے اور اتنی زیادہ نہ بڑھی ہو تو نہیں۔[383]

مسئلہ ۷: ختنہ کرانا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اُن کا وصی، اس کے بعد دادا پھر اس کے وصی کا مرتبہ ہے۔ ماموں اور چچا یا ان کے وصی کا یہ کام نہیں، ہاں اگر بچہ ان کی تربیت و عیال میں ہو تو کر سکتے ہیں۔[384، 385]

حدیث نمبر 187 میں جو مذکور ہے کہ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ختنہ کا بھی ذکر فرمایا۔" وہ پانچ چیزیں امام مسلم نے اس حدیث میں بیان کی ہیں:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ».[386]

"ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: "پانچ چیزیں فطرت سے ہیں، (1) ختنہ کرنا اور (2) موئے زیرِ ناف مونڈنا اور (3) ناخن ترشوانا اور (4) بغل کے بال اُکھیڑنا اور (5) مونچھیں کم کرنا۔"

بَابُ الْأَخْذِ بِالرُّخَصِ

رخصتوں پر عمل کرنے کا باب

190 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ، قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُقْبَلَ رُخَصُهُ كَمَا يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى عَزَائِمُهُ»

حضرت عمرو بن شرحبیل فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ رب العزت رخصتوں کے قبول کیے جانے کو پسند فرماتے ہیں جیسے عزیمتوں پر عمل کرنے کو پسند کرتے ہیں۔

191 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ، قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى رُخَصُهُ كَمَا يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى عَزَائِمُهُ»

---

383 ۔"الفتاوی الهندية". كتاب الكراهية. الباب التاسع عشر في الختان. ج5. ص357

384 ۔"الفتاوی الهندية". كتاب الكراهية. الباب التاسع عشر في الختان. ج5. ص357

385 ۔ بہار شریعت از مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ. جلد 16. ختنہ کا بیان. ص 589 تا 591

386 ۔"صحيح مسلم". كتاب الطهارة. باب خصال الفطرة. الحديث: 257. ج1. ص221.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: یقینا اللہ رب العزت رخصتوں پر عمل کیے جانے کو محبوب رکھتے ہیں جیسے عزیمتوں پر عمل کرنے کو محبوب رکھتے ہیں۔

192 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى مَيَاسِيرُهُ كَمَا يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى عَزَائِمُهُ»

حضرت تمیم بن سلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: یقینا اللہ رب العزت آسانیوں پر عمل کرنے کو محبوب رکھتے ہیں جیسے عزیمتوں پر عمل کرنے کو محبوب رکھتے ہیں۔

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ الرِّجَالِ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى مَيَاسِيرُهُ كَمَا يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى عَزَائِمُهُ»

حضرت سفیان کے والد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمن رجال رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: یقینا اللہ رب العزت آسانیوں پر عمل کرنے کو محبوب رکھتے ہیں جیسے عزیمتوں پر عمل کرنے کو محبوب رکھتے ہیں۔

194 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى رُخَصُهُ كَمَا يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى فَرِيضَتُهُ»

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: یقینا اللہ رب العزت رخصتوں پر عمل کرنے کو محبوب رکھتے ہیں جیسے فرائض کے انجام دینے کو محبوب رکھتے ہیں۔

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

آپ مشہور جلیل القدر تابعی ہیں، بڑے عالم فاضل زاہد ہیں، بہت صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے اور بہت سے تابعین نے آپ سے روایات لی ہیں، ۱۳۰ھ ایک سو تیس ہجری میں وفات پائی۔ (اشعہ) آپ سے سفیان ثوری، عمرو ابن دینار جیسے حضرات نے روایات لیں۔[387]

195 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى رُخَصُهُ كَمَا يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى عَزَائِمُهُ»

امام شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: یقینا اللہ رب العزت رخصتوں پر عمل کرنے کو محبوب رکھتے ہیں جیسے عزیمتوں پر عمل کرنے کو محبوب رکھتے ہیں۔

387۔۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی۔ جلد ہفتم۔ کتاب الفتن۔ باب قصۃ ابن صیاد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کا تعارف:

آپ کوفی ہمدانی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے اسلام لائے، اکابر صحابہ سے ملاقات کی، ایک بار چرائے گئے تھے پھر والدین کی تلاش پر ملے اس لیے آپ کا نام مسروق ہوا یعنی چورائے ہوئے یا اغواء کیے ہوئے ایک بار آپ بہت غریب ہوگئے تو خالد ابن عبد اللہ حاکم بصرہ نے آپ کو تیس ہزار درہم دینے کی کوشش کی مگر آپ نے رد فرمادیئے توکل کا یہ عالم تھا۔[388]

196 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ الْعَوَّامِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى مَيَاسِيرُهُ كَمَا يُحِبُّ أَنْ يُطَاعَ فِي عَزَائِمِهِ»

حضرت عوام فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: یقینا اللہ رب العزت آسانیوں پر عمل کرنے کو ایسے ہی محبوب رکھتے ہیں جیسے عزیمتوں کی پیروی کیے جانے کو محبوب رکھتے ہیں۔

197 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ نَضْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: «إِذَا تَنَازَعَكَ أَمْرَانِ فَاحْمِلِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَيْسَرِهِمَا»

حضرت نضر بن عربی فرماتے ہیں: کہ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب دو معاملے تجھ سے جھگڑا کریں تو ان میں سے آسان کا بار تو مسلمانوں پر ڈال دے۔

198 حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الْآخَرِ إِلَّا اخْتَارَ الَّذِي هُوَ أَيْسَرُ»

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: جب کبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کسی دو کاموں میں اختیار دیا گیا درآنحالیکہ ان میں سے ایک دوسرے سے آسان ہوتا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان میں سے آسان کام کا انتخاب فرماتے۔

199 حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا»

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: آسانی پیدا کرو اور مشکل پیدا مت کرو۔

200 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ هُوَ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: «يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا»

388۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح از مفتی احمد یار خان نعیمی، جلد ششم، کتاب الرؤیا، باب الاسامی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے والد فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جب انہیں اور حضرت معاذ کو یمن والوں کی طرف بھیجا تو ارشاد فرمایا: تم دونوں آسانی پیدا کرنا اور مشکل پیدا مت کرنا۔

تشریح:

باب مذکورہ کی روایات میں امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ رخصتوں پر عمل کرنے، آسانی پیدا کرنے، مشکل پیدا نہ کرنے، اور لوگوں کو متنفر نہ کرنے پر روایات لائے ہیں، رعایا کے لیے عموماً اور حکمرانوں کے لیے خصوصاً اس میں اسباق بیان کیے گئے۔ یعنی میٹھی و نرم باتیں سنا کر اسلام کی آسانیاں بتا کر خود سچے پکے مسلمان بن کر دکھا کر رعایا کو تسکین دو، تمہارے عمل ایسے نہ ہوں کہ لوگ اسلام سے ہی بھڑک جائیں۔ مقولہ ہے کہ میٹھی زبان میں خرچ کچھ نہیں ہوتا ہے مگر اس سے نفع بہت ہو جاتا ہے، بادشاہ و حکام کے درست ہو جانے سے لوگ خود بخود درست ہو جاتے ہیں **الناس علی دین ملوکھم** لوگ بادشاہوں کے طریقہ پر ہوتے ہیں، علماء کے ہزار وعظ ایک طرف اور سلطان یا حکام کا صرف اچھا عمل ایک طرف، حکام کا عمل بہترین مبلغ ہے۔

نوید مسرت:

احادیث نبویہ ﷺ میں آیا ہے کہ آسانی پیدا کرو اور مشکل پیدا مت کرو، خوشخبریاں دو، اور لوگوں کو متنفر نہ کرو، یعنی لوگوں کو گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنے اور نیک اعمال کرنے پر حق تعالیٰ کی بخشش و رحمت کی خوشخبریاں دو ان کو گناہوں کی پکڑ پر اس طرح نہ ڈراؤ کہ انہیں اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر اسلام سے نفرت ہو جائے۔ بہر حال انذار اور ڈرانا کچھ اور ہے، اور مایوس کر کے متنفر کر دینا کچھ اور لہٰذا یہ حدیث ان آیات و احادیث کے خلاف نہیں جن میں اللہ کی پکڑ سے ڈرانے کا حکم ہے جیسے "**وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ**" الخ وغیرہ کہ یہاں مایوس کر دینے، نفرت پھیلا دینے کی ممانعت ہے اور وہاں ڈرا کر رب کے دروازے پر لے آنے کا حکم ہے۔

آسانی کے ساتھ لوگوں کو نماز و زکوۃ وغیرہ احکام شرعیہ کا پابند بنا دو، زکوۃ، عشر، خراج وغیرہ آسانی سے وصول کرو بقدر حق وصول کرو۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ تعلیم ہے۔ خیال رہے کہ اس مقدس زمانہ میں حکام کے ذمہ تھا کہ لوگوں کو پابند صوم و صلوۃ، غازی وغیرہ بنائیں ان کی اصلاح کریں، آج کی طرح حکام صرف جرمانے کرنے سختیاں کرنے کے لیے نہ ہوتے تھے وہ حکومت محمدیہ اسلامیہ ہوتی تھی نفسانی یا شیطانی نہ ہوتی تھی، اللہ تعالیٰ کبھی ہم کو بھی اسلام کا راج دکھائے۔

عزیمتوں پر عمل کرنا:

اللہ تعالیٰ جیسے فرائض و عزیمت پر عمل کرنے سے خوش ہوتا ہے، ایسے ہی رخصتوں پر عمل کرنے سے بھی خوش ہوتا ہے، چھوٹی اشیاء میں عزیمت و رخصت تو بعید بلکہ شریعت اسلامیہ میں جان جانے کے خوف کے باوجود کلمہ کفر نہ کہنے کی عزیمت، اور کلمہ کفر کہنے کی رخصت دی گئی ہے، سبحان اللہ! کتنا پیارا دین اسلام ہے کہ عزیمت پر عمل کرو تب بھی ثواب، رخصت پر عمل کرو، تو بھی کوئی حرج نہیں۔ مجھے اس وقت نبی اکرم ﷺ کا بیان کردہ بہت ہی پیارا قصہ یاد آرہا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے جس میں لڑکے نے جان جانے کے خوف کے باوجود کلمہ کفر نہ کہنے کی عزیمت پر عمل کیا، حدیث مبارکہ میں مذکور مکمل قصہ ملاحظہ ہو، اور اپنے ایمان کو تازہ کریں:

جادوگر اور راہب

عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ مَلِكٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَهُ سَاحِرٌ. فَلَمَّا كَبِرَ، قَالَ لِلْمَلِكِ: إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ، فَابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أُعَلِّمُهُ السِّحْرَ. فَبَعَثَ لَهُ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ. فَكَانَ فِي طَرِيقِهِ إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ، فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ وَأَعْجَبَهُ. فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ، وَإِذَا رَجَعَ مِنْ عِنْدِ السَّاحِرِ قَعَدَ إِلَى الرَّاهِبِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ. فَإِذَا أَتَى أَهْلَهُ ضَرَبُوهُ. فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ. فَقَالَ لَهُ: إِذَا خَشِيتَ السَّاحِرَ فَقُلْ: حَبَسَنِي أَهْلِي، وَإِذَا خَشِيتَ أَهْلَكَ فَقُلْ: حَبَسَنِي السَّاحِرُ. فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ. فَقَالَ: الْيَوْمَ أَعْلَمُ: الرَّاهِبُ أَفْضَلُ أَمِ السَّاحِرُ؟ فَأَخَذَ حَجَرًا ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هَذِهِ الدَّابَّةَ حَتَّى يَمْضِيَ النَّاسُ. فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا، وَمَضَى النَّاسُ. فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: أَيْ بُنَيَّ، أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّي، وَإِنَّكَ سَتُبْتَلَى، فَإِنِ ابْتُلِيتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ. فَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ، وَيُدَاوِي سَائِرَ الْأَدْوَاءِ. فَسَمِعَ جَلِيسٌ لِلْمَلِكِ، كَانَ قَدْ عَمِيَ. فَأَتَى الْغُلَامَ بِهَدَايَا كَثِيرَةٍ. فَقَالَ: مَا هَاهُنَا لَكَ أَجْمَعُ إِنْ أَنْتَ شَفَيْتَنِي، قَالَ: إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ. فَإِنْ آمَنْتَ بِاللّٰهِ دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ. فَآمَنَ بِاللّٰهِ فَشَفَاهُ اللّٰهُ. فَأَتَى الْمَلِكَ يَمْشِي يَجْلِسُ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ. فَقَالَ الْمَلِكُ: فُلَانُ مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟. قَالَ: رَبِّي. قَالَ: وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِي؟. قَالَ: رَبِّي وَرَبُّكَ وَاحِدٌ. فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ. فَجِيءَ بِالْغُلَامِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: أَيْ بُنَيَّ، قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ؟. قَالَ: إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا، إِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ. فَأَخَذَهُ. فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ. فَجِيءَ بِالرَّاهِبِ. فَقِيلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ. فَأَبَى. فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ. فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ. فَشَقَّ بِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ. ثُمَّ جِيءَ بِجَلِيسِ الْمَلِكِ. فَقِيلَ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ. فَأَبَى. فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ. فَشَقَّهُ بِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ. ثُمَّ جِيءَ بِالْغُلَامِ فَقِيلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى. فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا. فَاصْعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ. فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذُرْوَتَهُ. فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ، وَإِلَّا فَاطْرَحُوهُ. فَذَهَبُوا بِهِ فَصَعِدُوا بِهِ الْجَبَلَ. فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ. فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ. فَسَقَطُوا. وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟. قَالَ كَفَانِيهِمُ اللّٰهُ. فَدَفَعَهُ إِلَى قَوْمٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. فَقَالَ: اذْهَبُوا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بِهِ. فَاحْمِلُوهُ فِي قُرْقُورٍ. فَوَسِّطُوا بِهِ الْبَحْرَ. فَلَجِّجُوا بِهِ. فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ. وَإِلَّا فَاقْذِفُوهُ. فَذَهَبُوا بِهِ. فَقَالَ: اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ. فَانْكَفَأَتْ بِهِمُ السَّفِينَةُ. وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟. قَالَ: كَفَانِيهِمُ اللَّهُ. فَقَالَ لِلْمَلِكِ: وَإِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتَّى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهِ. قَالَ: وَمَا هُوَ؟. قَالَ: تَجْمَعُ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ. وَتَصْلُبُنِي عَلَى جِذْعٍ. ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِكَ. ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ. ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْغُلَامِ. ثُمَّ ارْمِنِي. فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ قَتَلْتَنِي. فَجَمَعَ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ. ثُمَّ صَلَبَهُ عَلَى جِذْعٍ. ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ. ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِي كَبِدِ قَوْسِهِ. ثُمَّ. قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْغُلَامِ. ثُمَّ رَمَاهُ. فَوَقَعَ السَّهْمُ فِي صُدْغِهِ. فَوَضَعَ يَدَهُ فِي مَوْضِعِ السَّهْمِ فَمَاتَ. فَقَالَ النَّاسُ: آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ. آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ. ثَلَاثًا. فَأُتِيَ الْمَلِكُ. فَقِيلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ. قَدْ وَاللَّهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ. قَدْ آمَنَ النَّاسُ. فَأَمَرَ بِالْأُخْدُودِ بِأَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ. وَأَضْرَمَ النِّيرَانَ وَقَالَ: مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَأَحْمُوهُ. فَفَعَلُوا حَتَّى جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا. فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا. فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ: يَا أُمَّهِ اصْبِرِي. فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ.[389]

”حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا، جس کے پاس ایک جادوگر تھا، جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا، تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، تو آپ میرے ساتھ ایک لڑکے کو بھیج دیں، تاکہ میں اسے جادو سکھا سکوں۔ بادشاہ نے ایک لڑکا جادو سیکھنے کے لئے جادوگر کی طرف بھیج دیا، جب وہ لڑکا چلا، تو اس کے راستے میں ایک راہب تھا، لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھا اور اس کی باتیں سننے لگا، جو کہ اسے پسند آئیں، اور جب بھی وہ لڑکا جادوگر کے پاس آتا، تو وہ جادوگر اس لڑکے کو (دیر سے آنے کی وجہ سے) مارتا۔ پھر جب بھی وہ جادوگر کے پاس سے آتا اور راہب کے پاس سے گزرتا، تو اس کے پاس بیٹھتا اور اس کی باتیں سنتا۔ جب وہ لڑکا گھر آتا، تو گھر والے (دیر آنے کی وجہ سے) اسے مارتے۔ تو اس لڑکے نے اس کی شکایت راہب سے کی، تو راہب نے کہا کہ اگر تجھے جادوگر سے ڈر ہو، تو کہہ دیا کرو کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تجھے گھر والوں سے ڈر ہو، تو تو کہہ دیا کرو کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔ اسی دوران ایک بہت بڑے درندے نے لوگوں کا راستہ روک لیا، (جب لڑکا اس طرف آیا) تو اس نے کہا: میں آج جاننا چاہوں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے؟ اور پھر ایک پتھر پکڑا اور کہنے لگا! اے اللہ اگر تجھے جادوگر کے معاملے سے راہب کا معاملہ زیادہ پسندیدہ ہے، تو اس درندے کو مار دے، تاکہ لوگوں کا آنا جانا ہو اور پھر وہ پتھر اس درندے کو مار کر اسے قتل کر دیا اور لوگ گزرنے لگے۔ پھر

❖

389۔ صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الادعیہ، حدیث نمبر: 873، ج3، ص154

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اور اسے اس کی خبر دی، تو راہب نے اس لڑکے سے کہا: اے میرے بیٹے! آج تو مجھ سے افضل ہے، کیونکہ تیرا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ جس کی وجہ سے تو عنقریب ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے گا، پھر اگر تو (کسی مصیبت میں) مبتلا کر دیا جائے، تو کسی کو میرا نہ بتانا اور وہ لڑکا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو صحیح کر دیتا تھا، بلکہ لوگوں کی ساری بیماری کا علاج بھی کر دیتا تھا، بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا ہو گیا، اس نے لڑکے کے بارے میں سنا، تو وہ بہت سے تحفے لے کر اس کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا کہ اگر تم مجھے شفا دے دو، تو یہ سارے تحفے جو میں یہاں لے کر آیا ہوں، وہ سارے تمہارے لئے ہوں گے، اس لڑکے نے کہا کہ میں تو کسی کو شفاء نہیں دے سکتا، شفاء تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے شفاء دے دے، پھر وہ (شخص) اللہ پر ایمان لے آیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرما دی، پھر وہ آدمی بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا، جس طرح کہ وہ پہلے بیٹھا کرتا تھا، بادشاہ نے اس سے کہا کہ کس نے تجھے تیری بینائی واپس لوٹا دی۔

اس نے کہا کہ میرے رب نے (میری بینائی واپس لوٹا دی ہے)، اس نے کہا: کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا: میرا اور تیرا رب ایک (اللہ) ہے۔ پھر بادشاہ اس کو پکڑ کر اسے عذاب دیتا رہا، حتیٰ کہ اس نے بادشاہ کو لڑکے کے بارے میں بتا دیا۔ پھر جب وہ لڑکا آیا، تو بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا کہ اے بیٹے! کیا تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اب تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو بھی صحیح کرنے لگ گیا ہے اور ایسے ایسے کرتا ہے؟ لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دیتا، بلکہ شفاء تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ بادشاہ نے اسے پکڑ کر عذاب دیا، یہاں تک کہ اس نے راہب کے بارے میں بادشاہ کو بتا دیا۔ راہب آیا تو اس سے کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، راہب نے انکار کر دیا، پھر بادشاہ نے آرا منگوایا اور اس راہب کے سر پر رکھ کر اس کا سر چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے، پھر بادشاہ کے ہم نشین کو لایا گیا اور اس سے بھی کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، اس نے بھی انکار کر دیا، بادشاہ نے اس کے سر پر بھی آرا رکھوا کر سر کو چیر کر اس کے دو ٹکڑے کروا دیئے۔ پھر اس لڑکے کو بلوایا گیا، وہ آیا، تو اس سے بھی یہی کہا گیا کہ اپنے مذہب سے پھر جا، اس نے بھی انکار کر دیا، تو بادشاہ نے اس لڑکے کو اپنے کچھ ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا: اسے فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اسے اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھاؤ، اگر یہ اپنے مذہب سے پھر جائے، تو اسے چھوڑ دینا اور اگر انکار کر دے، تو اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دینا۔ چنانچہ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے، تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ تو مجھے ان سے کافی ہے، جس طرح تو چاہے، مجھے ان سے بچا لے، اس پہاڑ پر فوراً ایک زلزلہ آیا، جس سے بادشاہ کے وہ سارے ساتھی گر گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا۔ بادشاہ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ لڑکے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچا لیا ہے۔ بادشاہ نے پھر اس لڑکے کو اپنے ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا: اسے ایک چھوٹی کشتی میں لے جا کر سمندر کے درمیان میں پھینک دینا، اگر یہ اپنے مذہب سے نہ پھرے۔ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو لے گئے، تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ تو جس طرح چاہے، مجھے ان سے بچا لے، پھر وہ کشتی بادشاہ کے ان ساتھیوں سمیت الٹ گئی اور وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا۔ بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا: تیرے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ساتھیوں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچا لیا ہے۔ پھر اس لڑکے نے باشاہ سے کہا: تو مجھے قتل نہیں کر سکتا، جب تک کہ اس طرح نہ کرو، جس طرح کہ میں تجھے حکم دوں۔ بادشاہ نے کہا: وہ کیا؟ اس لڑکے نے کہا: سارے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرو اور مجھے سولی کے تختے پر لٹکاؤ، پھر اپنے ترکش سے ایک تیر کو پکڑو، پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھو اور پھر کہو کہ اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے، پھر مجھے تیر مارو، اگر تم اس طرح کرو، تو مجھے قتل کر سکتے ہو، پھر بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور پھر اس لڑکے کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا، پھر اپنے ترکش میں سے ایک تیر لیا، پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھ کر کہا: اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے، پھر وہ تیر اس لڑکے کو مارا، تو وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں جا گھسا، لڑکے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے والی جگہ پر رکھا اور مر گیا۔ سب لوگوں نے کہا کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی اور اس سے کہا گیا: تجھے جس بات کا ڈر تھا، اب وہی بات آن پہنچی کہ لوگ ایمان لے آئے، تو پھر بادشاہ نے گلیوں کے دھانوں پر خندق کھودنے کا حکم دیا، پھر خندق کھودی گئی اور ان خندقوں میں آگ جلا دی گئی۔ بادشاہ نے کہا: جو آدمی اپنے مذہب سے پھرنے سے باز نہ آئے، اس آدمی کو اس خندق میں ڈال دو۔ تو انہیں خندق میں ڈال دیا گیا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا، وہ عورت خندق میں گرنے سے گھبرائی، تو اس عورت کے بچے نے کہا: اے امی جان صبر کریں! کیونکہ آپ حق پر ہے۔"

دشمنانِ ایمان واسلام سے احتیاط:

دشمنانِ ایمان و اسلام مسلمانوں کو قتل کرنے اور انکو ذلیل کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑتے، جیسا کہ حدیث مذکورہ میں مخالفینِ ایمان نے طرح طرح کی تکالیف محض ایمان کی بنیاد پر دیں، لہٰذا دشمنانِ اسلام سے محتاط رہنا چاہیے۔

علامہ غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں مذکور ہے کہ راہب نے لڑکے سے کہا: جب تم کو ساحر سے خوف ہو تو کہنا: مجھے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب گھر والوں سے خوف ہو تو کہنا: مجھے ساحر نے روک لیا تھا، اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ راہب نے اس کو جھوٹ کی تلقین کی، قاضی عیاض نے کہا: اس کا جواب یہ ہے کہ ضرورت کی وجہ سے جھوٹ بولنا جائز ہے، خصوصاً اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کے لیے اور جب کوئی شخص کسی کو دین سے روک رہا ہو تو اس موقع پر بھی جھوٹ بولنا جائز ہے، علامہ خطابی نے کہا: اس جواز کی دلیل یہ ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے راہب اور اس لڑکے کا یہ واقعہ ان کی مدح اور ثناء کے طور پر بیان کیا ہے اور ان کے اسی فعل کو مقرر رکھا ہے، اگر یہ فعل غلط ہوتا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کا غلط ہونا بیان کر دیتے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس حدیث میں ہے کہ جب اس لڑکے کو اذیت دی گئی تو اس نے راہب کا پتہ بتا دیا، علامہ خطابی کہتے ہیں کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس لڑکے نے راہب کے قتل کی رہنمائی کیسے کی، جبکہ راہب نے اس سے یہ کہا بھی تھا کہ اگر تم کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ، پھر بھی میرا پتہ نہ بتانا، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لڑکا نابالغ تھا، اگر اس کو نابالغ مان لیا جائے تو جواب یہ ہے کہ لڑکے کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس راہب کو قتل کر دیا جائے گا اور راہب نے اپنا پتہ بتانے سے منع کیا تھا لیکن لڑکے نے اس سے وعدہ نہیں کیا تھا، علاوہ ازیں لڑکا اذیت کے ہاتھوں مجبور ہو گیا تھا۔

اس حدیث میں ہے کہ لڑکے نے بادشاہ کو یہ بتایا کہ وہ اس کو کس طریقہ سے قتل کر سکتا ہے، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس لڑکے نے اپنے قتل پر معاونت کی اور یہ جائز نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا: لڑکے نے یہ رہنمائی اس لیے کی تھی کہ تمام لوگوں میں اللہ پر ایمان لانے کی حقانیت ظاہر ہو جائے اور لوگ اس دلیل کو دیکھ کر اللہ پر ایمان لے آئیں، اور ایسا ہی ہوا، علامہ خطابی نے اس کے جواب میں کہا: وہ لڑکا نابالغ تھا یا اس نے اس وجہ سے رہنمائی کی کہ اس کو یقین تھا کہ وہ مآل کار قتل کر دیا جائے گا۔"[390]

جان جانے کے خوف کے باوجود کلمہ کفر نہ کہنے کی عزیمت

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مسلمانوں کے سامنے اس لڑکے کا ذکر کیا، تاکہ اگر ان کو دین کی راہ میں تکلیفوں اور ایذاؤں کو برداشت کرنا پڑے، تو وہ ان پر صبر کریں اور ان کے اندر حوصلہ پیدا ہو، اور وہ اس لڑکے کو اپنے لیے اسوہ، نمونہ اور اپنا آئیڈیل بنائیں، اور دین حق پر مضبوطی سے جمے اور ڈٹے رہیں اور دین حق کی تبلیغ میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کریں اور جس طرح اس لڑکے نے اپنی کم سنی کے باوجود حق کی راہ میں صبر کیا، اسی طرح اس راہب نے بھی صبر کیا، حتیٰ کہ اس کو آرے سے کاٹ ڈالا گیا، اسی طرح اور بہت لوگ جو اللہ پر ایمان لائے تھے اور ایمان ان کے دلوں میں راسخ ہو چکا تھا، انہوں نے عزم اور ہمت سے کام لیا، حتیٰ کہ ان کو آگ میں ڈال دیا گیا اور ان کے پائے استقلال میں جنبش نہیں آئی۔

شعر ؎

ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے ہم پیروئِ حنبل و نعمان کریں گے

ہم اہلِ جنوں اور جھکیں موت کے آگے ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے

❖

---

390 - سعیدی: تبیان القرآن، ج12، ص654

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قرآن کریم سے ثبوت:

قرآن مجید میں ہے، حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

"يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ." [391]

"اے میرے پیارے بیٹے! تم نماز قائم رکھنا اور نیک کاموں کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا اور (اس معاملہ میں) تم پر جو مصیبت آئے، اس پر صبر کرنا، بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔"

حدیث مبارکہ سے ثبوت:

حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا، وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ." [392]

"حضرت ابو الدرداء (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میرے خلیل (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ کو وصیت کی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا، اگرچہ تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاؤ، اور جلا دیئے جاؤ، اور فرض نماز کو جان بوجھ کر مت چھوڑنا، کیونکہ جس نے جان بوجھ کر اسے چھوڑا، تو اس سے اللہ کی پناہ اٹھ گئی، اور تم شراب مت پینا، کیونکہ شراب تمام برائیوں کی کنجی ہے۔"

جان جانے کے خطرہ سے کلمہ کفر کہنے کی رخصت:

اگر کوئی شخص اپنی جان بچانے کے لیے کلمہ کفر کہہ دے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو، تو عزیمت یہی ہے کہ کلمۂ کفر نہ کہے، لیکن جان بچانے کے لیے کلمہ کفر کہنے کی رخصت بھی ہے، قرآن مجید میں ہے:

"مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ." [393]

391 ۔ لقمان 17:31

392 ۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، حديث نمبر: 4034، ج2، ص1339

393 ۔ النحل 16:106

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"جس نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر کیا، سوائے اس کے جس کو کفر پر مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو، ہاں! جو لوگ کھلے دل کے ساتھ کفر کریں، تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

مومنین کو تکلیف دینے کی سزا:

اس حدیث میں بادشاہ اور اس کے چیلوں نے مؤمنین کے ساتھ بدسلوکی کی، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جہنم کا وعدہ کیا، جس میں ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، اللہ تعالیٰ اسی قصے کو مختصراً بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتا ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ۔"[394]

"بیشک وہ لوگ جنھوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو آزمائش میں ڈالا، پھر توبہ بھی نہیں کی، توان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلنے کا عذاب ہے۔"

یعنی انہوں نے اپنے قبیح اعمال پر توبہ نہ کی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ اور اس کی قوم کے لیے اس بچے کے ہاتھ پر آیات اور بینات کو ظاہر فرمایا، ان کے لیے ان کے کفر پر جہنم کا عذاب ہے اور اس میں ان کے لیے جلانے کا عذاب ہے، کیونکہ انہوں نے مومنوں کو آگ کے عذاب میں جلایا۔ لہذا حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ کسی کو تکلیف نہ دی جائے، اور بے جا تکلیف دینا تو جانوروں کو بھی منع ہے چہ جائیکہ کسی مسلمان کو تکلیف دی جائے۔

آزمائش پر صبر:

اس حدیث میں مصائب پر اولیاء اللہ کا صبر کا بیان ہے، دین کی تبلیغ میں اللہ کے نیک بندوں پر مصائب آتے ہیں اور خطرے کے وقت بھی اپنے دین کا اظہار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس سے دعا کرنی چاہیے، معلوم ہوا آخری وقت تک بھی صابر شاکر رہنا چاہیے، تاکہ یوم قیامت اللہ تعالیٰ سے عظیم اجر مل سکے، فرمان خداوندی ہے:

"وَاصْبِرُوا إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔"[395]

"صبر کرو، بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔"

نتیجۃ البحث:

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی اس باب میں وارد کردہ روایات اور دیگر دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ عزیمت و رخصت دونوں میں سے کسی پر بھی عمل کیا جائے، تو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اور اپنے ماتحت لوگوں کے ساتھ آسانی و خوشی سے پیش آنا چاہیے، لوگوں میں نفرتیں اور ان کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب

394 - البروج 85: 10

395 ۔الانفال 08: 46

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سَعادةُ الطَّلَب

شرح کتاب الادَب

مؤلف: امام ابو بکر ابن ابی شیبہ

حصہ دوم

مترجم:
حافظ محمد نوید لطیف علوی

شارح:
ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابُ مَا جَاءَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ

قوم کا بھانجا انہیں میں سے ہونے کا بیان

201 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ. عَنْ عَوْفٍ. عَنْ زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ. عَنْ أَبِي كِنَانَةَ. عَنْ أَبِي مُوسَى. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ»

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: قوم کا بھانجا انہیں سے ہوتا ہے۔

202 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. عَنْ شُعْبَةَ. عَنْ قَتَادَةَ. عَنْ أَنَسٍ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ»

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: قوم کا بھانجا انہی میں سے ہوتا ہے۔

203 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. عَنْ شُعْبَةَ. قَالَ: قُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ: «ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ»؟. قَالَ: نَعَمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت نعمان بن مقرن سے فرمایا: کیا قوم کا بھانجا انہی میں سے شمار ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔

204 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. عَنْ سُفْيَانَ. عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ. عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ رِفَاعَةَ. عَنْ أَبِيهِ. عَنْ جَدِّهِ. قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا، فَقَالَ: «هَلْ فِيكُمْ مِنْ غَيْرِكُمْ؟». قَالُوا: لَا. إِلَّا ابْنُ أُخْتِنَا. وَحَلِيفُنَا وَمَوْلَانَا. فَقَالَ: «ابْنُ أُخْتِكُمْ مِنْكُمْ، وَحَلِيفُكُمْ مِنْكُمْ، وَمَوْلَاكُمْ مِنْكُمْ»

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قبیلہ قریش کو جمع کیا اور پوچھا: کیا تم میں کوئی غیر تو موجود نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، سوائے ہمارے بھانجوں، ہمارے حلیفوں اور ہمارے غلاموں کے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تمہارے بھانجے تم ہی میں سے ہیں، تمہارے حلیف تم ہی میں سے ہیں، اور تمہارے غلام بھی تم ہی میں سے ہیں۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

رفاعہ ابن رافع: آپ کی کنیت ابو معاذ ہے، زرقی انصاری ہیں، بدر وغیرہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے، جنگ جمل، صفین میں حضرت علی کے ساتھ رہے، امیر معاویہ کی سلطنت میں وفات پائی۔[396]

396 - الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی۔ مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ، تابعین۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ الْحَرَجِ فِي الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

بنی اسرائیل کے اقوال اخذ کرنے کی رخصت کا بیان

205 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اسرائیلی روایات بیان کر سکتے ہو، اس میں کوئی حرج نہیں۔

206 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَإِنَّهُ كَانَتْ مِنْهُمْ عَجَائِبُ الْأَعَاجِيبِ»

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اسرائیلی روایات آپس میں بیان کرو، کیونکہ اس میں عجیب وغریب باتیں ہوتی ہیں۔

207 حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ»

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اسرائیلی روایات بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں۔

208 حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ»

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی طرف سے روایات بیان کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔

تشریح:

تفسیر ابن کثیر میں ایک مقام پر ابلیس (شیطان) کا ذکر کرتے ہوئے اسرائیلی روایات کے بارے میں امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

قَالَ الضَّحَّاكُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ إِبْلِيسُ مِنْ حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْمَلَائِكَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: الْجِنُّ، خُلِقُوا مِنْ نَارِ السَّمُومِ مِنْ بَيْنِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ: وَكَانَ اسْمُهُ الْحَارِثُ، وَكَانَ خَازِنًا مِنْ خُزَّانِ الْجَنَّةِ، وخُلقت الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ غَيْرَ هَذَا الْحَيِّ قَالَ: وَخُلِقَتِ الْجِنُّ الَّذِينَ ذُكِرُوا فِي الْقُرْآنِ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَهُوَ لِسَانُ النَّارِ الَّذِي يَكُونُ فِي طَرَفِهَا إِذَا الْتَهَبَتْ.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَقَالَ الضَّحَّاكُ أَيْضًا، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ إِبْلِيسُ مِنْ أَشْرَفِ الْمَلَائِكَةِ وَأَكْرَمُهُمْ قَبِيلَةً. وَكَانَ خَازِنًا عَلَى الْجِنَانِ، وَكَانَ لَهُ سُلْطَانُ [السَّمَاءِ] الدُّنْيَا وَسُلْطَانُ الْأَرْضِ، وَكَانَ مِمَّا سَوَّلَتْ لَهُ نَفْسُهُ، مِنْ قَضَاءِ اللّٰهِ أَنَّهُ رَأَى أَنَّ لَهُ بِذَلِكَ شَرَفًا عَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ، فَوَقَعَ مِنْ ذَلِكَ فِي قَلْبِهِ كِبْرٌ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ. فَاسْتَخْرَجَ اللّٰهُ ذَلِكَ الْكِبْرَ مِنْهُ حِينَ أَمَرَهُ بِالسُّجُودِ لِآدَمَ "فَاسْتَكْبَرَ، وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَقَوْلُهُ: {كَانَ مِنَ الْجِنِّ} أَيْ: مِنْ خُزَّانِ [الْجِنَانِ، كَمَا يُقَالُ لِلرَّجُلِ: مَكِّيٌّ، وَمَدَنِيٌّ، وَبَصْرِيٌّ، وَكُوفِيٌّ. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، نَحْوَ ذَلِكَ.

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْر، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: هُوَ مِنْ خُزَّانِ] الْجَنَّةِ، وَكَانَ يُدَبِّرُ أَمْرَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا.

رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدٍ، بِهِ.

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: كَانَ رَئِيسَ مَلَائِكَةِ سَمَاءِ الدُّنْيَا.

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ خَلاد بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ إِبْلِيسُ قَبْلَ أَنْ يَرْكَبَ الْمَعْصِيَةَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، اسْمُهُ عَزَازِيلُ، وَكَانَ مِنْ سُكَّانِ الْأَرْضِ، وَكَانَ مِنْ أَشَدِّ الْمَلَائِكَةِ اجْتِهَادًا وَأَكْثَرِهِمْ عِلْمًا. فَذَلِكَ دَعَاهُ إِلَى الْكِبْرِ، وَكَانَ مِنْ حَيٍّ يُسَمَّوْنَ جِنًّا.

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمة وَشَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِر، أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَبِيلَةً مِنَ الْجِنِّ، وَكَانَ إِبْلِيسُ مِنْهَا، وَكَانَ يَسُوسُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. فَعَصَى، فَسَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَمَسَخَهُ شَيْطَانًا رَجِيمًا لَعَنَهُ اللّٰهُ مَمْسُوخًا، قَالَ: وَإِذَا كَانَتْ خَطِيئَةُ الرَّجُلِ فِي كِبْر فَلَا تَرْجُه، وَإِذَا كَانَتْ فِي مَعْصِيَةٍ فَارْجُهُ.

وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْر أَنَّهُ قَالَ: كَانَ مِنَ الْجَنَّانِينَ، الَّذِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْجَنَّةِ.

وَقَدْ رُوِيَ فِي هَذَا آثَارٌ كَثِيرَةٌ عَنِ السَّلَفِ، وَغَالِبُهَا مِنَ الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ الَّتِي تُنْقَلُ لِيُنْظَرَ فِيهَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَالِ كَثِيرٍ مِنْهَا. وَمِنْهَا مَا قَدْ يُقْطَعُ بِكَذِبِهِ لِمُخَالَفَتِهِ لِلْحَقِّ الَّذِي بِأَيْدِينَا. وَفِي الْقُرْآنِ غُنْيَةٌ عَنْ كُلِّ مَا عَدَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ الْمُتَقَدِّمَةِ؛ لِأَنَّهَا لَا تَكَادُ تَخْلُو مِنْ تَبْدِيلٍ وَزِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ. وَقَدْ وُضِعَ فِيهَا أَشْيَاءُ كَثِيرَةٌ. وَلَيْسَ لَهُمْ مِنَ الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِينَ الَّذِينَ يَنْفُونَ عَنْهَا تَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ، كَمَا لِهَذِهِ [الْأُمَّةِ مِنَ] الْأَئِمَّةِ وَالْعُلَمَاءِ، وَالسَّادَةِ الْأَتْقِيَاءِ وَالْأَبْرَارِ وَالنُّجَبَاءِ مِنَ الْجَهَابِذَةِ النُّقَّادِ، والحفاظ الْجِيَادِ، الَّذِينَ دَوَّنُوا الْحَدِيثَ وَحَرَّرُوهُ، وَبَيَّنُوا صَحِيحَهُ مِنْ حَسَنِهِ، مِنْ ضَعِيفِهِ، مِنْ مُنْكَرِهِ وَمَوْضُوعِهِ، وَمَتْرُوكِهِ وَمَكْذُوبِهِ، وَعَرَفُوا الْوَضَّاعِينَ وَالْكَذَّابِينَ وَالْمَجْهُولِينَ.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنْ أَصْنَافِ الرِّجَالِ، كُلُّ ذَلِكَ صِيَانَةً لِلْجَنَابِ النَّبَوِيِّ وَالْمَقَامِ الْمُحَمَّدِيِّ، خَاتَمِ الرُّسُلِ، وَسَيِّدِ الْبَشَرِ [عَلَيْهِ أَفْضَلُ التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ]، أَنْ يُنْسَبَ إِلَيْهِ كَذِبٌ، أَوْ يُحَدَّثَ عَنْهُ بِمَا لَيْسَ مِنْهُ . فَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ، وَجَعَلَ جَنَّاتِ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُمْ، وَقَدْ فَعَلَ.[397]

"حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں وہ جن تھا یعنی جنت کا خازن تھا جیسے لوگوں کو شہروں کی طرف نسبت کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں مکی مدنی بصری کوفی۔ یہ جنت کا خازن آسمان دنیا کے کاموں کا مدبر تھا یہاں کے فرشتوں کا رئیس تھا۔ اس معصیت سے پہلے وہ ملائکہ میں داخل تھا لیکن زمین پر رہتا تھا۔ سب فرشتوں سے زیادہ کوشش سے عبادت کرنے والا اور سب سے زیادہ علم والا تھا اسی وجہ سے پھول گیا تھا۔ اس کے قبیلے کا نام جن تھا آسمان وزمین کے درمیان آمد و رفت رکھتا تھا۔ رب کی نافرمانی سے غضب میں آ گیا اور شیطان رجیم بن گیا اور ملعون ہو گیا۔ پس متکبر شخص سے توبہ کی امید نہیں ہو سکتی ہاں تکبر نہ ہو اور کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس سے ناامید نہ ہونا چاہئے کہتے ہیں کہ یہ تو جنت کے اندر کام کاج کرنے والوں میں تھا۔ سلف کے اور بھی اس بارے میں بہت سے آثار مروی ہیں لیکن یہ اکثر بیشتر بنی اسرائیلی ہیں صرف اس لئے نقل کئے گئے ہیں کہ نگاہ سے گزر جائیں۔ اللہ ہی کو ان کے اکثر کا صحیح حال معلوم ہے۔ ہاں بنی اسرائیل کی روایتیں وہ تو قطعاً قابل تردید ہیں جو ہمارے ہاں کے دلائل کے خلاف ہوں۔

بات یہ ہے کہ ہمیں تو قرآن کافی وافی ہے، ہمیں اگلی کتابوں کی باتوں کی کوئی ضرورت نہیں، ہم ان سے محض بے نیاز ہیں۔ اس لئے کہ وہ تبدیل ترمیم کمی بیشی سے خالی نہیں، بہت سی بناوٹی چیزیں ان میں داخل ہو گئی ہیں اور ایسے لوگ ان میں نہیں پائے جاتے جو اعلیٰ درجہ کے حافظ ہوں کہ میل کچیل دور کر دیں، کھرا کھوٹا پرکھ لیں، زیادتی اور باطل کے ملانے والوں کی دال نہ گلنے دیں جیسے کہ اللہ رحمن نے اس امت میں اپنے فضل و کرم سے ایسے امام اور علماء اور سادات اور بزرگ اور متقی اور پاکباز اور حفاظ پیدا کئے ہیں جنہوں نے احادیث کو جمع کیا، تحریر کیا۔ صحیح، حسن، ضعیف، منکر، متروک، موضوع سب کو الگ الگ کر دکھایا یا گھڑنے والوں، بنانے والوں، جھوٹ بولنے والوں کو چھانٹ کر الگ کھڑا کر دیا تاکہ ختم المرسلین العالمین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پاک اور مبرک کلام محفوظ رہ سکے اور باطل سے بچ سکے اور کسی کا بس نہ چلے کہ آپ کے نام سے جھوٹ کو رواج دے لے اور باطل کو حق میں ملا دے۔ پس ہماری دعا ہے کہ اس کل طبقہ پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و رضامندی نازل فرمائے اور ان سب سے خوش رہے۔ آمین!۔"

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ اس آیت کریمہ:

"وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ"

---

397 ۔ الكتاب: تفسير القرآن العظيم. المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ). المحقق: سامي بن محمد سلامة. الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع. الطبعة: الثانية 1420هـ 1999م. ج5. ص168. تحت سورة الكهف: 50

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ترجمہ : "اور ہم نے سلیمان کو آزمائش میں مبتلا کیا اور ان کی کرسی پر ایک جسم ڈال دیا، پھر انہوں نے (ہماری طرف) رجوع کیا"

کی تفسیر میں اسرائیلی روایات کے رد میں چند دلائل پیش کرتے ہیں:

"اسرائیلی روایات کا رد علامہ زمخشری سے:

علامہ ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی المتوفی ۵۳۸ھ لکھتے ہیں:

محققین علماء نے ان روایات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ یہودیوں کی باطل روایات میں سے ہیں اور شیاطین اس قسم کے کام کرنے پر قادر نہیں ہیں جن کا ان روایات میں ذکر کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے بندوں پر اس طرح مسلط کرتا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو مغیر کر سکیں اور نہ یہ ممکن ہے کہ ان کو انبیاء علیہم السلام کی ازواج پر اس طرح مسلط کر دیا جائے کہ وہ ان سے بدکاری کریں، رہا مجسموں کا بنانا تو وہ بعض شریعتوں میں جائز تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل۔[398]

قلعے اور مجسمے جو کچھ سلیمان چاہتے تھے جنات ان کے لیے بنا دیتے تھے۔"[399]

اعتراض :

نبی اکرم ﷺ کے فرامین سے معلوم ہو رہا ہے کہ اسرائیلی روایات میں کچھ حرج نہیں اور بعض مقامات پر مفسرین نے اسرائیلی روایات کے ساتھ قرآن کی تفسیر بھی کی ہے اور جو آپ نے ذکر کیا اس سے اسرائیلی روایات کا رد ثابت ہوتا ہے آیا ہم کس پر عمل کریں۔

جواب:

ہم نے پہلے بھی تفسیر ابن کثیر کی روشنی میں یہ واضح کیا ہے کہ اسرائیلی روایات اس وقت مردود ہوں گی جب یہ قرآن کے خلاف ہوں یا ان کے راوی غیر مسلم ہو، اور جن اسرائیلی روایات میں عدم حرج نبی اکرم ﷺ کے فرامین سے واضح ہے وہ ایسی روایات ہیں جو قرآن و حدیث کے اور عقائد صحابہ و تابعین کے مطابق ہیں ان کے ذکر میں کوئی حرج نہیں۔ علامہ قاضی ثناء اللہ مظہری علیہ الرحمۃ اس بارے میں فیصلہ کن بات فرماتے ہیں:

"انّ شرائع من قبلنا ما لم یظهر کونها منسوخة فی شریعتنا واجب علینا إتیانها إذا ثبت عندنا بالکتاب والسنة ولا عبرة لروایة الیهود فانهم کفار متهمون الا إذا روی منهم مثل عبد الله بن سلام و کعب الأحبار بعد إیمانه"[400]

398۔ سبا: ۱۳

399۔ الکشاف ج ٤ ص ٩٦، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ١٤١٧ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ترجمہ: "گزشتہ شریعتوں کے احکام اگر وہ ہماری شریعت میں منسوخ نہ ہوگئے ہوں ہمارے لئے بھی باقی ہیں اور کتاب اللہ یا سنت سے اگر ان کا ثبوت ہو رہا ہے تو ان کی تعمیل ہم پر بھی واجب ہے۔ ہاں یہودی روایات کا اعتبار نہیں کیونکہ یہودی کافر ہیں اور ناقابل اعتماد۔ البتہ اگر حضرت عبد اللہ بن سلام اور حضرت کعب احبار جیسے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسلمان ہونے کی حالت میں اسرائیلی روایات نقل کریں تو قابل اعتماد ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَشَبُّهِ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ بِالرِّجَالِ

باب: مردوں کا عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کا مردوں کے ساتھ مشابہت کا بیان

209 حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَزِيدَ بْنَ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ»، قُلْتُ لِعِكْرِمَةَ: مَا الْمُتَرَجِّلَاتُ؟، قَالَ: «الْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ»

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت نے آدمیوں میں سے مخنث بننے والوں پر اور عورتوں میں مرد کی مشابہت اختیار کرنے والیوں پر لعنت کی۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت عکرمہ سے پوچھا: مترجلات کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا: مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں مراد ہیں۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عکرمہ: آپ حضرت عبداللہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں، کنیت ابو عبداللہ ہے۔ بربر کے رہنے والے ہیں، فقہاء مکہ سے ہیں، آپ سے ایک مخلوق نے روایات لی ہیں، ۸۰ اسی سال عمر ہوئی ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات پائی کسی نے سعید ابن جبیر سے پوچھا کہ کیا کوئی آپ سے بڑا عالم ہے فرمایا عکرمہ۔[401]

210 حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ جَهْضَمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مَنْ، حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِينَ يَتَشَبَّهُونَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي يَتَشَبَّهْنَ بِالرِّجَالِ»

---

400 ـ الكتاب: التفسير المظهري، المؤلف: المظهري، محمد ثناء الله، المحقق: غلام نبي التونسي، الناشر: مكتبة الرشدية الباكستان، الطبعة: 1412، تحت: النساء: 26

401 ـ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان مخنث مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان مرد نما عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں، لعنت فرمائی۔

211 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَمِعَ مُخَنَّثًا وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ أَخِيهَا: إِنْ يَفْتَحِ اللهُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ»

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے پاس تشریف لائے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مخنث کی آواز سنی جو اپنے بھائی عبد اللہ بن ابی امیہ سے یوں کہہ رہا تھا: اگر اللہ تعالیٰ نے کل کو طائف فتح کیا تو میں تیری راہنمائی کروں گا ایسی عورت پر جو آتی ہے چار پہلوؤں پر اور جاتی ہے آٹھ پہلوؤں پر۔ تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم ان کو اپنے گھروں سے نکال دو۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تعارف:

ام سلمہ: آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے، پہلے حضرت ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں ۴ھ چار میں جب ابو سلمہ کا انتقال ہوگیا تو حضور انور کے نکاح میں آئیں۔ اسی سال شوال کے مہینہ میں نکاح ہوا آپ کی عمر چوراسی سال ہوئی ۱۵۹نسٹھ میں وفات ہوئی۔ آپ سے آپ کی بیٹی زینب اور عائشہ صدیقہ وغیرہما نے روایات لیں۔[402]

212 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ، عَنْ عِكْرِمَةَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ مُخَنَّثٌ»

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے جس میں مخنث ہوتا۔

213 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ»

امام شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں، لعنت فرمائی۔

---

402 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

214 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لُعِنَ مِنَ الرِّجَالِ الْمُتَشَبِّهُ بِالنِّسَاءِ، وَلُعِنَ مِنَ النِّسَاءِ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ الْمُتَرَجِّلَةُ»

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مرفوعاً حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں لعنت کی گئی ہے، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں، ان پر بھی لعنت کی گئی ہے۔

215 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "أَرْبَعَةٌ يُمْسِي اللَّهُ عَلَيْهِمْ سَاخِطًا وَيُصْبِحُ عَلَيْهِمْ غَضْبَانَ: الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چار انسان ایسے ہیں جن پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ ناراضگی اور غضب فرماتا ہے: مردوں میں سے وہ جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور عورتوں میں سے وہ جو مردوں کی مشابہت کرتے ہیں۔

216 حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَسَنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: «الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ لَيْسَتْ مِنَّا وَلَسْنَا مِنْهَا»

حضرت ابراہیم بن عبد الاعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: عورتوں میں سے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں، ہم میں سے نہیں اور ہم ان میں سے نہیں۔

217 حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ خَطَبَ امْرَأَةً بِمَكَّةَ وَهُوَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَيْتَ عِنْدِي مَنْ يُخْبِرُنِي عَنْهَا؟، فَقَالَ مُخَنَّثٌ يُدْعَى هِيتٌ: أَنَا أَنْعَتُهَا لَكَ إِذَا أَقْبَلَتْ قُلْتَ: تَمْشِي عَلَى سِتٍّ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ قُلْتَ: تَمْشِي عَلَى أَرْبَعٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أَرَى هَذَا إِلَّا مُتَنَكِّرًا، مَا أُرَاهُ إِلَّا يَعْرِفُ أَمْرَ النِّسَاءِ» . قَالَ: وَكَانَ يَدْخُلُ عَلَى سَوْدَةَ فَنَهَاهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَهَاهُ، فَكَانَ ذَلِكَ حَتَّى إِمْرَةِ عُمَرَ، فَجَهَدَ، وَكَانَ يُرَخَّصُ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ الْمَدِينَةَ فَيَتَصَدَّقَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا اور اس وقت آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو آپ نے فرمایا: کاش میرے پاس کوئی ایسا بندہ ہو جو اس عورت کے متعلق مجھے خبر دے۔ تو ایک مخنث جس کا نام ہیت تھا، نے کہا کہ میں آپ کو اس عورت کے متعلق خبر دوں گا، جب وہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آئے تو آپ نے کہنا ہے: تو چھ (6) پر چلتی ہے اور جب وہ جانے لگے تو آپ نے کہنا ہے: تو چار پر چلتی ہے۔ اس پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میرے خیال میں یہ ناپسندیدہ فعل ہے اور یہ مخنث عورتوں کے معاملات کو جانتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ مخنث حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کے پاس آتا، تو نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے آنے پر پابندی لگا دی۔ اور جب آپ مدینہ شریف آئے تو آپ نے اسے روک دیا، اور یہی معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ کے ساتھ رہا۔ (بعد ازاں) جب اس نے (آنے) کی کوشش کی تو اس کو مدینہ میں داخل ہونے کی رخصت دے دی جاتی اور جمعہ کے دن کو وہ صدقہ کرتا۔

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عامر ابن سعد: ابن ابی وقاص: آپ زہری قرشی ہیں، ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات پائی۔[403]

تشریح:

امام ابو داود نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس ایک مخنث حاضر لایا گیا، جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگے تھے۔ ارشاد فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ (یعنی اس نے کیوں مہندی لگائی ہے) لوگوں نے عرض کی، یہ عورتوں سے تشبہ کرتا ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے حکم فرمایا، اس کو شہر بدر کر دیا گیا، مدینہ سے نکال کر نقیع کو بھیج دیا گیا۔[404]

ایک روایت میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوا:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: «لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، وَقَالَ: "أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ"»[405]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنث مردوں پر اور مرد بننے والی عورتوں پر لعنت کی اور فرمایا کہ انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"فِي وَاللِّبَاسِ وَالْخِضَابِ وَالصَّوْتِ وَالصُّورَةِ وَالتَّكَلُّمِ وَسَائِرِ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ"

ان مخنث مردوں پر اللہ کی لعنت ہے جو لباس، خضاب، آواز، صورت، بات کرنے اور ہر قسم کے حرکات و سکنات میں مردوں کی مشابہت کرتے ہیں۔[406]

❖

403۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

404۔ سنن أبي داود. كتاب الأدب. باب الحكم في المخنثين. الحديث: ۴۹۲۸، ج ۴، ص ۳۶۸.

405۔ مشکوٰۃ المصابیح. کتاب اللباس. باب الترجل..... الفصل الاوّل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اس کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
مخنث بنا ہے خنث سے بمعنی نرمی یا پیچیدگی۔ مخنث وہ لوگ جو ہوں تو مرد مگر ان کی آواز وضع قطع عورتوں کی سی ہو۔ مخنث دو قسم کے ہیں: ایک پیدائشی، دوسرے بناوٹی یہاں بناوٹی مخنثوں کا ذکر ہے انہیں پر لعنت ہے کہ پیدائشی مخنث تو مجبور ہے۔ معلوم ہوا کہ مرد کا عورتوں کی طرح لباس پہننا، ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا، عورتوں کی طرح بولنا، ان کی حرکات و سکنات اختیار کرنا سب حرام ہے کہ اس میں عورتوں سے تشبیہ ہے، اس پر لعنت کی گئی بلکہ ڈاڑھی مونچھ منڈانا حرام ہے کہ اس میں بھی عورتوں سے مشابہت اور عورتوں کے سے لمبے بال رکھنا، ان میں مانگ چوٹی کرنا حرام ہے کہ ان سب میں عورتوں سے مشابہت ہے، عورتوں کی طرح تالیاں بجانا، مٹکنا، کوے بلانا سب حرام ہے اسی وجہ سے۔
عورتوں کا مردوں کی سی شکل بنانا، ان کا لباس پہننا، ان کی طرح بے پردہ پھرنا حرام ہے لہذا عورتیں بادشاہ یا حاکم نہ بنیں کہ یہ کام مردوں کے ہیں۔
مخنث کو اپنے گھروں میں نہ آنے دو تمہاری عورتیں اس سے پردہ کریں کہ یہ بڑے بدمعاش ہوتے ہیں، پردہ نشین عورتوں کا ذکر غیر مردوں سے کرتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ مخنث اور مردوں کی ہم شکل بننے والی عورتیں دونوں کو گھروں سے نکال دو اور اپنی عورتوں کو ان سے پردہ کراؤ کہ ایسی عورتیں آوارہ ہیں ان سے پردہ واجب۔ (اشعہ) فقہاء فرماتے ہیں کہ آوارہ عورتوں سے شریف عورتوں کا اسی طرح پردہ کرنا فرض ہے جیسے مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے کہ آوارہ عورتیں مردوں سے زیادہ خطرناک ہیں، ایسی آوارہ عورتوں نے شریفوں کے بہت گھر اجاڑ دیئے۔[407]

مخنث کے بارے میں احکام:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ. فَقَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ أَخِي أُمِّ سَلَمَةَ: يَا عَبْدَ اللهِ إِنْ فَتَحَ اللهُ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفَ فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَدْخُلَنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ»[408]

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور گھر میں ایک ہیجڑا تھا، عبد اللہ ابن امیہ جو جناب ام سلمہ کے بھائی ہیں سے کہہ رہا تھا کہ اے عبد اللہ کہ کل اگر اللہ تمہیں طائف کی فتح دے تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کا پتا دیتا ہوں جو آتی ہے چار سے اور جاتی ہے آٹھ سے تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ ہر گز تمہارے پاس نہ آیا کریں۔

---

406 ـ الكتاب: مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح. المؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ). الناشر: دار الفكر، بيروت لبنان. الطبعة: الأولى، 1422هـ ـ 2002م. كتاب اللباس. باب الترجل

407 ـ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الترجل.....الفصل الاول۔

408 ـ مشكوٰة المصابيح. كتاب النكاح. باب النظر الى المخطوبة.....الفصل الثالث.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اس کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مخنّث نون کے فتح سے بھی پڑھا جاتا ہے اور نون کے کسرہ سے بھی۔ مخنث وہ ہے جو حرکات و سکنات، گفتار و رفتار میں عورتوں کی طرح ہو اگر قدرتی یہ حالت ہو تو وہ گنہگار نہیں اور اگر مرد ہے مگر عورت کی شکل بناتا ہے تو بفرمان حدیث ملعون ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد بننے والی عورتوں پر اور عورت بننے والے مردوں پر لعنت فرمائی، یہ قدرتی مخنث تھا۔ حضرت ام المؤمنین حضرت ام سلمہ نے سمجھا کہ یہ غیر اُولی الاربہ میں داخل ہے جن سے پردہ نہیں اس لیے اسے گھر میں آنے کی اجازت دے دی حضور انور نے اس کی یہ گفتگو سن کر اسے غیر اُولی الاربہ میں داخل نہ فرمایا اس مخنث کا نام ماطغ یا ہیت تھا۔

کل سے مراد آئندہ زمانہ ہے یہ واقع فتح طائف سے پہلے کا ہے جب طائف پر حملہ ہونا والا تھا اور فتح طائف سے مراد قلعہ طائف کا فتح کرنا ہے۔

غیلان طائف کے ایک شخص کا نام تھا اس کی اس بیٹی کا نام بادیہ تھا یہ فتح طائف کے بعد حضرت عبد الرحمان ابن عوف کے نکاح میں آئی۔

(جو آتی ہے چار سے اور جاتی ہے آٹھ سے) یعنی وہ لڑکی اتنی موٹی ہے کہ موٹاپے کی وجہ سے اس کے پیٹ میں چار سلوٹیں یعنی بلٹیں ہیں جسے عربی میں عکنہ کہتے ہیں جب سامنے آتی ہے تو چاروں بلٹیں پوری نظر آتی ہیں اور جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو ان چاروں بلٹوں کے دو طرفہ کنارے نظر آتے ہیں ہر سلوٹ و بلٹ کے چار کنارے تو دو کے آٹھ ہوئے عموماً مرد موٹی عورت کو پسند کرتے ہیں اس لیے وہ مخنث اس کی موٹائی بیان کر رہا ہے۔

نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مخنث کو گھر میں آنے سے منع کر دیا اس حکم سے پہلے خنثوں یعنی ہیجڑوں کا گھروں میں آنا ممنوع نہ تھا کیونکہ یہ عورت کے قابل نہیں ہوتے جیسے بہت چھوٹے لڑکے یا بہت بوڑھے مرد یا خصی یا مجبوب (ذکر کٹا ہوا) مگر آج پتہ لگا کہ ہیجڑوں کا گھروں میں آنا فساد کا باعث ہے جیسے وہ دوسری عورتوں کا ذکر ہم سے کرتے ہیں ہماری عورتوں کا ذکر دوسروں سے ضرور کریں گے، اس لیے ان کو مسلمانوں کے گھروں سے روک دیا گیا۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ خصی مجبوب (ذکر کٹا) بلکہ آوارہ بدمعاش عورتیں بھی اسی حکم میں داخل ہیں کہ مؤمنہ عورتیں ان سے پردہ کریں ان کا فساد مردوں کے فساد سے بھی زیادہ ہے۔[409]

❖

409 ۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ. کتاب النکاح. باب النظر الی المخطوبۃ.....الفصل الثالث.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابٌ فِي كَفِّ اللِّسَانِ وَخَوْفِ مَا يَكُونُ مِنَ الْكَلَام

باب: زبان کو قابو رکھنے اور کلام کرنے سے خوف کا بیان

أَخْبَرَنَا أَبُو الْمَعَالِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ صَابِرٍ السُّلَمِيُّ الدِّمَشْقِيُّ بِهَا قَالَ: أَخْبَرَنَا الشَّرِيفُ النَّسِيبُ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُسَيْنِيُّ. أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْكِتَّانِيُّ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اللَّبَّادُ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّرَايِفِيُّ فِي سَنَةِ خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ، أَخْبَرَنَا عَمِّي أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ:

218 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟، قَالَ: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ»

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! افضل ترین مسلمان کون ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

219 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ: الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ، قَالَ: «أَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ»

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے کھڑے ہو کر سوال کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! افضل ترین اسلام کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یہ کہ تمہارے ہاتھ اور تمہاری زبان سے مسلمان محفوظ ہوں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

220 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنِ النَّزَّالِ، يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَمْلَكِ ذَلِكَ كُلِّهِ»، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَذَلِكَ، قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَمْلَكِ ذَلِكَ كُلِّهِ»، فَأَشَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى لِسَانِهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّا لَنُؤَاخَذُ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟، قَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟» . قَالَ الْحَكَمُ: «وَحَدَّثَنِي بِهِ مَيْمُونُ بْنُ أَبِي شَبِيبٍ، وَسَمِعْتُهُ مِنْهُ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً»

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ان تمام چیزوں کی جڑ نہ بتادوں ؟ آپ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!، جی ہاں، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پھر فرمایا کہ میں تمہیں تمام چیزوں کی جڑ نہ بتادوں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم اپنی زبان سے جو بھی لفظ نکالتے ہیں ان سب پر مواخذہ ہو گا؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے معاذ! تمہیں تمہاری ماں گم پائے۔ لوگوں کو جہنم میں پیشانی کے بل گرانے والی چیز اسی زبان کی کھیتیاں ہوں گی۔ حکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے میمون بن ابی شبیب نے بیان کی اور میں نے ان سے چالیس (40) سال تک سنا ہے۔

221 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ عَنْبَسِ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: «وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ شَيْءٌ أَحْوَجُ إِلَى طُولِ سَجْنٍ مِنْ لِسَانٍ»

حضرت عنبس بن عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں!، زمین پر زبان سے زیادہ کوئی چیز بھی لمبی قید کی محتاج نہیں۔

222 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: دَخَلَ عُمَرُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ آخِذٌ بِلِسَانِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: «هَكَذَا إِنَّ هَذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ»

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اس حال میں کہ انہوں نے اپنی زبان کو پکڑا ہوا تھا اور یوں فرمارہے تھے: یہی ہے جس نے مجھے مصیبتوں کے گھاٹ اتارا۔

223 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: «يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ شَيْءٍ أَتَّقِي لِلَّهِ، فَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ»

حضرت عبد اللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد حضرت سفیان نے فرمایا: کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں کن چیزوں سے بچوں؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جواب میں اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سفیان ابن اسید: آپ حضرمی شامی ہیں، حضرت جبیر وغیرہم نے آپ سے روایات لیں۔
سفیان ابن ابی زہیر: آپ ازدی ہیں، بنی شنوءہ سے ہیں، حجازی محدث ہیں۔
سفیان ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن ربیعہ کے بیٹے ہیں، کنیت ابو عمرو ہے، ثقفی ہیں، طائف والوں میں سے ہیں، حضرت عمر فاروق کی طرف سے طائف کے حاکم رہے۔
(نوٹ: ان تینوں کو امام تبریزی نے صحابہ کرام میں شامل کیا ہے۔[410])

224 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «أَحَقُّ مَا طَهَّرَ الْمُسْلِمُ لِسَانُهُ»

حضرت عبد اللہ بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ سب سے زیادہ حقدار چیز جس کو مسلمان پاکیزہ رکھے، وہ اس کی زبان ہے۔

تشریح:

زبان کی حفاظت:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ }[411]

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے" ٥

غیبت کرنے کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دینے کی وجہ:

اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے کی مثال مردار کھانے سے دی ہے، کیونکہ جس طرح جس مردار کا گوشت کھایا جائے اس کو علم نہیں ہوتا کہ اس کا گوشت کھایا جارہا ہے، اسی طرح جس شخص کا پس پشت عیب بیان کیا جائے اس کو بھی یہ علم نہیں ہوتا کہ اس کا پس پشت عیب بیان کیا جارہا ہے، نیز جس طرح مردار کا گوشت کھانا حرام ہے اور گھناؤنا فعل ہے۔ اسی طرح کسی مسلمان کی غیبت کرنا بھی حرام ہے اور گھناؤنا فعل ہے نیز کسی مسلمان کی جب غیبت کی جائے تو وہ اپنے واقف لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور رسوا ہو جاتا ہے اور کسی مسلمان کو بے عزت کرنا اس کو قتل کر دینے کے مترادف ہے اسی

410۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

411۔ الحجرات: 12

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

وجہ سے رسول اللہ (ﷺ) نے مسلمانوں پر جس طرح ایک دوسرے کی جان اور مال کو حرام کیا ہے، اسی طرح اس کی عزت کو بھی حرام کیا ہے، حدیث میں ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: بے شک اللہ نے تمہاری جانوں کو اور تمہارے مالوں کو اور تمہاری عزتوں کو ایک دوسرے پر اس طرح حرام کر دیا ہے جیسے آج کے دن، اس مہینہ میں تمہارے اس شہر کی حرمت ہے۔[412]

نیز اس آیت کا یہ معنی بھی ہے: جس طرح تم میں سے کوئی شخص مردار کھانے سے اجتناب کرتا ہے اسی طرح کو غیبت کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

"عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَضْمِنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمِنْ لَهُ الْجَنَّةَ۔[413]

ترجمہ: روایت ہے حضرت سہل بن سعد سے فرماتے ہیں فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی مجھے اپنے دو جبڑوں اور دو پاؤں کے درمیان کی چیز کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

وضاحت:

دو جبڑوں کے درمیان کی چیز زبان و تالو وغیرہ ہے اور دو پاؤں کے بیچ کی چیز شرمگاہ ہے یعنی اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت ناجائز باتیں کرنے سے بچائے اپنے منہ کو حرام غذا سے محفوظ رکھے، اپنی شرمگاہ کو زنا کے قریب نہ جانے دے ظاہر بات ہے ایسا مسلمان مومن متقی ہو گا۔ خیال رہے کہ قریباً اسّی فیصدی گناہ زبان سے ہوتے ہیں جو اپنی زبان کی پابندی کرے وہ چوری ڈکیتی قتل بھی نہیں کرتا انسان جرم جبھی کرتا ہے جبکہ جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو جاوے کہ اگر پکڑا گیا تو میں انکار کر دوں گا جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ضمانت تا قیامت انسانوں کیلئے ہے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ضمانت خدا (عزوجل) کی ضمانت ہے۔[414]

412 ۔ صحیح البخاری رقم الحدیث :1742. سنن ابو داؤد رقم الحدیث :4686. سنن نسائی رقم الحدیث : 4125. سنن ابن ماجه رقم الحدیث : 3943

413 ۔ مشکوٰۃ المصابیح .کتاب الاداب .باب حفظ اللسان ـــــ الخ. الفصل الاول . الحدیث ۴۸۱۲. ج ۲. ص ۱۸۹

414 ۔ مراۃ المناجیح .ج ۶. ص ۴۴۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

غیبت کی مذمت میں چند احادیث:

مسلم و ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، عزت، اور مال حرام ہیں۔[415]

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ سود کے بہتر 72 گناہ ہیں ان میں سے کم تر یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے اور سب سے (بدتر اور زیادہ گناہ والا) سود مسلمان بھائی کی عزت میں ہاتھ ڈالنا ہے۔[416]

امام ابن ابی دنیا نے اپنی کتاب "ذم الغیبۃ" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا تو اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی پھر فرمایا" ایک درہم سود کا جو آدمی کمائے وہ درہم اللہ کے نزدیک 36 بار زنا کرنے سے بھی برا ہے اور سب سے بڑا سود مسلمان آدمی کی عزت کو ہاتھ ڈالنا ہے۔[417]

امام ابن ابی دنیا اور امام بیہقی علیہما الرحمۃ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" سود ستر سے زائد دروازے ہیں ان دروازوں میں سب سے چھوٹا دروازہ حالت اسلام میں ماں کے ساتھ زنا کرنا ہے اور سود کا ایک درہم 35 بار زنا کرنے سے بھی برا ہے اور سود میں سے سب سے بڑا، برا، خبیث ترین سود کسی مسلمان کی عزت و حرمت میں ہاتھ ڈالنا ہے۔[418]

امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے، فرماتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی آپ کو ایسی ایسی صفیہ نے روک لیا تھا (اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پست قد کہا) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آپ نے ایسی بات کہی ہے اگر اس کو سمندر کے پانی کے ساتھ ملایا جائے تو اس سے بھی بڑھ جائے۔[419]

---

415 ۔ عقود الجمان، امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ، مکتبہ نعمانیہ، محلہ جنگی، پشاور، مقدمہ، فصل الثالث فی النہی عن غیبۃ........الخ، ص 26،27

416 ۔ عقود الجمان، امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ، مقدمہ، فصل الثالث فی النہی عن غیبۃ۔ الخ، ص 26،27

417 ۔ عقود الجمان، امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ، مقدمہ، فصل الثالث فی النہی عن غیبۃ........الخ، ص 26،27

418 ۔ عقود الجمان، امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ، مقدمہ، فصل الثالث فی النہی عن غیبۃ..الخ، ص 26،27

419 ۔ عقود الجمان، امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ، مقدمہ، فصل الثالث فی النہی عن غیبۃ........الخ، ص 26،27

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے تو ایک آدمی اُٹھ کر چلا گیا اس کے جانے کے بعد ایک آدمی اس کے بارے کچھ بولنے لگا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حلال کرو اس نے عرض کیا کس چیز کو حلال کروں میں نے تو گوشت نہیں کھایا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابھی تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے۔[420]

امام ابو یعلی، طبرانی، اور ابو شیخ نے اپنی کتاب التوبیخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا تو قیامت قریب ہے اس کو کہا جائے گا اپنے مردہ بھائی کا گوشت بھی ایسے ہی کھا جیسا اس کی زندگی میں کھاتا تھا تو وہ اس کو ناک چڑھاتا ہوا اور چیختا ہوا کھائے گا۔[421]

امام ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جب جبرئیل مجھے لے کر اوپر چڑھے (معراج کی رات کو) تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو خراش لگا رہے تھے میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزت میں ہاتھ ڈالتے تھے۔[422]

امام احمد، اور ابن ابی دنیا ثقہ روایوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے تو مردار کی بدبو آئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہوں یہ بدبو کیسی ہے یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کو عیب لگاتے ہیں۔[423]

یہ حال مسلمانوں کو عیب لگانے کا ہے تو نبی جیسی منزہ و مبرہ ذات کو عیب لگانے کا حال کیا ہو گا؟؟؟ ابو الاحمد غفرلہ

امام احمد، طبرانی، نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزر جس کے صاحب کو عذاب ہو رہا تھا، تو نبی اکرم ﷺ یہ قبر والا لوگوں کا گوشت کھاتا تھا (یعنی غیبت کرتا تھا)[424]

420 ۔ عقود الجمان. امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ. مقدمہ. فصل الثالث فی النھی عن غیبۃ........الخ. ص26.27

421 ۔ عقود الجمان. امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ. مقدمہ. فصل الثالث فی النھی عن غیبۃ........الخ. ص26.27

422 ۔ عقود الجمان. امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ. مقدمہ. فصل الثالث فی النھی عن غیبۃ........الخ. ص26.27

423 ۔ عقود الجمان. امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ. مقدمہ. فصل الثالث فی النھی عن غیبۃ........الخ. ص26.27

424 ۔ عقود الجمان. امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ. مقدمہ. فصل الثالث فی النھی عن غیبۃ........الخ. ص26.27

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غیبت اور نمیمت ایمان کو ایسے کاٹ دیتے ہیں جیسے چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔[425]

امام اصبہانی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "(قیامت کے دن) آدمی کو اس کا نامہ اعمال کھول کر دیا جائے گا تو کہے گا اے میرے رب میری فلاں فلاں نیکیاں کہاں ہیں جن کو میں جانتا ہوں وہ تو میرے نامہ اعمال میں نہیں (لکھی گئیں) تو اس کو کہا جائے گا وہ تیرے لوگوں کی غیبت کی وجہ سے مٹ گئیں (یعنی ضائع ہو گئیں)[426]

امام طبرانی، ابو داؤد اور حاکم علیہ الرحمۃ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جس نے کسی مؤمن کے بارے میں وہ بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ کے کیچڑ میں رکھے گا یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائے جو اس نے مؤمن کے بارے میں کہا ہے، لیکن وہ اس سے نکل نہیں سکے گا۔[427]

گفتگو کے آداب:

بات چیت میں ہمیشہ اس کا دھیان رکھو کہ تمہاری زبان سے کوئی گناہ کی بات نہ نکل جائے حدیث شریف میں ہے کہ بہت سے لوگوں کو ان کی زبانوں سے نکلی ہوئی باتیں جہنم میں لے جائیں گی اس لئے خاص طور پر بات چیت کرنے میں ان باتوں کا خیال رکھو۔

(۱) بے سوچے سمجھے ہر گز کوئی بات مت کہو جب سوچ کر تمہیں یقین ہو جائے کہ یہ بات کسی طرح بری نہیں تب بولو ورنہ بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔

(۲) کسی کو بے ایمان کہنا یا یہ کہنا کہ فلاں پر خدا کی مار' خدا کی پھٹکار' خدا کی لعنت' خدا کا غضب پڑے' فلاں کو دوزخ نصیب ہو' اس طرح سے بولنا گناہ کی بات ہے جس کو ایسا کہا ہے اگر واقعی وہ ایسا نہ ہوا تو یہ بری لعنت اور پھٹکار لوٹ کر کہنے والے پر پڑے گی۔

---

425 ـ عقود الجمان. امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ. مقدمہ. فصل الثالث فی النھی عن غیبۃ.الخ. ص26.27

426 ـ عقود الجمان. امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ. مقدمہ. فصل الثالث فی النھی عن غیبۃ........الخ. ص26.27

427 ـ عقود الجمان. امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمۃ. مقدمہ. فصل الثالث فی النھی عن غیبۃ........الخ. ص26.27

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(۳)اگر تم کو کسی نے دکھ دینے والی بات کہہ دی ہے تو تم صبر کرو اور معاف کر دو تمہیں بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا اور اگر تم اس کا جواب دینا چاہو تو تم بس اتنا ہی کہہ سکتے ہو جتنا اس نے تم کو کہا ہے اگر اس سے زیادہ کہو گے تو گنہ گار ہو جاؤ گے۔

(۴)دو غلی بات ہر گز ہر گز مت کہو کہ اس کے منہ پر اس کی سی بات کرو اور دوسرے کے منہ پر اس کی سی بات کرو کہ یہ دونوں جہان میں رسوائی کا سامان ہے۔

(۵)نہ کسی کی چغلی کرو نہ کسی کی چغلی سنو کہ یہ بڑے بڑے فسادوں کی جڑ اور گناہ کبیرہ ہے۔

(۶) جھوٹ بھی ہر گز نہ بولو کہ یہ بہت ہی سخت گناہ کبیرہ ہے۔

(۷)خوشامد کے طور پر کسی کے منہ پر اس کی تعریف نہ کرو۔ پیٹھ کے پیچھے بھی حد سے زیادہ کسی کی تعریف نہ کرو۔

(۸)نہ کسی کی غیبت کرو نہ کسی کی غیبت سنو غیبت گناہ کبیرہ ہے اور غیبت یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ کے پیچھے اس کی ایسی کوئی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو رنج ہو اگر چہ وہ بات سچی ہی ہو اور اگر وہ بات ہی غلط ہو تو اس کو کہنا یہ بہتان ہے اس میں غیبت سے بھی زیادہ گناہ ہے۔

(۹)جس شخص کی غیبت کی ہے اگر اس سے معاف نہ کرا سکو تو اس کے لئے مغفرت کی دعائیں کیا کرو امید ہے کہ قیامت میں وہ معاف کر دے۔[428]

(۱۰) کبھی ہر گز کسی سے جھوٹا وعدہ نہ کرو۔

(۱۱) محض اپنی بات کو اونچی رکھنے کے لئے کسی سے بحث نہ کرو۔

(۱۲) کبھی ایسی ہنسی مت کرو جس سے دوسرا ذلیل ہو جائے۔

(۱۳) سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق کئے ہوئے مت کہا کرو کیونکہ اکثر ایسی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔

(۱۴) کسی کی بری صورت یا بری بات کی نقل مت کرو۔

(۱۵)ہمیشہ اچھی باتیں لوگوں کو بتاتے رہو اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہو۔

جھوٹ کی جائز صورتوں کا بیان:

امام نووی علیہ الرحمۃ جھوٹ کی جائز صورتوں کے بارے میں فرماتے ہیں :

428 ۔ ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص٦٧٦

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اِعْلَمْ اَنَّ الْكَذِبَ، وَاِنْ كَانَ اَصْلُهُ مُحَرَّمًا، فَيَجُوْزُ فِيْ بَعْضِ الْاَحْوَالِ بِشُرُوْطٍ قَدْ اَوْضَحْتُهَا فِيْ كِتَابِ: 'الْاَذْكَارِ'، وَمُخْتَصَرُ ذٰلِكَ: اَنَّ الْكَلَامَ وَسِيْلَةٌ اِلَى الْمَقَاصِدِ، فَكُلُّ مَقْصُوْدٍ مَحْمُوْدٍ يُمْكِنُ تَحْصِيْلُهُ بِغَيْرِ الْكَذِبِ يَحْرُمُ الْكَذِبُ فِيْهِ، وَاِنْ لَّمْ يُمْكِنْ تَحْصِيْلُهُ اِلَّا بِالْكَذِبِ، جَازَ الْكَذِبُ۔ ثُمَّ اِنْ كَانَ تَحْصِيْلُ ذٰلِكَ الْمَقْصُوْدِ مُبَاحًا كَانَ الْكَذِبُ مُبَاحًا، وَاِنْ كَانَ وَاجِبًا، كَانَ الْكَذِبُ وَاجِبًا۔ فَاِذَا اخْتَفٰى مُسْلِمٌ مِّنْ ظَالِمٍ يُرِيْدُ قَتْلَهُ، اَوْ اَخْذَ مَالِهِ وَاَخْفٰى مَالَهُ وَسُئِلَ اِنْسَانٌ عَنْهُ، وَجَبَ الْكَذِبُ بِاِخْفَائِهِ۔ وَكَذَا لَوْ كَانَ عِنْدَهُ وَدِيْعَةٌ، وَاَرَادَ ظَالِمٌ اَخْذَهَا، وَجَبَ الْكَذِبُ بِاِخْفَائِهَا۔ وَالْاَحْوَطُ فِيْ هٰذَا كُلِّهِ اَنْ يُّوَرِّيَ۔ وَمَعْنَى التَّوْرِيَةِ: اَنْ يَّقْصِدَ بِعِبَارَتِهِ مَقْصُوْدًا صَحِيْحًا لَّيْسَ هُوَ كَاذِبًا بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهِ، وَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فِيْ ظَاهِرِ اللَّفْظِ، وَبِالنِّسْبَةِ اِلٰى مَا يَفْهَمُهُ الْمُخَاطَبُ، وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وَاَطْلَقَ عِبَارَةَ الْكَذِبِ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ فِيْ هٰذَا الْحَالِ۔

وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ بِجَوَازِ الْكَذِبِ فِيْ هٰذَا الْحَالِ بِحَدِيْثِ اُمِّ كُلْثُوْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنها سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: ''لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِيْ خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا''۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

زَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ: قَالَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ: وَلَمْ اَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ، تَعْنِيْ: الْحَرْبَ، وَالْاِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيْثَ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ، وَحَدِيْثَ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا۔[429]

''جان لیجئے کہ جھوٹ اگرچہ اصلاً حرام ہے تاہم بعض صورتوں میں چند شرائط کے ساتھ جھوٹ جائز ہے ان شرطوں کی وضاحت میں نے کتاب ''الاذکار'' میں کر دی ہے مختصر یہ کہ کلام' حصول مقاصد کا ذریعہ ہوتا ہے ہر نیک مقصد جو جھوٹ کے بغیر حاصل ہو سکتا ہو اس کے لئے جھوٹ بولنا حرام ہے' اور اگر جھوٹ کے بغیر اس کا حصول ممکن نہ ہو تو پھر اس کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ پھر اگر اس مقصد کا حصول مباح ہو تو جھوٹ بولنا مباح ہو گا اور اگر اس کا حصول واجب ہو تو جھوٹ بولنا واجب ہو گا اگر کوئی مسلمان کسی ظالم سے جو اسے قتل کرنا چاہے چھپ جائے یا وہ اس کا مال چھیننا چاہتا ہو اور وہ مسلمان اپنا مال چھپا دے اور کسی مسلمان سے اس کے بارے میں پوچھا جائے تو اس انسان پر واجب ہے کہ اس کو پوشیدہ رکھنے کے لئے جھوٹ بولے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی امانت ہو اور ظالم اس سے امانت کا مال چھیننا چاہتا ہو تو اس مال کو پوشیدہ رکھنے کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہے' اور اس صورت میں زیادہ محتاط طریقہ یہ ہے کہ انسان توریہ کرے اور توریہ کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے کلام سے ایسا مفہوم مراد لے جو اس کی اپنی نیت کے اعتبار سے صحیح ہو جھوٹ نہ ہو اگرچہ عبارت کے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے جیسا کہ مخاطب سمجھے جھوٹ ہی ہو اور اگر وہ توریہ نہ کرے بلکہ مطلقاً

429۔ امام یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، ریاض الصالحین، بَابُ بَیَانِ مَا یَجُوْزُ مِنَ الْکَذِبِ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جھوٹی بات کرے تو وہ اس صورت میں حرام نہیں ہو گی۔ علماء نے ایسی صورت میں جھوٹ بولنے کے جواز پر حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے' اور ان تک اچھی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کرتا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے: حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اس سلسلہ میں لوگوں میں جو باتیں مشہور ہیں ان میں سے تین صورتوں کے علاوہ کسی صورت میں جھوٹ بولنے کے متعلق اجازت دیتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں سنا' وہ تین چیزیں یہ ہیں: جنگ' لوگوں کے درمیان صلح کرانا' مرد کی بات اپنی بیوی سے اور عورت کی اپنے مرد (خاوند) سے بات چیت مرد سے۔"

دیگر اعضاء کی حفاظت:

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: {وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا}[430]

اوراللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان' آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے"o

اس کی تفسیر میں مفسرین کے حسب ذیل اقوال ہے:

1۔ مشرکین نے اپنے آباواجداد کی تقلید میں مختلف عقائد گھڑ رکھے تھے، وہ بتوں کو اللہ کا شریک کہتے تھے، بتوں کو اللہ کی جناب میں شفاعت کرنے والا مانتے تھے، بتوں کی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ قرار دیتے تھے، قیامت کا انکار کرتے تھے، اور بحیرہ، سائبہ وغیرہ کے کھانے کو حرام کہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیات نازل فرمائیں

"ان ھی الا اسمائ سمیتموھا انتم واباٰئکم ما انزل اللہ بھا من سلطان. ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس. ولقد جائھم من ربھم الھدی۔[431]

یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں نازل کی یہ لوگ صرف گمان کی اور اپنے نفسوں کی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں بیشک ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔

واذا قیل ان وعد اللہ حق والساعۃ لا ریب فیھا قلتم ما ندری ما الساعۃ ان نظن الا ظنا وما نحن بمستقینین۔[432]

430۔ بنی اسرائیل: 36

431۔ سورۃ النجم: 53

432۔ سورۃ: الجاثیہ: 32

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے، ہم تو صرف گمان کرتے ہیں اور ہم یقین نہیں کرتے۔

''قل هل عندكم من علم فتخرجوه لنا. ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون''۔[433]

آپ کہے کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے؟ تو وہ تم ہم پر پیش کرو، تم صرف ظن اور گمان کی پیروی کرتے ہو اور تم صرف اٹکل پچو سے باتیں کرتے ہو۔

1۔ اسی نہج پر اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کی پیروی نہ کرو، اور محض ظن اور گمان کے پیچھے نہ چلو۔

2۔ محمد بن حنفیہ نے کہا جھوٹی گواہی نہ دو، حضرت ابن عباس نے فرمایا صرف اس چیز کی گواہی دو جس کو تمہاری آنکھوں نے دیکھا ہو اور تمہارے کانوں نے سنا ہو اور تمہارے دل نے یاد رکھا ہو۔

3۔ اس سے مراد تہمت لگانے سے منع کرنا ہے، زمانہ جاہلیت میں عربوں کی عادت تھی کہ وہ کسی مذمت میں مبالغہ کرنے کے لیے اس کو بدکاری کی تہمت لگاتے تھے اور اس کی ہجو کرتے تھے۔

4۔ اس سے مراد ہے جھوٹ مت بولو، قتادہ نے کہا جب تم نے سنا نہ ہو تو یہ مت کہو میں نے سنا ہے اور جب تم نے دیکھا نہ ہو تو یہ مت کہو میں نے دیکھا ہے۔

5۔ اس سے مراد ہے کسی پر بہتان نہ لگاؤ۔

ظن پر عمل کرنے کی شرعی نظائر:

علماء دین کے فتاوی پر عمل کرنا جائز ہے حالانکہ وہ بھی ظنی ہیں۔(۱) نیک مسلمانوں کی گواہی پر عمل کرنا جائز ہے حالانکہ ان کی گواہی بھی ظنی ہے۔(۲) جب آدمی کو قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو وہ غور و فکر کر کے اپنے اجتہاد سے قبلہ کی سمت معلوم کرے اور اس کے مطابق نماز پڑھے گا حالانکہ یہ بھی ظنی عمل ہے۔(۳) حرم میں شکار کرنے کی جنایت میں اس کی مثل جانور کی قربانی دینی ہوگی اور یہ مماثلت بھی ظنی ہے۔(۴) فصد اور علاج معالجہ کی دیگر صورتیں بھی ظنی ہیں اور ان کے مطابق علاج کرنا جائز ہے۔(۵) ہم بازار سے جو گوشت خرید کر پکاتے ہیں اس کے متعلق یہ کہنا کہ یہ مسلمان صحیح عقیدہ کا ذبیحہ ہے اور صحیح طریقہ سے ذبح کیا گیا ہے یہ بھی ظنی ہے۔ (۶) عدالتوں کے فیصلے بھی ظنی ہوتے ہیں اور ان کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔(۷) ہم کسی شخص پر اسلام کا حکم لگاتے ہیں اس کو مسلمان کہتے ہیں اس کو سلام کرتے ہیں اس کو مسلمان کے قبرستان میں دفن کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی ظنی امر ہے۔(۸) کاروبار میں ہم لوگوں سے روپے پیسے کا لین دین کرتے ہیں دوستوں کی صداقت اور دشمنوں کی عداوت پر اعتماد کرتے ہیں اور یہ سب ظنی امور

433۔ سورۃ: الانعام: 148

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہیں۔(۹) موذن کی اذان سے نماز کا وقت ہونے کا یقین کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی ظنی امر ہے۔(۱۰) افطار اور سحر میں اوقات نماز کے نقشوں، اذانوں اور ریڈیو اور ٹی وی کے اعلانات پر اعتماد کرتے ہیں۔(۱۱) عید، رمضان، حج اور قربانی میں رویت ہلال کمیٹی کے اعلانات پر اعتماد کرتے ہیں اور یہ اعلانات بھی ظنی ہیں۔ حدیث میں ہے ہم ظاہر پر حکم کرتے ہیں اور باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔[434]

بَابُ مَا يُكْرَهُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ

آدمی کے لیے مکروہ ہے کہ وہ ایسی بات کرے

225 حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ إِنِّي خَبِيثُ النَّفْسِ، وَلْيَقُلْ: إِنِّي لَقِسُ النَّفْسِ"

حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی یوں مت کہے کہ: میں برے نفس والا یا بدباطن ہوں بلکہ وہ یوں کہے میں معیوب نفس والا ہوں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابوامامہ باہلی: آپ ابوامامہ صدی ابن عجلان باہلی ہیں، اولاً مصر میں حمص میں رہے وہاں ہی وفات پائی، آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین شام صحابہ سے خالی ہوئی، ۹۱ھ اکیانوے میں آپ کی وفات ہوئی۔[435]

226 حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلْيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي»

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی یوں مت کہے: میں بدباطن ہوں بلکہ کہے کہ میں معیوب نفس والا ہوں۔

تشریح:

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خود نبی اکرم ﷺ نے نماز چھوڑ کر سونے والے کو خبیث کہا ہے اور اس حدیث میں بندے کو اپنے آپ کو خبیث کہنے سے منع فرمارہے ہیں؟ تو یہ اعتراض مع جواب ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے فرماتے ہیں:

434۔ تفسیر تبیان القرآن تحت آیت بنی اسرائیل: 36

435۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

"فَإِنْ قِيلَ: قَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ: "خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ". وَالْجَوَابُ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْبِرٌ هُنَاكَ عَنْ صِفَةِ غَيْرِهِ وَعَنْ شَخْصٍ مُبْهَمٍ مَذْمُومِ الْحَالِ. قَالَ التُّورِبِشْتِيُّ: وَكَمِثْلِ ذَلِكَ فِي السُّنَنِ نَهَى عَنْ لَعْنِ الْمُسْلِمِ أَشَدَّ النَّهْيِ. ثُمَّ قَالَ: "«لَعَنَ اللهُ مَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ» " وَأَمْثَالُ ذَلِكَ مِمَّا كَانَ الْقَصْدُ فِيهِ الْوَعِيدُ وَالزَّجْرُ لَا اللَّعْنُ لِمُسْلِمٍ بِعَيْنِهِ." [436]

عربی میں خبث اور نفس ہم معنی ہیں بمعنی پریشان برائی مگر خبث فساد عقیدہ پر بھی بولا جاتا ہے کفر بیدینی خباثت ہے لہذا اپنے لیے یہ لفظ مشترک استعمال نہ کرو کہ اس میں ایک معنی سے اپنے کفر یا بے دینی کا اقرار ہے بلکہ بجائے خبیث کی لقست کہو گویا جس کے لفظ کے دو معنی ہوں اچھے و برے ایسے لفظ کو اپنے لیے نہ بولو۔ وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ جو صبح کو پڑا سوتا رہتا ہے وہ خبیث النفس کسلان اٹھتا ہے وہاں اپنے کو یا کسی خاص شخص کو خبیث نہیں کہا گیا بلکہ ایک قاعدہ کلیہ بیان ہوا، کسی معین مسلمان پر لعنت کرنا حرام ہے مگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹے پر لعنت۔ [437]

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: إِنِّي كَسْلَانٌ

باب: جو شخص اس قول: میں سست ہوں، کو ناپسند کرتا ہے۔

227 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ، عَنْ سِمَاكٍ الْحَنَفِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: "يَكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: إِنِّي كَسْلَانٌ"

حضرت سماک حنفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یوں کہنے کو کہ: میں سست ہوں، ناپسند سمجھتے تھے۔

تشریح:

ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم تو بہت کند ذہن تھے مگر تمہاری کوشش اور مداومت نے تمہیں آگے بڑھایا لہذا ہمیشہ سستی سے بچتے رہنا کہ سستی ایک بہت بڑی آفت اور منحوس چیز ہے۔

شیخ امام ابو نصر صفار انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے شعر میں کچھ یوں فرماتے ہیں:

---

436 ـ الكتاب: مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح. المؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ). الناشر: دار الفكر، بيروت لبنان. الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م. كتاب الادب. باب الاسامي

437 ـ مراة المناجيح شرح مشكوٰة المصابيح، از حكيم الامت مفتی احمد يار خان نعيمی عليه الرحمة. ج 6. حديث نمبر: 602

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

يَانَفْسِ يَانَفْسِ لَا تُرْخِي عَنِ الْعَمَلِ فِي الْبِرِّ وَالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ فِي مَهَلِ

ترجمہ: اے نفس! فرصت کے وقت عمل کے معاملے میں سستی نہ کر خواہ نیکی ہو عدل ہو یا احسان۔

لِكُلِّ ذِي عَمَلٍ فِي الْخَيْرِ مُغْتَبِطٌ وَفِي بَلَاءٍ وَشُؤْمٍ كُلُّ ذِي كَسَلِ

ترجمہ: ہر اچھا کام کرنے والے پر رشک کیا جاتا ہے جبکہ سست لوگ بلاؤں اور نحوستوں میں گھرے رہتے ہیں۔

مجھے بھی اس سلسلے میں چند اشعار کہنے کا اتفاق ہوا ہے:

دَعِي نَفْسِي التَّكَاسُلَ وَالتَّوَانِي وَاِلَّا فَاثْبُتِي فِي ذَا الْهَوَانِ

ترجمہ: اے میرے نفس! سستی اور کاہلی چھوڑ دے، ورنہ یہ رسوائی ہی تیرا مقدر ہو گی۔

فَلَمْ اَرَ لِلْكُسَالٰى الْحَظَّ يُعْطِي سِوَى نَدَمٍ وَحِرْمَانِ الْاَمَانِي

ترجمہ: میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ کاہلوں کو کچھ ملا ہو سوائے ذلت ورسوائی اور محرومی ارمان کے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

كَمْ مِنْ حَيَاءٍ وَكَمْ عَجْزٍ وَكَمْ نَدَمٍ جَمٍّ تَوَلَّدَ لِلْاِنْسَانِ مِنْ كَسَلِ

ترجمہ: شرمندگی، عجز پن اور ندامت جیسی بہت سی خامیاں انسان کو اپنی سستی کی بدولت ملتی ہیں۔

اِيَّاكَ عَنْ كَسَلٍ فِي الْبَحْثِ عَنْ شُبَهٍ فَمَا عَلِمْتَ وَمَا قَدْ شَذَّ عَنْكَ سَلِ

ترجمہ: ازالۂ شبہ کیلئے بحث ومباحثہ کرنے میں سستی سے کام مت لو پس جو تجھے معلوم ہو سکے فللہ الحمد اور جو بات تیری فہم سے دور ہو تو اسے اہل علم سے پوچھ لو۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ علم کے فضائل ومناقب میں غور وفکر نہ کرنے سے سستی وکاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایک طالب علم کو چاہیے کہ محنت وکوشش اور مواظبت کے ساتھ ساتھ علم کے فضائل ومناقب میں غور وفکر کرتا رہے کہ معلومات کا باقی رہنا ہی علم کی بقاء ہے۔[438]

بَابُ مَا كُرِهَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: هُوَ بِاللَّهِ وَبِكَ

باب: آدمی کے اس قول کو ناپسند کیا گیا ہے: اللہ تعالیٰ اور تمہاری قسم! (یہ مخص) وہی ہے

228 حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ: أَنَّ أُخْتًا لِعُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اسْتَشْفَعَتْ بِرَجُلٍ عَلَيْهِ. فَقَالَتْ: إِنَّمَا هُوَ بِاللَّهِ وَبِكَ. فَغَضِبَ، وَقَالَ: «أَنَا وَهُوَ بِاللَّهِ»

438۔ تَعْلِيمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيقَ التَّعَلُّمِ. مؤلف: شیخ الاسلام امام برہان الاسلام ابراہیم زرنوجی علیہ الرحمة

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت ابوراشد فرماتے ہیں کہ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ نے ان سے کسی آدمی کی سفارش کی، تو یوں کہا: بیشک وہی ہے اللہ کی قسم! اور آپ کی قسم!، آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا (یوں کہا کرو) بیشک وہی ہے اللہ کی قسم۔ (یعنی اللہ کے ساتھ کسی کو قسم میں شریک نہ کرو)

تشریح:

غیر اللہ کی قسم کے بارے میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ. فَمَنْ كَانَ حَالِفًا. فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ. اَوْلِيَصْمُتْ''۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحِ: ''فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ اِلَّا بِاللّٰهِ. اَوْلِيَسْكُتْ''۔[439]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل تمہیں تمہارے آباؤ اجداد کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے' اور جو قسم کھانا ہی چاہتا ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔[440]

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: اور جو قسم کھانا ہی چاہتا ہو وہ اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے یا خاموش رہے۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنُ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ، وَلَا بِآبَائِكُمْ''۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ توبتوں کی قسمیں کھایا کرو اور نہ اپنے باپ دادا کی۔''الطَّوَاغِيْ'': طَاغِيَةٍ کی جمع ہے اس کا معنی ہے بت۔[441]

غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت کی تحقیق:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سواروں کی ایک جماعت میں اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کو ندا کر کے

439۔ مسلم شریف' رقم الحدیث ۱۶۴۶

440۔ متفق علیہ

441۔ مسلم شریف' رقم الحدیث ۱۶۴۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فرمایا: سنو اللہ تمہیں تمہارے آباء کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔ سو جس شخص نے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔[442]

غیر اللہ کی قسم سے ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ جس کی قسم کھائی جائے اس کی تعظیم مقصود ہوتی ہے اور حقیقی تعظیم اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے' اس لیے غیر اللہ کی قسم کھا کر اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشابہ نہیں کیا جائے گا۔ نیز جس کی قسم کھائی جائے اس کو گواہ بنایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی یہ شان نہیں کہ وہ ہر وقت ہر چیز پر گواہ ہو۔ اس لیے اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا اگر میں سو مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر اس کو توڑ دوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ میں ایک بار غیر اللہ کی قسم کھا کر اس کو پورا کروں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے خود غیر اللہ کی قسم فرمائی ہے۔ مثلاً فرمایا: (آیت) " والطور: ۱) پہاڑ طور کی قسم"۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی حکم کا پابند نہیں ہے۔ وہ مالک علی الاطلاق ہے' جو چاہے کرے' اس پر کوئی سوال یا اعتراض نہیں ہے اور پہاڑ طور' درخت انجیر وغیرہ کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی فضیلت ظاہر کی ہے۔ نیز یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ چیزیں اللہ کی ذات پر گواہ ہیں۔

علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

کیا اللہ تعالیٰ کے غیر کی قسم کھانا مکروہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ہاں کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت ہے' اور عام فقہاء نے یہ کہا ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے' اور ہمارے زمانہ میں فقہاء نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور حدیث میں ممانعت اس پر محمول ہے جب اس قصد سے غیر اللہ کی قسم کھائے کہ اگر قسم پوری نہیں کی تو وہ حانث ہو گا اور اس کا کفارہ ادا کرے گا' اور جب یہ قصد نہ ہو تو پھر غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے' جیسے کوئی کہے کہ تمہارے باپ کی قسم! یا تمہاری زندگی کی قسم۔[443]

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

ہمارے زمانہ میں چونکہ لوگ اللہ کی قسم کھا کر اس کو پورا کرنے میں تساہل برتتے ہیں' اس لیے لوگ تاکید اور توثیق کے لیے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ تم طلاق کی قسم کھاؤ مثلاً اگر میں نے فلاں کو فلاں کام نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق' توثیق کے حصول کے لیے طلاق کی قسم کھائی جاتی ہے۔ اس میں حرف قسم نہیں ہوتا' اور کبھی حرف قسم کے ساتھ باپ یا زندگی کی قسم کھائی جاتی ہے اس لیے توثیق مطلوب نہیں ہوتی' اور نہ اس میں قسم پوری نہ کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔ جس کی قسم کھائی جائے صرف اس کے ساتھ تعلق اور محبت کا اظہار مقصود ہوتا ہے' اور اگر طلب توثیق کے لیے حرف قسم کے ساتھ غیر اللہ کی قسم کھائی جائے تو یہ بالاتفاق مکروہ ہے' کیونکہ میں غیر اللہ کو تعظیم میں اللہ کے ساتھ مشابہ کرنا ہے۔[444]

442۔ صحیح البخاری' ج ۷' رقم الحدیث: ۶۱۰۸' صحیح مسلم' الایمان' ۳' (۱۶۴۶) ۴۱۷۸)

443۔ درمختار علی ردالمختار ج ۳ ص ۴۶' مطبوعہ دارا حیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۰۷ھ)

444۔ درمختار علی ردالمختار ج ۳ ص ۴۷۔ ۴۶' مطبوعہ دارا حیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۰۷ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

قسم کے چند احکام:

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: {لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ فَکَفَّارَتُہٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَھْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُھُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ذٰلِکَ کَفَّارَةُ اَیْمَانِکُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَیْمَانَکُمْ} 445

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: اور نہ باز پرس کرے گا تم سے اللہ عزوجل تمہاری فضول قسموں پر لیکن باز پرس کرے گا تم سے ان قسموں پر جن کو تم پختہ کر چکے ہو تو اس کے توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا جو تم کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو' یا کپڑے پہنائے جائیں انہیں' یا غلام آزاد کئے جائیں' اور جو نہ پائے ان میں سے کوئی چیز تو وہ تین دن روزہ رکھے' یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ' اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو"۔

قسم کھانے کا جواز اور مشروعیت:

قسم کھانا مشروع ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود بھی قسم اٹھائی ہے اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھی قسم اٹھانے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قسم اٹھانے کی یہ چند مثالیں ہیں:

(آیت) "والنجم اذا ھوی"۔ 446

ترجمہ روشن ستارے کی قسم جب وہ غروب ہوا۔

(آیت) "لا اقسم بھذا البلد"۔ 447

ترجمہ: میں اس شہر کی قسم فرماتا ہوں۔

(آیت) "والشمس وضحھا"۔ 448

ترجمہ: سورج اور اس کی چمک کی قسم۔

(آیت) "والضحی واللیل اذا سجی"۔ 449

ترجمہ: چاشت کی قسم اور رات کی قسم جب وہ (تاریکی کا) پردہ ڈالے۔

اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان آیات میں قسم کھانے کا حکم دیا ہے:

(آیت) "ویستنبئونک احق ھو قل ای وربی انه لحق وما انتم بمعجزین"۔ 450

445۔ (المائدۃ: 89)

446۔ (النجم: ۱)

447۔ (البلد: ۱)

448۔ (الشمس: ۱)

449۔ (الضحی: ۲۔۱)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ترجمہ: اور آپ سے پوچھتے ہیں کیا واقعی وہ (دائمی عذاب) برحق ہے؟ آپ کہیئے ہاں میرے رب کی قسم وہ برحق ہے اور تم (میرے رب کو) عاجز کرنے والے نہیں ہو۔

(آیت) ''قال الذین کفروا لا تاتینا الساعة قل بلی وربی لتاتینکم عالم الغیب''۔[451]

ترجمہ: اور کافروں نے کہا ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ آپ کہیئے میرے رب عالم الغیب کی قسم وہ ضرور تم پر آئے گی۔

فی نفسہ قسموں کی اقسام:

فی نفسہ قسموں کی پانچ اقسام ہیں۔ واجب، مستحب، مباح، مکروہ اور حرام:

واجب: اگر کسی بے قصور مسلمان کو قتل یا ہلاکت سے بچانا قسم کھانے پر موقوف ہو تو قسم کھانا واجب ہے۔

حضرت سوید بن حنظلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارادہ سے نکلے، ہمارے ساتھ حضرت وائل بن حجر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی تھے، ساتھیوں نے قسم کھانے میں ناگواری محسوس کی اور میں نے قسم کھالی کہ یہ میرے بھائی ہیں تو دشمن نے ان کو چھوڑ دیا۔ پس ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس پہنچے، میں نے بتایا کہ ساتھیوں نے قسم کھانے میں ناگواری محسوس کی تھی، اور میں نے قسم کھالی کہ یہ میری بھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔[452]

مستحب: جب دو مسلمانوں میں رنجش ہو اور ان میں صلح کرانا قسم کھانے پر موقوف ہو، یا کسی مسلمان کے دل سے کینہ کو زائل کرنا قسم کھانے پر موقوف ہو، یا کسی شر کو رفع کرنا قسم کھانے پر موقوف ہو، تو ان صورتوں میں قسم کھانا مستحب ہے۔ اسی طرح کسی عبادت کے کرنے پر کسی گناہ کے ترک کرنے پر قسم کھانا مستحب ہے۔

مباح: کسی مباح کام کرنے کے یا اس کو ترک کرنے پر قسم کھانا مباح ہے، جس خبر کے صادق ہونے کا یقین ہو، یا اس کے صدق کا غلبہ ظن ہو، اس پر قسم کھانا بھی مباح ہے۔

مکروہ: کسی مکروہ کام کے کرنے پر، یا کسی مستحب کرنے پر قسم کھائی جائے تو یہ قسم مکروہ ہے۔ روایت ہے کہ حضرت مسطح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر تہمت لگانے والوں میں شامل تھے، حالانکہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت مسطح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خرچ دیتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ

450۔ یونس: ۵۳

451۔ (سبا: ۳)

452۔ سنن ابوداؤد، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۲۵۶، سنن ابن ماجہ، ج ۱، رقم الحدیث: ۲۱۱۹، مسند احمد، ج ۵، رقم الحدیث: ۱۶۷۲۶، طبع دار الفکر مسند احمد، ج ٤، ص ۷۹، طبع قدیم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اس تہمت سے برات بیان کر دی تو حضرت ابو بکر نے قسم کھائی کہ وہ پہلے جو حضرت مسطح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خرچ دے کر ان کی مدد کرتے تھے وہ اب بند کر دیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

(آیت) "ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمهجرین فی سبیل الله ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر الله لکم والله غفور رحیم"۔[453]

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ صاحب وسعت اور خوش حال ہیں وہ یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے اور انکو چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بہت بخشنے والا' بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ کسی کار خیر کو ترک کرنے کی قسم کھانا ناپسندیدہ اور مکروہ ہے۔

حرام: جھوٹی قسم کھانا اور خلاف واقع قسم کھانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت) "ویحلفون علی الکذب وهم یعلمون. اعد الله لهم عذابا شدیدا انهم سآء ما کانوا یعملون"۔[454]

ترجمہ: اور منافق جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں، اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے' بے شک وہ (دنیا میں) بہت برا کام کرتے تھے۔

اسی طرح معصیت پر اور ترک واجب پر قسم کھانا حرام ہے۔ مثلا کوئی شخص ناجائز کام کرنے کے لیے قسم کھائے تو یہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(آیت) "ان الذین یشترون بعهد الله و ایمانهم ثمنا قلیلا اولئک لا خلاق لهم فی الاخرة ولا یکلمهم الله ولا ینظر الیهم یوم القیامة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم"۔[455]

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ اللہ ان سے قیامت کے دن کلام فرمائے گا' اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا' اور نہ ان کو پاک کرے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

قسم اٹھانے کا طریقہ:

قسم اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کے اسماء میں سے کسی اسم یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی کھائی جاتی ہے۔ مثلا اس طرح قسم اٹھائے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے' یا اس ذات کی قسم جس کی

453۔ النور: ۲۲

454۔ المجادلہ: ۱۴۔ ۱۳

455۔ آل عمران: ۷۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں عبادت کرتا ہوں۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس طرح قسم اٹھاتے تھے' اس ذات کی قسم! محمد کی جان جس کے قبضہ وقدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء مثلا یہ ہیں اللہ' رحمن' رحیم' خالق' باری' رزاق' رب' وغیرہ۔ ان اسماء کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے اور اللہ کی صفات یہ ہیں' اللہ کی عظمت اللہ کا جلال' اللہ کی قدرت' اللہ کا علم' اللہ کا کلام وغیرہ' نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یوں قسم کھاتے " لاومقلب القلوب " دلوں کے پلٹنے والے کی قسم۔[456]

اگر کسی شخص نے کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں' اس میں اگر وہ قسم کی نیت کرے گا تو قسم ہے' ورنہ نہیں۔

بَابُ مَا كُرِهَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: اللَّهُمَّ تَصَدَّقْ عَلَيَّ

باب: آدمی کے اس قول کو ناپسند کیا گیا ہے: اے اللہ تو مجھ پر صدقہ فرما

229 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ: " يَكْرَهُ أَنْ يَقُولَ: اللَّهُمَّ تَصَدَّقْ عَلَيَّ، وَلَكِنْ لِيَقُلِ: اللَّهُمَّ امْنُنْ عَلَيَّ ".

حضرت مختار بن فلفل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ یوں کہنے کو ناپسند فرماتے تھے کہ اے اللہ! تو ہم پر صدقہ فرما۔ لیکن یوں کہا کرتے: اے اللہ! ہم پر احسان فرما۔

تشریح:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ سورہ یوسف کی آیت نمبر: 88 کے تحت فرماتے ہیں:

وَأخرج ابْن أبي حَاتِم عَن عمر بن عبد الْعَزِيز رَضِي الله عَنهُ أَن رجلا قَالَ لَهُ: تصدق عليّ تصدق الله عَلَيْك بِالْجنَّةِ فَقَالَ: وَيحك إِن الله لَا يتَصَدَّق وَلَكِن الله يَجْزِي المتصدقين۔

وَأخرج أَبُو عبيد وَابْن الْمُنْذر عَن مُجَاهِد رَضِي الله عَنهُ أَنه سُئِلَ: أيكره أَن يَقُول الرجل فِي دُعَائِهِ: اللَّهُمَّ تصدق عَليّ فَقَالَ: نعم إِنَّمَا الصَّدَقَة لمن يَبْتَغِي الثَّوَاب

ابن ابی حاتم (رحمۃ اللہ علیہ) نے عمر بن العزیز سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے کہا مجھ پر صدقہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر جنت کا صدقہ کریں گے۔ فرمایا افسوس ہے تجھ پر اللہ تعالیٰ صدقہ نہیں فرماتے لیکن اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والے کو بدلہ دیتے ہیں۔

ابو عبید وابن منذر رحمہا اللہ نے مجاہد (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا کہ کہ ان سے سوال کیا گیا کہ یہ ناپسندیدہ ہے کہ ایک آدمی اپنی دعا میں یوں کہے۔ اے اللہ مجھ پر صدقہ فرما۔ فرمایا ہاں (ناپسندیدہ ہے، صدقہ اس کے لئے ہے جو ثواب کو طلب کرتا ہے (اور اللہ تعالیٰ کو ثواب کی ضرورت نہیں)۔[457]

456 ۔ صحیح البخاری' رقم الحدیث: ۷۳۹۱' سنن ابن ماجه رقم الحدیث: ۲۰۹۲

457 ۔ تفسیر درمنثور، تحت سورۃ یوسف: 88

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابُ الْقَوْلِ فِي الثَّنَاءِ وَأَنَّ مَنْ أَثْنَى فَقَدْ أَجْزَأَ

اچھی تعریف کرنے کا بیان اور جس شخص نے تعریف کی گویا اس نے اجرت پر تعریف کی

230 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ كَعْبٍ، قَالَ:

«وَاللهِ مَا اسْتَقَرَّ لِعَبْدٍ ثَنَاءٌ فِي الْأَرْضِ حَتَّى يَسْتَقِرَّ لَهُ فِي السَّمَاءِ»

حضرت ربیع بن زیاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب نے ارشاد فرمایا: کہ دنیا میں کسی بندے کی تعریف مستقل نہیں ہوتی یہاں تک کہ آسمان والوں میں بھی اس کی وہ تعریف قرار پکڑ لیتی ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا تعارف:

کعب ابن مالک: آپ انصاری خزرجی ہیں، بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، بدر کی حاضری میں اختلاف ہے سواء تبوک کے باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کے خاص شاعروں میں سے ہیں، غزوہ تبوک میں تین صاحب پیچھے رہ گئے تھے جن کا بایئکاٹ کیا گیا ان میں سے ایک آپ تھے دوسرے ہلال ابن امیہ ہیں، تیسرے مرارہ ابن ربیعہ آپ کے متعلق سورۂ توبہ میں قبول توبہ کی آیات نازل ہوئیں آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ۷۷ ستتر سال عمر شریف پائی، ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی آخر میں نابینا ہو گئے۔[458]

231 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، قَالَ: الْتَقَيْتُ أَنَا وَإِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بِذَاتِ عِرْقٍ، فَذَكَرْنَا إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ، فَقَالَ إِيَاسٌ: «لَوْلَا كَرَامَتُهُ عَلَيَّ لَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ»، فَقُلْتُ: هَلْ تَعْرِفُهُ، قَالَ: «نَعَمْ»، قُلْتُ: فَلِمَ تَكْرَهُ الثَّنَاءَ عَلَيْهِ، قَالَ: "إِنَّهُ كَانَ يُقَالُ: إِنَّ الثَّنَاءَ مِنَ الْجَزَاءِ".

حضرت عوام بن حوشب فرماتے ہیں کہ میری اور حضرت ایاس بن معاویہ کی ذات عرق مقام پر ملاقات ہوئی تو ہم نے حضرت ابراہیم تیمی کا ذکر کیا۔ حضرت ایاس فرمانے لگے: اگر ان کی میرے دل میں عزت نہ ہوتی تو میں ضرور ان کی تعریف کرتا میں نے پوچھا: کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! میں نے پوچھا: پھر آپ ان کی تعریف کرنے کو برا کیوں سمجھ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اس لیے کہ یوں کہا جاتا ہے کہ تعریف کرنا اجرت دینے کے مترادف ہے۔

232 حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَتِ الْمُهَاجِرُونَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِثْلَ قَوْمٍ قَدِمْنَا عَلَيْهِمْ أَحْسَنَ بَذْلًا مِنْ كَثِيرٍ وَلَا أَحْسَنَ مُوَاسَاةً فِي قَلِيلٍ، كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ، وَأَشْرَكُونَا فِي الْمَهْنَإِ، قَدْ خِفْنَا أَنْ يَذْهَبُوا بِالْأَجْرِ كُلِّهِ. فَقَالَ: «لَا، مَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ وَدَعَوْتُمُ اللهَ لَهُمْ»

458۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جس قوم کے پاس ہم آئے ہیں ہم نے ان سے زیادہ اچھا کثرت سے خرچ کرنے والا اور تھوڑا ہونے کے باوجود غمخواری کرنے میں ان سے اچھا کسی کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے ہمارا خرچہ برداشت کیا، اور ہمیں اپنی خوشیوں میں شریک کیا۔ ہمیں ڈر ہے کہ سارے کا سارا اجر یہ لوگ ہی لے جائیں گے۔ اس پر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: نہیں! ایسی بات نہیں۔ بہرحال تم ان کی تعریف مت کرو، اور تم اللہ سے ان کے حق میں دعا کرو۔

تشریح:

عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُّثْنِيْ عَلٰى رَجُلٍ وَّيُطْرِيْهِ فِي الْمِدْحَة. فَقَالَ: ''اَهْلَكْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ''۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

''وَالْاِطْرَاءُ'': اَلْمُبَالَغَةُ فِي الْمَدْحِ۔[459]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ ایک آدمی کی تعریف کررہا ہے' اور اس کی تعریف میں مبالغہ کررہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس آدمی کو ہلاک کردیا ہے یا فرمایا: تم نے اس کی کمر توڑ ڈالی۔

اَلْاِطْرَاءُ: تعریف میں مبالغہ کرنا۔

وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رجلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَاَثْنٰى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''وَيْحَكَ! قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ'' يَقُوْلُهٗ مِرَارًا: ''اِنْ كَانَ اَحَدُكُمْ مَادِحًا لَّا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: اَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا اِنْ كَانَ يَرٰى اَنَّهٗ كَذٰلِكَ وَحَسِيْبُهُ اللّٰهُ، وَلَا يُزَكّٰى عَلَى اللّٰهِ اَحَدٌ''۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک آدمی کا تذکرہ ہوا تو ایک شخص نے اس کی تعریف کی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تجھ پر افسوس ہے تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔ آپ ﷺ یہ بار بار فرماتے رہے۔ پھر فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص کسی کی تعریف کرنا ہی چاہے تو یہ کہے: میں اس کے متعلق یہ گمان رکھتا ہوں' اگر اس کا خیال ہو کہ وہ واقعی ایسا ہی ہے' اور اس کا محاسبہ کرنے والا اللہ عزوجل ہے' اور کوئی اللہ عزوجل پر کسی کے پاک صاف کا دعویٰ نہ کرے۔[460]

459۔ بخاری شریف' رقم الحدیث ۲۶۶۳

460۔ بخاری شریف' رقم الحدیث ۲۶۶۲۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَعَنْ ہَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَمِدَ الْمِقْدَادُ، فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَجَعَلَ يَحثو فِيْ وَجْهِهِ الْحَصْبَاءَ۔ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ: مَا شَاْنُکَ؟ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ''اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ، فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ''۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ فِي النَّهْيِ، وَجَاءَ فِي الْاِبَاحَةِ اَحَادِيْثُ کَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَطَرِيْقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ اَنْ يُّقَالَ: اِنْ کَانَ الْمَمْدُوْحُ عِنْدَهٗ کَمَالُ اِيْمَانٍ وَّيَقِيْنٍ، وَرِيَاضَةُ نَفْسٍ، وَمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَا يَفْتَتِنُ، وَلَا يَغْتَرُّ بِذٰلِکَ، وَلَا تَلْعَبُ بِهٖ نَفْسُهٗ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَّلَا مَکْرُوْهٍ، وَاِنْ خِيْفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ، کُرِهَ مَدْحُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ کَرَاهَةً شَدِيْدَةً، وَعَلٰى هٰذَا التَّفْصِيْلِ تُنَزَّلُ الْاَحَادِيْثُ الْمُخْتَلِفَةُ فِيْ ذٰلِکَ۔ وَمِمَّا جَاءَ فِي الْاِبَاحَةِ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ بَکْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ''اَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ'' اَيْ مِنَ الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيْعِ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِدُخُوْلِهَا۔

وَفِي الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ: ''لَسْتَ مِنْهُمْ'': اَيْ لَسْتَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْبِلُوْنَ اُزُرَهُمْ خُيَلَاءَ۔

وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ''مَا رَآکَ الشَّيْطٰنُ سَالِکًا فَجًّا اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّکَ''۔

وَالْاَحَادِيْثُ فِي الْاِبَاحَةِ کَثِيْرَةٌ، وَقَدْ ذَکَرْتُ جُمْلَةً مِّنْ اَطْرَافِهَا فِيْ کِتَابِ 'الْاَذْکَارِ'۔

حضرت ہمام بن حارث حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنا شروع کر دی تو حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے۔ پس گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس شخص کے منہ میں کنکریاں پھینکنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: اے مقداد! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اگر تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی پھینکو۔ 461

امام نووی فرماتے ہیں: یہ تمام احادیث ممانعت کی ہیں اور اس کے جواز میں بھی بہت سی صحیح احادیث آئی ہیں۔ علماء نے ان احادیث میں تطبیق کی صورت یہ بتائی ہے کہ اگر جس کی تعریف کی جارہی ہے وہ مکمل ایمان اور یقین رکھتا ہے' اور اسے ریاضت نفس اور کامل معرفت بھی حاصل ہے جس کی وجہ سے اس تعریف سے اس کے فتنے میں مبتلا ہونے یا نفس کے فریب میں مبتلا ہونے کا ڈر نہیں' اور نہ اس تعریف سے وہ خوش ہوتا ہو تو یہ نہ حرام ہے' اور نہ مکروہ' اور اگر اس

461۔ مسلم شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۳۰۰۲۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے بارے میں ان چیزوں کا خطرہ ہو تو پھر اس کے منہ پر اس کی تعریف کرنا سخت ناپسندیدہ ہو گی۔ اسی تفصیل پر اس بارے میں مختلف احادیث کو محمول کیا جائے گا اور جو احادیث جائز ہونے کے بارے میں ہیں' ان میں سے ایک وہ ہے جس میں آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو گے یعنی ان لوگوں میں سے جن کو جنت میں داخل ہوتے وقت جنت کے تمام دروازے پکاریں گے۔

اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا: تو ان لوگوں میں سے نہیں جو تکبر کی وجہ سے چادر ٹخنوں کے نیچے لٹکاتے ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا دیکھتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر اور راستے اختیار کرتا ہے' اور تعریف کے جائز ہونے میں بھی کثرت سے احادیث آئی ہیں جن میں سے کچھ احادیث میں نے اپنی کتاب "الاذکار" میں بھی نقل کی ہیں۔[462]

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِأخِيهِ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا

باب: آدمی کا اپنے بھائی کو یوں کہنا: جزاک اللہ خیرا (اللہ تمہیں بہترین بدلہ عطا کرے)

233 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ لِأَخِيهِ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کوئی اپنے بھائی کو یوں کہے: اللہ تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے تو وہ اس کی مکمل تعریف کو پہنچ گیا۔

234 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كُرَيْزٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَحِمَهُ اللَّهُ: لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي قَوْلِهِ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا لَأَكْثَرَ مِنْهَا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں کوئی جان لیتا کہ اس کے اپنے بھائی کو یہ کلمات: اللہ تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے، کہنے میں کیا ثواب ہے تو تم ایک دوسرے سے زیادہ اس کلمہ کو کہتے۔

تشریح:

ایک روایت میں آتا ہے:

462۔ ریاض الصالحین. بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مُفْسَدَةٌ مِنْ إِعْجَابٍ وَنَحْوِهِ. وَجَوَازِهِ لِمَنْ أُمِنَ ذٰلِكَ فِي حَقِّهِ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کے ساتھ کوئی نیکی کی گئی اور اس نے اس نیکی کرنے والے سے کہا جزاک اللہ خیرا اس نے اس شخص کی پوری تعریف کر دی۔[463]

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَقُولَ إِذَا أَخَذَ مَضْجِعَهُ

باب: آدمی کے لیے جو مستحب ہے جب وہ سوئے تو دعا کرے

235 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ نَفْسِي، وَإِلَيْكَ وَجَّهْتُ وَجْهِي، وَإِلَيْكَ فَوَّضْتُ أَمْرِي، وَإِلَيْكَ أَلْجَأْتُ ظَهْرِي، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، أَوْ بِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ»

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب اپنے سونے کی جگہ پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے: ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے ہی سپرد کی، اور میں نے اپنا چہرہ تیری ہی طرف کر دیا اور میں نے اپنا معاملہ بھی تیرے ہی سپرد کر دیا اور تجھے ہی میں نے اپنا پشت پناہ بنالیا، تیری ہی رحمت کی طرف رغبت کرتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور تیری رحمت کے سوا کوئی ٹھکانہ اور جائے پناہ نہیں اور جو کتاب تو نے اتاری ہے میں اس پر ایمان لایا اور جو نبی یا رسول تو نے بھیجا ہے اس پر بھی ایمان لایا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا تعارف:

براء ابن عازب: آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے، انصاری حارثی ہیں ۲۴ھ چوبیس میں کوفہ پہنچے اور حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل، صفین اور غزوہ نہروان میں شریک ہوئے، مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔[464]

تشریح:

روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شام پاتے تو فرماتے ہم نے شام پائی اور اللہ کے ملک نے شام پائی سب تعریفیں اللہ کو ہیں اس اکیلے کے سواء کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک

463۔ سنن الترمذی، ج 3، رقم الحدیث: 2042، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1414ھ

464۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں اس کا ملک ہے، اس کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے الٰہی میں تجھ سے اس رات کی اور جو اس رات میں ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس رات کی اور جو اس میں ہے اس کی شر سے تیری پناہ لیتا ہوں خدایا میں سستی، بڑھاپے اور زیادتی عمر کی برائیوں سے اور دنیا کے فتنوں سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ لیتا ہوں اور جب سویرا پاتے تو ساتھ یہ بھی کہتے ہم نے سویرا پایا اور اللہ کے ملک نے سویرا پایا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ یارب میں آگ میں عذاب اور قبر میں عذاب سے تیری پناہ لیتا ہوں۔[465]

اس کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:

یعنی خدا کا شکر ہے کہ ہم نے بخیریت دن گزار لیا اور شام پالی، ہمارے ساتھ رب تعالیٰ کے ملک نے بھی شام پالی، یہ دونوں چیزیں اللہ کی نعمتیں ہیں، اگر ملک تباہ ہو جاتا صرف ہم ہی رہ جاتے تب بھی مصیبت تھی۔ یہاں ملک سے مراد عالم اجسام سفلی ہے جہاں دن رات ہوتے ہیں۔ عالم انوار، عالم امر، جنت دوزخ وغیرہ میں نہ دن ہو نہ رات وہاں تو رب کی تجلی ہے نہ کہ سورج کی جیسے قیامت میں ہو گا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا"۔

(اس اکیلے کے سواء کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اس کا ملک ہے، اس کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) یعنی ان دن رات کے آنے جانے صبح و شام کی تبدیلیوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو گردش دینے والا اکیلا معبود ہے جس کا کوئی ساتھی نہیں اور ہر چیز پر قادر ہے۔ سبحان اللہ! کیسا پیارا استدلال ہے کہ گھومنے والی چیزوں سے گھمانے والے کی قدرت کا پتہ لگاؤ۔

(الٰہی میں تجھ سے اس رات کی اور جو اس رات میں ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس رات کی اور جو اس میں ہے اس کی شر سے تیری پناہ لیتا ہوں) ہر وقت اپنے ساتھ خیر یا شر لاتا ہے، کسی وقت میں خطرناک حادثے ہو جاتے یا ہم سے برے اعمال سرزد ہو جاتے ہیں اور کسی وقت میں اچھے واقعات رونما ہوتے ہیں یا ہم کو اچھے اعمال کی توفیق ملتی ہے۔ اس دعا میں عرض کیا گیا ہے کہ خدایا اس وقت کے حادثات، برے اعمال سے تیری پناہ اور اس وقت کے اچھے واقعات اور نیک اعمال کی توفیق کی تجھ سے طلب ہے۔ معلوم ہوا کہ اوقات کو حادثات و اعمال میں دخل ہے۔

(خدایا میں سستی، بڑھاپے اور زیادتی عمر کی برائیوں سے) کسل کے معنی ہیں طبیعت کا بوجھ جس سے عبادات بخوبی ادا نہ ہو سکیں اگرچہ جسم میں طاقت ہو۔ ہرم وہ بڑھاپا جس سے زندگی کا اصل مقصود فوت ہو جائے یعنی علم و عمل جاتے رہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا" اور بڑھاپے کی برائی سے مراد سٹھ جانا ہے کہ مت کٹ جائے اور انسان دوسروں پر بوجھ بن جائے کہ اپنے عزیز اس کی موت کی تمنا کرنے لگیں۔ معلوم ہوا کہ شیخوختہ، ہرم اور کبر اگرچہ تینوں کے معنی بڑھاپا ہی ہیں مگر ان تینوں کا آپس میں بڑا فرق ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں ہرم و سوء کبر میں تکرار نہیں بلکہ ان کے معنی جدا جدا ہیں۔

❖

465۔ مشکوٰۃ المصابیح. باب ما یقول عند الصباح والمساء والمنام. الفصل الاول

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(اور دنیا کے فتنوں سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ لیتا ہوں) دنیا کے فتنے، محبت دنیا اور غفلت عیش ہیں، یہ دونوں چیزیں تمام گناہوں کی خبر ہیں۔ عذاب قبر سے مراد یا تو خود وہاں کا عذاب ہے یا اس عذاب کے اسباب جیسے چغل خوری یا پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا وغیرہ بہر حال یہ دعا بہت نفیس ہے۔[466]

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ وَاسْتَيْقَظَ وَأَخَذَ مَضْجَعَهُ

آدمی جب سوئے اور جب بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے

236 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ قَالَ: «بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوتُ» وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ»

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب سونے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا فرماتے: اے اللہ! میرا مرنا و جینا تیرے ہی نام کے ساتھ ہے۔ اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیدار ہوتے تو یوں دعا فرماتے: اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد جگا دیا اور اسی کی طرف مرنے کے بعد لوٹنا ہے۔

237 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ عُمَارَةَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ؟، قَالَ كَأَنَّهُ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ مِنَ اللَّيْلِ فَقُلِ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيَ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيَ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيَ إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ، وَنَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ، اللَّهُمَّ نَفْسِي خَلَقْتَهَا، لَكَ مَحْيَاهَا وَمَمَاتُهَا فَإِنْ أَمَتَّهَا فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَخَّرْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِحِفْظِ الْإِيمَانِ".

حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس کوئی شخص آیا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تجھے چند کلمات نہ سکھا دوں؟ راوی کہتے ہیں گویا کہ آپ یہ کلمات نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حوالہ سے بیان فرما رہے تھے کہ جب تم رات کو اپنے بستر پر لیٹو تو یہ دعا کیا کرو: اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی، اور میں نے اپنا چہرہ تیری طرف کر دیا اور میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے تجھے اپنا پشت پناہ بنا لیا۔ میں ایمان لایا تیری نازل کردہ کتاب پر، اور تیرے بھیجے ہوئے نبی پر، میری جان کو تو نے ہی پیدا کیا، تیرے لیے ہی اس کا جینا اور اس کا مرنا ہے۔ اگر تو اس کو موت دے تو اس پر رحم کرنا اور اگر تو اس کی موت کو مؤخر کرے تو ایمان محفوظ رکھنے کے ساتھ اس کی حفاظت فرمانا۔

466 ۔ مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح . از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ . باب ما یقول عند الصباح و المساء و المنام . الفصل الاول . ج4. ص1

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت سائب رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سائب ابن خلاد: آپ کی کنیت ابو سہلہ ہے، انصاری ہیں، خزرجی ہیں، ۹۱ اکیانوے میں وفات پائی۔[467]

238 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَقُولُهُ إِذَا أَمْسَيْتُ وَإِذَا أَصْبَحْتُ؟ قَالَ: "قُلِ: اللَّهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ. قُلْهُ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں عرض کی، کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے کوئی ایسی دعا بتلا دیجئے جو میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یہ دعا پڑھو: اے اللہ! پوشیدہ اور ظاہر باتوں کے جاننے والے، آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، ہر چیز کے پروردگار اور بادشاہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں تیری پناہ لیتا ہوں اپنے نفس کے شر سے، اور شیطان سے اور اس کے شریکوں سے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم یہ کلمات پڑھو جب تم صبح کرو اور جب شام کرو، اور جب اپنے بستر پر لیٹ جاؤ۔

239 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ أَبِي مُوسَى، يُحَدِّثُ عَنِ الْبَرَاءِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ أَنْ أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ»، قَالَ شُعْبَةُ: "هَذَا أَوْ نَحْوَهُ. فَإِذَا نَامَ قَالَ: «اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَبِاسْمِكَ أَمُوتُ»

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اکٹھا ہونا ہے۔ اور جب آپ سونے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! میں تیرا نام لے کر زندہ رہتا ہوں اور تیرا نام لے کر ہی مرتا ہوں (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں)۔

---

467 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تشریح:

سونے جاگنے کے آداب:

(۱) سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے۔[468]

(۲) سونے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ کر بستر کو تین بار جھاڑ لیں تا کہ کوئی موذی شے یا کیڑا وغیرہ ہو تو نکل جائے۔

(۳) سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیجئے : اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ ترجمہ: اے اللہ عزوجل! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا ہوں اور جیتا ہوں (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں)۔[469]

(۴) اُلٹا یعنی پیٹ کے بل نہ سوئیں۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔[470]

(۵) کچھ دیر داہنی کروٹ پر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر سوئے۔

(۶) کبھی چٹائی پر سوئیں تو کبھی بستر پر کبھی فرش زمین پر ہی سو جائیں۔

(۷) جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: " اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"[471]

بَابٌ فِي الْأَمْرِ بِنَفْضِ الْفِرَاشِ قَبْلَ الِاضْطِجَاعِ وَمَا يَقُولُ

سونے سے پہلے بستر کو جھاڑنے اور دعا کرنے میں باب

240 حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَضْطَجِعَ عَلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْزِعْ دَاخِلَةَ إِزَارِهِ، ثُمَّ لِيُنْفُضْ بِهَا فِرَاشَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَضَّجِعْ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: رَبِّ بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ"۔

468۔ بہارِ شریعت، حصہ۱۶، ص۷۰

469۔ صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب وضع الید الیمنی...الخ، الحدیث ۶۳۱۴، ج۴، ص۱۹۲ ملخصاً

470۔ جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی کراہیۃ الاضطجاع علی البطن، الحدیث ۲۷۷۷، ج۴، ص۳۵۲

471۔ صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا نام، الحدیث ۶۳۱۲، ج۴، ص۱۹۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے نیچے کے زائد کپڑے اتار دے، پھر وہ اپنے بستر کو جھاڑے۔ اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے بستر پر کیا چیز تھی۔ پھر اسے چاہیے کہ وہ داہنی کروٹ پر لیٹ جائے، پھر یہ دعا پڑھے: میرے رب تیرا نام لے کر میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیرا نام لے کر ہی میں اسے اٹھاؤں گا، پس اگر تو میرے نفس کو موت دے تو اس پر رحم فرمانا۔ اور اگر تو اس کو زندہ چھوڑ دے تو اس کی حفاظت کرنا ایسی حفاظت جو تو اپنے نیک بندوں کی کرتا ہے۔

241 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِرَجُلٍ: "إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلِ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ. وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ. لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى إِلَّا إِلَيْكَ. آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ. وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ. فَإِنْ مَاتَ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ"۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو یہ دعا پڑھو۔ اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور میں نے اپنا چہرہ تیری طرف کر دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے تجھے اپنا پشت پناہ بنا لیا تیری رحمت کی رغبت کرتے ہوئے اور تیرے عذاب کے خوف کی وجہ سے اور تیری پکڑ سے بچنے کا تیری رحمت کے سوا کوئی ٹھکانہ اور کوئی جائے پناہ نہیں اور جو کتاب تو نے اتاری ہے اس پر میں ایمان لایا اور جو نبی تو نے بھیجا ہے اس پر بھی ایمان لایا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اگر تیری موت واقع ہوگئی تو تو فطرت اسلام پر مرا۔

بَابُ التَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ حِينَ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ

بستر پر لیٹتے وقت تہلیل، تسبیح اور تحمید کا باب

242 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَاهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: "مَنْ قَالَ حِينَ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ. وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. اللهُ أَكْبَرُ. غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ"۔

حضرت عبد اللہ بن باباہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بستر پر لیٹتے ہوئے یہ دعا پڑھے: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لیے تعریف و شکر ہے اور اس کی ذات ہر چیز پر قادر ہے، اللہ تمام عیوب سے پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے، سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے۔ تو اس شخص کے گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

بَابُ قِرَاءَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ عِنْدَ النَّوْمِ

سونے کے وقت سورۃ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھنے کا باب

243 حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: «مَا جَاءَ بِكَ؟» ، قَالَ: جِئْتُ يَا رَسُولَ اللهِ تُعَلِّمُنِي شَيْئًا أَقُولُهُ عِنْدَ مَنَامِي. قَالَ: «إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَاقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، ثُمَّ نَمْ عَلَى خَاتِمَتِهَا فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ»

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا: آئے ہو، تمہیں کیا چیز لائی؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں آیا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے سوتے وقت پڑھنے کے لیے کوئی دعا سکھا دیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب تم اپنے بستر پر لیٹ جاؤ تو تم سورۃ الکافرون پڑھو، پھر اس کے ختم کرنے پر سو جاؤ۔ اس لیے کہ یہ سورت شرک سے براءت ہے۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ تعارف:

نوفل ابن معاویہ: آپ دیلمی ہیں، کہا جاتا ہے کہ آپ نے زمانہ جاہلیت میں ساٹھ سال گزارے اور زمانہ اسلام میں بھی ساٹھ سال گزارے بعض نے فرمایا کہ آپ کی عمر ایک سو سال ہوئی آپ فتح مکہ میں شریک ہوئے، اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔[472]

244 حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ لَهُ: "إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحِينَ تُدْخِلُ الْمَيِّتَ قَبْرَهُ".

472۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت عاصم فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب تو اپنے بستر پر لیٹ جائے تو یہ دعا پڑھ: اللہ کے نام کے ساتھ، اور اللہ کے راستہ میں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ملت پر۔ اور جب تو میت کو اس کی قبر میں داخل کرے اس وقت بھی یہ دعا پڑھ لے۔

245 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ سَوَاءٍ، عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ قَالَ: «رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ»

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب اپنے بستر پر لیٹ جاتے تو یہ دعا پڑھتے: میرے پروردگار! مجھے اپنے عذاب سے بچا، جس روز تو اپنے بندوں کو دوبارہ اٹھائے گا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا تعارف:

حفصہ بنت عمر: آپ ام المؤمنین ہیں، حضرت عمر کی صاحبزادی، آپ کی ماں کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ حضور انور سے پہلے خنیس ابن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں، ان کے ساتھ ہجرت کی، غزوہ بدر کے بعد خنیس فوت ہوگئے، حضرت عمر نے جناب ابو بکر صدیق سے عرض کیا کہ حفصہ سے نکاح کرلو حضرت عثمان سے بھی یہ ہی کہا اس کے بعد حضور انور نے پیغام دیا چنانچہ ۳ ہجری میں حضور کے نکاح میں آئیں، ایک بار حضور انور نے انہیں ایک طلاق دے دی تھی مگر پھر رجوع فرمالیا کیونکہ وحی الٰہی آئی کہ حفصہ آپ کی زوجہ ہیں، جنت میں بھی وہ بہت نمازی قائم اللیل ہیں۔ آپ سے جماعت صحابہ اور تابعین نے روایات لیں، شعبان ۴۵ھ پینتالیس میں وفات ہوئی، مدینہ منورہ میں قبر انور ہے، مترجم نے زیارت کی ہے رضی اللہ عنہا۔[473]

246 حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلِ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَوَلَّيْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنَّكَ إِنْ مِتَّ فِي لَيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ خَيْرًا"۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کسی صحابی سے فرمایا: اے فلاں! جب تو اپنے بستر پر لیٹ جائے تو یہ دعا پڑھ: اے اللہ! میں نے اپنی جان کو تیرے سپرد کردیا اور میں نے اپنا چہرہ بھی تیری طرف کردیا اور میں نے تجھے ہی اپنا پشت پناہ بنالیا۔ تیرے عذاب سے بچنے کے لیے تیری رحمت کے سوا کوئی ٹھکانہ اور کوئی جائے پناہ نہیں جو کتاب تو نے نازل کی ہے میں اس پر ایمان لایا اور جو نبی تو نے بھیجا ہے میں اس پر ایمان لایا۔

473۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اگر اس رات کو تیری موت واقع ہوگئی تو فطرت اسلام پر مرا، اور اگر تو نے صبح کی تو تو نے خیر کو پالیا۔

بَابٌ فِي قَوْلِ: «بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي فَاغْفِرْ لِي»

دعا: تیرے نام کے ساتھ میں نے پہلو رکھا پس تو مجھے بخش دے۔ میں باب

247 حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: «كَيْفَ تَقُولُ حِينَ تُرِيدُ أَنْ تَنَامَ؟»، قَالَ: أَقُولُ: بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي فَاغْفِرْ لِي، قَالَ: «قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ»

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک انصاری صحابی سے پوچھا: جب تم سونے کا ارادہ کرتے ہو تو کیا دعا پڑھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں یوں پڑھتا ہوں: تیرا نام لے کر میں نے اپنے پہلو کو رکھا پس تو میری مغفرت فرمادے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تحقیق تیری مغفرت کردی گئی۔

بَابٌ

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «كَانَ أَصْحَابُنَا يَأْمُرُونَنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ إِذَا أَوَيْنَا إِلَى فُرُشِنَا أَنْ نُسَبِّحَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَنَحْمَدَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَنُكَبِّرَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ»

حضرت منصور فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ جب ہم کمسن تھے، تو ہمارے اصحاب ہمیں حکم دیتے تھے، کہ ہم جب اپنے بستروں پر لیٹ جائیں تو ہم تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔

بَابٌ

249 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، مُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ، جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، فَقَرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ. يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ"۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ام المؤمنین حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر رات جب اپنے بچھونے پر سونے آتے تو اپنی ہتھیلیوں کو ملاتے پھر ان میں پھونکتے اور ان میں «قل ھو اللہ أحد» «قل أعوذ برب الفلق» اور «قل أعوذ برب الناس» پڑھتے، پھر ان کو جہاں تک وہ پہنچ سکتیں اپنے بدن پر پھیرتے، اپنے سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے پھیرنا شروع کرتے، ایسا آپ تین بار کرتے۔

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ الْيُمْنَى تَحْتَ الْخَدِّ الْأَيْمَنِ عِنْدَ النَّوْمِ

سوتے وقت دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھنے کا باب

250 حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى خَدِّهِ الْأَيْمَنِ»

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے۔

251 حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي الْمُؤَمَّلِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ»

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب فجر کی دو رکعات پڑھ لیتے تو لیٹ جاتے اور اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے۔

252 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ تَوَسَّدَ يَمِينَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، وَيَقُولُ: «قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ»

حضرت براء بن عازب رضی اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب سونے لگتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور یہ دعا پڑھتے تھے: اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ اٹھائے گا۔

تشریح:

اس کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:

آپ کا بستر شریف قبر کے رُخ بچھایا جاتا ہے کہ قبلہ کے داہنے سر مبارک ہوتا اور قبلہ کے بائیں پاؤں شریف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی کروٹ پر لیٹتے، داہنا ہاتھ داہنے رخسارہ کے نیچے رکھتے تھے۔ قبر میں میت کی ہیئت بھی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

یہ ہی ہوتی ہے، چونکہ نیند موت کا نمونہ ہے اسی لیے حضور علیہ السلام کا بستر قبر کے نمونہ کا ہوتا تھا تاکہ لیٹنے کے وقت موت یاد آئے کہ کبھی قبر میں بھی لیٹنا ہے۔

یہاں موت وزندگی سے مراد سونا جاگنا ہے، رب تعالٰی کا نام شریف ممیت بھی ہے اور محیی بھی یعنی ممیت کے نام پر مروں گا اور محیی کے نام پر جیوں گا یعنی بیدار ہوں گا کہ میرے یہ دو حال تیرے ان دوناموں کا مظہر ہیں۔

(اور جب بیدار ہوتے تو کہتے شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں مر جانے کے بعد زندہ کیا اسی کی طرف اٹھنا ہے) یعنی یہ جاگنا یہ کل قیامت میں اٹھنے کی دلیل ہے۔ نشور نشر سے بنا بمعنی متفرق ہونا، پھیل جانا، اسی سے انتشار اور منتشر بنا، جاگنے کو نشور اسی لیے کہتے ہیں کہ بندے جاگ کر طلب رزق وغیرہ کے لیے پھیل جاتے ہیں اور بکھر جاتے ہیں۔ خیال رہے کہ عربی میں نیند، سکون، بے عقلی، جہالت، بھیک مانگنے، گناہ، بڑھاپے، ناگوار حالت جیسے ذلت، فقر وغیرہ کو موت کہہ دیتے ہیں اور ان کے مقابل کو حیات یعنی زندگی، یہاں موت بمعنی نیند ہے اور احیاء بمعنی بیداری، رب تعالٰی فرماتا ہے: "اَوَ مَن كَانَ مَيتًا فَاَحْيَيْنٰهُ" اور فرماتا ہے: "اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى" ان دونوں آیتوں میں موت سے مراد جہالت ہے اور میت سے مراد جاہل وکافر۔[474]

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ

اچھے ناموں کا باب

253 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: "أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: عَبْدُ اللَّهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ"۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ اور عبد الرحمان، اللہ تعالٰی کو تمام اسماء سے زیادہ محبوب ہیں۔

254 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: «أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَيْهِ أَسْمَاءُ الْأَنْبِيَاءِ»

حضرت داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت کے نزدیک پسندیدہ نام انبیاء کے نام ہیں۔

255 حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ»۔

474۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، باب ما یقول عند الصباح والمساء والمنام، الفصل الاول، ج4، ص2

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت کے نزدیک پسندیدہ ترین نام یہ ہیں۔ عبد اللہ اور عبد الرحمن۔

تشریح:

یہ دونوں نام اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام ہیں ان کے علاوہ احادیث میں "محمد" نام کے بڑے فضائل آئے ہیں، چند درج ذیل ہیں۔

اسم محمد کے فضائل:

مولانا محمد نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"یہ وہ نام ہے جسے خالق ارض و سماء جل جلالہ نے زمین و آسمان مہر ماہ کی پیدائش سے بیس لاکھ برس پہلے اپنے نام کے ساتھ عرش بریں پر لکھا حق عزّ مجدہ کو یہی نام ایسا بھایا جس تمام عالم بالا آباد فرمایا سدرۃ المنتہی کے پتے اور جنت کے قصر و غرفے اور ہفت آسمان کے تمام مواضع و اماکن کو اس سے زینت دی اور حورِ عین کے سینوں اور ملائکہ مکرمین کی آنکھوں پہ اسے تحریر فرما کر صفاء روشنی بخشی۔[475]

اسی طرح امام احمد بن محمد ابی بکر قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ اسْمَہُ الشَّرِیْفَ عَلَی الْعَرْشِ وَعَلٰی کُلِّ سَمَاءٍ وَعَلَی الْجِنَانِ وَمَا فِیْہَا[476]

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام عرش ہر آسمان اور جنت اور جو کچھ اس میں ہے پر لکھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان اس نام پاک کو لکھا:

بَیْنَ کَتِفَیْ آدَمَ مَکْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ[477]

حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔

بچے کا نام محمد رکھنے کی برکات:

1: حدیث شریف میں ہے:

"من ولد له مولود فسما محمدا حباً لی و تبرکاً باسمی هو و مولوده فی الجنة"[478]

---

475 ۔ جواہر البیان فی اسرار الارکان. بحوالہ العوارف العنبریہ فی المیلاد النبویہ. مولانا محمد یعقوب ہزاروی. ضیاء القرآن لاہور. ص۱۲۲

476 ۔ یوسف بن اسماعیل النبہانی. جواہر البحار فی فضائل النبی المختار. ج ۲. ص۱۴. دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء. من جواہر الامام احمد بن محمد ابی بکر قسطلانی ۹۲۳ھ

477 ۔ خصائص کبریٰ. ج۱. ص۱۹. مطبوعہ مکہ مکرمہ بحوالہ انوار المحمدیہ فی السیرۃ المصطفویہ. ص۱۸۸. قادری کتب خانہ سیالکوٹ. ۲۰۰۴ء ۱۴۲۵ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جس کا لڑکا پیدا ہوا تو اس نے میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کا نام محمد رکھا تو وہ (والد) اور اسکا لڑکا دونوں جنتی ہیں۔

:2

عن ابی رافع عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اذا سمیتموہ محمدا فلا تضربوہ و لاتحرموہ[479]

حضرت ابو رافع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسوال اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو نہ اس کو مارو اور نہ ہی محروم رکھو۔ (یعنی اس کو کسی چیز سے جو تم اپنے دوسرے بچوں کو دیتے ہوں محروم نہ کرو چاہے وہ کوئی دنیاوی چیز ہو یا تعلیم و تربیّت اور ویسے بھی جس کا نام محمد ہو اس کی اچھی تربیّت ہونی چاہیے تا کہ لوگ اس کو برا نہ کہیں، ابو لا حمد غفرلہ)

:3

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

یوقف عبدان ای اسم احدھما احمد و الاخر محمد بین یدی اللہ تعالیٰ فیومر بھما الی الجنۃ فیقولان ربنا بما استھلنا الجنۃ ولم نعمل عملا تجازینا بہ الجنۃ فیقول اللہ تعالیٰ ادخلا الجنۃ فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمہ احمد او محمد[480]

قیامت کے دن دو شخص رب کے حضور کھڑے کیے جائیں گئے ایک کا نام احمد اور دوسرے کا نام محمد ہو گا حکم ہو گا انہیں جنت میں لے جاؤ وہ دونوں عرض کریں گئے یا اللہ ہم کس عمل کی وجہ سے جنت کے قابل ہوئے؟ ہم نے جنتیوں والا کوئی کام نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جنت میں چلے جاؤ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو گا اس کو دوزخ میں نہ ڈالوں گا۔ (معلوم ہوا کہ جو برکات اسم محمد کی ہیں وہی برکات اسم احمد کی بھی ہیں۔ ابو الاحمد غفرلہ)

:4 حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما ضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد او محمدان او ثلثۃ[481]

---

478 ۔ کنزالعمال ، کتاب النکاح ،الفصل الاول فی الاسماء ،الحدیث ۴۵۲۱۵، ج۱۶،ص۱۷۵۔سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت،بحوالہ العوارف العنبریہ فی المیلاد النبویہ،مولانا محمد یعقوب ہزاروی،ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۵

479 ۔ سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت،بحوالہ العوارف العنبریہ فی المیلاد النبویہ،مولانا محمد یعقوب ہزاروی،ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۵

480 ۔ سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت،بحوالہ العوارف العنبریہ فی المیلاد النبویہ،مولانا محمد یعقوب ہزاروی،ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تم میں سے کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد ہو یا دو محمد ہوں یا تین محمد ہوں (یعنی اگر تم اپنے ایک لڑکا کا نام محمد رکھو یا دو کا یا تین لڑکوں کا نام محمد رکھو تو تمہارا کیا جاتا بلکہ برکت ہی برکت ہے)

5:شكت اليه امرأة بانها لا يعيش لها ولد فقال لها اجعلى الله عليك ان تسميه محمدا ففعلت فعاش ولدها[482]

حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک عورت آئی اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اس کی اولاد زندہ نہیں رہتی حضور ﷺ اسے فرمایا کہ تو اپنے بیٹے پر لازم کرلے کہ جو بیٹا اللہ تعالیٰ نے تجھے عطاء کیا اس کا نام محمد رکھے گی اس نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو لڑکا عطا کیا جو زندہ رہا۔ (حضور ﷺ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس عورت کو اولاد ملے گی اور یہ بھی کہ لڑکا ہی ملے گا، نیز معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کسی کو زندگی عطا کر سکتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشکل میں حضور ﷺ کو پکارنا سنتِ صحابہ ہے۔ ابو الاحمد غفرلہ)

6:و فى حديث معضل اذا كان يوم القيامة نادىٰ مناديا محمد قم فادخل الجنة بغير حساب فيقوم كل من اسمه محمد بتوهم ان نداء له فلكرامة محمد لا يمنعون[483]

اور حدیث معضل میں ہے جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک منادی ندا کرے گا اے محمد کھڑے ہو کر جنت میں بغیر حساب داخل ہو جاؤ تو ہر وہ شخص کھڑا ہو جائے گا جس کا نام محمد ہو گا یہ خیال کرکے کہ مجھے کہا گیا ہے پس محمد ﷺ کی بزرگی اور عظمت کی وجہ سے کسی کو بھی روکا نہ جائے گا۔

7:امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما اجتمع قوم قط فى مشورة و فيهم رجل اسمه محمد لم يدخلوه فى مشورتهم الا لم يبارك لهم فيه[484]

---

481 ۔ سیرت حلبیه. احکامِ شریعت.بحواله العوارف العنبريه فى الميلاد النبويه.مولانا محمد يعقوب ہزاروی.ضیاء القرآن لاہور.۱۲۶

482 ۔ سیرت حلبیه. احکامِ شریعت.بحواله العوارف العنبريه فى الميلاد النبويه.مولانا محمد يعقوب ہزاروی.ضیاء القرآن لاہور.۱۲۶

483 ۔ سیرت حلبیه. احکامِ شریعت.بحواله العوارف العنبريه فى الميلاد النبويه.مولانا محمد يعقوب ہزاروی.ضیاء القرآن لاہور.۱۲۶

484 ۔ الكامل فى ضعفاء الرجال لابن عدى:ج۱.ص۲۷۵.سیرت حلبیه. احکامِ شریعت.بحواله العوارف العنبريه فى الميلاد النبويه.مولانا محمد يعقوب ہزاروی.ضیاء القرآن لاہور.۱۲۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جب کوئی قوم کسی مشورے کے لیے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام کا ہو اور اس کو اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے لیے اس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے گی۔

8:من اراد ان یکون حمل زوجته ذکرا فلیضع یدہ علی بطنها ق و یقل ان کان ذکرا فقد سمیته محمدا فانه یکون ذکرا[485]

جو چاہے کہ اس کی زوجہ لڑکے کے ساتھ حاملہ ہو اس چاہیے کہ اپنے (دائیں) ہاتھ کو اپنی زوجہ کے پیٹ پر رکھے اور یہ کلمات کہے،، ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا،، اگر لڑکا ہے تو اس کا نام محمد رکھا (تو انشاء اللہ تعالیٰ) وہ لڑکا ہی ہو گا۔

9:ما اطعم طعام علی مائدۃ ولا جلس علیها و فیها اسمی قدس اللہ ذلک المنزل کل یوم مرتین[486]

جس دستر خوان پر بیٹھ کر لوگ کھانا کھائیں اور ان میں کوئی محمد نام کا ہو تو ایک دن میں دوبار اس مکان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

10:حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من ولد له ثلثة اولاد فلم یسم احدا منهم محمداً فقد جهل[487]

جس کے تین بیٹے ہوں اور ان میں کسی ایک کا نام بھی محمد نہ رکھے تو وہ جاہل ہے (یعنی میری تعلیمات سے جاہل ہے اور میری محبت میں کمی ہے کیونکہ اگر حضور ﷺ کی محبت ہوتی تو حضور ﷺ کے نام مبارک سے برکت کے لیے ایک بیٹے کا نام ہی محمد رکھ لیتا)

11:ما کان اسم محمد فی بیت الا جعل اللہ فی ذلک البیت برکة[488]

جس گھر میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر میں اللہ تعالیٰ برکت پیدا فرما دیتا ہے

12:و فی الشفاء ان للہ ملائکة سیاحین فی الارض عبادتهم کل دار فیها اسم محمد ای حراسته اهل کل دار فیها اسم محمد[489]

---

485 ۔ فتاویٰ رضویه،سیرت حلبیه، احکامِ شریعت،بحواله العوارف العنبریه فی المیلاد النبویه،مولانا محمد یعقوب ہزاروی،ضیاء القرآن لاہور،۱۲۷

486 ۔ سیرت حلبیه، احکامِ شریعت،بحواله العوارف العنبریه فی المیلاد النبویه،مولانا محمد یعقوب ہزاروی،ضیاء القرآن لاہور،۱۲۷

487 ۔ سیرت حلبیه، احکامِ شریعت،بحواله العوارف العنبریه فی المیلاد النبویه،مولانا محمد یعقوب ہزاروی،ضیاء القرآن لاہور،۱۲۷

488 ۔ سیرت حلبیه، احکامِ شریعت،بحواله العوارف العنبریه فی المیلاد النبویه،مولانا محمد یعقوب ہزاروی،ضیاء القرآن لاہور،۱۲۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شفاء شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے فرشتے بھی ہیں جو زمین میں پھرتے ہیں ان کی عبادت یہ ہے کہ جس گھر میں محمد نام کا فرد ہے اس کی اور تمام گھر والوں کی حفاظت کرنا۔

13: عن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال من کان لہ حمل فنوی ان یسمہ محمداً حوّلہ اللہ تعالیٰ ذکرا و ان کان انثی[490]

حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے مروی ہے جس کی بیوی حاملہ ہو اور اس نے نیت کی کہ جو حمل ہے اس کا نام محمد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو لڑکا کر دے گا اگرچہ وہ لڑکی ہی کیوں نہ ہو۔

14: حضور ﷺ کا اسم مبارک یعنی محمد (ﷺ) کسی کا نام رکھنا مبارک اور دنیا اور آخرت میں نافع ہے۔[491]

15: حضرت فقیہ محمد بابا نے اپنی آپ بیتی بیان کی کہ آندھی چلی تو میری آنکھ میں کنکری پڑ گئی جس سے سخت تکلیف ہوئی اور وہ کسی طرح بھی نکلتی نہ تھی جب اذان ہوئی اور موذن نے کہا،، اشھد ان محمدا رسول اللہ،، تو یہ سن کر میں نے بھی یہی کہا تو فوراً کنکری نکل گئی۔[492]

پریشانی میں نام ان کا دل صد چاک سے نکلا اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسل کو

رحمتِ عالم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:"جس نے میرے نام سے برکت کی امید کرتے ہوئے میرے نام پر نام رکھا، قیامت تک صبح و شام اس پر برکت نازل ہوتی رہے گی۔"[493]

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:"محمد بہت پیارا نام ہے، اس نام کی بڑی تعریف حدیثوں میں آئی ہے۔ اگر تصغیر کا اندیشہ نہ ہو تو یہ نام رکھا جائے اور ایک صورت یہ ہے کہ عقیقہ کا نام یہ ہو اور پکارنے کے لئے کوئی دوسرا نام تجویز کر لیا جائے، اس صورت میں نام کی بھی برکت ہو گی اور تصغیر سے بھی بچ جائیں گے جب کوئی شخص اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے تو اسے چاہیے اِس نام پاک کی نسبت کے سبب اس کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس کی عزت کرے۔ مولا مشکل کشا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

489 - سیرت حلبیہ. احکامِ شریعت.بحوالہ العوارف العنبریہ فی المیلاد النبویہ.مولانا محمد یعقوب ہزاروی.ضیاء القرآن لاہور. ۱۲۸

490 - سیرت حلبیہ. احکامِ شریعت.بحوالہ العوارف العنبریہ فی المیلاد النبویہ.مولانا محمد یعقوب ہزاروی.ضیاء القرآن لاہور. ۱۲۸

491 - علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ.سیرت رسول عربی ﷺ ۲۰۰۴ء.ص ۴۳۴. اکبر بک سیلرز.لاہور

492 - مقاصدِ حسنہ. ص ۳۸۴. بحوالہ البرہان. محمد امین. مفتی. مکتبہ سلطانیہ. فیصل آباد. ص ۴۶۵

493 - کنز العمال. کتاب النکاح. الفصل الاول فی الاسماء. الحدیث ۴۵۲۱۳. ج ۱۶. ص ۱۷۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کریم رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "جب تم بیٹے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزّت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اسکی نسبت برائی کی طرف نہ کرو۔"[494]

نبی اکرم ﷺ کے وہ نام جو کتب سماویہ اور احادیث میں آئے:

حدیث: حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد سے بالاسناد مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔

میں "محمد" ہوں اور میں "احمد" ہوں اور میں "ماحی" ہوں کہ میرے ذریعے اللہ عزوجل نے کفر کو مٹایا اور میں "حاشر" ہوں کہ میرے نقش قدم پر لوگ اٹھیں گے اور میں "عاقب" پیچھے آنے والا ہوں۔ اور اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں میرا نام محمد اور احمد رکھا۔[495]

پس اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو یہ خصوصیت دی ہے کہ آپ ﷺ کے ناموں کو آپ ﷺ کی ثناء کے ضمن میں بیان کیا ہے اور آپ ﷺ کے ذکر کے درمیان آپ ﷺ کے شکر عظیم مضمر (پوشیدہ) کیا ہے۔

آپ کا نام اَحْمَدُ بروزن اَفْعَلُ ہے جو آپ کی صفت حمد میں مبالغہ ہے اور محمد بروزن مُفَعَّلُ ہے جو آپ ﷺ کی کثرت حمد میں مبالغہ ہے۔ پس حضور ﷺ حمد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر ہیں اور ان سب سے افضل ہیں جن کی تعریف کی جاتی ہے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر حمد کرنے والے ہیں۔ پس آپ ﷺ تعریف کئے ہوئوں میں سب سے بڑھ کر تعریف کئے ہوئے (محمد) ہیں اور تعریف کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر تعریف کرنے والے ہیں (اللہ رب العزت کو)۔

اور آپ ﷺ کے ساتھ بروز قیامت لواء الحمد ہو گا تاکہ آپ ﷺ کے لئے حمد کی تکمیل ہو جائے اور میدان حشر میں آپ صفتِ حمد سے شہرت پائیں اور وہاں اللہ عزوجل آپ ﷺ کو مقام محمود میں بھیجے گا۔ جیسا کہ آپ ﷺ سے وعدہ کیا ہے۔ اس جگہ اولین و آخرین ان کی شفاعت کی وجہ سے آپ ﷺ کی تعریف کریں گے اور اس جگہ آپ ﷺ پر حمد کے الفاظ کھولے جائیں گے۔ جیسا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی کو وہ (الفاظ) نہیں دیئے گئے۔

انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں آپ ﷺ کی امت کا نام حمّادین (بہت تعریف کرنے والے) رکھا ہے۔ حقیقتاً آپ ﷺ اسی لائق ہیں کہ آپ ﷺ کا نام محمد ﷺ اور احمد ﷺ رکھا جاتا۔

پھر آپ ﷺ کے ان دونوں ناموں میں عجیب و غریب خصوصیتوں اور نشانیوں کے علاوہ ایک دوسری خوبی بھی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے نام مبارک کی ایسی حفاظت فرمائی ہے کہ کسی نے آپ ﷺ کے زمانہ اقدس سے پہلے یہ دونوں نام نہیں رکھے۔ لیکن احمد (ﷺ) جو کہ کتب سابقہ میں آیا ہے اور انبیاء علیہم السلام نے اس کی بشارت

494۔ تاریخ بغداد، ج۳، ص ۳۰۵

495۔ صحیح بخاری کتاب المناقب جلد ۲ صفحہ ۱۴۸، صحیح مسلم کتاب الفضائل جلد ۲ صفحہ ۱۸۲۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دی ہے۔ اس کو اللہ عزوجل نے اپنی حکمت سے منع فرمادیا کہ کوئی اور آپ ﷺ کے سوا اس نام کو رکھے اور نہ آپ ﷺ سے سوا کوئی اس نام سے پکارا جائے تا کہ کسی کمزور دل پر اس سے شک وشبہ نہ پڑے۔

اسی طرح محمد (ﷺ) بھی ہے کہ عرب وغیر عرب میں سے کسی نے بھی یہ نام کسی کا نہ رکھا۔ یہاں تک کہ یہ بات آپ ﷺ کے وجود گرامی اور آپ ﷺ کی پیدائش سے کچھ پہلے ہی مشہور ہوگئی کہ ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام مبارک محمد ﷺ ہوگا۔ پھر عرب کے تھوڑے لوگوں نے اپنے لڑکوں کا نام محمد رکھا۔ اس امید پر کہ ان میں سے شاید کوئی وہی ہو اور اللہ عزوجل ہی خوب جانتا ہے جس جگہ وہ اپنی رسالت رکھے گا۔

وہ لوگ (جنہوں نے آپ کی پیدائش سے کچھ قبل اپنے فرزندوں کے نام محمد رکھے) یہ ہیں۔ محمد بن اُحَیحَہ بن الجلاح الاَوْسِی بن الجلاح الاوس۔ محمد بن مسلمہ انصاری۔ محمد بن براء البکری۔ محمد بن سفیان بن مُجاشع۔ محمد بن حمران الجعفی۔ محمد بن خزاعی اسلمی اور ساتواں نام کا کوئی بتائے۔ کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے جس کا نام محمد رکھا گیا وہ محمد بن سفیان ہے اور اہل یمن کہتے ہیں کہ بلکہ محمد بن یحمد، (قبیلہ اُزد) کا ہے۔

پھر اللہ عزوجل نے حفاظت فرمائی کہ ہر وہ شخص جس کا نام محمد ہے وہ نبوت کا دعویٰ کرے یا اس کو کوئی اس کے ساتھ پکارے یا اس پر کوئی سبب ظاہر ہو جائے جس سے کوئی آپ ﷺ کے بارے میں شک کر سکے۔ یہاں تک کہ یہ دونوں نام آپ ﷺ کے لئے خوب متحقق وثابت ہو گئے۔ اور کوئی ان دونوں ناموں میں نزاع نہ کر سکا۔

لیکن حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ میں وہ ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ عزوجل نے کفر کو مٹایا۔

سو اس کی تفسیر اس حدیث کے ضمن میں گزر چکی ہے اور ہو سکتا ہے کہ کفر کو مٹانے سے یا تو مکہ سے یا عرب کے شہروں سے یا زمین کے ان حصوں سے جو آپ ﷺ کے قبضہ میں آئے مراد ہو اور وعدہ کیا گیا کہ آپ ﷺ کی امت کا ملک آپ ﷺ کو ملے گا یا محو یعنی مٹنے سے مراد عام ہو۔ بایں معنی کہ ظہور وغلبہ ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔[496]

کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

اور بیشک حدیث میں اس کی تفسیر یوں وارد ہے کہ آپ وہ ہیں جن کے سبب ان لوگوں کے گناہ جو آپ ﷺ کے متبع ہیں مٹائے جائیں گے[497] اور حضور ﷺ کا ارشاد کہ میں وہ حاشر ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھیں گے۔ یعنی میرے زمانہ اور میرے عہد پر۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا: وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (نبیوں کا آخر ہوں) اور آپ ﷺ کا نام عاقب رکھا گیا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ تمام نبیوں کے پیچھے (آخر) میں تشریف لائے ہیں اور صحیح حدیث میں ہے کہ میں ایسا پچھلا آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ عَلٰی قَدَمِیْ کے معنی میں ایک روایت ہے کہ یعنی لوگ میرا مشاہدہ کرتے ہوئے اٹھیں گے یا لوگ میرے سامنے اٹھیں گے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

496۔ پ۲۸ الصف ۹

497۔ دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ صفحہ ۱۵۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔(پ ۲-البقرہ ۱۴۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ میرے قدم پر یعنی میں ان سے پہلے نکلوں گا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔(پ ۱۱-یونس ۲)

کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میرے قدم پر یعنی میرے سامنے اور میرے گرد اگرد یعنی میری طرف بروز قیامت سب جمع ہو کر آئیں گے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میرے قدم پر یعنی میری سنت پر۔

آپ ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ میرے پانچ نام ہیں۔ اس کے معنی میں ایک روایت یہ ہے کہ پانچوں نام سابقہ کتب سماویہ میں موجود ہیں اور سابقہ امتوں کے اہل علم کے نزدیک میرے یہ پانچ نام ہیں۔

حضور ﷺ سے مروی ہے کہ میرے دس نام ہیں۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم صفحہ ۶۱) ان میں سے طٰہٰ اور یٰس کو بیان فرمایا مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی حکایت کی۔

بعض تفسیروں میں ایک روایت ہے کہ "طٰہٰ" یعنی اے "طاہر" اے ہادی۔ "یٰس" یعنی اے سید۔ سلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو واسطی اور جعفر بن محمد رحمہا اللہ سے بیان کیا۔ اوروں نے مجھ سے بیان کیا دس نام ہیں۔ پانچ تو وہی ہیں جو پہلی حدیث میں مذکور ہیں۔ فرمایا اور میں رسول رحمت [498] اور رسول راحت اور رسول ملاحم ہوں اور میں "مقفی" [499] کہ نبیوں کے پیچھے آنے والا ہوں اور میں قیم (مسند الفردوس لدیلمی کما فی مناہل الصفاء للسیوطی صفحہ ۱۱۲) ہوں، اس کے معنی جامع کامل کے ہیں۔ ایسا ہی میں نے اس کو پایا اور میں اس کو روایت نہیں کرتا۔

میں دیکھتا ہوں کہ دوست قثم (بالثاء) ہے (یعنی بانٹنے اور تقسیم فرمانے والے) جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کو بعد میں حربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور یہی تفسیر کے ساتھ زیادہ مناسب ہے۔ نیز انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں واقع ہوا ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا کی: اے رب عزوجل ہمارے لئے محمد ﷺ کو بھیج جو سنت کو قائم فرمانے والے انقطاع وحی کے بعد ہیں۔ پس قیم اس معنی میں ہے۔

نقاش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور ﷺ سے روایت کی کہ میرے قرآن کریم میں سات نام ہیں۔ محمد، احمد، یٰس، طٰہٰ، المدثر، المزمل اور عبد اللہ۔ ﷺ کثیراً کثیراً۔ [500]

---

498 ۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۱۰۵

499 ۔ حلیہ لابی نعیم کما فی مناہل الصفاء للسیوطی صفحہ ۱۱۲

500 ۔ امام ذہبی بحوالہ مناہل الصفاء للسیوطی صفحہ ۱۱۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جبیر ابن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ چھ نام ہیں۔ محمد، احمد، خاتم، عاقب، حاشر، ماحی ﷺ کثیراً کثیراً۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ ہمیں اپنے نام بتلایا کرتے تھے۔ پس فرماتے ہیں:

محمد، احمد، مقفی، حاشر، نبی التوبہ، نبی الملحمہ اور نبی الرحمہ ہوں۔ (ﷺ)[501]

اور ایک روایت میں الرحمۃ، راحۃ ہے۔ یہ تمام کے تمام صحیح ہیں۔ انشاء اللہ عزوجل۔

مقفی کے وہی معنیٰ ہیں جو عاقب کے ہیں لیکن نبی رحمت، نبی توبہ، نبی مرحمہ اور نبی راحت سو اس کی دلیل یہ ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلاَّ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ[502]

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت

سارے جہاں کے لئے

یُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ۔[503]

اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا۔

وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ[504]

اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ[505]

مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

اور آپ ﷺ کی امت مرحمہ کی تعریف میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ط[506]

یہ امت ہے جو صبر کی وصیت کرتے ہیں اور مرحمت کی وصیت کرتے ہیں۔

501۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل جلد ۴ صفحہ ۱۸۲۹

502۔ پ ۱۷ الانبیاء ۱۰۷

503۔ پ ۴ ال عمران ۱۶۴

504۔ پ ۶ المائدہ ۱۶

505۔ پ ۱۱ التوبہ ۱۲۸

506۔ پ ۳۰ البلد ۱۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

یعنی ایک دوسرے پر رحمت کرتے ہیں۔ پس آپ ﷺ کو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی امت کے لئے اور تمام جہان والوں کے لئے رحمت، رحیم بھیجا جو رحم کھانے والے اور ان کے لئے استغفار کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ کی امت کو امت مرحومہ بنایا اور اس کی تعریف رحمت کے ساتھ فرمائی اور حضور ﷺ کو ایک دوسرے پر رحم فرمانے کا حکم دیا اور اس کی تعریف کی۔ فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءِ"[507]

بیشک اللہ عزوجل اپنے بندوں میں سے رحم کھانے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اور فرمایا: ایک دوسرے پر رحم کرنے والوں پر قیامت کے دن رحمٰن رحم فرمائے گا۔ تم زمین میں رحم کرو تاکہ وہ تم پر رحم کرے جو آسمان میں ہے۔[508]

جبکہ "نبی الملحمہ" کی روایت، تو یہ اشارہ اس طرف ہے کہ حضور ﷺ جہاد اور تلوار کے ساتھ بھیجے گئے ہیں اور یہی صحیح ہے۔

اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے مثل روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ نبی الرحمۃ، نبی التوبہ اور نبی الملاحمہ ﷺ ہیں۔[509]

حربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور ﷺ کی حدیث میں روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: میرے پاس فرشتہ آیا۔ اس نے مجھ سے کہا: آپ "قثم" یعنی جمع کرنے والے ہیں۔ حربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ قثم کے معنی ہیں بھلائی کا جمع کرنے والا۔ اور یہ نام حضور ﷺ کے گھر والوں کو معلوم تھا۔[510]

حضور ﷺ کے القاب و صفات قرآن کریم میں ان کے علاوہ جو ہم نے بیان کئے، بکثرت آئے ہیں۔ جیسے نور، سراج، منیر، منذر، نذیر، مبشر، بشیر، شاہد، شہید، الحق، المبین، خاتم النبیین، رؤف، رحیم، امین، قدم صدق، رحمۃ للعٰلمین، نعمۃ اللہ، عروۃ وثقٰی، صراط مستقیم، نجم ثاقب، کریم، نبیِ اُمّی اور داعی الی اللہ یہ آپ ﷺ کے اوصاف کثیرہ اور علامات جلیلہ ہیں۔

اور اللہ عزوجل کی گزشتہ کتابوں اور انبیاء علیہم السلام کے صحیفوں کے اور احادیث نبوی اور امت کی بول چال میں مکمل طریقہ سے آپ ﷺ کے نام آچکے ہیں۔

جیسے مصطفی، مجتبیٰ، ابو القاسم، حبیب، رسول رب العالمین، شفیع، مشفع، متقی، مصلح، طاہر مہیمن، صادق، مصدوق، ہادی، سید ولد آدم، سید المرسلین، امام المتقین، قائد الغرا لمحجلین، حبیب اللہ، جمیل الرحمن، صاحب الحوض

507۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز جلد ۲ صفحہ ۷۰، صحیح مسلم کتاب الجنائز جلد ۲ صفحہ ۶۳۶

508۔ سنن ترمذی کتاب البر جلد ۳ صفحہ ۲۱۷، سنن ابو داؤد کتاب الادب جلد ۲ صفحہ ۳۰۶

509۔ شمائل ترمذی صفحہ ۲۹۷

510۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم کما فی مناہل الصفاء للسیوطی صفحہ ۱۱۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

المورود و شفاعت، المقام المحمود، صاحب الوسیلہ، صاحب الفضیلہ، صاحب الدرجۃ الرفیعہ، صاحب التاج والمعراج اللِّوائ، والقضیب (عصا) راکب البرق الناقہ، نجیب، صاحب الحجہ، السلطان، خاتم، علامۃ برہان، صاحب الہرواۃ، صاحب النعلین۔
کتابوں میں آپ ﷺ کے یہ نام بھی ہیں۔ المتوکل، المختار، مقیم السنۃ، المقدس، روح القدس، روح الحق۔
اسی معنی میں انجیل میں فارقلیط ہے۔ ثعلب کہتے ہیں کہ فارقلیط اس کو کہتے ہیں جو حق و باطل میں تفریق کرے۔
گزشتہ کتابوں میں آپ ﷺ کے یہ نام بھی ہیں۔ ماذ، ماذ بمعنی طیب، حمطایا، خاتم، حاتم۔ کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی حکایت کی۔

ثعلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خاتم وہ ہے جس سے نبیوں کے سلسلۂ آمد کو روکا جائے اور حاتم کے معنی یہ ہیں کہ نبیوں میں جو پیدائش اور اخلاق میں سب سے بڑھ کر عمدہ ہو۔

سریانی زبان میں آپ ﷺ کا نام یہ ہے۔ "مشفح" یعنی محمد، "منحمنا" یعنی روح القدس یا محمد اور توریت میں آپ ﷺ کا نام اَحسید ہے۔ یہ ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے۔

صاحب القضیب کے معنی تلوار والے کے ہیں۔ انجیل میں اس کی یوں تفسیر آئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آپ ﷺ کے ساتھ لوہے کی تلوار ہو گی جس سے آپ ﷺ جہاد کریں گے اور آپ ﷺ کی امت بھی ایسی ہی ہو گی۔

اور یہ بھی محمول کیا گیا ہے۔ قضیب آپ ﷺ کی ایک لمبی شاخ تھی جس کو آپ ﷺ ہاتھ میں لیا کرتے تھے۔ اور وہ اب خلفاء کے پاس ہے لیکن "ہراوہ" جس سے آپ ﷺ کی تعریف کی گئی ہے۔ لغت میں اس کے معنی عصا کے ہیں۔ مجھے خیال ہے واللہ اعلم کہ اس سے وہ عصا مراد ہے جو حدیث حوض میں مذکور ہے کہ اپنے اس عصا سے یمن والوں کے لئے لوگوں کو ہٹاؤں گا۔

لیکن "تاج" اس سے مراد عمامہ ہے اور اس وقت سوائے عرب کے اور کوئی عمامہ نہیں پہنتا تھا۔ عمامے عرب کے تاج ہیں۔ آپ ﷺ کے اوصاف القاب اور علامات کتابوں میں بہت ہیں۔

ان میں سے بقدر کفایت انشاء اللہ عزوجل ہم نے ذکر کیا ہے۔ آپ ﷺ کی مشہور کنیت ابو القاسم ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا اِبْرَاہِیْمَ۔[511]

کیسے نام رکھے جائیں؟:

والدین کو چاہیے کہ بچے کا اچھا نام رکھیں کہ یہ ان کی طرف سے اپنے بچے کے لئے سب سے پہلا اور بنیادی تحفہ ہے جسے وہ عمر بھر اپنے سینے سے لگائے رکھتا ہے یہاں تک کہ جب میدانِ حشر برپا ہو گا تو وہ اسی نام سے مالکِ کائنات عزوجل

511۔ دلائل النبوۃ بیہقی جلد ا صفحہ ۱۶۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کے حضور بلایا جائے گا جیسا کہ حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے اچھے نام رکھا کرو۔"[512]

اس حدیثِ پاک سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اپنے بچے کا نام کسی فلمی اداکار یا (معاذ اللہ عزوجل) کفار کے نام پر رکھ دیتے ہیں، اس سے بدترین ذلت کیا ہوگی کہ مسلمان کی اولاد کو کل میدانِ محشر میں کفار کے ناموں سے پکارا جائے۔ والعیاذ باللہ

ہمارے معاشرے میں بچے کے نام کے انتخاب کی ذمہ داری عموماً کسی قریبی رشتہ دار مثلاً دادی، پھوپھی، چچا وغیرہ کو سونپ دی جاتی ہے اور عموماً مسائل شرعیہ سے نابلد ہونے کی وجہ سے وہ بچوں کے ایسے نام رکھ دیتے ہیں جن کے کوئی معانی نہیں ہوتے یا پھر اچھے معانی نہیں ہوتے، ایسے نام رکھنے سے احتراز کیا جائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے اسمائے مبارکہ اور صحابہ کرام و تابعین عظام اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں پر نام رکھنے چاہیں جس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ بچے کا اپنے اسلاف رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روحانی تعلق قائم ہو جائے گا اور دوسرا ان نیک ہستیوں سے موسوم ہونے کی برکت سے اس کی زندگی پر مدنی اثرات مرتب ہوں گے۔

حضرت سیدنا ابووہب جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھو۔"[513]

بچے کی کنیت رکھنا جائز ہے اور حصولِ برکت کے لئے بزرگوں کی نسبت سے کنیت رکھنا بہتر ہے مثلاً ابوتراب (یہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے) وغیرہ[514]

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "اپنے بچوں کی کنیت رکھنے میں جلدی کرو کہیں ان کے (بُرے) القابات نہ پڑ جائیں۔"[515]

مسئلہ:

عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی اور عبدالرسول نام رکھنا بالکل جائز ہے کہ اس سے شرفِ نسبت مقصود ہے۔ عبد کے دو معانی ہیں، بندہ اور غلام، اس لئے یہ نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ غلام محمد، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسین وغیرہ نام رکھنا جن میں غلام کی نسبت انبیاء وصالحین کی طرف کی گئی ہو، بالکل جائز ہے۔[516]

512۔ سنن ابی داود. کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء. الحدیث ۴۹۴۸. ج۴. ص ۳۷۴

513۔ سنن ابی داود. کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء. الحدیث ۴۹۵۰. ج۴. ص ۳۷۴

514۔ ماخوذ از بہارِ شریعت. ج۳. حصہ ۱۶. ص ۲۱۳

515۔ کنزالعمال. کتاب النکاح. باب السابع. الفصل الاول. الاکمال. الحدیث ۴۵۲۲۲. ج۱۶. ص ۱۷۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ :

محمد بخش، احمد بخش، پیر بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام رکھنا جس میں نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملایا گیا ہو، بالکل جائز ہے۔[517]

مسئلہ :

طٰہٰ، یٰسین نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ الفاظ مقطعاتِ قرآنیہ میں سے ہیں جن کے معانی معلوم نہیں۔[518]

مسئلہ :

جو نام بُرے ہوں انہیں بدل کر اچھے نام رکھنے چاہیں۔[519]

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم بُرے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔[520]

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام پہلے برّہ تھا، سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے (برّہ سے) بدل کر جویریہ رکھ دیا۔[521]

اللہ عزوجل کے پسندیدہ نام:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا "تمہارے ناموں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔[522]

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "عبد اللہ و عبد الرحمن بہت اچھے نام ہیں (مگر اس زمانہ میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بجائے عبد الرحمن اس شخص کو بہت سے لوگ رحمن کہتے ہیں اور غیر خدا کو رحمن کہنا حرام ہے، اسی طرح عبد الخالق کو خالق اور عبد المعبود کو معبود کہتے ہیں) اس قسم کے ناموں میں ایسی ناجائز ترمیم ہرگز نہ کی جائے۔ اسی طرح بہت کثرت سے ناموں میں تصغیر کا رواج ہے یعنی نام کو اس طرح بگاڑتے ہیں جس سے حقارت

516۔ بہارِ شریعت، حصہ۱۶، ص۲۱۳، ماخوذاً

517۔ بہارِ شریعت، حصہ۱۶، ص۲۱۴

518۔ بہارِ شریعت، حصہ۱۶، ص۲۱۳

519۔ بہارِ شریعت، حصہ۱۶، ص۲۱۳

520۔ جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی تغییر الاسماء، الحدیث۲۸۴۸، ج۴، ص۳۸۲

521۔ صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح، الحدیث۲۱۴۰، ص۱۱۸۲

522۔ صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح، الحدیث۲۱۳۲، ص۱۱۷۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نکلتی ہے، ایسے ناموں میں تصغیر ہر گز نہ کی جائے اور جہاں یہ گمان ہو کہ ناموں میں تصغیر کی جائے گی یہ نام نہ رکھے جائیں، دوسرے نام رکھے جائیں۔[523]

نبی اکرم علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "فطرت پانچ چیزیں ہیں، ختنہ کرنا، موئے زیر ناف صاف کرنا، بغل کے بال نوچنا، مونچھیں کترنا، ناخن کاٹنا۔"[524]

ختنہ کرنا سنت ہے اور یہ شعائرِ اسلام میں سے ہے کہ اس سے مسلمان اور غیر مسلم میں امتیاز ہوتا ہے اسی لئے اسے مسلمانی بھی کہا جاتا ہے۔ ولادت کے سات دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے، ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال تک ہے۔[525]

حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنے بچے کا ساتویں دن ختنہ کرو کہ یہ گوشت اگنے کے لئے جلدی اور ستھرا ہے اور دل کے لئے راحت ہے۔[526]

مسئلہ :

بچے کا ختنہ باپ خود بھی کر سکتا ہے۔ (اگر حجام یا ڈاکٹر وغیرہ ختنہ کریں تو عورت ان کے سامنے نہ آئے بلکہ بچے کو کوئی مرد پکڑے۔)[527]

بَابَ مَنْ رَخَّصَ أَنْ يُكْتَنَى بِأَبِي الْقَاسِمِ

جن لوگوں نے ابو القاسم کنیت رکھنے کی اجازت دی

256 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: " أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ كَانَ يُكْنَى أَبَا الْقَاسِمِ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن حنفیہ کو ابو القاسم کنیت سے پکارا جاتا تھا۔

257 وَبِهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ وَكَانَ ابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ يُكْنَى أَبَا الْقَاسِمِ»

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت محمد بن اشعث جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے ان کو ابو القاسم کنیت سے پکارا جاتا تھا۔

❖

523۔ بہارِ شریعت، حصہ 16، ص 216

524۔ صحیح مسلم، باب خصال الفطرۃ، الحدیث ۲۵۷، ص ۱۵۲

525۔ الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الکراہیۃ، باب التاسع عشر فی الختان... الخ، ج ۵، ص ۳۵۷، و بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۰۰

526۔ کنز العمال، کتاب النکاح، الفصل الثالث فی الختان، الاکمال، الحدیث ۴۵۳۰۴، ج ۸، ص ۱۸۱

527۔ فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص ۲۰۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

258 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ فِطْرٍ، عَنْ مُنْذِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ وُلِدَ لِي غُلَامٌ بَعْدَكَ أُسَمِّيهِ بِاسْمِكَ وَأُكَنِّيهِ بِكُنْيَتِكَ؟، قَالَ: «نَعَمْ»

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا: اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو کیا میں اس کا نام آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام پر اور اس کی کنیت آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نیت پر رکھ دوں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ہاں۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْيَتِهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت اور نام کو جمع کرنے کا بیان

259 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي»

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو القاسم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: تم میرے نام پر نام رکھ لو اور میری کنیت اختیار مت کرو۔

260 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي»

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم میرے نام پر اپنے نام رکھ لو اور میری کنیت اختیار مت کرو۔

تشریح:

مقصد یہ ہے کہ اگر ہزاروں کے نام محمد ہوں تو دھوکہ نہ ہوگا کیونکہ حضور کو صرف نام سے پکارنا حرام ہے، اب جو حضور کو پکارے گا وہ یارسول اللہ کہے گا یا محمد نہ کہے گا، اگر یا محمد کہہ کر پکارے گا تو کسی اور محمد کو پکارے گا نہ کہ حضور کو، اللہ تعالٰی نے ہمارے حضور کو نام لے کر نہ پکارا یا ایہا النبی یا ایہا الرسول سے پکارا لہذا نام کے اشتراک میں شبہ و دھوکہ نہ ہوگا کنیت کے اشتراک میں ضرور دھوکا ہوگا۔ لہذا احدیث واضح ہے۔ پس حضور انور کو یا اباالقاسم کہہ کر پکار سکتے ہیں کہ یہ حضور کا لقب ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی اللہ مگر یا محمد کہہ کر نہیں پکار سکتے کہ محمد حضور کا نام شریف ہے، دیکھو مرقات حضور انور کے بڑے صاحبزادے کا نام قاسم تھا اس نام سے آپ کی کنیت ابو القاسم ہوئی۔[528]

528 ۔ مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ۔ از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ۔ باب الاسامی۔ الفصل الاول۔ ج6، ص 587

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

261 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَقِيعِ، فَنَادَى رَجُلٌ آخَرَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي، فَإِنِّي إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ»

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جنت البقیع میں تھے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو یوں پکارا۔ اے ابو القاسم، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کی طرف متوجہ ہوئے، وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں نے آپ کو مراد نہیں لیا۔ اس پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم میرے نام پر اپنے نام کو رکھ لو اور میری کنیت کو اختیار مت کرو۔ بہر حال میں قاسم ہوں اور تمہارے درمیان بانٹتا ہوں۔

262 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي، فَإِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ»

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم میرے نام پر اپنے نام رکھ لو اور میری کنیت اختیار مت کرو۔ اس لیے کہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

تشریح:

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یعنی اللہ کی ہر نعمت تقسیم میرے ہاتھ سے ہوتی ہے دنیاوی نعمت ہو یا اخروی اس لیے حضرات صحابہ نے بارش، جنت، آنکھیں، دولت، اولاد حضور سے مانگی ہیں جب جنت ہی حضور سے مانگ لی تو دیگر چیزیں بدرجہ اولیٰ حضور سے مانگی جاسکتی ہیں اس کے لیے کہ ہماری کتاب سلطنت مصطفی اور جاء الحق کا مطالعہ کرو۔ دوسری روایت میں ہے اللہ المعطی وانا القاسم نہ اللہ کی عطا مقید ہے نہ حضور کی تقسیم رب فرماتا ہے: "اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ"۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت حضور کی حیات شریف میں تھی بعد وفات ہر طرح اجازت ہے خواہ حضور انور کا نام رکھے یا آپ کی کنیت یا دونوں جمع کر دے کہ نام رکھے محمد، کنیت رکھے ابو القاسم، اس کے متعلق اور بہت سے قول ہیں یہ ہی قول قوی ہے جو ہم نے عرض کیا کہ یہ حکم حیات شریف میں تھا۔ (مرقات و اشعہ) حضرت علی نے حضور کے بعد اپنے بیٹے کا نام محمد کنیت ابو القاسم رکھی جنہیں محمد ابن حنفیہ کہا جاتا ہے اور انہوں نے حضور سے پہلے پوچھا تھا کہ کیا میں آپ کے بعد اپنے کسی بیٹے کا نام محمد، کنیت ابو القاسم رکھ سکتا ہوں فرمایا تھا ہاں۔ خیال رہے کہ اگر قاسم قوی ہو تقسیم بھی قوی ہوتی ہے، ڈول، چرسہ، رہٹ، ٹیوب ویل، دریا بادل سب ہی پانی تقسیم کرتے ہیں مگر ان کی تقسیموں میں جو فرق ہے وہ معلوم ہے۔ سارے نبی اللہ کی نعمتیں تقسیم کرتے تھے حضور بھی تقسیم کرتے ہیں حضور کی تقسیم بہت قوی ہے، تمام امتوں میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وضو تھا مگر اعضاء کا چمکنا حضور کی امت کے وضو سے ہے، پانچ نمازوں کا ثواب پچاس ہے، کیوں، اس لیے کہ یہ حضور کی تقسیم سے ملی ہیں اب پڑھو: اللہ المعطی وانا القاسم۔[529]

263 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَجْمَعُوا بَيْنَ اسْمِي وَكُنْيَتِي»

حضرت عبد الرحمن بن ابی عمرہ رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم میرے نام اور میری کنیت کو جمع مت کرو۔

264 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ، قَالَ: فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ، قَالَ: فَقُلْنَا لَا نُكَنِّيكَ أَبَا الْقَاسِمِ، وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ»

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ ہم میں سے ایک آدمی کے بیٹا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ اس پر ہم نے کہا! کہ ہم تجھے ابو القاسم کی کنیت سے نہیں پکاریں گے اور اس کے ذریعہ سے ہم تیری آنکھ کو ٹھنڈک نہیں پہنچائیں گے، پس وہ شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آیا اور اس نے یہ بات آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے ذکر کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اپنے بیٹے کا نام عبد الرحمن رکھ لو۔

تشریح:

ان احادیث میں نبی اکرم ﷺ کو ابو القاسم اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد ہیں اس لیے آپ کو ابو القاسم یعنی قاسم کا باپ کہا جاتا ہے، اور اگر حضور ﷺ کو سخاوت کی وجہ سے ابو القاسم کہا جائے تو یہ بھی بالکل درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قاسم مطلق بنا کر بھیجا ہے خود نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ اللہ المعطی وانا القاسم۔ اللہ دینے والا ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں تو جس طرح اللہ کی عطا مقید نہیں کہ ہر چیز دے سکتا ہے اسی طرح رسول اللہ کی سخاوت مقید نہیں کہ آپ سے ہر چیز مانگی جا سکتی ہے اور آپ دے بھی سکتے ہیں۔

سخاوت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ سخاوت محتاج بیان نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ بڑھ کر سخی تھے۔ خصوصاً ماہ رمضان میں آپ صلی

529 ۔ مراۃ المناجیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ۔ از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ. باب الاسامی. الفصل الاول. ج6. ص588

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ برسنے والی بدلیوں کو اٹھانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخی ہو جاتے تھے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا۔[530]

یہی وہ مضمون ہے جس کو فرزدق شاعر تابعی متوفی ۱۱۰ھ نے کیا خوب کہا ہے کہ:

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ　　لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاؤُهٗ نَعَمُ

اسی کا ترجمہ کسی فارسی کے شاعر نے اس طرح کیا ہے کہ

نہ گفت لا بزبان مبارکش ہرگز　　مگر در اشہد ان لا الہ الا اللہ

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ نعم (ہاں) ہی کہا مگر کلمہ شہادت میں لا (نہیں) کا لفظ ضرور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر آتا تھا اور ہاں کلمہ شہادت میں چونکہ لفظ لا (نہیں) کہنے کی ضرورت تھی اس لیے اس میں آپ ﷺ اسے استعمال فرماتے۔

نبی اکرم ﷺ کی سخاوت کی چند جھلکیاں:

جود و کرم، سخاوت و جوانمردی یہ قریب قریب ہم معنی ہیں لیکن بعضوں نے ان میں کچھ فرق بھی کیا ہے۔

کرم کے معنی یہ ہیں کہ خوشیٔ دل سے ان کاموں میں خرچ کرنا جتنی مرتبہ اور نفع ہو۔ اس کو جرأت بھی کہتے ہیں اور یہ خست (کنجوسی) کی ضد ہے۔

اور سماحت یعنی سخاوت کے معنی یہ ہیں کہ خوشی دل سے اپنے اس حق سے جو دوسرے کے پاس ہے باز رہنا۔ یہ شکاسہ یعنی بخل کی ضد ہے۔

اور سخاوت یہ ہے کہ بسہولت خرچ کرے اور غیر پسندیدہ باتوں سے دور رہے۔ یہ جود ہے جو تنگی کی ضد ہے۔

ان اخلاق کریمہ میں بھی حضور ﷺ کا کوئی برابر نہ تھا اور نہ کوئی ان میں آپ ﷺ کا معارض۔ جو بھی آپ کو پہچانتا تھا وہ تعریف کرتا تھا۔

حدیث: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے بالاسناد مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے جب کبھی کوئی سوال کرتا تو آپ "لا" یعنی نہیں کبھی نہ فرماتے تھے۔[531]

حضرت انس اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔[532]

---

530 ۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفی. فصل واما الجود والکرم...الخ. ج۱. ص۱۱۲. ۱۱۱والمواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی. الفصل الثانی فیما اکرمه اللہ...الخ. ج۶. ص۱۱۳

531 ۔ صحیح بخاری جلد۱ صفحہ ۲۱. ۲۲. صحیح مسلم جلد ۴ صفحہ ۱۸۰۵. شمائل ترمذی صفحہ ۲۷۹

532 ۔ صحیح مسلم جلد ۴ صفحہ ۱۸۰۵. سنن دارمی جلد ۱ صفحہ ۳۴. مسند الطیالسی صفحہ ۲۲۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی تھے اور رمضان المبارک میں تو بہت ہی سخاوت فرماتے تھے اور جب بھی جبریل علیہ السلام حاضر بارگاہ ہوتے تو آپ تیز ہوا سے زیادہ بھلائی میں سخاوت فرماتے۔[533]

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے دو پہاڑوں کے درمیان کی برابر بکریاں عنایت فرمادیں۔ جب وہ اپنی قوم میں گیا۔ اس نے کہا: مسلمان ہو جاؤ بیشک محمد ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ کبھی فاقہ کا خوف رہتا ہی نہیں۔[534]

بہت لوگوں کو آپ ﷺ نے سو اونٹ تک دیئے۔ صفوان کو آپ نے سو دیئے پھر سو دیئے۔[535] یہ اخلاق تو آپ ﷺ کے بعثت سے پہلے تھے۔ آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل نے کہا۔ آپ ﷺ سب دیتے ہیں اور معدوم یعنی اخروی بھلائی کماتے ہیں۔[536]

آپ نے ہوازن کو ان کے قیدی لوٹا دیئے۔ ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔[537]

آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ علیہ کو اتنا سونا دیا کہ وہ اس کو اٹھانے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔[538]

آپ ﷺ کی خدمت میں نوے ہزار درہم آئے۔ آپ اس کو بورے پر رکھ کر کھڑے ہو گئے اور تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے کسی سائل کو نہ لوٹایا یہاں تک سب تقسیم فرمادیئے۔[539]

اس وقت ایک سائل نے حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: اب میرے پاس کچھ نہیں۔ لیکن تم میرے نام پر خرید لو جب میرے پاس آجائیں گے میں ادا کر دوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو اتنی تکلیف نہیں دی جس پر آپ ﷺ قادر نہ ہوں۔ حضور ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا۔[540]

❖

533۔ صحیح بخاری جلد۱ صفحہ۵. صحیح مسلم جلد۴ صفحہ ۱۸۰۲. ۱۸۰۳

534۔ صحیح مسلم جلد۴ صفحہ۵۷. الشفاء. باب دوم الفصل الثالث عشر

535۔ صحیح مسلم جلد۴ صفحہ ۱۸۰۶

536۔ صحیح بخاری جلد۶ صفحہ ۱۴۳. صحیح مسلم جلد۱ صفحہ ۸۳

537۔ صحیح بخاری کتاب الحکام جلد۹ صفحہ ۵۹. مغازی جلد۵ صفحہ۱۲۶

538۔ صحیح بخاری باب الصلوٰۃ جلد۱ صفحہ ۷۶. الشفاء. باب دوم الفصل الثالث عشر

539۔ ابو الحسن بن الضحاک فی الشمائل عن الحسن مرسلاً کما فی مناہل الصفاء للسیوطی صفحہ ۶۴

540۔ شمائل ترمذی صفحہ۲۸۱. الشفاء. باب دوم الفصل الثالث عشر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

انصار میں سے ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ خرچ کیجئے۔ عرش کے مالک اللہ عزوجل سے کمی کا خوف نہ کیجئے۔ حضور ﷺ مسکرادیئے اور خوشی کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر نمودار ہوگئے اور فرمایا: مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کو ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا۔

معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک طباق کھجور اور ککڑی لایا تو آپ نے لَپ بھر کے زیور اور سونا مرحمت فرمایا۔[541]

بعض کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کل کے لئے کبھی کوئی چیز جمع کر کے نہ رکھتے تھے۔[542]

غرضیکہ حضور ﷺ کے جود و کرم کے واقعات بکثرت ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سوال کیا تو اس کو آپ نے نصف وسق یعنی تیس صاع عطا فرمائے۔ ایک اور شخص نے آکر تقاضہ کیا۔ آپ نے اس کو ایک وسق یعنی ساٹھ صاع دیئے اور فرمایا: نصف تیرے قرضہ میں اور نصف تم کو بخشش میں۔[543]

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت کسی سائل کے سوال ہی پر محدود و منحصر نہیں تھی بلکہ بغیر مانگے ہوئے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس قدر زیادہ مال عطا فرمادیا کہ عالم سخاوت میں اس کی مثال نادر و نایاب ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت بڑے دشمن امیہ بن خلف کافر کا بیٹا صفوان بن امیہ جب مقام، جعرانہ، میں حاضر دربار ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرمادیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا۔

چنانچہ صفوان مکہ جا کر چلا چلا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامن اسلام میں آجاؤ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا اس کے بعد پھر صفوان خود بھی مسلمان ہوگئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔[544]

بہر حال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جود و نوال اور سخاوت کے احوال اس قدر عدیم المثال اور اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ان کا تذکرہ تحریر کیا جائے تو بہت سی کتابوں کا انبار تیار ہو سکتا ہے۔

541۔ سنن ترمذی جلد ۴ صفحہ ۳۸۵. مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۲۶۳. ۱۲۵. ۲۶۹. ۲۷۳. ۱۰۸.

542۔ سنن ترمذی جلد ۴ صفحہ ۱۰. شمائل ترمذی صفحہ ۲۸۰۔ الشفاء. باب دوم الفصل الثالث عشر

543۔ الشفاء. باب دوم الفصل الثالث عشر

544۔ المواہب اللدنیة وشرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما أکرمه الله... الخ. ج۶. ص۱۰۹.۱۱۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَنَّى أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ لَمْ يَكُنِ اسْمُهُ مُحَمَّدًا

باب: جو شخص ابو القاسم کنیت رکھنے کو ناپسند کرے اگرچہ اس کا نام محمد نہ ہو

265 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ: أَكَانَ يُكْرَهُ أَنْ يُكَنَّى الرَّجُلُ بِأَبِي الْقَاسِمِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنِ اسْمُهُ مُحَمَّدًا؟، قَالَ: «نَعَمْ»

حضرت ابن عون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: کیا آدمی کی کنیت ابو القاسم رکھنا مکروہ ہے اگرچہ اس کا نام محمد نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں!۔

266 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ قَالَ: كُنَّا نَطُوفُ وَمَعَنَا مِقْسَمٌ، فَجَعَلَ طَاوُسٌ يُحَدِّثُهُ وَيَقُولُ: «أَيْ هِيَ»، فَقُلْتُ لَهُ: أَبُو الْقَاسِمِ، فَقَالَ: «وَاللَّهِ لَا أُكَنِّيهِ بِهَا»

حضرت سلیمان احول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ طواف کر رہے تھے اس حال میں کہ حضرت مقسم ہمارے ساتھ تھے، اور حضرت طاؤس باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: خاموش ہو جاؤ، ہم نے کہا: ابو القاسم: تو حضرت طاؤس نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس کنیت کو نہیں رکھتا۔

تشریح:

اس میں کراہت ان علماء کے نزدیک ماقبل مذکور احادیث کی بنا پر ہی ہے اس کا جواب مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ کی شرح میں گزر گیا جو ہم نے ماقبل ذکر کی ہے واللہ اعلم۔

بَابُ إِطْفَاءِ النَّارِ عِنْدَ الْمَبِيتِ

سونے کے وقت آگ بجھانے کا بیان۔

267 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ»

حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم لوگ سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ کو جلتا ہوا مت چھوڑو۔

268 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ، فَحُدِّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَأْنِهِمْ، فَقَالَ: «إِنَّمَا هَذِهِ النَّارُ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ، فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ»

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: مدینہ میں ایک گھر جل گیا تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان گھر والوں کی حالت بیان کی گئی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بیشک آگ تمہاری دشمن ہے، پس جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دو۔

تشریح:

کیونکہ آگ ہمارے بدن ہمارے مال کی ہلاکت کا ذریعہ ہے، اگر احتیاط سے برتی جائے تو مفید ہے ورنہ ہلاکت۔ اسے دشمن فرمانا اس معنی سے ہے یعنی بے احتیاطی سے برتی جائے تو دشمن ہے لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آگ تو بڑی مفید چیز ہے۔ حد میں رہ کر ہر چیز مفید ہے حد سے بڑھ کر مضر۔ ہم بھی حد میں رہیں تو اچھے ورنہ حد سے بڑھ جائیں تو خود اپنے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ حد میں رکھے۔ یہ حکم بطور مشورہ ہے لہذا استحبابی ہے۔[545]

269 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: «أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهَانَا، فَأَمَرَنَا أَنْ نُطْفِئَ سُرُجَنَا»

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں کچھ احکام ارشاد فرمائے اور چند باتوں سے منع فرمایا: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے چراغوں کو بجھا دیا کریں۔

تشریح:

{ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ: اور جب تم نماز کے لئے اذان دیتے ہو۔} اس آیت کے بارے میں کلبی کا قول ہے کہ جب سرکارِ دوعالم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا مؤذن نماز کے لئے اذان کہتا اور مسلمان اٹھتے تو یہودی ہنستے اور تمسخر کرتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مفسر سدی نے بیان کیا کہ مدینہ طیبہ میں جب مؤذن اذان میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ '' اور ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ '' کہتا تو ایک نصرانی یہ کہا کرتا کہ ''جل جائے جھوٹا'' ایک رات اس کا خادم آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے آگ سے ایک شرارہ اُڑا اور وہ نصرانی اور اس کے گھر کے لوگ اور تمام گھر جل گیا۔[546]

270 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: «كَانَ يَكْرَهُ أَنْ نَدَعَ السِّرَاجَ حَتَّى يُصْبِحَ»

حضرت عبد الملک فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ چراغ کو صبح تک جلتا ہوا چھوڑ دینے کو ناپسند فرماتے تھے۔

545۔ مراۃ المناجیح، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج6، ص148

546۔ خازن، المائدۃ، تحت الآیۃ: ۵۸، ۱/۵۰۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

271 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ: «لَا تُوقِدُوا نَارًا بِلَيْلٍ»، ثُمَّ قَالَ: «أَوْقِدُوا وَاصْطَنِعُوا، فَإِنَّهُ لَنْ يُدْرِكَ قَوْمٌ مُدَّكُمْ وَلَا صَاعَكُمْ»

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ حدیبیہ کے دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں ارشاد فرمایا: تم رات کے وقت آگ مت جلاؤ، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم جلاؤ اور آگ بجھادو۔ کیونکہ کوئی قوم تمہارے مد اور تمہارے صاع کو نہیں پاسکے گی۔

272 حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ أَسْبَاطَ بْنِ نَصْرٍ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا»، يَعْنِي النَّارَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جب تم سونے لگو تو آگ کو بجھادو۔

تشریح:

صحیح بخاری میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ مدینہ میں ایک مکان رات میں جل گیا، حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا کہ "یہ آگ تمھاری دشمن ہے، جب سویا کرو تو بجھادیا کرو۔[547]

بَابُ كَنْسِ الدَّارِ وَتَنْظِيفِهَا

گھر اور راستہ کو جھاڑو لگانے اور صاف کرنے کا بیان

273 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: «كَانَ عَبْدُ اللهِ يَأْمُرُ بِدَارِهِ فَتُكْنَسُ حَتَّى لَوِ الْتَمَسْتَ فِيهَا تِبْنَةً أَوْ قَصَبَةً مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِمَا»

حضرت ابو زیاد فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ام ولد باندی نے بتایا: کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر کے بارے میں حکم دیتے تھے پس گھر میں جھاڑو دی جاتی، یہاں تک کہ تم گھر میں بھوسہ یا لکڑی کا ٹکڑا بھی تلاش کرنا چاہتے تو تم اس کی قدرت نہ رکھتے۔

274 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُرِّيَّةَ الرَّبِيعِ قَالَتْ: «كَانَ الرَّبِيعُ يَأْمُرُ بِالدَّارِ أَنْ تُنَظَّفَ كُلَّ يَوْمٍ»

حضرت سریۃ الربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ربیع رضی اللہ عنہ روزانہ گھر کو صاف کرنے کا حکم دیتے تھے۔

547 ۔ "صحيح البخاري". كتاب الإستئذان. باب لا تترك النار في البيت عند النوم. الحديث: ٦٢٩٣. ج٤. ص١٨٦

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

275 حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ الْأَشْعَرِيُّ الْبَصْرَةَ، قَالَ لَهُمْ فِيمَا يَقُولُ: «إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ لِأُعَلِّمَكُمْ سُنَّتَكُمْ وَأُنَظِّفَ لَكُمْ طُرُقَكُمْ»

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے تو آپ نے ان لوگوں سے فرمایا: بیشک امیر المؤمنین نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تمہیں تمہارے طریقے سکھاؤں اور میں تمہارے راستوں کو صاف کروں۔

تشریح:

صفائی ستھرائی:۔ یہ مبارک عادت بھی مردوں اور عورتوں کے لیے نہایت ہی بہترین خصلت ہے جو انسانیت کے سر کا ایک بہت ہی قیمتی تاج ہے۔ امیری ہو یا فقیری ہر حال میں صفائی و ستھرائی انسان کے وقار و شرف کا آئینہ دار' اور محبوب پروردگار ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا یہ اسلامی نشان ہے کہ وہ اپنے بدن' اپنے مکان و سامان' اپنے دروازے اور صحن وغیرہ ہر ہر چیز کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا ہر وقت دھیان رکھے۔ گندگی اور پھوہڑپن انسان کی عزت و عظمت کے بد ترین دشمن ہیں اس لیے ہر مرد و عورت کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کی عادت ڈالنی چاہیے۔ صفائی ستھرائی سے صحت و تندرستی بڑھتی رہتی ہے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔[548]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو پھوہڑ اور میلے کچیلے رہنے والے لوگوں سے بے حد نفرت تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کا حکم دیتے رہتے اور اس کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

پھوہڑ عورتیں جو صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتی ہیں وہ ہمیشہ شوہروں کی نظروں میں ذلیل و خوار رہتی ہیں بلکہ بہت سی عورتوں کو ان کے پھوہڑپن کی وجہ سے طلاق مل جاتی ہے اس لیے عورتوں کو صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔

راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کا ثواب:

اس بارے میں آیاتِ مقدسہ:

(1) وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَن يُكْفَرُوهُ[549]

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو بھلائی کریں ان کا حق نہ مارا جائے گا۔

(2) وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا[550]

548۔ مشكوٰة المصابيح. كتاب اللباس. الفصل الثالث. رقم ۴۴۸۷، ج ۲، ص ۴۹۷

549. پ 4. آل عمران: 115

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے۔

(3) فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿7﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿8﴾[551]

ترجمہ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔"

اس بارے میں احادیثِ مبارکہ:

حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "آدمی کو تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے لہٰذا جس نے تین سو ساٹھ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ . لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ . سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہا اور مسلمانوں کے راستے سے پتھر، کانٹا یا ہڈی ہٹادی اور نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا وہ اس دن اس حال میں شام کرے گا کہ جہنم سے آزاد ہوگا۔[552]

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "آدمی کے ہر جوڑ پر روزانہ ایک صدقہ ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے، کسی شخص کو سواری پر سوار ہونے میں مدد دینا صدقہ ہے، اس کا سامان سواری پر رکھنا صدقہ ہے، اچھی بات کہنا صدقہ ہے، نماز کیلئے چلنے میں ہر قدم پر صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹادینا صدقہ ہے۔"[553]

حضرتِ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنزَّہٌ عَنِ العُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، "انسان کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور اس پر ہر ہر جوڑ کا صدقہ دینا لازم ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی استطاعت کون رکھ سکتا ہے؟" فرمایا کہ "مسجد میں پڑے ہوئے تھوک کو دفن کر دینا اور وہ چیز جسے تم راستے سے ہٹادو صدقہ ہے اگر تم اس کی بھی استطاعت نہ رکھو تو چاشت کی دو رکعتیں ادا کر لیا کرو وہ تمہاری طرف سے کفایت کریں گی۔"[554]

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا، "ایمان کی ساٹھ یا ستّر سے زائد شاخیں ہیں ان میں سب سے بلند شاخ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ کہنا ہے اور سب سے نچلی شاخ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹادینا ہے۔[555]

550۔ پ 29. المزمل: 20

551۔ پ 30. الزلزال: 7.8

552۔ صحیح مسلم. کتاب الزکاۃ. باب اسم الصدقہ یقع علی الخ. رقم ۱۰۰۷. ص ۵۰۳

553۔ مسلم. کتاب زکوۃ. بیان ان اسم صدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف. رقم ۱۰۰۹. ص ۵۰۴

554۔ مسند احمد بن حنبل. مسند بریدہ اسلمی. رقم ۲۳۰۹۹. ج ۹. ص ۳۰

555۔ صحیح مسلم. کتاب الایمان. باب بیان عدد شعب الایمان. رقم ۳۵. ص ۳۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، "مجھ پر میری امت کے اچھے بُرے اعمال پیش کئے گئے تو میں نے اچھے اعمال میں راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی پایا اور برے اعمال میں مسجد میں پڑے ہوئے تھوک کو بھی پایا جسے دفن نہ کیا گیا۔"556

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انسان کے ہر جوڑ پر روزانہ ایک صدقہ ہے۔" ایک شخص نے عرض کیا، " آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہمیں جو کچھ بیان فرمایا ہے یہ ان میں سے سب سے سخت بات ہے۔" ارشاد فرمایا کہ " تیرا نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور تیرا کمزور کو اپنی سواری پر بٹھالینا صدقہ ہے اور تیرا راستے سے گندگی ہٹادینا صدقہ ہے اور تیرے لئے نماز کے لئے چلنے میں ہر قدم پر صدقہ ہے۔557

حضرتِ سیدنا ابودَرْداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " جس نے مسلمانوں کے راستے سے ایذا پہنچانے والی چیز ہٹادی اسکے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور جس کے لئے اللہ عزوجل کے پاس ایک نیکی لکھی جائے تو اللہ عزوجل اس نیکی کے سبب اسے جنت میں داخل فرمادے گا۔558

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " ہر اس دن میں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے آدمی پر ایک صدقہ ہے۔" عرض کیا گیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس مال کہاں ہے کہ ہم صدقہ کریں؟" ارشاد فرمایا، "بھلائی کے دروازے بہت زیادہ ہیں ۔ سُبْحَانَ اللہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ، اَللہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا، بہرے سے بلند آواز کے ساتھ گفتگو کرنا، اندھے کو راستہ بتانا اور حاجت مند کی مدد کرنا، یہ سب کچھ تمہاری طرف سے اپنی جان پر صدقہ ہیں۔559

ایک روایت میں ہے کہ " تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے اور تمہارا راستے سے پتھر، کانٹا یا ہڈی ہٹادینا صدقہ ہے۔ اور گمراہی کی سرزمین پر کسی کو ہدایت دینا تمہارے لئے صدقہ ہے۔"560

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحروبَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ " ایک شخص کسی راستے سے گزر رہا تھا، اس نے اس راستے پر ایک

556۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النھی عن البصاق فی المسجد، رقم ۵۵۳، ص ۲۷۹

557۔ الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب فی اماطۃ الاذی عن الطریق، رقم ۶ ج ۳ ص ۳۷۷

558۔ المعجم الاوسط، رقم ۳۲، ج۱، ص۱۹

559۔ الاحسان بترتیبِ صحیح ابن حبان، کتاب زکوۃ، باب مایکون لہ حکم الصدقۃ، رقم ۳۳۶۸، ج۵، ص ۱۶۰

560۔ جامع الترمذی، کتاب البروالصلۃ، باب ماجاء فی صنائع المعروف، رقم ۱۹۶۳، ج ۳، ص ۳۸۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کانٹے دار شاخ کو پایا تو اسے راستے سے ہٹادیا، اللہ عزوجل کو اس شخص کا یہ عمل پسند آیا اور اس بندے کی مغفرت فرمادی۔"

ایک روایت میں ہے کہ "ایک شخص راستے کے بیچ میں پڑی ہوئی درخت کی شاخ کے قریب سے گزرا تو اس نے کہا، "خدا کی قسم! میں مسلمانوں کے راستے سے اسے ضرور ہٹادوں گا تاکہ وہ انہیں تکلیف نہ پہنچائے۔" تو اسے جنت میں داخل کردیا گیا۔"

ایک روایت میں ہے کہ "میں نے ایک شخص کو جنت میں ایک درخت میں تصرف کرتے ہوئے دیکھا جسے اس نے راستے کے بیچ سے اس لئے کاٹ دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو ایذا دے رہا تھا۔ [561]

ایک روایت میں ہے کہ "ایک شخص جس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا راستے سے کانٹے دار شاخ کو ہٹادیا یا وہ کسی درخت کی شاخ تھی تو اس نے اسے کاٹ دیا یا پھر وہ راستے میں پڑی ہوئی تھی اور اس نے اسے راستے سے ہٹادیا تو اللہ عزوجل کو اس کا یہ عمل پسند آیا اور اس کی مغفرت فرمادی۔ [562]

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راستے میں پڑا ہوا ایک درخت لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔ ایک شخص نے اسے لوگوں کے راستے سے ہٹادیا تو رحمت عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "میں نے اسے جنت میں اس درخت کے سائے میں لیٹے ہوئے دیکھا ہے۔ [563]

بَابٌ فِي لَعْنِ الْبَهِيمَةِ وَغَيْرِهَا

جانور وغیرہ کو برا بھلا کہنے کا بیان

276 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: بَيْنَمَا الرَّسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ، فَلَعَنَتْهَا، فَسَمِعَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «خُذُوا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوهَا، فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ». قَالَ عِمْرَانُ: «فَكَأَنِّي أَرَاهَا وَهِيَ تَجُولُ فِي السُّوقِ وَمَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ»

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی سفر میں تھے اور انصار کی ایک عورت اونٹنی پر تھی کہ اس اونٹنی نے تنگ کیا تو اس عورت نے اونٹنی کو لعنت کی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ سنا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جو کچھ اس پر ہے وہ لے لو اور اس کو چھوڑو، بیشک یہ تو

561۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل ازالۃ...الخ، رقم ۱۹۱۴، ص ۱۴۱۰

562۔ ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی اماطۃ الاذی عن الطریق، رقم ۵۲۴۵، ج ۴، ص ۴۶۲

563۔ مسند احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، رقم ۱۲۵۷۲، ج ۴، ص ۳۰۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ملعونہ ہے، حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ بازاروں میں چکر لگا رہی ہے اور کوئی بھی اس کو خریدنے کے لیے نہیں دیکھ رہا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عمران ابن حصین: آپ کی کنیت ابو نجید ہے خزاعی ہیں، کعبی ہیں، خیبر کے سال ایمان لائے تا وفات بصرہ میں رہے ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہے، آپ فضلاء صحابہ سے تھے، مترجم کہتا ہے کہ آپ کو حضرت عمر نے علم سکھانے کے لیے بصرہ بھیجا ابن سیرین کہتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی صحابی آپ سے افضل نہ تھا آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔[564]

277 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ: أَنَّ جَارِيَةً بَيْنَمَا هِيَ عَلَى بَعِيرٍ أَوْ رَاحِلَةٍ عَلَيْهَا مَتَاعُ الْقَوْمِ بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَتَضَايَقَ بِهَا الْجَبَلُ، فَأَتَى عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَبْصَرَتْهُ جَعَلَتْ تَقُولُ: حَلْ اللَّهُمَّ الْعَنْهُ، حَلْ اللَّهُمَّ الْعَنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَاحِبُ الرَّاحِلَةِ؟، لَا يَصْحَبُنَا بَعِيرٌ أَوْ رَاحِلَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ مِنَ اللَّهِ» . أَوْ كَمَا قَالَ۔

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے درمیان ایک باندی تھی جو اونٹ یا کسی سواری پر سوار تھی اور اس اونٹ پر چند لوگوں کا سامان تھا جو دو پہاڑوں کے درمیان سے گزر رہا تھا، پس پہاڑ نے اس کا راستہ تنگ کر دیا۔ اتنے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے پاس آئے۔ جب عورت نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا تو اس نے اونٹ کو کہنا شروع کر دیا، چل چل۔ اے اللہ! اس پر لعنت فرما، چل چل۔ اے اللہ! اس پر لعنت فرما۔ اس پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس سواری کا مالک کون ہے؟ ہمارے ساتھ وہ اونٹ یا سواری نہیں چلے گی جس پر اللہ کی لعنت ہو یا جیسا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔

278 حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، إِذْ لَعَنَ رَجُلٌ مِنْهُمْ بَعِيرَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لَعَنَ بَعِيرَهُ» ، فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: «أَخِّرْهُ عَنَّا فَقَدْ أُجِبْتَ»

564۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے صحابہ میں سے چند لوگوں کے درمیان سفر کررہے تھے، کہ ان میں سے ایک آدمی نے اپنے اونٹ کو لعنت کی۔ اس پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کس نے اپنے اونٹ کو لعنت کی؟ اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں نے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس اونٹ کو ہم سے دور کردو۔ تحقیق تمہاری بات قبول ہوگئی ہے۔

279 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شِمْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قُرِّبَ إِلَيْهَا بَعِيرٌ لِتَرْكَبَهُ، فَالْتَوَى عَلَيْهَا، فَلَعَنَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَرْكَبِيهِ فَإِنَّكِ لَعَنْتِيهِ»

حضرت یحییٰ بن وثاب فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب ایک اونٹ کیا گیا تاکہ آپ اس پر سوار ہو جائیں پس اس اونٹ نے آپ پر سوار ہونا دشوار کر دیا تو آپ نے اس پر لعنت کی، اس پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم اس پر سوار مت ہو کیونکہ تم نے اس کو لعنت کی ہے۔

280 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: بَيْنَمَا عُمَرُ يَسِيرُ مَعَ أَصْحَابِهِ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ يَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهُ يَضَعُهُ مِنَ الْقَوْمِ حَيْثُ يَشَاءُ، فَلَا أَدْرِي بِمَا الْتَوَى عَلَيْهِ فَلَعَنَهُ، فَقَالَ عُمَرُ: «مَنْ هَذَا اللَّاعِنُ» ، فَقَالُوا: فُلَانٌ. فَقَالَ: «تَخَلَّفْ عَنَّا أَنْتَ وَبَعِيرُكَ. وَلَا تَصْحَبْنَا دَابَّةٌ مَلْعُونَةٌ»

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں میں سفر کررہے تھے کہ لوگوں میں ایک شخص جو اپنے اونٹ پر سفر کررہا تھا اور قوم میں سے جو چاہتا اس کو سامان رکھ دیتا، میں نہیں جانتا کہ اس پر کیا دشواری آئی کہ اس نے اونٹ کو لعنت کی، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ لعنت کرنے والا کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: فلاں شخص ہے۔ آپ نے فرمایا: تو اور تیرا اونٹ ہم سے دور ہو جائیں ہم کسی ملعون سواری کو اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے۔

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو عثمان ابن عبد الرحمٰن ابن ملی: آپ نہدی بصری ہیں، زمانہ جاہلیت پایا ہے حضور انور کا زمانہ پایا ہے مگر زیارت نہ کرسکے ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں گزارے قریبًا ایک سو تیس سال عمر ہوئی ۹۵ھ پچانوے میں وفات پائی۔[565]

565۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تشریح:

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ عَمْرٍو وَقِيلَ: سَهْلِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ، فَقَالَ: ''اتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ. فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً. وَكُلُوْهَا صَالِحَةً'' 566

حضرت سہل بن عمرو اور بقول بعض حضرت سہل بن ربیع بن عمرو انصاری جو ابن حنظلیہ کے نام سے مشہور ہیں اور اہل بیعت الرضوان میں سے ہیں' ان سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی پیٹھ اس کے پیٹ کے ساتھ ملی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا: ان بے زبان چوپاؤں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جب یہ صحیح حالت میں ہوں تو ان پر سواری کیا کرو اور جب یہ صحیح حالت میں ہوں تو ان کو کھایا کرو''۔

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:

علماء فرماتے ہیں کہ جانور پر ظلم انسان پر ظلم کرنے سے زیادہ بڑا ہے کہ انسان تو اپنا دکھ درد کسی سے کہہ سکتا ہے بے زبان جانور کسی سے فریاد بھی نہیں کر سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانور کا چارہ پانی مالک پر واجب ہے، بعض آئمہ کے ہاں ظالم مالک کو حاکم جانور فروخت کر دینے پر مجبور کر سکتا ہے۔

جو جانور سواری کے لائق ہو اس پر سوار ہو، بیمار اور کمزور، چھوٹے بچے پر نہ سواری کرو نہ بوجھ لادو، یہ ہے اسلامی عدل و انصاف اور یہ ہے حضور کی رحمت علی الخلق، آج حکومتیں جانوروں کے متعلق قوانین بناتی ہیں ظالم مالکوں کا چالان کرتی ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

(ان بے زبان چوپاؤں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو) اس جملہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جانور کو بالکل تھکا کر نہ چھوڑو بلکہ ابھی اس میں قوت ہو کہ اسے کھول دو کہ وہ دانہ پانی کھا پی لیں اس سے جانور کی تندرستی اور قوت خراب نہ ہو گی۔ دوسرے یہ کہ جانور کو بوڑھا ناکارہ کر کے محنت سے آزاد نہ کرو بلکہ ابھی اس میں کچھ طاقت ہو کہ اس سے کام لینا موقوف کر دو، گائے، بھینس وغیرہ ہے تو انہیں ذبح کرا دو، گھوڑا وغیرہ ہے تو اسے کام سے آزاد کر دو، کچھ کھانا جاری رکھو اس سے اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا اور تمہارے گھر میں برکت دے گا یہ بہت آزمایا ہوا عمل ہے۔ بعض لوگ بوڑھے جانور کو نکالتے نہیں بلکہ کام سے آزاد کر دیتے ہیں، کھانا پانی جاری رکھتے ہیں، یہ ہی غلاموں، نوکروں سے برتاؤ کرو بوڑھے نوکروں کو پنشن دی جاتی ہے اس کا ماخذ یہ حدیث ہو سکتی ہے۔ شعر

رسم است کہ مالکان تحریر	آزاد کنند بندہ پیر

566 ـ ریاض الصالحین، بَابُ آدَابِ السَّيْرِ وَالنُّزُوْلِ وَالْمَبِيْتِ وَالنَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَاسْتِحْبَابِ السُّرٰى وَالرِّفْقِ بِالدَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مُصْلِحَتِهَا وَأَمْرِ مَنْ قَصَّرَ فِيْ حَقِّهَا بِالْقِيَامِ بِحَقِّهَا وَجَوَازِ الْإِرْدَافِ عَلَى الدَّآبَّةِ إِذَا كَانَتْ تُطِيْقُ ذٰلِكَ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اے بار خدا عالم
آرا بر سعدی پیر خود بہ بخشا[567]

نبی اکرم کا جانوروں کے ساتھ سلوک:

یہاں میں نبی اکرم ﷺ کے جانوروں کے متعلق چند معجزات بیان کرنا چاہتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جانور کتنا پیار کرتے تھے اور آپ ﷺ کا کہا مانتے تھے۔

احادیث کی اکثر کتابوں میں چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ یہ روایت مذکور ہے کہ ایک انصاری کا اونٹ بگڑ گیا تھا اور وہ کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا بلکہ لوگوں کو کاٹنے کے لئے حملہ کیا کرتا تھا۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع کیا۔ آپ نے خود اس اونٹ کے پاس جانے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے آپ کو روکا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ اونٹ لوگوں کو دوڑ کر کتے کی طرح کاٹ کھاتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اس کا کوئی خوف نہیں ہے یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے تو اونٹ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آکر اپنی گردن ڈال دی اور آپ کو سجدہ کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سر اور گردن پر اپنا دست شفقت پھیر دیا تو وہ بالکل ہی نرم پڑ گیا اور فرمانبردار ہو گیا اور آپ نے اس کو پکڑ کر اس کے مالک کے حوالہ کر دیا۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ خدا کی ہر مخلوق جانتی اور مانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن جنوں اور انسانوں میں سے جو کفار ہیں وہ میری نبوت کا اقرار نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اونٹ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم انسانوں کو تو سب سے پہلے آپ کو سجدہ کرنا چاہیے یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔[568]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک نوعمر لڑکا تھا اور مکہ میں کافروں کے سردار عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا اتفاق سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میرے پاس سے گزر ہوا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے! اگر تمہاری بکریوں کے تھنوں میں دودھ ہو تو ہمیں بھی دودھ پلاؤ، میں نے عرض کیا کہ میں ان بکریوں کا مالک نہیں ہوں بلکہ ان کا چرواہا ہونے کی حیثیت سے امین ہوں، میں بھلا بغیر مالک کی اجازت کے کس طرح ان بکریوں کا دودھ کسی کو پلا سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہاری بکریوں میں کوئی بچہ بھی ہے میں نے کہا کہ جی ہاں آپ نے فرمایا اس بچے کو میرے پاس لاؤ۔ میں لے آیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بچے کی ٹانگوں کو پکڑ لیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے تھن کو اپنا مقدس ہاتھ لگا دیا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا پھر ایک گہرے پتھر میں آپ نے اس کا دودھ

567۔ مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح. از. مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ. ج5. حدیث285

568۔ زرقانی جلد ۵ ص ۱۴۰ تا ص ۱۴۱ و مشکوۃ جلد ۲ ص ۵۴۰ باب المعجزات

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دوہا، پہلے خود پیا، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ کو بھی پلایا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بکری کے تھن میں ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے تھن! تو سمٹ جا چنانچہ فوراً ہی اس کا تھن سمٹ کر خشک ہو گیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس معجزہ کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آپ پر آسمان سے جو کلام نازل ہوا ہے مجھے بھی سکھایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ضرور سیکھو تمہارے اندر سیکھنے کی صلاحیت ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کی زبان مبارک سے سن کر قرآن مجید کی ستر سورتیں یاد کر لیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے اسلام قبول کرنے میں اس معجزہ کو بہت بڑا دخل ہے۔[569]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیئے نے ایک بکری کو پکڑ لیا لیکن بکریوں کے چرواہے نے بھیڑیئے پر حملہ کر کے اس سے بکری کو چھین لیا۔ بھیڑیا بھاگ کر ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اے چرواہے! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رزق دیا تھا مگر تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے یہ سن کر کہا کہ خدا کی قسم! میں نے آج سے زیادہ کبھی کوئی حیرت انگیز اور تعجب خیز منظر نہیں دیکھا کہ ایک بھیڑیا عربی زبان میں مجھ سے کلام کرتا ہے۔ بھیڑیا کہنے لگا کہ اے چرواہے! اس سے کہیں زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ تو یہاں بکریاں چرا رہا ہے اور تو اس نبی کو چھوڑے اور ان سے منہ موڑے ہوئے بیٹھا ہے جن سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ کوئی نبی نہیں آیا۔ اس وقت جنت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں اور تمام اہل جنت اس نبی کے ساتھیوں کی شانِ جہاد کا منظر دیکھ رہے ہیں اور تیرے اور اس نبی کے درمیان بس ایک گھاٹی کا فاصلہ ہے۔ کاش! تو بھی اس نبی کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ کے لشکروں کا ایک سپاہی بن جاتا۔ چرواہے نے اس گفتگو سے متاثر ہو کر کہا کہ اگر میں یہاں سے چلا گیا تو میری بکریوں کی حفاظت کون کریگا؟ بھیڑیئے نے جواب دیا کہ تیرے لوٹنے تک میں خود تیری بکریوں کی نگہبانی کروں گا۔ چنانچہ چرواہے نے اپنی بکریوں کو بھیڑیئے کے سپرد کر دیا اور خود بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا اور واقعی بھیڑیئے کے کہنے کے مطابق اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کو جہاد میں مصروف پایا۔ پھر چرواہے نے بھیڑیئے کے کلام کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جاؤ تم اپنی سب بکریوں کو زندہ و سلامت پاؤ گے۔ چنانچہ چرواہا جب لوٹا تو یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بھیڑیا اس کی بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے اور اس کی کوئی بکری بھی ضائع نہیں ہوئی ہے چرواہے نے خوش ہو کر بھیڑیئے کے لئے ایک بکری ذبح کر کے پیش کر دی اور بھیڑیا اس کو کھا کر چل دیا۔[570]

569۔ الطبقات الکبری لابن سعد، باب ومن خلفاء ...الخ، عبد اللہ بن مسعود، ج۳، ص۱۱۱

570۔ المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب کلام الذئب وشھادتہ...الخ، ج۶، ص۵۴۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابُ الْجُلُوس قُبَالَةَ الْقِبْلَةِ

قبلہ رخ ہو کر بیٹھنے کا باب

281 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ: «إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شَرَفًا، وَشَرَفُ الْمَجَالِسِ مُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةِ»، وَمَا رَأَيْتُ سُلَيْمَانَ يَجْلِسُ إِلَّا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ.

حضرت سلیمان بن موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک ہر چیز کے لیے عزت وبزرگی ہے۔ معزز ترین مجلس وہ ہیں جن میں قبلہ رخ ہو کر بیٹھا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلیمان کو قبلہ رخ کے سوا بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا۔

282 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: «كَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا نَامَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَرُبَّمَا اسْتَلْقَى»

حضرت ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام محمد رضی اللہ عنہ جب سوتے تو قبلہ رخ ہو کر سوتے اور کبھی کبھی چت ہو کر بھی لیٹ جاتے۔

283 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ: «أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ جَلَسَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ»

حضرت عبد الرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ قبلہ رخ ہو کر بیٹھے۔

284 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الشُّعَيْثِيِّ، عَنْ مَكْحُولٍ، قَالَ: «أَفْضَلُ الْمَجَالِسِ مُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةِ»

حضرت محمد بن عبد اللہ شعیثی فرماتے ہیں کہ حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: مجلسوں میں افضل ترین مجلس وہ ہے جس میں قبلہ رخ ہو کر بیٹھا جائے۔

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ کا تعارف:

مکحول ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے شامی ہیں، غزدل کابل میں گرفتار ہو کر آئے قبیلہ بنی قیس یا بنی لیث کے آزاد کردہ ہیں، امام اوزاعی کے استاذ ہیں۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ علماء کاملین چار ہیں: مدینہ منورہ میں ابن مسیب، کوفہ میں شعبی، بصرہ میں خواہ حسن بصری، شام میں مکحول، مکحول کے زمانہ میں ان جیسا مفتی کوئی نہ تھا آپ فتویٰ دیتے وقت پہلے لاحول الخ پڑھتے تھے پھر فتوے دیتے پھر کہتے کہ یہ میری شرعی رائے ہے رائے غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی بہت صحابہ سے ملاقات ہے ۱۱۸ایک سو اٹھارہ میں وفات پائی ایک خلق خدا نے آپ سے فیض لیا۔[571]

571 ۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ وتابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

285 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، قَالَ: «لِكُلِّ شَيْءٍ سَيِّدٌ، وَسَيِّدُ الْمَجَالِسِ مُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةِ»

حضرت ثور فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا کوئی سردار ہوتا ہے مجلسوں کی سردار وہ مجلس ہے جس میں قبلہ رخ ہو کر بیٹھا جائے۔

حضرت ثور رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ثور ابن یزید: آپ قبیلہ بنی کلاع سے ہیں، شامی ہیں، حضرت خالد ابن معدان سے ملاقات ہے ۱۵۵ھ ایک سو پچپن میں وفات ہوئی۔[572]

تشریح:

اعلیٰ حضرت سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ:

مسئلہ: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسؤلہ مولوی عبداللہ صاحب بنگالی ۱۴ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کے بعد چاروں جہات میں کسی ایک جہت کو متوجہ ہو کر دُعا کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور ہندوستان کے لئے ان چار جہتوں میں سے کوئی جہت مخصوص ہے یا نہیں؟

الجواب:

جہت قبلہ ہر جگہ افضل ہے مگر امام کے لئے کہ بعد سلام اسے قبلہ رو رہنا مکروہ ہے دہنے یا بائیں پھر جائے یا مقتدیوں کی طرف منہ کرلے اگر سامنے کوئی نماز نہ پڑھتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔[573]

برہنہ حالت میں قبلہ رو ہونا:

ایک جگہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ ایک مسئلہ کے جواب میں فرماتے ہیں:

مسئلہ ۱۱۰: از علیگڑھ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں قبلہ رو اپنی عورت سے صحبت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر کپڑا اوڑھے ہے بدن چھپا ہوا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر برہنہ ہے تو ایک تو برہنہ جماع کرنا خود مکروہ، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وقت جماع مرد وزن کو کپڑا اوڑھ لینے کا حکم دیا اور فرمایا: ولا یتجردان تجرد العیر گدھے کی طرح برہنہ نہ ہو۔[574]

572۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

573۔ فتاویٰ رضویہ، ج6، ص [illegible] رضا فاؤنڈیشن لاہور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

دوسرے بحالت برہنگی قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا دوسرا مکروہ و خلاف ادب۔

فی الدر المختار کرہ تحریما استقبال قبلة واستدبارها الاجل بول اوغائط فلو للاستنجاء لم یکرہ ا.فی ردالمحتار تحریما لما فی المنیة ان ترکه ادب ولما مر فی الغسل ان من اٰدابه ان لایستقبل القبلة لانه یکون غالبا مع کشف العورة حتی لو کانت مستورة لاباس به ولقولهم یکرہ مدالرجلین الی القبلة فی النوم وغیرہ عمدا وکذا فی حال مواقعة اهله اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

درمختار کے آداب استنجاء میں ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کی ضرورت کے وقت قبلہ رخ ہو کر یا اس کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر استنجاء کے لئے بیٹھنا پڑے تو مکروہ نہیں۔ ردالمحتار میں ہے لم یکرہ یعنی مکروہ تحریمی نہیں اس لئے کہ منیۃ المصلی میں ہے استنجا کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا مستحب ہے، بحث غسل میں گزرا ہے کہ غسل کرنے میں ادب اور مستحب یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ نہ کرے، کیونکہ وہ غالبا کشف عورت کے ساتھ ہو گا (یعنی غسل کرتے وقت اسی کی شرمگاہ ننگی ہو گی حتی کہ اگر شرمگاہ پوشیدہ اور ڈھکی ہوئی ہو تو کچھ حرج نہیں) اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے نیند وغیرہ میں دانستہ طور پر قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے اسی طرح اپنی بیوی سے ہمبستری کے وقت (پاؤں پھیلانا)۔ واللہ تعالٰی اعلم۔[575]

دوسری چیزوں کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنا چہرہ بھی مُمکِنہ صُورت میں قِبلہ رُخ رکھنے کی عادَت بنانی چاہیے کہ اِس کی بَرَکتیں بے شُمار ہیں چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا امام بُرہانُ الدّین ابراہیم زَرنوجی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نقل فرماتے ہیں: دو طَلَبہ علمِ دین حاصِل کرنے کیلئے پردیس گئے، دونوں ہم سبق رہے، جب چند سالوں کے بعد وطن لوٹے تو ان میں ایک فَقِیہ (یعنی زبردست عالم و مُفتی) بن چکے تھے جبکہ دوسرا عِلم و کمال سے خالی ہی رہا تھا۔ اُس شہر کے عُلَمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے اِس اَمر پر خوب غَور و خَوض کیا، دونوں کے حُصولِ علم کے طریقہ کار، اندازِ تکرار اور اُٹھنے بیٹھنے کے اطوار وغیرہ کے بارے میں تحقیق کی تو ایک بات نُمایاں طور پر سامنے آئی کہ جو فَقِیہ بن کر پلٹے تھے اُن کا معمول یہ تھا کہ وہ سبق یاد کرتے وَقت قِبلہ رُو بیٹھا کرتے تھے جبکہ دوسرا جو کہ کورے کا کورا پلٹا تھا وہ قبلے کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنے کا عادی تھا۔ چُنانچِہ تمام عُلَماء و فُقَہاء رَحِمَھُمُ اللہُ تَعَالٰی اِس بات پر مُتَّفِق ہوئے کہ یہ خوش نصیب اِستِقبالِ قبلے (یعنی قبلے کی طرف رُخ کرنے) کے اِہتِمام کی بَرَکت سے فَقِیہ بنے کیوں کہ بیٹھتے وقت کعبۃُ اللہ شریف کی سَمت مُنہ رکھنا سنّت ہے۔[576]

574۔ کنز العمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۴۴۸۶۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/۳۴۸

575۔ درمختار کتاب الطهارة فصل الاستنجاء مطبع مجتبائی دہلی ۱/۵۷۔۔ ردالمحتار کتاب الطهارة فصل الاستنجاء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۲۷)(فتاویٰ رضویہ ,ج23, ص350, رضا فاؤنڈیشن لاہور

576۔ تعلیمُ المُتعلّم ص۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بَابُ فَضْلِ الْعَقْلِ

عقل کی فضیلت کا باب

286 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، قَالَ: «مَا أُعْطِيَ عَبْدٌ بَعْدَ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ مِنْ عَقْلٍ صَالِحٍ يُرْزَقُهُ»

حضرت جریری فرماتے ہیں کہ حضرت ابو العلاء رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کسی بندہ کو اسلام کے بعد نیک عقل سے بڑھ کر افضل کوئی چیز عطا نہیں کی گئی۔ جس کے ذریعہ وہ رزق حاصل کرتا ہو۔

حضرت ابو علاء رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو العلاء ابن یزید ابن عبد اللہ ابن شخیر: حضرت عائشہ صدیقہ سے روایات لیں ۱۱۱ھ ایک سو گیارہ میں وفات پائی۔[577]

287 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: «حَسَبُ الْمَرْءِ دِينُهُ، وَمُرُوءَتُهُ خُلُقُهُ، وَأَصْلُهُ عَقْلُهُ»

حضرت عامر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: آدمی کی خاندانی شرافت اس کا دین ہے اور اس کی مروت اس کے اخلاق ہیں اور اس کی بنیاد و اصل اس کی عقل ہے۔

288 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: «حَسَبُ الْمَرْءِ دِينُهُ، وَمُرُوءَتُهُ خُلُقُهُ، وَأَصْلُهُ عَقْلُهُ».

حضرت عامر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: آدمی کی خاندانی شرافت اس کا دین ہے اور اس کی مروت اس کے اخلاق ہیں اور اس کی بنیاد و اصل اس کی عقل ہے۔

289 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ، عَنْ عُمَرَ، مِثْلَهُ۔

حضرت عمر کا مذکورہ ارشاد اس سند سے بھی منقول ہے۔

290 حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: {فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا}[578]، قَالَ: «عَقْلًا»

577۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

578۔ النساء: 6

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت منصور فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ آیت { فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا } میں عقل مراد ہے۔

291 حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَابُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {قَسَمٌ لِذِي حِجْرٍ[579]}، قَالَ: «لِذِی النُّهَى وَالْعَقْلِ»

حضرت ابو قابوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ رب العزت کے اس قول {قَسَمٌ لِذِی حِجْرٍ } ترجمہ: قسم عقل مندوں کے لیے، کے بارے میں ارشاد فرمایا: دانش مند اور عقل والے مراد ہیں۔

292 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {قَسَمٌ لِذِي حِجْرٍ[580]}، قَالَ: «لِذِی لُبٍّ، لِذِی عَقْلٍ»

حضرت عاصم فرماتے ہیں کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اللہ رب العزت کے اس قول: { قَسَمٌ لِذِی حِجْرٍ } کے بارے میں ارشاد فرمایا: کہ دانش منداور عقل مند لوگ مراد ہیں۔

293 حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: {قَسَمٌ لِذِي حِجْرٍ[581]}، قَالَ: «لِذِی عَقْلٍ»

حضرت ہلال بن خباب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے اللہ رب العزت کے اس قول {قَسَمٌ لِذِی حِجْرٍ } کے بارے میں ارشاد فرمایا: کہ عقل مند لوگ مراد ہیں۔

294 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَغَرِّ الْمُنَقِّرِيِّ، عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: {لِذِي حِجْرٍ[582]}، قَالَ: «لِذِی لُبٍّ، لِذِی حِجًى»

حضرت ابو نصر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ رب العزت کے اس قول { قَسَمٌ لِذِی حِجْرٍ } کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا: کہ دانش مند لوگ مراد ہیں۔

295 حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ جُوَيْبِرٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: «لِذِی عَقْلٍ»

حضرت جویبر فرماتے ہیں کہ حضرت ضحاک نے (اللہ رب العزت کے اس قول { قَسَمٌ لِذِی حِجْرٍ } کے بارے میں ارشاد فرمایا: کہ) عقل مند لوگ مراد ہیں۔

579۔ الفجر: 5

580۔ الفجر: 5

581۔ الفجر: 5

582۔ الفجر: 5

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

296 حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ: {قَسَمٌ لِذِي حِجْرٍ}[583]، قَالَ: «لِذِی سَتْرٍ مِنَ النَّاسِ»

حضرت اسماعیل بن خالد فرماتے ہیں کہ حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ نے اللہ رب العزت کے اس قول {قَسَمٌ لِذِی حِجْرٍ} کے بارے میں ارشاد فرمایا: کہ راز رکھنے والے (عقل مند) لوگ مراد ہیں۔

حضرت ابومالک رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابومالک اشعری: آپ کا نام کعب ابن عاصم ہے اشعری ہیں، خلافت فاروقی میں وفات پائی۔[584]

تشریح:

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ آیت کریمہ: وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ: (ترجمہ: اور بے شک اس نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے تھے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اس آیت میں فرمایا: افلم تکونو اتعقلون' اور تعقلون کا لفظ عقل سے بنا ہے۔ عقل کی تعریف یہ ہے کہ: وہ قوت جو علم کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور انسان جس علم کو اس قوت سے حاصل کرے اس کو بھی عقل کہا جاتا ہے' اسی لئے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: عقل کی دو قسمیں ہیں' ایک وہ عقل ہے جو دماغ میں مرکز ہے اور ایک وہ عقل ہے جو سن کر حاصل ہوتی ہے اور جب تک دماغ میں عقل مرکوز نہ ہو اس وقت تک سنی ہوئی باتوں سے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا' جس طرح جب تک آنکھ میں روشنی نہ ہو' سورج کی روشنی سے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا' عقل کے پہلے معنی کی طرف نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اس حدیث میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل سے افضل کسی چیز کو پیدا نہیں کیا اور عقل کے دوسرے معنی کی طرف سے اس حدیث میں اشارہ ہے: انسان نے اس عقل سے افضل کسی چیز کو حاصل نہیں کیا جو اس کو کسی نیکی کی طرف رہنمائی کرے یا کسی برائی سے روک دے' قرآن مجید میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: علماء کے سوا قرآن مجید کی مثالوں کو کوئی نہیں سمجھتا۔[585]

583۔ الفجر: 5

584۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

585۔ العنکبوت: ٤٣

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس آیت میں عقل کا یہی دوسرا معنی مراد ہے' اسی طرح قرآن مجید میں جہاں بھی کفار کے پاس عقل نہ ہونے کی مذمت کی ہے اس سے بھی عقل کا یہی دوسرا معنی مراد ہے نہ پہلا' جیسا کہ اس آیت میں ہے:

ترجمہ: وہ بہرے ہیں' گونگے ہیں' اندھے ہیں' پس وہ نہیں سمجھتے۔[586]

اور ہر وہ مقام جہاں عقل نہ ہونے کی وجہ سے بندوں کو مکلف نہیں کیا گیا وہاں عقل سے پہلے معنی کا ارادہ کیا گیا ہے اور عقل کا لغوی معنی ہے روکنا اور منع کرنا' عقل کو عقل اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ بری باتوں سے روکتی ہے' رسی کو بھی عقل کہتے ہیں اور رسی سے باندھنے کو بھی عقل کہتے ہیں' مقتول کو دیت ادا کرنے والوں کو عاقلہ کہتے ہیں۔[587]

عقل کی تعریفات اور اس کی اقسام:

علامہ میر سید شریف علی بن محمد الجرجانی المتوفی ۸۱۶ھ نے عقل کی حسب ذیل تعریفات کی ہیں:

(۱) عقل ایسا جوہر ہے جو اپنی ذات میں مادہ سے مجرد ہے اور اپنے فعل میں مادہ سے مقارن ہے۔ (۲) عقل وہ نفس ناطقہ ہے جس کو ہر شخص "میں" سے تعبیر کرتا ہے (۳) عقل ایک جوہر روحانی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بدن سے متعلق کرکے پیدا کیا ہے (۴) عقل دل میں ایک نور ہے جو حق اور باطل کی معرفت رکھتا ہے (۵) عقل ایسا جوہر ہے جو مادہ سے مجرد ہے اور بدن کے ساتھ متعلق ہے اور اس کی تدبیر اور اس میں تصرف کرتا ہے (۶) عقل نفس ناطقہ کی قوت ہے اور اس میں تصریح ہے کہ قوت عاقلہ نفس ناطقہ کی مغائر ہے اور تحقیق یہ ہے کہ فاعل نفس ہے اور عقل اس کا آلہ ہے' جیسے کاٹنے والے کے ہاتھ میں چھری آلہ ہوتی ہے (۷) عقل' نفس' ذہن تینوں ایک چیز کے مختلف نام ہیں' جس حیثیت سے وہ ادراک کرتی ہے اس کو عقل کہتے ہیں اور جس حیثیت سے وہ تصرف کرتی ہے اس کو نفس کہتے ہیں اور جس حیثیت سے وہ ادراک کی صلاحیت رکھتی ہے اس کو ذہن کہتے ہیں۔ جس چیز سے حقائق اشیاء کا ادراک کیا جائے اس کا محل سر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا محل دل ہے۔

عقل کی چار قسمیں ہیں (۱) عقل مستفاد: جس کے سامنے تمام معلومات نظریہ حاضر ہوں اور کوئی چیز غائب نہ ہو (یہ انبیاء علیہم السلام کی عقل ہے) (۲) عقل بالفعل: قوت عاقلہ میں تمام نظریات مخزون ہوں اور اس میں ان کے حصول کا ملکہ اور مہارت ہو۔

(۳) عقل بالملکہ: اس کو بدیہیات حاصل ہوں اور اس میں نظریات کو حاصل کرنے کی صلاحیت ہو۔

(۴) عقل ہیولانی: اس میں معقولات کو حاصل کرنے کی صرف استعداد اور صلاحیت ہو اور یہ محض ایک قوت ہے جو فعل سے خالی ہو' جیسے بچوں کی عقل ہوتی ہے۔[588]

586۔ البقرہ: ۱۷۱

587۔ المفردات ج ۲ ص ٤٤٥۔ ٤٤٤' مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ ۱٤۱۸ھ

588۔ کتاب التعریفات ص ۱۰۹۔ ۱۰۸' دار الفکر بیروت ۱٤۱۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ

سائے اور سورج کے درمیان میں بیٹھنے کا بیان

297 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: «الْقُعُودُ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ هُوَ مَقْعَدُ الشَّيْطَانِ»

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ سائے اور سورج کے درمیان میں بیٹھنا شیطان کے بیٹھنے کا طریقہ ہے۔

298 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْعُدَ الرَّجُلُ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ»

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی سائے اور سورج کے درمیان میں بیٹھے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

قتادہ ابن نعمان: آپ انصاری ہیں، بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، بدر وغیرہ غزوات میں شامل رہے حضرت ابو سعید خدری آپ کے ماں شریک بھائی ہیں، ۶۵ پینسٹھ سال عمر ہوئی ۲۳ تئیس میں وفات پائی، فضلاء صحابہ سے ہیں۔[589]

299 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ زِيَادٍ مَوْلَى بَنِي مَخْزُومٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «حَرْفُ الظِّلِّ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ»

حضرت زیاد جو بنو مخزوم کے آزاد کردہ غلام ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: سائے کا کنارہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

300 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ نُفَيْعٍ الْجَمَّالِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: «حَرْفُ الظِّلِّ مَقِيلُ الشَّيْطَانِ»

حضرت نفیع الجمال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: سایہ کا کناری شیطان کے قیلولہ کرنے کی جگہ ہے۔

❖

589۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

301 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: «حَدُّ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ مَقَاعِدُ الشَّيْطَانِ»

حضرت ابو عیاض فرماتے ہیں کہ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ سورج اور سایہ کا کنارہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبید ابن عمیر: آپ کی کنیت ابو عاصم ہے لیثی حجازی ہیں، مکہ مکرمہ کے قاضی رہے، حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے، عظیم الشان تابعی ہیں، حضرت عبداللہ ابن عمر سے پہلے وفات پائی۔[590]

302 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ: فِي الَّذِي يَقْعُدُ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ، قَالَ: «ذَلِكَ مَقْعَدُ الشَّيْطَانِ»

حضرت خالد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جو سورج اور سائے کے درمیان بیٹھے ہوں ارشاد فرمایا کہ وہ تو شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

303 حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ أَبِي الْمُنِيبِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُقْعَدَ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ»

حضرت بریدہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سایہ اور سورج کے درمیان بیٹھنے سے منع فرمایا۔

304 حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «الْقُعُودُ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ مَقْعَدُ الشَّيْطَانِ»

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سایہ اور دھوپ میں بیک وقت بیٹھنا شیطان کے بیٹھنے کی مثل ہے۔

تشریح:

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: یا تو سایہ میں ہی چلا جاوے یا بالکل دھوپ میں ہو جاوے کیونکہ سایہ ٹھنڈا ہے اور دھوپ گرم اور بیک وقت ایک جسم پر ٹھنڈک و گرمی لینا صحت کیلئے

590۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مُضِر(نقصان دِہ) ہے اس لئے ایسا نہ کرے نیز یہ شیطانی نشست ہے جس سے شیطان خوش ہوتا ہے لہٰذا اس تشبیہ سے بچنا ضروری ہے۔[591]

بیٹھنے کی سنتیں اور آداب:

(۱) سرین زمین پر رکھیں اور دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے دونوں ہاتھوں سے گھیر لیں اور ایک ہاتھ سے دوسرے کو پکڑ لیں، اس طرح بیٹھنا سنت ہے (لیکن اس دوران گھٹنوں پر کوئی چادر وغیرہ اوڑھ لینا بہتر ہے۔[592]

(۲) چارزانو (یعنی پالتی مار کر) بیٹھنا بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۳) جہاں کچھ دھوپ اور کچھ چھاؤں ہو وہاں نہ بیٹھیں ۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:"جب تم میں سے کوئی سائے میں ہو اور اس پر سے سایہ رخصت ہو جائے اور وہ کچھ دھوپ کچھ چھاؤں میں رہ جائے تو اسے چاہیے کہ وہاں سے اٹھ جائے۔"[593]

(۴) قبلہ رخ ہو کر بیٹھیں۔[594]

(۵) بزرگوں کی نشست پر بیٹھنا ادب کے خلاف ہے۔امام اہل سنت مجددِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: پیر واستاذ کی نشست پر انکی غیبت (یعنی غیر موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے۔[595]

(۶) کوشش کریں کہ اٹھتے بیٹھتے وقت بزرگان دین کی طرف پیٹھ نہ ہونے پائے اور پاؤں تو ان کی طرف نہ ہی کریں۔

(۷) جب کبھی اجتماع یا مجلس میں آئیں تو لوگوں کو پھلانگ کر آگے نہ جائیں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔

(۸) جب بیٹھیں تو جوتے اتار لیں آپ کے قدم آرام پائیں گے۔[596]

(۹) مجلس سے فارغ ہو کر یہ دعا تین بار پڑھ لیں تو گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور جو اسلامی بھائی مجلسِ خیر و مجلسِ ذکر میں پڑھے تو اس کیلئے اس خیر پر مہر لگا دی جائے گی۔ وہ دعا یہ ہے:"سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

591۔ مرأۃ المناجیح از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ. ج 6 ص 387

592۔ مرأۃ المناجیح از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ. .ج.٦.ص٣٧٨

593۔ سنن ابی داؤد. کتاب الادب. باب فی الجلوس بین الظل والشمس. الحدیث٤٨٢١. ج.٤. ص٣٤٤

594۔ رسائل عطاریہ. حصہ٢. ص٢٢٩

595۔ فتاوٰی رضویہ. ج٢٤. ص٣٦٩/٤٢٤

596۔ الجامع الصغیر. الحدیث٥٥٤. ص٤٠

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ" ترجمہ: تیری ذات پاک ہے اور اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام خوبیاں ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔[597]

(۱۰) جب کوئی عالم با عمل یا متقی شخص یا سید صاحب یا والدین آئیں تو تعظیماً کھڑے ہو جانا ثواب ہے۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: بزرگوں کی آمد پر یہ دونوں کام یعنی تعظیمی قیام اور استقبال جائز بلکہ سنتِ صحابہ ہے بلکہ حضور کی سنّت قولی ہے۔[598]

بَابُ الِاسْتِمَاعِ إِلَى حَدِيثِ مَنْ يُكْرَهُ اسْتِمَاعُهُ

جو شخص ناپسند کرتا ہے کہ اس کی بات (چپکے سے) کوئی سنے، اس کی بات کو غور سے سننے کا باب

305 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: «مَنِ اسْتَمَعَ حَدِيثَ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْنِي الرَّصَاصَ

حضرت عمران بن حدیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو یوں فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی قوم کی بات کو غور سے سنے اور وہ اس کو ناپسند کریں تو قیامت کے دن اس شخص کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا۔

تشریح:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت کریمہ: اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا: کے تحت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "جو شخص لوگوں کی باتیں سننے کے لیے کان لگائے اور وہ اس کا سننا پسند نہ کرتے ہوں، یا اس سے بھاگتے پھرتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔[599]

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ آیت کریمہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ[600]

597۔ سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی کفارۃ المجلس، الحدیث ۴۸۵۷، ج۴، ص۳۴۷

598۔ مرأۃ المناجیح از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ، ج۶، ص۳۷۰

599۔ بخاری، کتاب التعبیر، باب من کذب فی حلمہ: ۷۰۴۲

600۔ سورۃ یونس: 49

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(ترجمہ: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہو گا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔)

کے تحت فرماتے ہیں:

اگر کچھ لوگ آپس میں باتیں کر رہے ہوں اور کوئی شخص دیوار کے پیچھے سے سنے تو یہ حرام ہے اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دیا ہوا ہو اور اس کے پاس دو آدمی باتیں کرتے ہوں اس خیال سے کہ یہ سویا ہوا ہے اور پھر اس سوئے ہوئے شخص کو جاگ آجائے لیکن اپنے جاگنے کو ظاہر نہ کرے اور یوں ظاہر کرے کہ گویا سویا ہوا ہے تو یہ بھی تجسس میں داخل ہے اور اس شخص کو ایسا ہی گناہ ملے گا۔ اسلامی مملکت اور مسلمانوں سے کسی بھی مضرت کو دور کرنے کے لیے سی آئی ڈی کرنا جائز ہے اور کفار کے لیے یا دار الکفر کے لیے سی آئی ڈی کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح کسی سیاسی شخصیت کی ذاتی و نجی امور میں سی آئی ڈی کرنا بھی جائز نہیں ہے۔[601]

اسی آیت کے تحت علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یعنی مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے چھپے حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ستاری سے چھپایا۔ حدیث شریف میں ہے گمان سے بچو گمان بڑی جھوٹی بات ہے اور مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو، ان کے ساتھ حرص و حسد، بغض، بے مروتی نہ کرو، اے اللہ تعالیٰ کے بندو بھائی بنے رہو جیسا تمہیں حکم دیا گیا، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہ کرے، اس کو رسوا نہ کرے، اس کی تحقیر نہ کرے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، (اور یہاں کے لفظ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا) آدمی کے لئے یہ برائی بہت ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر دیکھے، ہر مسلمان مسلمان پر حرام ہے اس کا خون بھی، اس کی آبرو بھی، اس کا مال بھی، اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں اور عملوں پر نظر نہیں فرماتا لیکن تمہارے دلوں پر نظر فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم) حدیث جو بندہ دنیا میں دوسرے کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔[602]

601۔ تفسیر در منثور، از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ، تحت آیت مذکورہ

602۔ تفسیر خزائن العرفان، از، علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ، تحت آیت مذکورہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الْوُقُوفِ عَلَى الدَّابَّةِ

جانور کو دیر تک کھڑا رکھنے کا بیان

306 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُبَارَكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَتَّخِذُوا ظُهُورَ الدَّوَابِّ كَرَاسِيَّ لِأَحَادِيثِكُمْ، فَرُبَّ رَاكِبِ مَرْكُوبَةٍ هِيَ خَيْرٌ مِنْهُ وَأَطْوَعُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَكْثَرُ ذِكْرًا»

حضرت عطاء بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تم اپنے جانوروں کی پشتوں کو اپنی باتوں کے لیے کرسیاں نہ بناؤ۔ اس لیے کہ بہت سی سواریاں سوار سے بہتر ہوتی ہیں کہ وہ اللہ کی فرمانبردار بہت زیادہ ذکر کرنے والی ہوتی ہیں۔

307 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ،: «أَنَّ عُمَرَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَرِهَ الْوُقُوفَ عَلَى الدَّابَّةِ»

حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جانور کو زیادہ دیر تک کھڑا رکھنے کو مکروہ قرار دیا۔

تشریح:

اسلام جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے کا بھی حکم دیتا ہے، ہم نے ماقبل میں نبی اکرم ﷺ کی جانوروں کے ساتھ محبت کے چند واقعات کو نقل کیا ہے۔ جس سے نبی اکرم ﷺ کا جانوروں کے ساتھ سلوک واضح ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نبی اکرم ﷺ کی طرح ہی جانوروں کے ساتھ سلوک کی توفیق بخشے، آمین۔

بَابٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

اس (ماقبل مذکورہ مسئلہ میں) میں رخصت کا بیان

308 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ: «رَأَيْتُ الشَّعْبِيَّ، وَطَلْحَةَ مُتَوَاقِفَيْنِ عَلَى بَابِ دَارِ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ»

حضرت موسیٰ جہنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ دونوں حضرت سعد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر کھڑے ہوئے تھے۔

309 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: «رَأَيْتُ الْأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ وَاقِفًا عَلَى بَغْلَةٍ»

حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ خچر کھڑا تھا اور آپ اس پر بیٹھے تھے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بَابُ الِاسْتِئْذَان

اجازت طلب کرنے کا بیان

استیذان بنا ہے اذن سے، اذن کے معنی علم بھی ہیں اور اباحت و اجازت بھی۔ استیذان کے معنی ہیں اجازت داخلہ حاصل کرنا یا یہ علم حاصل کرنا کہ مجھے اس جگہ جانا درست ہے، کسی کے گھر میں جاتے وقت اس سے اجازت مانگنا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کہے السلام علیکم کیا میں آسکتا ہوں یہ سلام بھی استیذان کا ہے۔ وہ جو آتا ہے کہ السلام قبل الکلام وہاں سلام سے مراد سلام تحیۃ ہے جو ملاقات کے وقت ہوتا ہے یہ سلام استیذان ہے۔[603]

310 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ رَحِمَهُ اللَّهُ ثَلَاثًا، فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ، فَانْصَرَفَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ عُمَرُ، فَقَالَ: مَا ذَاكَ؟، فَقَالَ: «الِاسْتِئْذَانُ الَّذِي أَمَرَنَا بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا، فَإِنْ أُذِنَ لَنَا دَخَلْنَا، وَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَنَا رَجَعْنَا» . فَقَالَ: لَتَأْتِيَنِّ عَلَى هَذَا بِبَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ. فَأَتَى مَجْلِسَ قَوْمِهِ فَنَاشَدَهُمْ فَشَهِدُوا لَهُ، فَخَلَّى عَنْهُ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ اجازت طلب کی پس آپ نے ان کو اجازت نہیں دی تو آپ واپس لوٹ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو قاصد بھیج کر بلایا اور پوچھا؟ کس چیز نے تمہیں واپس لوٹایا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے تین مرتبہ اجازت طلب کی جس کا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں حکم دیا تھا کہ اگر ہمیں اجازت مل جائے تو ہم داخل ہوں اور اگر اجازت نہ ملے تو ہم واپس لوٹ آئیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: تم اس بات پر کوئی گواہی لاؤ۔ ورنہ میں ایسا اور ایسا کروں گا، (میں تمہیں سزا دوں گا) تو وہ لوگوں کی ایک مجلس میں آئے اور لوگوں کو قسم دے کر اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے ان کے حق میں گواہی دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو چھوڑ دیا۔

311 حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: " الْأُولَى: إِذْنٌ، وَالثَّانِيَةُ: مُؤَامَرَةٌ، وَالثَّالِثَةُ: عَزْمَةٌ، فَإِمَّا أَنْ يَأْذَنُوا لَهُ، وَإِمَّا أَنْ يَرُدُّوا "۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: پہلی مرتبہ اجازت ہوتی ہے، اور دوسری مرتبہ مشورہ ہوتا ہے اور تیسری مرتبہ پختہ عزم ہوتا ہے، اور اسکے بعد تو وہ اجازت دیں یا وہ لوٹا دیں

312 حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: «الِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثًا، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ، وَإِلَّا فَارْجِعْ»

❖

603۔ مرآۃ المناجیح، از مفتی احمد یار خاں نعیمی، ج ششم، باب الاستیذان، فصل اول

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اجازت تین بار طلب کی جاتی ہے اگر تمہیں اجازت دی جائے، تو ٹھیک ، بصورت دیگر واپس لوٹ جاؤ۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔[604]

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کرلو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اس متعلق دیگر احادیث:

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب تمہارے بچے بالغ ہو جائیں تو وہ اجازت طلب کریں ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا کسی شخص پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنی ماں اور محارم کے پاس جانے کے لیے بھی اجازت طلب کرے، انہوں نے کہاں ہاں عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا کیا کوئی شخص اپنی ماں کے پاس جاتے وقت بھی اجازت طلب کرے؟ آپ نے فرمایا: اس نے کہا میرے علاوہ اس کا اور کوئی خدمت گار نہیں ہے، کیا میں پھر بھی داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کروں؟ آپ نے اس سے پوچھا کیا تم اس کو برہنہ دیکھنا پسند کرو گے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر تم اس سے اجازت لے کر داخل ہو۔[605]

تین دفعہ سلام کرنے کا اس لیے حکم دیا ہے کہ جب تین مرتبہ سلام کرنے کے بعد گھر والا اندر آنے کے لیے نہ کہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر والا اس کو بلانا نہیں چاہتا یا ممکن ہے اس کو کوئی ایسا عذر ہو جس کی وجہ سے وہ سلام کا جواب نہ دے سکے اور اس کو بلا نہ سکے۔ ربعی بیان کرتے ہیں کہ بنو عامر کے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کی اور یہ کہا کہ میں اندر آجاؤں؟ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے خادم سے فرمایا جاؤ اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ، اور اس سے کہو کہ یوں کہے: السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں؟ اس شخص نے یہ سن کر کہا: السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں؟ پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کو اجازت دی اور وہ داخل ہو گیا۔[606]

❖ جب کوئی شخص کسی کا دروازہ کھٹکھٹائے اور پوچھا جائے کہ کون ہے؟ تو یہ نہ کہے کہ میں ہوں بلکہ اپنا نام بتائے:

604۔ سورۃ النور: 27

605۔ جامع البیان رقم الحدیث: ١٩٦٢٤

606۔ سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ٥١٧٧۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ١٤١٤ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے قرض کے سلسلہ میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس گیا پس میں نے دروازہ کھٹکھٹایا آپ نے فرمایا کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں، آپ نے فرمایا میں میں گویا آپ نے اس کا جواب کو مکروہ قرار دیا۔[607]

حضرت ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس گئے اور کہا السلام علیکم یہ عبداللہ بن قیس ہیں حضرت عمر نے اجازت نہیں دی، انہوں نے دوبارہ کہا السلام علیکم یہ ابو موسیٰ ہے پھر کہا السلام علیکم یہ الاشعری ہے! پھر واپس چلے گئے حضرت عمر نے کہا ان کو میرے پاس واپس لاؤ ان کو واپس لایا گیا وہ آگئے، پوچھا اے ابو موسیٰ تم کیوں واپس چلے گئے؟ ہم کام میں مشغول تھے، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے تم تین مرتبہ اجازت طلب کرو، اگر اجازت مل جائے تو فبہا ورنہ واپس چلے جاؤ، حضرت عمر نے کہا تم اس حدیث پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا۔[608]

اگر کسی کے گھر کا دروازہ بند ہو تو اس کی جھریوں سے جھانکنا ممنوع ہے:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے تمہارے گھر میں جھانکے اور تم لاٹھی سے اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔[609]

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر گھر کا دروازہ بند ہو تو اس کی جھریوں سے اندر جھانکنا ممنوع ہے اور اگر گھر والے نے جھانکنے والے کی آنکھ تیر یا کسی لکڑی سے پھوڑ دی تو اس پر قصاص یا دیت نہیں ہے، فقہاء مالکیہ نے اس صورت میں قصاص لازم کیا ہے اور کہا ہے کہ جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑنا جائز نہیں ہے اور اس حدیث کو انہوں نے تغلیظ اور ترہیب پر محمول کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ معصیت کو معصیت سے دفع کرنا جائز نہیں ہے، جمہور نے اس کے جواب میں کہا کسی کے گھر میں جھانکنا معصیت ہے اور جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑنا معصیت نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی اجازت دی ہے، جیسے کوئی شخص کسی کو قتل کرنے کے لیے اس پر حملہ کرے تو مدافعت میں اس کو قتل کرنا جائز ہے اور معصیت نہیں ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں جھانک کر کسی کی بیوی یا بیٹی کا چہرہ دیکھے تو وہ اس پر سخت مشتعل ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے مباشرت کر رہا ہو وہ یا اس کی بیوی برہنہ ہو اس لیے جھانکنے والا اس سزا کا مستحق ہے، اور اگر گھر والے کی اپنی تقصیر ہو کہ اس نے دروازہ بند نہیں کیا، کھلا چھوڑ دیا پھر

607 ـ صحيح البخاري رقم الحديث : ٦٢٥٠. صحيح مسلم رقم الحديث : ٢١٥٥. سنن النسائي رقم الحديث : ٣٦٣٨.
مسند احمد رقم الحديث : ١٤٤١١

608 ـ صحيح مسلم رقم الحديث بلا تکرار : ٢١٥٣. الرقم المسلسل : ٥٥٢٦. سنن ابو داؤد رقم الحديث : ٥١٨١

609 ـ صحيح البخاري رقم الحديث : ٦٩٠٢. صحيح مسلم رقم الحديث : ٢١٥٨. سنن النسائي رقم الحديث : ٤٨٦١.
مسند احمد رقم الحديث : ٧٣١١

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کسی نے ان کی طرف دیکھا تو پھر اس کی آنکھ پھوڑنا جائز نہیں اور اگر اس نے کھلے دروازے سے قصداً دیکھا تو اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ اب بھی دیکھنے والے کی آنکھ پھوڑنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص اپنے گھر کی چھت سے دوسروں کے گھروں میں جھانکے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اس میں فقہا کا اختلاف ہے۔[610]

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۴۴ھ لکھتے ہیں:

جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑنے کی اجازت اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب وہ قصداً جھانکے، اور اگر اس کی اتفاقاً نظر پڑ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس حدیث سے ان فقہاء نے استدلال کیا ہے جو اس صورت میں آنکھ پھوڑنے پر قصاص لازم نہیں کرتے اور اس کے خون کو ضائع قرار دیتے ہیں اور اس حدیث میں اس کا جواز ہے اور کسی ہلکی چیز سے اس کو مارنا چاہیے، ایک قول یہ ہے کہ یہ حدیث تہدید دھمکانے اور تغلیظ پر محمول ہے اس میں اختلاف ہے کہ آیا خبر دار کرنے سے پہلے آنکھ پھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ پھر بھی جائز ہے۔[611]

بَابٌ

313 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ فِي الْقَوْمِ يَسْتَأْذِنُونَ، قَالَ: "إِنْ قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَدْخُلُ؟ أَجْزَأَ ذَلِكَ عَنْهُمْ"

حضرت ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے بارے میں جو اجازت طلب کرنا چاہتے ہیں یوں ارشاد فرمایا: اگر ان میں سے ایک آدمی بھی یوں کہہ دے، السلام علیکم۔ کیا ہم داخل ہو جائیں؟ تو یہ سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔

314 حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَبِي رَزِينٍ وَنَحْنُ ذَوُو عَدَدٍ، فَكَانَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا يُسَلِّمُ، وَيَسْتَأْذِنُ. فَقَالَ: «إِنَّهُ إِذَا أُذِنَ لِأَوَّلِكُمْ أُذِنَ لِآخِرِكُمْ»

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اس حال میں کہ ہم کافی تعداد میں تھے اور ہم میں سے ہر ایک شخص سلام کر رہا تھا اور اجازت طلب کر رہا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: بیشک جب تم میں پہلے کو اجازت دے دی گئی تو باقی سب کو اجازت دے دی گئی۔

610۔ فتح الباری ج ۱۴ ص ۲۳۹۔ ۲۳۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ

611۔ عمدۃ القاری جز ۲۲ ص ۲۳۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ کا تعارف:

لقلیط ابن عامر ابن صبرہ: آپ کی کنیت ابورزین ہے عقیلی مشہور صحابی ہیں اہل طائف سے ہیں۔[612]

تشریح:

حضرت قیس بن سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملاقات کے لیے آئے اور آپ نے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت سعد (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے بہت آہستہ سے جواب دیا، قیس کہتے ہیں میں نے حضرت سعد سے پوچھا کیا آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اجازت نہیں دیتے! انہوں نے کہا رہنے دو وہ ہم کو زیادہ دفعہ سلام کریں گے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پھر فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت سعد نے پھر بہت آہستہ جواب دیا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پھر فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ پھر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوٹ گئے اور سعد آپ کے پیچھے گئے، اور کہا یا رسول اللہ میں نے آپ کا سلام سن لیا تھا اور آپ کو قصداً آہستہ جواب دیا تھا تاکہ آپ زیادہ بار سلام کریں تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے ساتھ چلے گئے۔[613]

بَابٌ فِي الْعَاطِسِ لَا يُشَمَّتُ حَتَّى يَحْمَدَ اللَّهَ

جو شخص یوں کہتا ہے کہ یرحمک اللہ نہیں کہا جائے گا یہاں تک کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے

315 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: عَطَسَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ، فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا أَوْ شَمَّتَهُ وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ. فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَطَسَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ، فَشَمَّتَّ أَحَدَهُمَا وَلَمْ تُشَمِّتِ الْآخَرَ. فَقَالَ: «إِنَّ هَذَا حَمِدَ اللهَ، وَإِنَّ هَذَا لَمْ يَحْمَدِ اللهَ»

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس چھینک آئی، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان میں سے ایک کو تو یرحمک اللہ کہہ کر دعا دی لیکن دوسرے کو یرحمک اللہ نہیں کہا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی۔ ان میں سے ایک کو تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یرحمک اللہ

612۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

613۔ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٥١٨٥، بیروت ١٤١٤ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہہ کر دعا دی اور دوسرے کو یرحمک اللہ نہیں کہا؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس نے الحمد للہ کہا تھا اور اس نے الحمد للہ نہیں کہا۔

316 حَدَّثَنَا قَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى وَهُوَ فِي بَيْتِ بِنْتِ الْفَضْلِ، فَعَطَسْتُ، فَلَمْ يُشَمِّتْنِي، وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى أُمِّي فَأَخْبَرْتُهَا، فَلَمَّا جَاءَهَا، قَالَتْ: عَطَسَ عِنْدَكَ ابْنِي فَلَمْ تُشَمِّتْهُ، وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَّهَا، فَقَالَ: إِنَّ ابْنَكِ عَطَسَ فَلَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ، فَلَمْ نُشَمِّتْهُ، وَعَطَسَتْ فَحَمِدَتِ اللَّهَ فَشَمَّتُّهَا، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللهَ فَشَمِّتُوهُ، وَإِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللهَ فَلَا تُشَمِّتُوهُ»

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ بنت فضل کے گھر میں تھے، پس مجھے چھینک آئی تو آپ نے مجھے یرحمک اللہ نہیں کہا اور بنت فضل کو چھینک آئی تو آپ نے اس کو یرحمک اللہ کہا۔ میں اپنی والدہ کے پاس واپس آیا اور میں نے انہیں اس بارے میں بتایا جب وہ آپ کی خدمت میں آئیں تو کہا: بیشک میرے بیٹے کو آپ کے پاس چھینک آئی تو آپ نے اس کو تو یرحمک اللہ نہیں کہا، اور اس لڑکی کو چھینک آئی تو آپ نے اس کو یرحمک اللہ کہا۔ آپ نے فرمایا: تیرے بیٹے کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ نہیں کہا تو میں نے بھی اسے یرحمک اللہ نہیں کہا، اور اس لڑکی کو چھینک آئی تو اس نے الحمد للہ کہا تو میں نے بھی اسے یرحمک اللہ کے ذریعہ جواب دیا اور میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو تم اسے یرحمک اللہ کہہ کر دعا دو اور جب وہ الحمد للہ نہ کہے تو تم بھی یرحمک اللہ مت کہو۔

317 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «حَقٌّ عَلَى الْمُسْلِمِ تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللهَ»

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا مسلمان پر حق ہے: کہ چھینکنے والا جب الحمد للہ کہے تو اسے یرحمک اللہ کہہ کر دعا دے۔

318 حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي مُنَيْنٍ وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَحَمِدَ اللَّهَ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَرْحَمُكَ اللهُ» . ثُمَّ عَطَسَ آخَرُ فَسَكَتَ، فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَطَسَ هَذَا فَقُلْتَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ، ثُمَّ عَطَسْتُ فَلَمْ تَقُلْ لِي شَيْئًا، فَقَالَ: «إِنَّ هَذَا حَمِدَ اللهَ، وَأَنْتَ سَكَتَّ»

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی کو چھینک آئی اس نے الحمد للہ کہا، تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا یرحمک اللہ، پھر دوسرے کو چھینک

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاموش رہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے کچھ نہیں فرمایا: اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اس کو چھینک آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کو یرحمک اللہ کہہ کر دعا دی اور مجھے چھینک آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے کچھ دعا نہیں دی! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس نے الحمد للہ کہا تھا اور تو خاموش رہا۔

319 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، عَنْ غَالِبٍ، قَالَ: «كَانَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيرِينَ لَا يُشَمِّتَانِ الْعَاطِسَ حَتَّى يَحْمَدِ اللَّهَ»

حضرت غالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ یہ دونوں حضرات چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہہ کر دعا نہیں دیتے تھے مگر جب تک کہ وہ الحمد للہ کہہ لیتا۔

320 حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ الْقَاسِمِ، فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ: "قُلِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ". فَلَمَّا قَالَ شَمَّتَهُ۔

حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے پاس چھینک آئی، تو حضرت قاسم نے اس سے فرمایا: الحمد للہ کہو، جب اس نے کہا تو آپ نے اسے یرحمک اللہ کہہ کر دعا دی۔

تشریح:

کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُکَ اللہ کہا، نماز فاسد ہو گئی اور خود اسی کو چھینک آئی اور اپنے کو مخاطب کر کے یَرْحَمُکَ اللہ کہا، تو نماز فاسد نہ ہوئی اور کسی اور کو چھینک آئی اس مصلّی نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، نماز نہ گئی اور جواب کی نیت سے کہا، تو جاتی رہی۔[614]

نماز میں چھینک آئی کسی دوسرے نے یَرْحَمُکَ اللہ کہا اور اس نے جواب میں کہا آمین، نماز فاسد ہو گئی۔[615]

نماز میں چھینک آئے، تو سکوت کرے اور الحمد للہ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو فارغ ہو کر کہے۔[616]

چھینکنے کے آداب:

اس سلسلے میں ان کا ذہن بنائیں کہ چھینک کے وقت سر جھکائیں، منہ چھپائیں اور آواز آہستہ نکالیں۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو جب چھینک آتی تھی تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے تھے اور آواز کو پست کر لیتے تھے۔[617]

614۔ "الفتاوى الهندية". كتاب الصلاة. الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها. الفصل الاول. ج۱. ص۹۸

615۔ "الفتاوى الهندية". كتاب الصلاة. الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها. الفصل ال?ول. ج۱. ص۹۸

616۔ "الفتاوى الهندية". كتاب الصلاة. الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها. الفصل الاول. ج۱. ص۹۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: جب کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے پھر اس کے جواب میں چھینکنے والا یہ کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔[618]

مسئلہ:

اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سننے والے پر فوراً اس طرح جواب دینا (یعنی یَرْحَمُکَ اللہ کہنا) واجب ہے کہ وہ سن لے۔

جماہی کی مذمت:

حضرت سیدنا ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: جب کسی کو جماہی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔[619]

جب جماہی آنے لگے تو اوپر کے دانتوں سے نچلے ہونٹ کو دبائیں یا الٹے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ دیں۔ جماہی روکنے کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ جب جماہی آنے لگے تو دل میں خیال کرے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اس سے محفوظ ہیں تو فوراً رک جائے گی۔[620]

بَابُ الْعَاطِسِ يُشَمَّتُ ثُمَّ يَعْطِسُ

باب: چھینکنے والے کو جواب دیا جائے اور وہ پھر چھینکے

321 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ عِنْدَهُ فَشَمَّتَهُ، ثُمَّ عَطَسَ فَشَمَّتَهُ، ثُمَّ عَادَ فَشَمَّتَهُ، ثُمَّ عَادَ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: «إِنَّكَ مَضْنُوكٌ»

حضرت نعمان بن سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو کے پاس ایک آدمی کو چھینک آئی تو آپ نے اسے یرحمک اللہ کہہ کر دعا دی، پھر اسے دوبارہ چھینک آئی تو آپ نے پھر یرحمک اللہ کہا، پھر اسے تیسری بار چھینک آئی تو آپ نے فرمایا: بیشک تو زکام میں مبتلا ہے۔

322 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ فِطْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: «شَمِّتِ الْعَاطِسَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ ثَلَاثًا، فَإِنْ زَادَ فَهُوَ رِيحٌ»

617۔ جامع الترمذی، کتاب الآداب، باب ماجاء فی خفض الصوت وتخمیر الوجہ، الحدیث ۲۷۵۴، ج۴، ص ۳۴۳

618۔ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اذا عطس کیف یشمت، الحدیث ۶۲۲۴، ج۴، ص ۱۶۳

619۔ صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب تشمیت العاطس، الحدیث ۲۹۹۵، ص ۱۵۹۷

620۔ رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، مطلب: اذا تردد الحکم بین سنۃ ..الخ، ج۲، ص ۴۹۹، ۴۹۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تم چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہو جب وہ تمہارے سامنے تین مرتبہ چھینکے اگر وہ زیادہ چھینکتا ہے تو یہ بیماری ہے۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو واقد: آپ کا نام حارث ابن عوف ہے لیثی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، آپ کا شمار اہل مدینہ میں ہے مگر مکہ معظمہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی پچھتر سال عمر پائی ۶۷ھ سر سٹھ میں وفات ہوئی فخ میں دفن ہوئے۔[621]

323 حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «يَرْحَمُكَ اللَّهُ»، ثُمَّ عَطَسَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: «هُوَ مَزْكُومٌ»

حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس چھینک آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یرحمک اللہ، پھر دوسری مرتبہ اسے پھر چھینک آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یہ تو زکام میں مبتلا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سلمہ ابن اکوع: آپ کی کنیت ابو مسلم ہے، اسلمی ہیں، مدنی ہیں، بیعت الرضوان میں شامل ہوئے، بڑے بہادر تھے، پیدل کی لڑائی میں مشہور تھے، اسی برس عمر پائی، مدینہ منورہ میں ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی۔[622]

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ذُؤَيْبٍ، قَالَ: عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَشَمَّتَهُ، ثُمَّ عَطَسَ فَشَمَّتَهُ، ثُمَّ عَطَسَ فِي الثَّالِثَةِ فَشَمَّتَهُ، ثُمَّ عَطَسَ فِي الرَّابِعَةِ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: «إِنَّكَ مَضْنُوكٌ، فَامْتَخِطْ»

حضرت مصعب بن عبد الرحمن بن ذؤیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس چھینک آئی تو آپ نے اسے یرحمک اللہ کہہ کر دعا دی۔ اسے پھر چھینک آئی، تو آپ نے دوبارہ یرحمک اللہ کہہ

621۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

622۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کر دعا دی اسے تیسری مرتبہ پھر چھینک آئی تو آپ نے اسے یرحمک اللہ کہہ کر دعا دی، پھر جب چوتھی مرتبہ اسے چھینک آئی تو حضرت عبد اللہ بن زبیر نے اس سے فرمایا: بیشک تم توزکام میں مبتلا ہو تم اپنی ناک صاف کرو۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبد اللہ ابن زبیر: آپ کی کنیت ابو بکر ہے اسدی قرشی ہیں، حضور انور نے آپ کو آپ کے نانا جناب صدیق اکبر کی کنیت ابو بکر عطا فرمائی اور انہیں کا نام عبد اللہ رکھا، آپ اسلام میں مہاجرین میں پہلے بچے ہیں جو پیدا ہوئے، ایک ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق نے کان میں اذان دی مقام قبا میں بی بی اسماء بنت صدیق اکبر کے شکم شریف سے پیدا ہوئے، آپ انہیں حضور کی خدمت میں لائیں حضور ﷺ انور نے چھوہارے سے تحنیک کی آپ کے پیٹ میں سب سے پہلے حضور کا لعاب پہنچا، پھر حضور نے آپ کو دعا برکت دی آپ کے سر اور چہرے پر کوئی بال نہ تھا، آپ بہت زیادہ نماز روزے کے عادی تھے آپ کے والد حضرت زبیر والدہ بنت صدیق نانا خود صدیق دادی بی بی صفیہ حضور کی پھوپھی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں، آٹھ سال کی عمر میں حضور سے بیعت کی آپ کو حجاج ابن یوسف نے مکہ معظمہ میں ۱۷ سترہ جمادی آخرہ ۷۳ھ تہتر منگل کے دن سولی دے کر ہلاک کیا ۶۴ چونسٹھ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی تھی، حجاز، یمن عراق خراسان وغیرہ کے مسلمانوں نے آپ کی بیعت کرلی تھی بجز شام کے مسلمانوں نے آپ نے اپنی خلافت میں آٹھ حج لوگوں کو کرائے۔[623]

325 حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: «إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَشَمِّتُوهُ، فَإِنْ زَادَ فَلَا تُشَمِّتْهُ فَإِنَّمَا هُوَ دَاءٌ يَخْرُجُ مِنْ رَأْسِهِ»

امام شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو تین مرتبہ چھینک آئے تو تم اسے یرحمک اللہ کہہ کر دعا دو، اور اگر زیادہ مرتبہ آئے تو اسے یرحمک اللہ مت کہو کیونکہ یہ تو بیماری ہے جو اس کے سر سے نکلتی ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عمرو ابن عاص: آپ سہمی قرشی ہیں، ۵ یا ۸ آٹھ میں اسلام لائے آپ اور خالد ابن ولید اور عثمان ابن طلحہ ایک ساتھ آکر مسلمان ہوئے، حضور انور نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا حضور کی وفات تک آپ حاکم رہے پھر حضرت عمر عثمان اور معاویہ نے آپ کو حاکم بنایا، مصر آپ نے ہی فتح کیا اور وفات تک مصر کے حاکم رہے حضرت عثمان نے چار سال تو آپ کو عامل رکھا پھر معزول کردیا، پھر امیر معاویہ نے اپنی حکومت میں وہاں کا حاکم بنایا نوے سال عمر ہوئی ۴۳ تینتالیس میں

623۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبد اللہ محمد ابن عبد اللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وفات پائی آپ کے بعد آپ کے بیٹے عبداللہ ابن عمرو مصر کے حاکم ہوئے جنہیں، حضرت معاویہ نے معزول کردیا، بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں جیسے عبداللہ ابن عمر قیس ابن ابی حازم وغیر ہم۔[624]

326 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَهُ ثُمَّ عَطَسَ فَشَمَّتَهُ. ثُمَّ عَطَسَ الرَّابِعَةَ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّكَ مَضْنُوكٌ فَامْتَخِطْ»

حضرت محمد بن جعفر بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس چھینک آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے یرحمک اللہ کہہ کر دعا دی پھر اسے چھینک آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یرحمک اللہ کہہ کر دعا دی، اسے پھر چھینک آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یرحمک اللہ کہہ کر دعا دی، پھر جب چوتھی مرتبہ اسے چھینک آئی تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے فرمایا: تم تو زکام میں مبتلا ہو، جاؤ جاکر اپنی ناک صاف کرو۔

327 حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ فِي الرَّجُلِ يَعْطِسُ مِرَارًا. قَالَ: «شَمِّتْهُ مَرَّةً وَاحِدَةً»

حضرت ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جسے بار بار چھینک آرہی ہو یوں ارشاد فرمایا: کہ تم اسے ایک مرتبہ ہی یرحمک اللہ کہہ دو۔

328 حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: «يُجْزِئُهُ أَنْ يُشَمِّتَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً»

حضرت منصور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ایسے شخص کو ایک مرتبہ یرحمک اللہ کہہ دینا کافی ہے۔

329 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَهُ. ثُمَّ عَادَ فَشَمَّتَهُ. ثُمَّ عَادَ فَشَمَّتَهُ. ثُمَّ زَادَ. فَقَالَ: «حَفِدْتَ وَنَقَوْتَ»

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس چھینکا تو آپ نے اس کو "یرحمک اللہ" کہا، اس کو پھر چھینک آئی آپ ﷺ نے پھر جواب دیا۔ اس کو تیسری مرتبہ چھینک آئی آپ ﷺ نے بھی تیسری مرتبہ جواب ارشاد فرمایا۔ پھر اس آدمی کو چھینکیں آنا شروع ہو گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے زکام ہے۔

624۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا تعارف:

زید ابن ارقم: آپ کی کنیت ابو عمرو ہے، انصاری خزرجی ہیں، آخر میں کوفہ میں رہے، ٦٦ چھیاسٹھ میں وہاں ہی وفات ہوئی۔آپ کا نسب یوں ہے زید ابن ارقم ابن زید ابن قیس ابن نعمان آپ ہی کے ذریعہ عبداللہ ابن ابی کا نفاق ظاہر ہوا، آپ ہی کی تصدیق میں سورۂ منافقین نازل ہوئی، مختار ابن عبدالملک ابن مروان کے زمانہ ٦٦ میں وفات ہوئی۔(مترجم)[625]

تشریح:

معلوم ہوا کہ جو نزلہ زکام کا بیمار ہو اسے ہر چھینک پر جواب نہ دے کہ اس میں بہت حرج ہو گا کہ پھر تو وہ زکام والا کسی کو بات نہ کرنے دے گا وہ چھینکے جاوے تم جواب دیئے جاؤ جیسے اذان کا جواب دے مگر پہلی اذان کا پھر اذانیں سنتا رہے جواب دینا ضروری نہیں۔

زیادہ روایات تین کی ہی ہیں کہ حضور انور نے تیسری چھینک پر فرمایا کہ تجھے زکام ہے، بعض شارحین نے فرمایا کہ زکام والے شخص کو بجائے جواب دینے کے کہے شفاک اللہ تجھے اللہ شفا دے مگر یہ قول درست نہیں کیونکہ دعاء صحت تو ویسے ہی کرنی چاہیے چھینک پر کیا موقوف ہے یہ وقت شفا کی دعا کا نہیں ہے، نیز زکام بیماری نہیں ہے بلکہ دماغی بیماریوں کا علاج اس سے بہت مرض دفع ہو جاتے ہیں۔(مرقات)زکام والے کو دیوانگی و جنون نہیں ہوتا جسے کبھی خارش ہو اسے جذام و کوڑھ نہیں ہوتا، زکام و خارش میں رب تعالیٰ کی بہت حکمتیں ہیں۔

سنت نبوی:

چھینک کے وقت اپنا پورا چہرہ یا پورا منہ کپڑے یا ہاتھ سے ڈھانپ لینا سنت ہے کہ اس سے رطوبت کی چھینٹیں نہ اوڑینگی اور اپنے یا دوسرے کے کپڑے خراب نہ ہوں گے اور چھینک کی آواز حتی الامکان پست کرنا بھی سُنت ہے کہ یہ آواز بلند ہو تو بری معلوم ہوتی ہے لوگ اچھل پڑتے ہیں، چھینک کی آواز آہستہ نکلے **الحمد** کی آواز بلند ہو۔

❖

625۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابُ كَيْفَ يَكْتُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ

اس آدمی کا بیان جو کسی آدمی کو خط لکھنا چاہتا ہے تو وہ کیسے خط لکھے

330 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: «أَنَّهُ كَانَ إِذَا كَتَبَ السَّلَامُ عَلَيْكَ فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، وَهُوَ لِلْحَمْدِ أَهْلٌ، تَبَارَكَ وَتَعَالَى، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»

حضرت منصور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ جب خط لکھتے تو یوں لکھتے: السلام علیک۔ ترجمہ: اس میں میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور وہی حمد کا اہل ہے۔ اس کی ذات بابرکت اور بلند ہے۔ اس ہی کا ملک اور اس ہی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

تشریح:

معلوم ہوا کہ خط میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد پھر نبی اکرم ﷺ پر درود پھر سلام ہو او۔ خط میں جو سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں جواب دو طرح ہوتا ہے، ایک یہ کہ زبان سے جواب دے، دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے۔ مگر چونکہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہ ہو جیسا کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی نہیں لکھا جاتا خواہ کچھ دیر ہوتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دے دے، تاکہ تاخیر سے گناہ نہ ہو۔ اسی وجہ سے علامہ سید احمد طحطاوی نے اس جگہ فرمایا: وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُوْنَ. یعنی لوگ اس سے غافل ہیں۔[626]

ایک خط اور نبی اکرم کا علم:

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک معزز صحابی تھے انہوں نے قریش کو ایک خط اس مضمون کا لکھدیا کہ رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں، لہٰذا تم لوگ ہوشیار ہو جاؤ۔ اس خط کو انہوں نے ایک عورت کے ذریعہ مکہ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اپنے اس علم غیب کی بدولت یہ جان لیا کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کارروائی کی ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت علی و حضرت زبیر و حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فوراً ہی روانہ فرمایا کہ تم لوگ "روضۂ خاخ" میں چلے جاؤ۔ وہاں ایک عورت ہے اور اس کے پاس ایک خط ہے۔ اس سے وہ خط چھین کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ یہ تینوں اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر "روضۂ خاخ" میں پہنچے اور عورت کو پالیا۔ جب اس سے خط طلب کیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں کہہ سکتے، نہ ہم لوگ جھوٹے ہیں لہٰذا تو خط نکال کر ہمیں دے

626۔ 'الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۸۵۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

دے ورنہ ہم تجھ کو ننگی کر کے تلاشی لیں گے۔ جب عورت مجبور ہو گئی تو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے وہ خط نکال کر دے دیا۔ جب یہ لوگ خط لے کر بارگاہ رسالت میں پہنچے تو آپ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ اے حاطب! یہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں نہ میں نے اپنا دین بدلا ہے نہ مرتد ہوا ہوں میرے اس خط کے لکھنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ مکہ میں میرے بیوی بچے ہیں۔ مگر مکہ میں میرا کوئی رشتہ دار نہیں ہے جو میرے بیوی بچوں کی خبر گیری و نگہداشت کرے میرے سوا دوسرے تمام مہاجرین کے عزیز و اقارب مکہ میں موجود ہیں جو ان کے اہل و عیال کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے میں نے یہ خط لکھ کر قریش پر ایک اپنا احسان رکھ دیا ہے تاکہ میں ان کی ہمدردی حاصل کرلوں اور وہ میرے اہل و عیال کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کریں۔ یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کافروں کو شکست دے گا اور میرے اس خط سے کفار کو ہرگز ہرگز کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بیان کو سن کر ان کے عذر کو قبول فرمالیا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خط کو دیکھ کر اس قدر طیش میں آگئے کہ آپے سے باہر ہو گئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی غیظ و غضب میں بھر گئے۔ لیکن رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جبین رحمت پر اک ذرا شکن بھی نہیں آئی اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تمہیں خبر نہیں کہ حاطب اہل بدر میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو مخاطب کر کے فرمادیا ہے کہ "تم جو چاہو کرو۔ تم سے کوئی مواخذہ نہیں" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں نم ہو گئیں اور وہ یہ کہہ کر بالکل خاموش ہو گئے کہ "اللہ اور اس کے رسول کو ہم سب سے زیادہ علم ہے" اسی موقع پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی کہ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ۔[627]

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کافروں کو دوست نہ بناؤ۔

بہر حال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاف فرمادیا۔[628]

❖ ───────────

627۔ پ۲۸، الممتحنۃ:۱

628۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح، الحدیث:۴۲۷۴، ج۳، ص۹۹ والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج۳، ص۳۷۸۔۳۹۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بَابٌ فِي الْإِذْنِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ

ذمیوں سے اجازت لینے کا بیان

331 حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الْمُنَبِّهِ، قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ عَنِ الرَّجُلِ يَحْتَاجُ إِلَى الدُّخُولِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ مِنْ مَطَرٍ أَوْ بَرْدٍ، يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: «نَعَمْ»

حضرت ابو المنذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا: جو ٹھنڈ یا بارش کی وجہ سے ذمیوں کے پاس جانے کا محتاج ہے، کیا وہ ان سے اجازت طلب کرے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں!۔

332 حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، قَالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ: كَيْفَ أَسْتَأْذِنُ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ؟، قَالَ: " إِنْ شِئْتَ قُلْتَ: السَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى "

حضرت ابن عون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ میں اہل کتاب سے کیسے اجازت مانگوں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یوں کہو: ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلام ہو، کیا میں داخل ہو جاؤں؟

333 حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، قَالَ: إِذَا دَخَلْتَ بَيْتًا فِيهِ الْمُشْرِكُونَ فَقُلِ: السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، يَحْسَبُونَ أَنَّكَ قَدْ سَلَّمْتَ عَلَيْهِمْ، وَقَدْ صَرَفْتَ السَّلَامَ عَنْهُمْ "

حضرت حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو مالک غفاری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی ایسے گھر میں داخل ہو جس میں مشرکین موجود ہوں تو تم یوں کہو: السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ - ترجمہ: ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو، وہ سمجھیں گے کہ تم نے ان کو سلام کیا حالانکہ تم نے ان سے سلام کو پیری دیا ہے۔

334 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ: «أَنَّهُ كَانَ يَسْتَأْذِنُ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ»

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ ذمیوں پر داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرتے تھے۔

حضرت عبد الرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبد الرحمٰن ابن یزید: آپ یزید ابن خطاب کے بیٹے ہیں یعنی عمر فاروق کے بھتیجے عدوی قرشی ہیں، آپ کو آپ کے دادا ابولبابہ حضور کی خدمت میں لائے حضور نے آپ کی تحنیک کی (گڑتی دی) اور آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا دعا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

برکت کی جب آپ چھ سالہ تھے تو حضور انور کی وفات ہوگئی، حضرت عمر سے روایات لیں عبداللہ ابن زبیر کے زمانہ میں وفات ہوئی عبدالرحمن ابن عمر سے پہلے۔[629]

335 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: «لَا تَدْخُلْ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ»

حضرت ابوسنان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تم اہل کتاب پر بھی بغیر اجازت کے داخل مت ہو۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سعید ابن جبیر: آپ اسدیؓ کوفی ہیں، شاندار تابعی ہیں، شعبان ۹۳ ترانوے میں آپ کو حجاج ابن یوسف نے قتل کیا اس سال رمضان یا شوال میں حجاج مر گیا آپ کے قتل کے بعد حجاج کسی کو قتل نہ کر سکا۔ جب حجاج نے آپ کو قتل کرنا چاہا تو پہلے بہت بحث مباحثہ کیا، پھر جلاد کو قتل کا حکم دیا آپ اس حکم پر بہت ہنسے وجہ پوچھی تو فرمایا تیرے ظلم اور رب تعالیٰ کے حلم پر ہنستا ہوں، جب ذبح کے لیے آپ کو لٹایا گیا تو آپ یہ پڑھ کر قبلہ رو لیٹے "اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ" الخ۔ حجاج بولا انہیں غیر قبلہ کی طرف لٹاؤ تو آپ نے پڑھا "فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" حجاج بولا انہیں اوندھا لٹاؤ، آپ نے پڑھا "مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ" الخ، حجاج بولا انہیں ذبح کردو آپ بولے اے حجاج میرے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا گواہ رہ تیرا میرا فیصلہ رب کے ہاں ہوگا، پھر آپ نے دعا کی الٰہی اب میرے بعد تو حجاج کو کسی کے قتل پر قابو نہ دے چنانچہ آپ کو ذبح کر دیا گیا آپ کے قتل کے بعد حجاج پندرہ دن زندہ رہا اس کے پیٹ میں زخم ہو گیا حکیم کو بلایا گیا اس نے گوشت کی بوٹی دھاگے میں باندھ کر اس کے حلق کے اندر لٹکائی۔ جب نکالی تو وہ خون سے لتھڑی ہوئی تھی اس نے کہا کہ اب تو بچ نہیں سکتا۔ وہ چیختا تھا کہ مجھے سعید ابن جبیر سے پناہ نہیں وہ مجھے سونے نہیں دیتے جب میں سونے کا ارادہ کرتا ہوں وہ میرا پاؤں پکڑ کر جھنجھوڑتے ہیں اسی حالت میں حجاج مرا، حضرت سعید کا مزار عراق کے شہر واسط میں ہے آپ کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔[630]

336 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «أَنْدَرَايِمْ»

629 ـ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

630 ـ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کیا میں اندر آ جاؤں؟

تشریح:

ان احادیث میں دو مسئلے واضح ہوئے ایک یہ کہ اہل کتاب کو سلام کیسے کرنا ہے اور دوسرا یہ کہ ان پر بھی بغیر اجازت کے داخل ہونا جائز نہیں گھر میں داخل ہونے کے متعلق ہم ماقبل میں بیان کر چکے ہیں، واللہ اعلم۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الْعَاطِسُ

جو مکروہ سمجھے کہ چھینکنے والا اپنی چھینک کے بعد یوں کہے

337 حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: أَشْهَبُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: «أَشْهَبُ اسْمُ شَيْطَانٍ، وَضَعَهُ إِبْلِيسُ بَيْنَ الْعَطْسَةِ وَالْحَمْدِ لِيُذْكَرَ»

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چھینک آئی تو اس نے کہا: اشہب۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اشہب شیطان کا نام ہے، جو اس نے چھینک اور الحمد للہ کے درمیان رکھا ہے تاکہ اس کا ذکر ہو جائے۔

338 حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: "أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُولَ: أَشْهَبُ إِذَا عَطَسَ"

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ناپسند کرتے تھے کہ جب چھینک آئے تو لفظِ: اشہب، کہا جائے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا عَطَسَ وَحْدَهُ

اس شخص کا بیان جو اکیلا چھینکے تو وہ کیا کہے؟

339 حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: " إِذَا عَطَسَ الرَّجُلُ وَهُوَ وَحْدَهُ فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، ثُمَّ لِيَقُلْ: يَرْحَمُنَا اللَّهُ وَإِيَّاكُمْ. فَإِنَّهُ يُشَمِّتُهُ مَنْ سَمِعَهُ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ"

حضرت حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب کسی شخص کو چھینک آئے اس حال میں کہ وہ تنہا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ یوں کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔ پھر یوں کہے: يَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ ۔ اس سے کہ اللہ کی مخلوق میں سے جس نے اس کی چھینک کو سنا ہو گا تو اس نے یرحمک اللہ کہہ کر اس کو دعا دی ہو گی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

340 حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: «إِذَا عَطَسْتَ وَأَنْتَ وَحْدَكَ، فَرُدَّ عَلَى مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ»

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب تجھے چھینک آئے اور تو تنہا ہو، تو تو جواب دے ان کو جو تیرے ساتھ ہیں یعنی ملائکہ کو۔

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو وائل: آپ کا نام شقیق ابن سلمہ ہے اسدی کوفی ہیں، زمانہ جاہلیت و اسلام دونوں پائے مگر حضور انور کی زیارت نہ کر سکے، فرماتے ہیں کہ میں حضور انور کی نبوت سے پہلے دس سال کا تھا جماعت صحابہ سے روایات لیتے ہیں ثقہ ہیں، حضرت ابن مسعود کے خاص ہیں، حجاج کے زمانہ میں وفات پائی، ثبت ہیں حجۃ ہیں۔[631]

بَابُ مَا يَقُولُ الْعَاطِسُ وَمَا يُقَالُ لَهُ

جب چھینک آئے تو یوں کہے اور اس کو یوں کہا جائے گا

341 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ رَحِمَهُ اللَّهُ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ. فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَرُدَّ عَلَيْهِ مَنْ حَوْلَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ. وَلْيَرُدَّ عَلَيْهِمْ: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ. وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ"

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو وہ یوں کہے: الحمد للہ اور چاہیے کہ اس کے ارد گرد والے لوگ اسے جواب میں یوں کہیں: رحمک اللہ اور ان کو یوں جواب دیا جائے گا: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

342 حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: "إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ. وَلْيَقُلْ مَنْ عِنْدَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ. وَلْيَرُدَّ عَلَيْهِمْ: يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ"

حضرت ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو وہ یوں کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰه ۔ اور جو لوگ اس کے پاس ہیں وہ جواب میں یوں کہیں: يَرْحَمُكَ اللّٰه۔ اور چاہیے کہ ان کو جواب میں یوں کہا جائے: يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ۔

631۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمة اکمال. مذکور فی "مرأة المناجیح شرح مشکوٰة المصابیح" جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

343 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: " كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ إِذَا عَطَسَ الرَّجُلُ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، قَالُوا: يَرْحَمُنَا اللَّهُ وَإِيَّاكَ، وَيَقُولُ هُوَ: يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ "

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے کسی آدمی کو چھینک آتی، تو وہ یوں کہتا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ - وہ لوگ یوں جواب دیتے۔ یَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَإِیَّاکَ اور پھر وہ شخص جواب میں یوں کہتا: یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ۔

344 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا شَمَّتَ الْعَاطِسَ قَالَ: «يَرْحَمُنَا اللهُ وَإِيَّاكُمْ»، وَإِذَا عَطَسَ فَشَمَّتَ، قَالَ: «يَرْحَمُنَا اللهُ وَإِيَّاكُمْ وَيَغْفِرُ لَنَا وَلَكُمْ»

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی چھینکنے والے کو یَرْحَمُکَ اللّٰه کہتے تو وہ جواب میں یوں کہتا: یَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَإِیَّاکُمْ ۔ اور جب آپ کو چھینک آتی اور آپ کو یَرْحَمُکَ اللّٰه کہہ کر دعا دی جاتی تو آپ یوں فرماتے یَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَإِیَّاکُمْ وَیَغْفِرُ لَنَا وَلَکُمْ ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا تعارف:

نافع ابن سرجس: آپ حضرت عبد اللہ ابن عمر کے آزاد کردہ ہیں، دیلمی ہیں، عظیم الشان تابعی ہیں، حضرت ابن عمر اور ابو سعید خدری سے روایات لیتے ہیں اور آپ سے زہری امام مالک وغیرہ مشہور محدثین ثقہ علماء نے روایات لیں، حضرت ابن عمر کی اکثر روایات آپ سے مروی ہیں، امام مالک فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت ابن عمر کی احادیث حضرت نافع سے سن لیتا ہوں تو مجھے کسی اور سے سننے کی پرواہ نہیں ہوتی، ایک سو سترہ میں آپ کی وفات ہوئی۔[632]

345 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا عَطَسَ فَشَمَّتَ قَالَ: «يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ»

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود کو چھینک آنے کے بعد یرحمک اللّٰه کہہ کر دعا دی جاتی تو آپ جواب میں یوں فرماتے۔ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ ۔

346 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: " كَانُوا إِذَا شَمَّتُوا الْعَاطِسَ، قَالُوا: يَغْفِرُ لَنَا وَلَكُمْ "۔

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: صحابہ جب چھینکنے والے کو دعا دیتے تو یوں کہتے: یَغْفِرُ (اللّٰهُ) لَنَا وَلَکُمْ ۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے)

632۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

347 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: " إِذَا شَمَّتَ الْعَاطِسَ فَقُلْ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ. وَيَقُولُ: يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ "

حضرت حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی چھینکنے والے کو دعادے تو یوں کہے: یَرْحَمُکَ اللّٰہُ۔ اور وہ جواب میں یوں کہے: یَہْدِیکُمَ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔

348 حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ، حَدَّثَنَا الْمَاجِشُونَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِذَا رَدَّ فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ "

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جب چھینک والا جواب دے تو یوں کہے: یَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

349 حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَيَحْيَى، وَعِيسَى بْنَ أَبِي طَلْحَةَ، وَإِبْرَاهِيمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ: " إِذَا عَطَسَ أَحَدُهُمْ فَقِيلَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، قَالَ: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ "

حضرت طلحہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عروہ بن زبیر، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ بن ابی طلحہ، حضرت ابراہیم بن محمد بن طلحہ ان سب حضرات کو یوں فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے یوں کہا جائے گا: يَرْحَمُكَ اللّٰہ۔ اور وہ جواب میں یوں کہے: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

350 حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: " إِذَا رَدَّ قَالَ: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ "

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو چھینک کا جواب ملتا تو فرماتے: اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دے اور تمہاری اصلاح فرمائے۔

351 حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ سِيرِينَ إِذَا عَطَسَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ»

حضرت ابن عون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ جب چھینکتے تو کہتے: ہر حال میں تمام تعریفات اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں۔

352 حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَأَبِي وَائِلٍ: أَنَّهُمَا كَانَا إِذَا عَطَسَا فَشُمِّتَا يَقُولَانِ: «يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ»

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم اور ابو وائل رضی اللہ عنہما جب چھینکتے اور ان کی چھینک کا جواب دیا جاتا تو کہتے: يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تشریح:

ان احادیث میں چھینکنے میں اللہ تعالیٰ کی حمد پھر اس کا جواب اور پھر اس کے جواب کے جواب کو ذکر کیا گیا ہے باقی اس کی تشریح ماقبل میں کافی ہو چکی ہے واللہ اعلم۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الشِّعْرِ

شعر گوئی میں رخصت کا باب

353 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ، عَنْ أُبَيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً»

حضرت ابیّ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: یقیناً بعض شعر پر حکمت ہوتے ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابی ابن کعب: آپ انصاری خزرجی ہیں، کاتب وحی تھے آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنھوں نے زمانہ نبوی میں قرآن مجید حفظ کیا اور ان فقہاء صحابہ میں سے ہیں جو زمانہ نبوی میں فتویٰ دیتے تھے صحابہ میں بڑے قاری تھے۔ حضور انور نے آپ کی کنیت ابوالمنذر رکھی تھی اور عمر فاروق نے ابوالطفیل، حضور انور نے آپ کو خطاب دیا سید انصار، عمر فاروق نے خطاب دیا سیدالمسلمین کا، آپ نے مدینہ منورہ میں ۱۹ھ انیس ہجری میں وفات پائی یعنی خلافت فاروقی میں۔[633]

354 حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا»

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: یقیناً بعض شعر پر حکمت ہوتے ہیں۔

355 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا»

633۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ یقینا بعض شعر فائدہ مند ہوتے ہیں۔

356 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا حُسَامُ بْنُ الْمِصَكِّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا»

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: یقینا بعض شعر فائدہ مند ہوتے ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

بریدہ ابن حصیب: آپ اسلمی ہیں، غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے مگر اس میں شریک نہ ہوئے، بیعت الرضوان میں موجود تھے مدینہ منورہ کے باشندے تھے، پھر بصرہ چلے گئے، وہاں سے خراسان کے جہاد میں گئے وہاں ہی شہید ہوئے یعنی یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں، ۶۲ھ میں وفات ہوئی، مرو میں آپ کی قبر شریف ہے۔[634]

357 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا»

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: یقینا بعض شعر فائدہ مند ہوتے ہیں۔

تشریح:

حضرت ابی ابن کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔[635]

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی 852ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ جس شعر اور رجز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو اور اس کی تعظیم ہو اور اس کی وحدانیت کا بیان ہو اور اس کی اطاعت کرنے کی ترغیب ہو وہ اچھے شعر ہیں اور مرغوب ہیں اور حدیث میں جن اشعار کو حکمت فرمایا ہے اس سے مراد ایسے ہی اشعار ہیں اور جن اشعار میں جھوٹے اور بے حیائی کی باتیں ہوں وہ مذموم ہیں۔

634۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

635۔ صحیح البخاری رقم الحدیث: 6145۔ سنن ابو داؤد رقم الحدیث: 5010 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 3755 سنن دارمی رقم الحدیث 2707

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس میں اختلاف ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کسی شاعر کے اشعار پڑھے ہیں یا نہیں، صحیح یہ ہے کہ آپ نے ایسے اشعار پڑھے ہیں آپ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اشعار پڑھے ہیں آپ نے خود بھی کلام منظور پڑھا ہے۔ جیسے غزوہ حنین میں آپ نے پڑھا: انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب، لیکن آپ نے اس کلام کو ایک نظم اور ایک وزن پر لانے کا قصد نہیں کیا تھا لہٰذا یہ شعر نہیں ہے اور اس طرح کا کلام تو قرآن مجید میں بھی بہ کثرت ہے۔[636]

شعر کی تحقیق:

آیت کریمہ "وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ" کی تفسیر میں علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ہم نے اس نبی کو شعر کہنا سکھایا اور نہ یہ ان کے لائق ہے۔ یہ کتاب تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے۔[637]

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں:

شعر کا معنی بال ہے' قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: اور بھیڑوں کے اون سے اور اونٹوں کے پشم سے اور بکریوں کے بالوں سے۔[638]

اور شعرت کا معنی ہے میں نے بالوں کو حاصل کر لیا یعنی گھنے بال کر لئے اور اسی سے استعارہ کیا گیا ہے: شعرت کذا' یعنی میں نے ایسا علم حاصل کیا جو بال کی طرح باریک ہے اور شاعر کو اس کی باریک بینی ژرف نگاہی اور وقت نظر کی وجہ سے شاعر کہتے ہیں۔

پس شعر اصل میں دقیق اور باریک علم کا نام ہے۔ عربی میں کہتے ہیں لیت شعری کاش مجھے اس کی گہرائی اور گیرائی کا علم ہوتا۔

یہ شعر کا لغوی معنی ہے اور اصطلاح میں شعر اس کلام کو کہتے ہیں جو موزون اور مقفی ہو یعنی جس کلام میں ردیف اور قافیہ کی رعایت کی گئی ہو۔[639]

636۔ فتح الباری ج ۱۲ ص 176174 ملخصاً ملتقطاً مطبوعہ دار الفکر بیروت، 1420ھ

637۔ یٰس: 69

638۔ النحل: ۸۰۔

639۔ المفردات ج ۱ ص ۳۴۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قرآن مجید کی بعض آیتوں پر شعر ہونے کا شبہ اور اس کا جواب:

شعر کے آخری حروف جو وزن میں ایک دوسرے کے مطابق ہوں' ان کو قافیہ کہتے ہیں اور آخری سے پہلے حروف جو ایک دوسرے کے وزن میں مطابق ہوں ان کو ردیف کہتے ہیں۔ اس کی مثال اس شعر میں ہے:

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں — کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں — نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

اس شعر میں نیاز اور ایاز ردیف ہے اور میں قافیہ ہے۔ اور جو شخص ردیف اور قافیہ کی رعایت سے کلام موزون پیش کرنے پر قادر ہو' اس کو شاعر کہتے ہیں:

قرآن مجید میں ہے کہ کفار سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شاعر اور قرآن مجید کو شعر کہتے تھے:

ترجمہ: بلکہ انہوں نے (اس قرآن کو) جھوٹ گھڑ لیا ہے بلکہ وہ شاعر ہیں۔[640]

ترجمہ: اور وہ کہتے تھے کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے چھوڑ دیں۔[641]

ترجمہ: یا وہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں ہم ان پر زمانہ کے حوادث اور مصائب کا انتظار کر رہے ہیں۔[642]

اکثر مفسرین نے یہ کہا ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیات بظاہر موزوں ہیں اور ان سے کفار کو یہ شبہ ہوتا تھا کہ یہ کلام مقفی ہے جیسے سورۃ کوثر یا "تبت" اس وجہ سے قرآن مجید کو شعر اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شاعر کہتے تھے۔ یہ شبہ اس لئے درست نہیں ہے کہ شعر میں قصداً دو جملوں کے آخری الفاظ ایک وزن پر ہوتے ہیں اور قرآن مجید اس طرح نہیں ہے ورنہ قرآن مجید کی تمام آیات اسی طرح نازل ہوتیں۔

بعض مفسرین نے کہا عرب کے لوگ شعر کی یہ تعریف کرتے تھے: وہ کلام جو خیالی اور جھوٹی باتوں پر مشتمل ہو اور ان کا زعم یہ تھا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو کہا ہے کہ قیامت آئے گی اور سب کچھ تباہ ہو جائے گا اور تمام زندہ انسان مر جائیں گے پھر تمام مردوں کو زندہ کیا جائے گا اور ان سے حساب کتاب لیا جائے گا۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ محض جھوٹ ہے' ایسا کچھ نہیں ہوگا اور یہ جو انہوں نے کہا کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر درجہ زیادہ تیز ہے اور اس میں زقوم (تھوہر) کا درخت ہے اور دوزخ بہت گہری ہے اور اس میں دوزخیوں کو کھولتا ہوا پانی اور دوزخیوں کا لہو اور پیپ پینے کے لئے دیا جائے گا اور جب ان کا جسم جل جائے گا تو اس کو دوبارہ پیدا کر دیا جائے گا اور جنت کے بارے میں جو بتایا ہے کہ اس میں باغات ہیں جن کے نیچے سے دریا بہہ رہے ہیں اور ان میں محلات ہیں' حوریں ہیں اور غلمان ہیں اور ہر قسم کے پھل ہیں اور وہاں پاکیزہ مشروبات ہیں جن کو پی کر کبھی پیاس نہیں لگے گی وغیرہ یہ سب خیالی باتیں ہیں۔

640۔ الانبیاء: ۵

641۔ الصفت: ٣٦

642۔ الطور: ٣٠

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

واقع میں ایسا کچھ نہیں ہے سو وہ اس معنیٰ کے اعتبار سے قرآن مجید کو شعر و شاعری اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شاعر کہتے تھے اور یہ شبہ بداہتہ باطل ہے کیونکہ قرآن مجید میں قیامت اور جنت اور دوزخ کی جو خبریں دی گئی ہیں وہ سب سچی اور واقعی ہیں۔ جھوٹی اور خیالی نہیں ہیں اور ان کے صدق پر خود قرآن مجید میں بکثرت عقلی دلائل قائم کئے گئے ہیں۔

گمراہ کن اشعار:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ :لوگ شاعروں کی پیروی کرتے ہیں کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ہر وادی میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں۔[643]

اس سے معلوم ہوا کہ شاعر لوگ گمراہ کرنے والے ہوتے ہیں اور ان کے اشعار گمراہ کن ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا' اگر تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھر جائے۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[644]

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کہے ہوئے کلام موزون کے شعر ہونے نہ ہونے کا مسئلہ:

امر واقعہ یہ ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حقیقت کے ترجمان تھے۔ آپ شاعر تھے نہ قرآن شعر و شاعری ہے کیونکہ شعر و شاعری میں الفاظ مقصود ہوتے ہیں اور معانی الفاظ کے تابع ہوتے ہیں اور نبی کا مقصود معانی ہوتے ہیں اور الفاظ ان کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ قرآن مجید کی بعض آیات کے آخری الفاظ ایک وزن پر ہیں جن سے کفار کو ان آیات پر اشعار ہونے کا شبہ ہوتا تھا' اسی طرح نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود بھی کلام موزون کہا ہے جیسے بعض احادیث میں ہے: حضرت براء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خندق کھودتے وقت فرمارہے تھے۔:

واللہ لو لا اللہ ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

اللہ کی قسم اگر اللہ ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے

فأنزلن سکینة علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

سو تو ہم پر طمانیت نازل فرما اور اگر کافروں سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھنا

ان الاولی قد بغوا علینا اذا ارادو فتنة ابینا

643۔ الشعراء: ۲۲۵۔ ۲۲٤

644۔ سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۸۵۲' صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۲۵۷' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۷۵۹' مسند احمد ج ۱ ص ۱۷۷۔ ۱۷۵' مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۸۱۷۔ ۷۹۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ان لوگوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے جب یہ ہمارے خلاف فتنہ کا ارادہ کریں گے تو ہم اس کا انکار کریں گے۔[645]

اسی طرح ایک حدیث میں یہ ہے کہ صحابہ کرام رجز پڑھ رہے تھے اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ان کے ساتھ رجز پڑھ رہے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

اللھم لا خیر الا خیر الاخرۃ فاغفر للانصار و المھاجرۃ

اے اللہ آخرت کے سوا اور کوئی خیر نہیں ہے سو تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔[646]

رجز کا معنی ہے' جنگ میں دشمن کے سامنے بہادری کے اظہار کے لئے کلام موزون پیش کرنا۔

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

کلام موزون کی یہ تمام مثالیں رجز ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ رجز شعر ہے یا نہیں اور اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رجز شعر نہیں ہے۔ اس لئے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بعض مواقع پر جو رجزیہ کلام فرمایا وہ شعر نہیں ہے اور نص قرآن سے آپ پر شعر کہنا حرام ہے اور علامہ قرطبی نے یہ کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ رجز شعر ہے اور نبی نے جو نادراً دو چار شعر کہے ہیں' اس سے آپ کا شاعر ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ دو چار شعر کہنے سے کوئی شخص شاعر نہیں ہو جاتا اس لئے یہ نہیں کہا جائے گا کہ آپ شاعر تھے۔[647]

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جو کلام موزون صادر ہوا ہے' اس کے متعلق علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس پر اتفاق ہے کہ جب تک شعر کہنے کا قصد اور ارادہ نہ ہو اس وقت تک وہ شعر نہیں ہوتا اور جب کلام موزون بغیر قصد اور ارادہ کے کہا جائے تو وہ شعر نہیں ہوتا اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جو کلام موزون صادر ہوا ہے اس کا یہی محل ہے کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر شعر کہنا حرام ہے۔[648]

علامہ اسماعیل حقی البروسوی الحنفی المتوفی ۱۱۳۷ھ لکھتے ہیں:

اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو فرمایا ہے اور نہ شعر کہنا ان کی شان کے لائق ہے۔ اس کے معنی یہ ہے کہ آپ نبی اور صادق القول ہونے کی حیثیت سے شعر نہیں کہتے کیونکہ جو شخص اللہ کی طرف سے معلم ہو وہ حق کے سوا اور کوئی بات نہیں کہتا اور یہ چیز اس کے منافی نہیں ہے کہ آپ کو فی نفسہ نظم اور نثر پر قدرت ہو اور اس پر دلیل یہ ہے کہ

645۔ صحیح البخاری رقم الحدیث: ٤١٠٤' صحیح مسلم رقم الحدیث: ١٨٠٣' السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ٨٨٥٧' سنن داری رقم الحدیث: ٢٤٥٩' مسند احمد رقم الحدیث: ١٨٧٠٧

646۔ صحیح البخاری رقم الحدیث: ٤٢٨' صحیح مسلم رقم الحدیث ٥٢٤' سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ٤٥٣' سنن النسائی رقم الحدیث: ٧٠٢' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٧٤٢

647۔ الجامع لاحکام القرآن جز ١٥ ص ٢٦٣

648۔ صحیح مسلم بشرح النوادی ج ٣ ص ١٧٧٦' مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ ١٤١٧ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آپ کو اچھے اور برے شعر اور موزون اور غیر موزون کلام کی تمیز حاصل تھی اور جس شخص کو اس پر تمیز حاصل ہو اس کو الٰہیات اور احکام شرعیہ کو نظم اور نثر سے ادا کرنے پر قدرت کیوں نہیں ہو گی! ہاں قدرت فعل کو مستلزم نہیں ہوتی اور آپ نے اعتقادات اور احکام شرعیہ کو نظم اور کلام موزون کے ساتھ اس لئے ادا نہیں کیا کہ آپ کے کلام پر شعر کا اور آپ کی ذات پر شاعر کا اطلاق نہ کر دیا جائے کیونکہ شعر کا لفظ یہ وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کلام میں خیالی باتیں ہیں یا جھوٹی باتیں ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ عربوں کو آپ کی فصاحت اور بلاغت اور آپ کے کلام کی سلاست اور شیرینی کا خوب علم تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر کمال آپ ہی کی ذات سے حاصل ہوتا ہے اور جو اشعار اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء' نیک اعمال کی ترغیب' محاسن اخلاق' اسلام کی عظمت اور نصرت اور مسلمانوں کی خیر خواہی پر مشتمل ہوں' وہ آپ کو بہت پسند تھے۔ حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی موافقت میں کفار کی ہجو کرتے تھے تو آپ ان کے لئے مسجد میں منبر بچھا دیتے تھے۔[649]

اچھے اور پسندیدہ اشعار کا بیان:

حضرت حسان بن ثابت انصاری' حضرت ابو ہریرہ کو قسم دے کر پوچھتے تھے کیا تم نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

اے حسان! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے جواب دو؟ اے اللہ! اس کی روح القدس سے تائید فرما!

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا: ہاں![650]

حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے مسجد میں منبر رکھ دیتے تھے۔ وہ اس پر کھڑے ہو کر ان مشرکین کی ہجو کرتے تھے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں بد گوئی کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب تک حسان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے مدافعت کرتے رہتے ہیں' روح القدس ان کی تائید کرتے رہتے ہیں۔[651]

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عمرۃ القضاء کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے۔ حضرت کعب بن مالک آپ کے آگے یہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے:

649۔ روح البیان ج ۷ ص ۵۰۶' دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ

650۔ صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۴۳' سنن النسائی رقم الحدیث: ۷۱۶' السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۰۰۰۰

651۔ سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۵۰۱۵' سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۸۴۶' مسند احمد ج ۶ ص ۷۲' مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۴۵۹۱' □لمستدرک ج ۳ ص ۴۸۷' اشرح السنہ رقم الحدیث: ۳۴۰۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

خلوابنی الکفار عن سبیله الیوم نضربکم علی تنزیله
اے کافروں کی اولاد آپ کا راستہ چھوڑ دو آج ہم قرآن مجید کے حکم سے تم کو ضرب لگائیں گے
ضربا یزیل الھام عن مقیله ویذھل الخلیل عن خلیله
ایسی ضرب جو کھوپڑی کو اس کی جگہ سے الگ کر دے گی اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے اور اللہ کے حرم میں شعر پڑھ رہے ہو! نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے عمر! ان کو چھوڑو' یہ اشعار ان پر تیروں کے زیادہ تیزی کے ساتھ اثر انداز ہوتے ہیں۔[652]

حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا گیا' کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی کے شعر سے استدلال کرتے تھے؟ انہوں نے کہا' ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عبد اللہ بن رواحہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے: **ویاتیک بالاخبار من لم تزود** (اس کا معنی گزر چکا ہے)[653]

بَابُ اسْتِمَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْرَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

نبی اکرم ﷺ کا شعر وغیرہ سماعت فرمانا

358 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ ابْنِ الشَّرِيدِ، أَوْ يَعْقُوبَ بْنِ عَاصِمٍ، سَمِعَ أَحَدُهُمَا الشَّرِيدَ يَقُولُ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ، فَقَالَ: «هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ؟»، قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: «هِيهِ»، فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا، فَقَالَ: «هِيهِ»، فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ «هِيهِ هِيهِ» حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ.

حضرت ابن شرید یا حضرت یعقوب بن عاصم ان دونوں میں سے ایک فرماتے ہیں کہ حضرت شرید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سواری پر مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔ اور فرمایا: کیا تمہیں امیہ بن ابی صلت کے شعر کے کچھ اشعار یاد ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: سناؤ تو میں نے آپ (صلی اللہ

652 ۔ سنن الترمذی رقم الحدیث : ۲۸۴۷' سنن النسائی رقم الحدیث : ۲۸۷۳' مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث : ۳۳۹۴' صحیح ابن حبان رقم الحدیث : ۵۷۸۸' المعجم الاوسط رقم الحدیث : ۸۱۵۷' حلیتہ الاولیاء ج ٦ ص ۲۹۲' سنن کبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۲۷' شرح السنہ رقم الحدیث : ۳٤۰٤' دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٤ ص ۳۲۳۔۳۲۲

653 ۔ سنن الترمذی رقم الحدیث : ۲۸٤۸' مسند احمد ج ٦ ص ۱۳۸' حلیتہ الاولیاء ج ۷ ص ۲٦٤' شرح السنہ رقم الحدیث : ۳٤۰۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

علیہ وآلہ وسلم) کو ایک شعر سنا دیا، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اور سناؤ، آپ ﷺ فرماتے رہے: اور سناؤ اور سناؤ! یہاں تک کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سو اشعار سنا دیئے۔

تشریح:

اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا کہ:

عمرو ابن شرید سے روایت ہے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دن ردیف بنا تو فرمایا کیا تمہیں امیہ ابن ابی الصلت کے کچھ شعر یاد ہیں میں نے عرض کیا ہاں فرمایا لاؤ میں نے ایک شعر پڑھا فرمایا اور لاؤ حتی کہ میں نے آپ کو سو شعر سنائے (مسلم)

اس کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:

(میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دن ردیف بنا) اس طرح کہ ایک گھوڑے اونٹ پر آگے حضور انور سوار تھے حضور کے پیچھے میں تھا، حضور کی پشت انور سے میرا سینہ مس کرتا تھا بطور شکریہ اس نعمت کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ اپنا قرب بیان کریں اور یہ بات میں نے حضور سے بہت قریب سے سنی ہے مجھے اس میں تردد شک نہیں۔

امیہ ابن الصلت قبیلہ بنی ثقیف کا ایک شاعر تھا جس نے اسلام کا شروع زمانہ اور حضور کی ابتدائی تبلیغ پائی مگر نہ ایمان لایا نہ حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا، اپنے دین تارک الدنیا اور توحیدی تھا، اس کے اشعار توحید والے حضور انور نے سنے فرمایا کہ یہ ایمان کے قریب تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس کے دل میں کفر تھا مگر زبان پر ایمان تھا۔ (مرقات)

یہ اشعار حمد الٰہی، دنیا کی بے وفائی، آخرت کے ثواب و عذاب کے تھے حضور انور نے پسند فرمائے اور بہت سے اشعار سنے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اچھے مضمون کے شعر اچھے ہیں جن احادیث میں اشعار کی برائی آئی ہے وہاں برے مضمون کے اشعار مراد ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم شعر جانتے تھے اس کی بھلائی برائی سے واقف تھے، آیت کریمہ "وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ" میں یا تو شعر سے مراد ہے جھوٹا کلام یعنی ناول یا علمنا سے مراد ہے ملکہ شعر گوئی یا لہجہ سے شعر پڑھنا کہ حضور انور اس سے پاک تھے۔ تیسرے یہ کہ دوسروں سے شعر پڑھوا کر سننا سنت سے ثابت ہے۔ چوتھے یہ کفار و فساق شاعروں کے اچھے شعر سننا جائز ہیں جب کہ مضمون شعر اچھا ہو۔

یہاں اشعہ میں ہے کہ امیہ ابن صلت اہل کتاب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات سنتا رہتا تھا اور کہتا تھا کہ کاش مجھے ان کی زیارت خدمت نصیب ہو جب حضور انور قریش میں نمودار ہوئے تو جل گیا بولا اگر وہ بنی ثقیف سے ہوتے تو میں ایمان لے آتا اسی حسد میں حضور کی خدمت میں حاضر نہ ہوا، خط میں سب سے پہلے باسمک اللّٰھم لکھنے والا یہ ہی شخص تھا اس سے سیکھ کر قریش یہ لکھنے لگے تھے۔[654]

654۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، تحت حدیث مذکورہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

359 حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا، وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا»

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: یقینا بعض اشعار پر حکمت ہوتے ہیں اور یقینا بعض بیان جادو کا اثر رکھتے ہیں۔

تشریح:

یہاں غالباً شعر سے مراد کلام منظوم ہے یعنی ہر شعر برا نہیں بعض شعر میں علم و حکمت حمد و نعت و منقبت بھی ہوتی ہے اب تو بعض علوم اشعار میں بھر دیئے گئے ہیں، صرف و نحو، فقہ، حدیث کی اصطلاحیں اشعار میں لکھ دی گئی ہیں۔

اصطلاح میں قافیہ وزن والے کلام کو شعر کہتے ہیں کہ یہ شاعر کی دانائی بتاتا ہے، نیز جھوٹے اور دلچسپ کلام کو بھی شعر کہا جاتا ہے جیسے ناول رب فرماتا ہے: "وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ" وہاں یہ ہی ناول گوئی مراد ہے۔[655]

ایک جگہ حضرت ابن عمر سے روایت ہے فرماتے ہیں دو شخص مشرق سے آئے انہوں نے وعظ کیا ان کی تقریر پر لوگوں نے تعجب کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض بیان جادو ہیں۔[656]

اس کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:

ان دونوں کا نام زبرقان ابن بدر اور عمرو ابن اہتم تھا، یہ دونوں مدینہ منورہ کے مشرقی علاقہ سے آئے تھے، زبرقان نے اپنے فضائل میں بہت فصیح و بلیغ بیان دیا، پھر عمرو ابن اہتم نے زبرقان کی برائی و ہجو میں بہت فصیح کلام کیا جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے فصحاء اور خطباء کا طریقہ تھا۔

یعنی بعض کلام لوگوں کے دل اپنی طرف مائل کرنے میں، لوگوں کو حیران کر دینے میں جادو کا سا اثر رکھتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ بعض کلام جادو کی طرح حرام و باطل ہیں گناہ ہیں کہ ان میں جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا کر دکھایا جاتا ہے غرضیکہ یہ فرمان یا بیان کی تعریف کے لیے ہے یا اس کی برائی کے لیے۔[657]

360 حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَنْشَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ قَافِيَةٍ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ، يَقُولُ بَيْنَ كُلِّ قَافِيَةٍ: «هِيهِ». وَقَالَ: «إِنْ كَانَ لَيُسْلِمُ»

655۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ از مفتی أحمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ۔ باب البیان و الشعر

656۔ بخاری شریف

657۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ۔ باب البیان و الشعر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت شرید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو امیہ بن ابی صلت کے اشعار میں سے سو قافیہ سنائے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر قافیہ کے درمیان فرماتے۔ اور سناؤ۔ اور فرمایا: قریب تھا کہ وہ اسلام لے آتا۔

اس کی شرح ابھی گزری ہے۔

361 حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَ أُمَيَّةَ بْنَ أَبِي الصَّلْتِ فِي بَيْتَيْنِ مِنْ شِعْرٍ:

[البحر الطويل]

رَجُلٌ وَثَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ يَمِينِهِ ... وَالنِّسْرُ لِلْأُخْرَى وَلَيْثٌ مُرْصَدُ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَدَقَ».

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ آخِرِ لَيْلَةٍ ... حَمْرَاءَ يُصْبِحُ لَوْنُهَا يَتَوَرَّدُ

تَأْبَى فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِي رِسْلِهَا ... إِلَّا مُعَذَّبَةً وَإِلَّا تُجْلَدُ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَدَقَ»

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے امیہ بن ابی صلت کے اشعار میں سے ایک یا دو اشعار کی تصدیق کی۔ اس نے یوں شعر کہا: "زحل اور ثور اس کے دائیں پاؤں کے نیچے ہے اور نسر اس کے بائیں پاؤں کے نیچے ہے۔ اور لیث اس کی تاک میں ہے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔ دوسرا شعر یہ ہے: سورج رات کے آخری حصے میں اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ وہ سرخ ہوتا ہے اور اس کا رنگ گلابی ہونے لگتا ہے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔

362 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَثَّلُ مِنَ الْأَشْعَارِ:

[البحر الطويل]

وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ»

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔ (ترجمہ) زمانہ تیرے پاس ایسی خبریں لائے گا جو تجھے پہلے حاصل نہیں ہوں گی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

363 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّ أَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيدٍ» ، ثُمَّ تَمَثَّلَ أَوَّلَهُ وَتَرَكَ اٰخِرَهُ، فَقَالَ:

[البحر الطويل]

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ.

وَكَادَ ابْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ سچی ترین بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید کی بات ہے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کے شعر کے پہلے مصرعہ کی مثال دی اور اس کا دوسرا مصرعہ چھوڑ دیا۔ مصرعہ یہ ہے (ترجمہ) اللہ کے سوا ہر چیز باطل اور فانی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت اسلام لے آتا۔

تشریح:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی سچی بات جو شاعر کہے وہ لبید کی بات ہے کہ یقیناً اللہ کے سواء ہر چیز فانی ہے۔[658]

اس کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں :

یہاں کلمہ سے مراد شعر ہے، لبید ابن ربیعہ عامری عرب کے مشہور شاعر ہیں، یہ اپنی قوم بنی جعفر ابن کلاب کے وفد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضور کے بعد کوفہ میں رہے ۴۱ھ اکتالیس ہجری میں وفات پائی ایک سو چالیس یا ایک سو ستر سال عمر ہوئی، کوفہ میں ہی مزار ہے، اسلام لا کر کوئی شعر نہ کہا، فرماتے تھے کہ اب مجھے قرآن کریم کی فصاحت کافی ہے یہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کے اشعار بارگاہ رسالت میں شرف قبول پاگئے تو خود بھی مقبول ہوگئے رضی اللہ عنہ۔ (مرقات)

لبید کے اشعار یہ ہیں:

الا کل شئی ما خلا اللہ باطل — وکل نعیم لا محالۃ زائل

نعیمك فی الدنیا غرور وحسرۃ — وعیشك فی الدنیا محل و باطل

سوی الجنۃ الفردوس ان نعیمھا — یبقی وان الموت لا بد نازل

چونکہ لبید نے یہ کلام زمانہ جاہلیت میں کہا تھا پھر قرآن کریم کی آیت کے مطابق ہوا "کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ" یا فرمان "کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَهٗ" اس وجہ سے بارگاہِ نبوت میں بہت قبول ہوا۔

658۔ مسلم، بخاری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

364 حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ:

[البحر الطويل]

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ

وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: یقیناً سچی ترین بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید کا یہ مصرعہ ہے (ترجمہ:) اللہ کے سوا ہر چیز باطل اور فانی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت مسلمان ہو جاتا۔

365 حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، أَنَّ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ أَنْشَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

[البحر الطويل]

«شَهِدْتُ بِإِذْنِ اللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا ... رَسُولُ الَّذِي فَوْقَ السَّمَوَاتِ مِنْ عَلِ

وَأَنَّ أَبَا يَحْيَى وَيَحْيَى كِلَاهُمَا ... لَهُ عَمَلٌ فِي دِينِهِ مُتَقَبَّلُ

وَأَنَّ أَخَا الْأَحْقَافِ إِذْ قَامَ فِيهِمُ ... يَقُولُ بِذَاتِ اللَّهِ فِيهِمْ وَيَعْدِلُ»

حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ اشعار سنائے۔ (ترجمہ) میں اللہ کے حکم سے گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس اللہ کے رسول ہیں جو آسمانوں کے اوپر ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کے والد (حضرت زکریا علیہ السلام) دونوں کا عمل اس دین میں قابل قبول ہے۔ اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام کا عمل بھی جب وہ لوگوں میں کھڑے ہو کر انہیں دین کی دعوت دیا کرتے تھے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حسان ابن ثابت: آپ کی کنیت ابو الولید ہے، انصاری خزرجی ہیں، آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص شاعر ہیں، شاعروں کے سرتاج ابو عبید کہتے ہیں اہل عرب متفق ہیں کہ شاعروں سے افضل شاعر حسان ہیں، آپ نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

۴۰ھ چالیس سے پہلے حضرت علی مرتضٰی کی خلافت میں وفات پائی ایک سو بیس سال عمر ہوئی، ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں۔[659]

366 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: «كَانَ أَبُو بَكْرٍ شَاعِرًا، وَكَانَ عُمَرُ شَاعِرًا، وَكَانَ عَلِيٌّ شَاعِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ»

امام شعبی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابو بکر شاعر رضی اللہ عنہ تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ شاعر تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شاعر تے۔

تشریح:

یہاں پر ہم ان مذکورہ خلفائے ثلاثہ کا ذکر کرتے ہیں :

(1) ابو بکر الصدیق: آپ کا نام شریف عبد اللہ ابن عثمان (ابو قحافہ) ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تیم ابن مرہ ہے یعنی ساتویں والد مرہ میں حضور سے ملتے ہیں، آپ کا لقب صدیق بھی ہے عتیق بھی، حضور نے فرمایا کہ جسے آگ دوزخ سے عتیق دیکھنا ہو وہ ابو بکر کو دیکھے۔ حضور انور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی بھی حضور انور سے الگ نہ ہوئے، آپ سب سے پہلے مؤمن ہیں قدرت خدا ہے کہ آپ کی کنیت ابو بکر ہے یعنی اولیت والے، ابو معنی والے، بکر معنی اولیت "سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا" آپ ایمان، ہجرت، بعد رسول وفات وغیرہ سب میں اول ہی رہے۔ آپ سفید رنگ دبلا بدن ہلکے رخسارے چہرہ پر رگیں ظاہر آنکھیں کچھ دھنسی ہوئی پیشانی ابھری ہوئی مہندی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے، آپ خود صحابی ہیں، والدین صحابی ہیں، ساری اولاد صحابی پوتی پوتے نواسی نواسے صحابی کسی صحابی کو یہ شرف حاصل نہیں جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ گروہ انبیاء میں صرف آپ کو یہ شرف حاصل ہے، یوں ہی جماعت صحابہ میں آپ ہی ہیں جو چار پشت کے صحابی ہیں، آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ بعد ہوئی، مدینہ منورہ میں بائیس جمادی آخر ۱۳ھ تیرہ منگل کی رات مغرب و عشاء کے درمیان آپ کی وفات ہوئی، تریسٹھ سال عمر ہوئی، آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے دیا اور نماز حضرت عمر نے پڑھائی، آپ کی خلافت دو سال چار ماہ ہے، آپ سے بہت تھوڑی احادیث مروی ہیں کیونکہ آپ کی حیوٰۃ شریف حضور کے بعد بہت تھوڑی ہے، روضہ رسول میں دفن ہیں۔

(2) عمر ابن خطاب: آپ کا لقب فاروق ہے، کنیت ابو حفص عدوی قرشی ہیں، نبوت کے چھٹے یا پانچویں سال ایمان لائے آپ سے پہلے چالیس مرد گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ سے چالیس مؤمنوں کا

659۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبد اللہ محمد ابن عبد اللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وعدہ پورا ہوا آپ کے ایمان لانے کے دن مکہ میں اسلام چمکا تین دن پہلے حضرت حمزہ ایمان لاچکے تھے۔ آپ کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کے ایمان کا ذریعہ بنیں اس دن حضور انور دار ارقم میں تھے، صفا کے پاس جب آپ وہاں پہنچے تو جناب حمزہ حضور انور کے پاس تھے آپ نے دروازہ بجایا حاضرین بار گاہ باہر آئے جناب حمزہ نے پوچھا کون ہے لوگوں نے کہا عمر ہیں حضور انور باہر نکلے آپ کے دامن کو جھٹکا دیا آپ کھڑے نہ رہ سکے بیٹھ گئے دوزانو حضور نے فرمایا اے عمر کیا ابھی تمہارے ایمان کا وقت نہیں آیا آپ نے فورًا کلمہ پڑھ لیا، حاضرین نے خوشی سے نعرہ تکبیر لگایا جو حرم شریف میں سنا گیا آپ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں، حضور انور نے فرمایا خدا کی قسم تم حق پر ہو عرض کیا پھر ہم چھپتے کیوں ہیں۔ چنانچہ مسلمان دو صفوں میں نکلے ایک میں حضرت حمزہ تھے دوسری صف میں حضرت عمر آپ کے سینے سے چکی کی سی آواز نکل رہی تھی آپ کو اور حضرت حمزہ کو کفار قریش نے مؤمنین کی صف میں دیکھا تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی بہت غمگین ہوئے حضور نے آپ کو فاروق کا لقب دیا جب آپ ایمان لائے تو جبریل امین حاضر خدمت ہو کر بولے یارسول اللہ آج حضرت عمر کے ایمان پر فرشتوں میں مبارکباد کی دھوم مچی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تمام دنیا والوں کے علوم ایک پلہ میں رکھے جاویں اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ میں تو حضرت عمر کا علم وزنی ہوگا۔ حضرت عمر کی وفات سے نو حصے علم اٹھ گیا دسواں حصہ باقی رہ گیا، آپ حضور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، پہلے آپ ہی کا لقب امیر المؤمنین ہوا ابو بکر صدیق کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، آپ چھبیس ذی الحجہ ۲۳ھ تیئس بدھ کے روز ایک یہودی غلام ابولولو کے خنجر سے محراب النبی میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید کیے گئے اور دسویں محرم اتوار کے دن ۲۴ھ کو پہلوئے مصطفوی میں گنبد خضرا کے اندر دفن کیے گئے ساڑھے دس سال خلافت کی تریسٹھ سال عمر پائی، حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ خیال رہے کہ آپ سے پانچ سو انتالیس احادیث مروی ہیں دس حدیثیں متفق علیہ ہیں، نو حدیثیں صرف بخاری میں ہیں پندرہ حدیثیں مسلم میں ہیں۔ عمر کے معنی ہیں آباد کرنے والے آپ نے اسلام کو آباد کیا آپ کی شہادت سے اسلام گویا یتیم ہو گیا۔

(3) علی ابن ابي طالب: آپ کی کنیت ابو الحسن بھی ہے اور ابو تراب بھی قرشی ہاشمی ہیں، حضور انور کے چچازاد بھائی اور داماد، بعض نے فرمایا کہ مردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر شریف دس بارہ سال تھی سوا تبوک کے سارے غزوات میں حضور انور کے ساتھ شریک ہوئے، غزوہ تبوک میں حضور انور نے مدینہ منورہ اور اپنے گھر بار کا انتظام فرمانے کے لیے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا اور فرمایا تم کو مجھ سے وہ ہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی آپ گندمی رنگ بڑی آنکھوں والے بڑے پستہ قد تھے اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن یعنی عین شہادت عثمان غنی کے دن ۳۵ پینتیس کو خلیفہ ہوئے، آپ کو عبد الرحمن ابن ملجم مرادی نے اٹھارہ رمضان المبارک جمعہ کے دن ۴۰ھ چالیس میں آپ پر حملہ کیا تین دن بعد آپ کی وفات ہوئی، آپ کو حسنین کریمین اور عبد اللہ ابن جعفر نے غسل دیا، امام حسن نے نماز پڑھائی، عمر شریف تریسٹھ سال ہوئی، خلافت چار سال نو مہینہ چند دن ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کے فضائل بے شمار ہیں، آپ کے گھر میں حضور انور نے اور حضور کے گھر میں آپ نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

پرورش پائی، آپ ہی نسل مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل ہیں، کوفہ کے قریب نجف اشرف میں مزار پر انوار ہے فقیر نے زیارت کی ہے۔ حضرت علی سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں جن میں بیس متفق علیہ ہیں نو بخاری کی ہیں اور پندرہ مسلم میں۔

367 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ. أَخْبَرَنَا مُجَالِدٌ. أَخْبَرَنَا عَامِرٌ. أَخْبَرَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ أَنَّهُ أَتَى عُمَرَ فِي نَفَرٍ مِنْ غَطَفَانَ فَرَوَوْا الشِّعْرَ. فَقَالَ عُمَرُ: أَيُّ شُعَرَائِكُمْ أَشْعَرُ؟. قَالُوا أَنْتَ أَعْلَمُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟. قَالَ: "مَنِ الَّذِي يَقُولُ:

[البحر الوافر]

أَتَيْتُكَ عَارِيًا خَلَقًا ثِيَابِي ... عَلَى خَوْفٍ يُظَنُّ بِيَ الظُّنُونُ

فَأَلْفَيْتُ الْأَمَانَةَ لَمْ تَخُنْهَا ... كَذَلِكَ كَانَ نُوحٌ لَا يَخُونُ

قُلْنَا: النَّابِغَةُ. ثُمَّ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ: "مَنِ الَّذِي يَقُولُ:

[البحر الطويل]

حَلَفْتُ فَلَمْ أَتْرُكْ لِنَفْسِيَ رِيبَةً ... وَلَيْسَ وَرَاءَ اللَّهِ لِلْمَرْءِ مَذْهَبُ

ثُمَّ قَالَ: "مَنِ الَّذِي يَقُولُ:

[البحر البسيط]

كُنْ كَسُلَيْمَانَ إِذْ قَالَ الْإِلَهُ لَهُ ... قُمْ فِي الْبَرِيَّةِ فَازْجُرْهَا عَنِ الْفَنَدِ

قُلْنَا: النَّابِغَةُ. قَالَ: «هُوَ أَشْعَرُ شُعَرَائِكُمْ»

حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں غطفان کے لشکر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ لوگ شعروں کا تذکرہ کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے شعراء میں سب سے بڑا شاعر کون سا ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا: امیر المؤمنین! آپ زیادہ جانتے ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ شعر کس نے کہا؟ (ترجمہ) میں تیرے پاس اس حال میں آیا کہ میں ننگے پاؤں تھا اور میرے کپڑے پرانے تھے۔ بہت سے اندیشوں نے مجھے گھیرا ہوا تھا۔ میں اپنی امانت کو اس حال میں پایا کہ تو نے اس میں خیانت نہ کی تھی۔ حضرت نوح بھی خیانت نہ کیا کرتے تھے۔ ہم لوگوں نے جواب دیا: نابغہ نے، آپ پھر ایسے ہی فرمایا اور پوچھا: یہ شعر کس نے کہا؟ (ترجمہ) میں قسم کھاتا ہوں تاکہ تیرے دل میں کوئی شک باقی نہ رہے۔ اور اللہ کے سوا تو آدمی کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ شعر کس نے کہا؟ (ترجمہ) سوائے سلیمان کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا لوگوں میں کھڑے ہو جاؤ اور انہیں دنیا کے فانی ہونے کا درس دو۔ ہم نے جواب دیا: نابغہ نے۔ آپ نے فرمایا: یہ تمہارے شعراء میں سب سے بڑا شاعر ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

368 حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَنْشَدَ مَعْدَ يَكْرِبَ فَأَنْشَدَهُ. وَقَالَ: «مَا اسْتَنْشَدْتُ فِي الْإِسْلَامِ أَحَدًا قَبْلَكَ»

حضرت ابو ضحیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے معدی کرب سے شعر سنانے کا مطالبہ کیا، اور فرمایا: میں نے اسلام لانے کے بعد تجھ سے پہلے کسی سے بھی شعر سنانے کا مطالبہ نہیں کیا۔

369 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ. قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَحْمَةُ اللهُ عَلَيْهِ: «رُبَّمَا قَالَ الشَّاعِرُ الْكَلِمَةَ الْحَكِيمَةَ»

حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کبھی کبھار شاعر پر حکمت بات کہہ دیتا ہے۔

370 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: «

[البحر الهزج]

اشْدُدْ حَيَازِيمَكَ لِلْمَوْتِ ... فَإِنَّ الْمَوْتَ لَاقِيكَا

وَلَا تَجْزَعْ مِنَ الْمَوْتِ ... إِذَا حَلَّ بِوَادِيكَا»

حضرت ہانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا: (ترجمہ) تو اپنے سینہ کو موت کے لیے تیار کر لے...اس لیے کہ موت تجھ سے ملاقات کرنے والی ہے اور تو ہرگز موت سے نہ گھبرا، جب موت تیری وادی میں اتر آئے۔

371 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِلْمُرَادِيِّ: «

[البحر الوافر]

أُرِيدُ حَيَاتَهُ وَيُرِيدُ قَتْلِي ... عَذِيرَكَ مِنْ خَلِيلِكَ مِنْ مُرَادِي»

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مرادی سے یوں کہا: (ترجمہ) میں اس کی زندگی کا ارادہ کرتا ہوں اور وہ میرے قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تم قبیلہ مراد میں سے کسی ایسے دوست کو لاؤ جو تمہارا عذر تسلیم کرے۔

372 حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ مُجَمِّعٍ، قَالَ: بَنَى عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سِجْنًا، فَسَمَّاهُ نَافِعًا، ثُمَّ بَدَا لَهُ فَكَسَرَهُ، وَبَنَى أَحْكَمَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ:

[البحر الرجز]

أَلَمْ تَرَ كَيِّسًا مُكَيِّسًا ... بَنَيْتُ بَعْدَ نَافِعٍ مُخَيِّسًا"

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت مجمع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک جیل بنائی اور اس کا نام نافع رکھا پھر آپ کے ذہن میں کوئی خیال آیا تو آپ نے اسے توڑ کر اس سے بھی مضبوط جیل بنائی پھر آپ نے یہ شعر کہا:(ترجمہ) کیا میں تمہیں صاحب عقل اور معروف عقلمند نہیں لگتا۔ میں نے نافع جیل کے بعد مخیس جیل بنا دی۔

حضرت مجمع رضی اللہ عنہ کا تعارف:

مجمع ابن جاریہ: آپ انصاری مدنی ہیں، آپ کا باپ جاریہ منافق تھا، مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھا، مجمع بڑے عالم قاری تھے۔ مشہور ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے آدھا قرآن مجید آپ سے لیا امیر معاویہ کے آخر زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔[660]

373 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ: أَنَّ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيرَةِ: «أَنْ يَسْتَنْطِقَ الشُّعَرَاءَ عِنْدَهُ»

امام شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ وہ شعراء کو اپنے پاس بلا کر ان سے شعر سنیں۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

مغیرہ ابن شعبہ: آپ ثقفی ہیں، خندق کے سال ایمان لائے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے، آخر میں کوفہ میں رہے ستر سال عمر ہوئی ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی، امیر معاویہ کی طرف سے حاکم رہے آپ کا مزار کوفہ میں ہے مشہور صحابی ہیں۔[661]

374 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَنَحْنُ مُنْطَلِقُونَ إِلَى عَرَفَاتٍ، فَكُنْتُ أُنْشِدُهُ الشِّعْرَ، وَهُوَ يَفْتَحُ عَلَيَّ".

حضرت عبد الملک بن ابی بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا اور ہم لوگ عرفات کے میدان کی طرف جا رہے تھے۔ اور میں شعر پڑھ رہا تھا آپ میری غلطیاں درست فرما رہے تھے۔

660۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

661۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

375 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: «خَرَجْتُ مَعَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ إِلَى الْكُوفَةِ فَكَانَ لَا يَأْتِي عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا أَنْشَدَنَا فِيهِ الشِّعْرَ»

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مطرف بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کی جانب نکلا۔ پس ان پر کوئی دن نہیں گزرتا تھا مگر یہ کہ وہ ہمیں شعر سناتے تھے۔

376 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، قَالَ: «كَانَ آخِرُ مَجْلِسٍ جَالَسْنَا فِيهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَجْلِسًا تَنَاشَدْنَا فِيهِ الشِّعْرَ»

امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت کثیر بن افلح رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: سب سے آخری مجلس جس میں ہم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے، وہ ایسی مجلس تھی، جس میں ہم نے اشعار پڑھے تھے۔

377 حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، وَهِيَ وَبِئَةٌ، فَاشْتَكَى أَبُو بَكْرٍ، فَإِذَا أَفَاقَ يَقُولُ:

[البحر الرجز]

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي رَحْلِهِ ... وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

قَالَتْ: وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَفَاقَ يَقُولُ:

[البحر الطويل]

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً ... بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ ... وَهَلْ يَبْدُونْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: ہم لوگ مدینہ آئے اس حال میں کہ مدینہ وباء زدہ جگہ تھی، پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صحت مند ہوئے، تو آپ یہ شعر کہنے لگے: (ترجمہ) ہر آدمی اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے اس حال میں کہ موت اس کی جوتی کے تسمہ سے بھی قریب ہوتی ہے۔ اور جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ صحت مند ہوئے تو وہ یہ شعر پڑھنے لگے: (ترجمہ) کاش اے میرے شعر: میں رات گزاروں مکہ کی وادی میں اس حال میں کہ میرے ارد گرد اذخر اور ثمامہ کی گھاس ہو۔ اور کیا میں کسی دن مجنّہ کے پانی کی جگہ اتروں گا اور کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل چشمے ظاہر ہوں گے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

378 حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَ: كَانَتْ تَتَمَثَّلُ بِهَذَيْنِ الْبَيْتَيْنِ مِنْ قَوْلِ لَبِيدٍ:

[البحر الكامل]

ذَهَبَ الَّذِينَ يُعَاشُ فِي أَكْنَافِهِمْ ... وَبَقِيتُ فِي خَلَفٍ كَجِلْدِ الْأَجْرَبِ

يَتَأَكَّلُونَ مَشِيحَةً وَخِيَانَةً ... وَيُعَابُ قَائِلُهُمْ وَإِنْ لَمْ يَشْغَبِ"

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لبید کے اشعار میں سے اکثر ان دو مصرعوں کو پڑھا کرتی تھیں۔ (ترجمہ) وہ لوگ چلے گئے جن کی حفاظت میں زندگی گزاری جاتی تھی۔ اور میں باقی رہ گئی پیچھے خارش زدہ اونٹ کی کھال کی طرح۔ اور لوگ چغلیاں اور خیانت کرتے ہیں۔ اور کہنے والے کو عیب لگایا جاتا ہے اگرچہ وہ فساد نہ پھیلاتا ہو۔

379 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ عُمَرُ يَتَمَثَّلُ بِهَذَا الْبَيْتِ:

[البحر الرجز]

إِلَيْكَ تَغْدُو سَلَمًا وَضِينُهَا

مُعْتَرِضًا فِي بَطْنِهَا جَنِينُهَا

مُخَالِفًا دِينَ النَّصَارَى دِينُهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔ (ترجمہ) وہ تیرے پاس پریشان ہو کر اس حال میں بھاگتی ہوئے آئے گی کہ اس کے پیٹ کا بچہ تکلیف اٹھائے گا۔ اس کا دین نصاریٰ کے دین کے مخالف ہوگا۔

380 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ بَعْدَمَا كُفَّ بَصَرُهُ، فَقِيلَ لَهَا: أَتَدْخِلِينَ عَلَيْكِ هَذَا الَّذِي قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ} [النور: 11] ، قَالَتْ: «أَوَلَيْسَ فِي عَذَابٍ عَظِيمٍ، قَدْ كُفَّ بَصَرُهُ» . قَالَ: فَأَنْشَدَهَا بَيْتًا قَالَهُ لِابْنَتِهِ: حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ: «لَكِنْ أَنْتَ لَسْتَ كَذَلِكَ»

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی بینائی چلے جانے کے بعد آئے۔ حضرت عائشہ کو بتایا گیا کہ آپ کے پاس وہ شخص آیا ہے جس کے بارے میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ رب العزت نے یوں فرمایا: کہ جس نے اٹھایا اس کا بڑا بوجھ اس کے لیے بڑا عذاب ہے ؟! آپ نے فرمایا: کیا وہ بڑے عذاب میں نہیں ہے کہ تحقیق اس کی بینائی چلی گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت حسان نے حضرت عائشہ کے بارے میں شعر سنایا جو اپنی بیٹی کے لیے کہا تھا۔ (ترجمہ) وہ پاکدامن ہیں، بے عیب ہیں، کسی برے کام کا انہوں نے ارتکاب نہیں کیا۔ وہ پاکدامن عورتوں کے عزت پر انگلی نہیں اٹھاتیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لیکن تم ایسے نہیں ہو۔

381 حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: أَسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُرَيْشٍ فَقَالَ: «كَيْفَ تَصْنَعُ بِنَسَبِي فِيهِمْ»، قَالَ: أَسُلُّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ".

امام شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے قریش کے بارے میں اشعار کہنے کی اجازت مانگی، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم ایسا کیسے کر سکتے ہو حالانکہ میرا نسب بھی ان ہی میں سے ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان میں سے ایسے نکال لوں گا جیسا کہ آٹے سے بال کو نکال لیا جاتا ہے۔

382 حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ حَسَّانُ، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ قَدْ أَعَانَ عَلَيْكِ وَفَعَلَ وَفَعَلَ، فَقَالَتْ: مَهْلًا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ فِي شِعْرِهِ بِرُوحِ الْقُدُسِ»

امام شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضرت حسان کا ذکر ہوا تو آپ سے کہا گیا: بیشک انہوں نے تو آپ کے خلاف مدد کی اور ایسا اور ایسا کیا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: چھوڑو، یقیناً میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یوں رضی اللہ عنہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے حسان کی شعر کہنے میں روح القدس یعنی حضرت جبرائیل کے ذریعے مدد فرمائی۔

383 حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَسَّانَ: «اهْجُ الْمُشْرِكِينَ، فَإِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ مَعَكَ»

امام شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: مشرکین کی ہجو بیان کرو۔ یقیناً روح القدس حضرت جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تشریح:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کے دن حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرو کہ جبریل تمہارے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان سے فرماتے تھے کہ میری طرف سے جواب دو الٰہی روح القدس سے ان کی مدد فرما۔[662]

یعنی غزوہ خندق کے بعد جب حضور انور نے بنی قریظہ یہود و مدینہ کا محاصرہ فرمایا تب تو حضرت حسان سے یہ کہا کہ کفار کی ہجو کرو جبریل تمہارے ساتھ معاون ہیں، ویسے عام موقعوں پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی میرے حسان کی جبریل سے مدد کر۔ معلوم ہوا کہ مقبولوں کی تعریف کرنا نیکی ہے اور مردودوں کی ہجو کرنا نیکی ہے۔

کفار اسلام مسلمانوں بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بکواس کرتے تھے تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ جواباً کفار ان کے دین ان کے بتوں کی ہجو اشعار میں کرتے تھے، حضور اس کے متعلق حضرت حسان کو بشارت دے رہے ہیں کہ جب تم ہجو کے اشعار لکھنے لگتے ہو تو جناب جبریل تمہارے دل میں اچھے مضمون ڈالتے ہیں تمہاری زبان پر اچھے الفاظ جمع فرماتے ہیں اور تم کو دعائیں دیتے تمہارا احترام کرتے ہیں یہ ہے حضرت جبریل کی مدد۔ معلوم ہوا کہ دشمنان دین کی ہجو اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، بعض وقت قصیدے جہاد میں بڑی مدد دیتے ہیں۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کے جہاد پاکستان میں اسے خوب اچھی طرح آزمایا ہے ریڈیو پاکستان نے اس قسم کے قصیدوں کے ذریعہ غازیوں بلکہ سارے پاکستانیوں کو گرما دیا جس کا نتیجہ بہت ہی اچھا رہا۔ پہلے کفار قریش نے مسلمانوں کی ہجو کی جس سے مسلمانوں کے دل زخمی ہو گئے، حضرت حسان نے ان سے بدلہ لیتے ہوئے کفار کی ہجو کی مسلمانوں کے زخموں پر گویا مرہم رکھ دیا ان کے اشعار مرہم زخم دل ہیں۔

384 حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَهْجُوَ أَبَا سُفْيَانَ، فَقَالَ: «فَكَيْفَ بِقَرَابَتِي»، قَالَ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ سَلَّ الشَّعَرَةِ مِنَ الْعَجِينِ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ابوسفیان کی ہجو کرنے کے بارے میں پوچھا: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کیسے کرو گے وہ تو میرے قریبی رشتہ دار ہیں؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو معزز بنایا۔ میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایسے کھینچ لوں گا جیسے آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔

385 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ: «اهْجُ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَكَ»

662۔ مسلم، بخاری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حسان بن ثابت سے فرمایا: مشرکین کی ہجو بیان کرو۔ بیشک حضرت جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔

تشریح:

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ آیت کریمہ:

"إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ [663]

ترجمہ: سوان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور انہوں نے اللہ کو بہت زیادہ یاد کیا اور انہوں نے اپنے مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور ظلم کرنے والے عنقریب جان لیں گے کہ وہ کیسی لوٹنے کی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں۔"

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا انتقام لینے کے لیے کفار کی ہجو کرنا:

اس آیت میں مومنین صالحین کے اشعار کا استثناء ہے کیونکہ ان کے اشعار اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی حمد و ثناء، اس کی اطاعت کی ترغیب، حکمت اور نصیحت، دنیا سے اعراض اور آخرت کی ترغیب پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان کا شعر و شاعری میں اشتغال اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی عبادت سے مانع نہیں ہوتا۔

اور فرمایا: انہوں نے اپنے ظلم کا بدلہ لیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار نے اپنے اشعار میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہجوم اور آپ کی مذمت کی تھی تو انہوں نے بھی اس کے بدلہ میں مشرکین کی ہجو اور مذمت کی تھی جیسے حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن مالک اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ وغیرہ ہم کو کیونکہ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عزت کا دفاع کرتے تھے۔ حدیث میں ہے:

حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے مسجد میں منبر رکھتے تھے اور اس منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فضائل بیان کرتے تھے یا انہوں نے کہا کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی موافقت کرتے تھے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے تھے جب تک حسان فضائل بیان کرتے ہیں یا آپ کی موافقت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ روح القدس سے حسان کی تائید فرماتا رہتا ہے۔ [664]

❖

663۔ الشعراء: ۲۲۷

664۔ سنن الترمذی، رقم الحدیث: ٦٤٨٢، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ٥١٠٥، شمائل ترمذی رقم الحدیث: ٢٥٠، مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ١٩٥٤، المستدرک ج ٣ ص ٤٨٧، شرح السنۃ رقم الحدیث: ٣٤٠٨، مسند احمد ج ٦ ص ٧٢

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت براء بن عازب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جنگ قریظہ کے دن حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا: مشرکین کی ہجو کرو کیونکہ جبریل تمہارے ساتھ ہیں۔[665]

حضرت کعب بن مالک انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے شعر کے متعلق وہ آیتیں نازل کی ہیں جو نازل کی ہیں تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بے شک مومن اپنی تلوار اور زبان کے ساتھ جہاد کرتا ہے' اور اس ذات کی قسم جس کیقبضہ وقدرت میں میری جان ہے' ان کے خلاف شعر پڑھ کر تم ان کو تیروں کی طرح زخمی کرتے ہو۔[666]

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: مشرکین کے خلاف اپنے مالوں' اپنی جانوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو۔[667]

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عمرۃ القضاء کے لیے مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے آگے آگے یہ اشعار پڑھتے ہوئے جارہے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله الیوم نضربکم علی تنزیله
ضربا یزیل الهام عن مقیله ویز هل الخلیل عن خلیله

(کفار کے بیٹوں کو آپ کے راستہ سے ہٹا دو' قرآن مجید کے حکم کے مطابق آج ہم کفار پر اس طرح وار کریں گے کہ ان کے سر تن سے الگ ہو جائیں گے اور ان کا دوست اپنے دوست کو بھول جائے گا)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن رواحہ! تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے اور اللہ کے حرم میں شعر پڑھ رہے ہو! تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے عمر! اس کو چھوڑو! یہ شعر ان کے دلوں میں تیر سے زیادہ اثر کرتے ہیں۔[668]

665۔ صحیح البخاری رقم الحدیث: ٤٢١٤' صحیح مسلم رقم الحدیث: ٦٨٤٢' مسند احمد رقم الحدیث: ٥٢٧٨١' عالم الکتب بیروت

666۔ مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ٢٠٥٠٠' مسند احمد ج ٦ ص ٧٨٣' صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ٦٨٧٥' المعجم الکبیر ج ٩١' رقم الحدیث: ١٥١' سنن کبری للبیہقی ج ٠١ ص ٩٢٣

667۔ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٤٠٥٢' سنن نسائی رقم الحدیث: ٦٩٠٣' مسند احمد ج ٣ ص ٤٢١' المستدرک ج ٢ ص ١٨' صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ٨١٦١' سنن کبری للبیہقی ج ٩ ص ٠٢

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا قریش کی ہجو کرو' کیونکہ ان پر اپنی ہجو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ شاق گذرتی ہے' پھر آپ نے حضرت ابن رواحہ کی طرف پیغام بھیجا کہ کفار قریش کی ہجو کرو' انہوں نے کفار قریش کی ہجو کی' وہ آپ کو پسند نہیں آئی' پھر آپ نے حضرت کعب بن مالک کی طرف پیغام بھیجا' پھر حسان بن ثابت کی طرف پیغام بھیجا' جب حضرت حسان آپ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اب وقت آگیا ہے آپ نے اس شیر کی طرف پیغام بھیجا ہے جو اپنی دم سے مارتا ہے' پھر اپنی زبان نکال کر اس کو ہلانے لگے' پھر کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے' میں ان کو اپنی زبان سے اس طرح چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا جس طرح چمڑے کو پھاڑتے ہیں' رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جلدی نہ کرو' کیونکہ ابو بکر قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور ان میں میرا نسب بھی ہے' تاکہ ابو بکر میرا نسب ان سے الگ کر دیں' حضرت حسان حضرت ابو بکر کے پاس گئے پھر لوٹ آئے اور کہا یارسول اللہ! آپ کا نسب الگ کر دیا گیا ہے' اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے' میں آپ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے' حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تک تم اللہ اور رسول کی طرف سے جواب دیتے رہتے ہو روح القدس تمہاری تائید کرتا رہتا ہے' نیز حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ سنا ہے' حسان نے کفار قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کی شفاء دی (یعنی ان کا دل ٹھنڈا کر دیا) اور کفار کے دلوں کو بیمار کر دیا' حضرت حسان کے وہ اشعار یہ ہیں:

(۱) هجوت محمدا فاجبت عنه وعند الله في ذاک الجزآء تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہجو کی تو میں نے حضور کی طرف سے جواب دیا اور اسکی اصل جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔

() هجوت محمدا برا حنيفا رسول الله شيمته الوفاء تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہجو کی جو نیک ہیں اور ادیان باطلہ سے اعراض کرنے والے ہیں' وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کی خصلت وفا کرتا ہے۔

(۳) فان ابي ووالدتي وعرضي لعرض محمد منكم وقاء بلاشبہ میرے ماں باپ اور میری عزت' تم سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عزت بچانے کے لیے قربان ہے۔

() ثكلت بنيتي ان لم تروها تثير النقع من كنفي كدآء' میں خود پر گریہ کروں (یعنی مر جاؤں) اگر تم گھوڑوں کو مقام کداء کی طرف گرد اڑاتے نہ دیکھو۔

668۔ سنن ترمذی رقم الحدیث: ۷۴۸۲' شمائل ترمذی رقم الحدیث: ۵۴۲' صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۸۸۷۵' مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ۴۴۳۰' شرح السنہ رقم الحدیث: ۷۹۲۳' سنن کبری للبیہقی ج ۱۰ ص ۸۲۲' حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۲۹۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(۵) یبارین الاعنة مصعدات علی اکتافھا الا سل الظمآئ وہ گھوڑے جو تمہاری طرف دوڑتے ہیں ان کے کندھوں پر پیاسے نیزے ہیں۔

(۶) تظل جیادنا متمطرات تلطمھن بالخمر النسائ ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے' اور ان کی تھوتھنیوں کو عورتیں دوپٹوں سے صاف کریں گی۔

(۷) فان اعرضتمو اعنا اعتمرنا وکان الفتح وانکشف الغطائ اگر تم ہم سے روگردانی کرو تو ہم عمرہ کرلیں گے' پردہ اٹھ جائے گا اور فتح حاصل ہو جائے گی۔

(۸) والا فاصبرو الضراب یوم یعز اللہ فیہ من یشاء۔ ورنہ اس دن کا انتظار کرو جس دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔

(۹) وقال اللہ قد ارسلت عبدا یقول الحقلیسس بہ خفائ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میں نے ایک بندہ کو رسول بنایا ہے' جو حق کہتا ہے اور اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔

(۱۰) وقال اللہ قد یسرت جندا ھم الا نصار عرضتھا اللقائ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ایک لشکر بنایا ہے جو انصار ہیں اور ان کا مقصد صرف دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔

(۱۱) یلاقی کل یوم من معد سباب اوقتال اوھجائ وہ لشکر ہر روز مذمت' جنگ یا ہجو کرنے کے لیے تیار ہے۔

(۱۲) فمن یھجو رسول اللہ منکم ویمدحہ وینصرہ سوآئ پس تم میں سے جو شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہجو کرے' تعریف کرے' یا آپ کی مدد کرے' سب برابر ہے۔

(۱۳) وجبریل رسول اللہ فینا وروح القدس لیسس لہ کفائ ہم میں اللہ کے رسول جبریل موجود ہیں وہ روح القدس ہیں جن کا کوئی کفو نہیں ہے۔[669]

اشعار کی فضیلت میں احادیث:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کی بات کی ہے:

الاکل شیء ماخلا اللہ باطل سن لو اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔[670]

---

669 ۔ صحیح مسلم رقم الحدیث : ۹۴۳' دلائل النبوۃ ج ۵ ص ۱۵۔ ۰۵ ذ معالم التنزیل ج ۳ ص ۸۸۴ ۔ ۷۸۴' الجامع الاحکام القرآن جز ۳۱ ص ۲۴۱

670 ۔ صحیح البخاری رقم الحدیث : ۴۷۱۶' صحیح مسلم رقم الحدیث : ۶۵۲۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت عمرو بن اشرید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے والد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں میں ایک دن ایک سواری پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: کیا تمہیں امیہ بن الصلت کا کوئی شعر یاد ہے؟ میں نے کہا جی ہاں' آپ نے فرمایا: سناؤ' میں نے ایک شعر سنایا' آپ نے فرمایا: اور سناؤ حتیٰ کہ میں نے آپ کو ایک سو اشعار سنائے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر شعر کے بعد فرماتے تھے اور سناؤ۔[671]

حضرت جندب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ بعض غزوات میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی انگلی زخمی ہو گئی تو آپ نے فرمایا:

هل انت الا اصبع دميت وفي سبيل الله ما لقيت[672]

تو صرف ایک انگلی ہے جو زخمی ہوئی ہے۔ اور تو نے اللہ کی راہ ہی میں تکلیف اٹھائی ہے۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مدافعت کرتے رہتے ہو جبریل تمہاری تائید کرتے رہتے ہیں اور میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حسان ان کی ہجو کی تو خود بھی شفاء پائی اور مسلمانوں کو بھی شفاء دی۔[673]

حضرت براء بن عازب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جنگ خندق کے دن مٹی پلٹ رہے تھے آپ کا شکم مبارک غبار آلود ہو رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے:

والله لو لا الله ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

اللہ کی قسم اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ ہم صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے

فانزلن سكينة علينا واثبت الا قدام ان لاقينا

سو ہم پر سکون نازل فرما اور اگر ہمارا دشمنوں سے مقابلہ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھ

ان الا ولى قد بغوا علينا اذا ارادو افتنة ابينا

بے شک پہلے لوگوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی جب وہ فتنہ ڈالنے کا ارادہ کریں گے تو ہم انکار کریں گے

671 ۔ صحیح مسلم رقم الحدیث : ٥٥٢٢' شمائل ترمذی رقم الحدیث : ٩٤٢' صحیح ابن حبان رقم الحدیث : ٢٨٧٥' مسند الحمیدی رقم الحدیث : ٩٠٨' مصنف ابن ابی شیبہ ج ٨ ص ٢٩٦' مسند احمد ج ٤ ص ٩٨٣۔ ٨٨٣' المعجم الکبیر رقم الحدیث : ٧٣٢٧' سنن کبری للبیہقی ج ١٠ ص ٦٢٢' شرح السنۃ رقم الحدیث : ٣٠٤٠' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث : ٨٥٧٣

672 ۔ صحیح البخاری رقم الحدیث : ٢٠٨٢' صحیح مسلم رقم الحدیث : ٦٩٧١' مشکوۃ رقم الحدیث : ٨٨٧٤

673 ۔ صحیح مسلم رقم الحدیث : ٢٠٩٤٢' مشکوۃ رقم الحدیث : ١٩٧٤

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آپ بار بار ابینا ابینا فرماتے اور آواز بلند فرماتے۔[674]

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں مہاجرین اور انصار خندق کھودتے وقت مٹی ڈال رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجھاد ما بقینا ابدا

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد کے ہاتھ پر جب تک زندہ رہیں جہاد کی بیعت کی ہے[675]

حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بعض اشعار حکمت آمیز ہوتے ہیں۔[676]

حافظ ابن عبدالبر' حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت سواد بن قارب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں ان کے پاس جنات آتے تھے اور باتیں بتاتے تھے اور ان کو ان کے جن نے تین راتیں مسلسل نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت کی خبر دی پھر حضرت سواد بن قارب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے اشعار سنائے جن میں سے بعض یہ ہیں:

فاشھد ان اللہ لا رب غیرہ وانت مامون علی کل غائب

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور آپ ہر غیب پر امین ہیں

وانک ادنی المرسلین وسیلۃ الی اللہ یا ابن الاکرمین الا طایب

اور آپ اللہ کی طرف سب سے نزدیک وسیلہ ہیں اے پاکیزہ اشخاص کے بیٹے

وکن لی شفیعا یوم لا ذوشفاعۃ سواک بمغن عن سواد بن قارب

اور جس دن آپ کے سوا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا اس دن آپ سواد بن قارب کے لئے شفاعت کرنے والے ہو جائیں۔[677]

❖

674۔ صحیح البخاری رقم الحدیث: ٤٠١٤' صحیح مسلم رقم الحدیث: ٣٠٨١

675۔ صحیح البخاری رقم الحدیث: ٥٣٨٢' صحیح مسلم رقم الحدیث: ٥٠٨١

676۔ صحیح البخاری رقم الحدیث: ٥٤١٦

677۔ الاستیعاب رقم: ٤١١١' البدایہ والنہایہ ج ٢ ص ٧٠٣' مطبوعہ دارالفکر بیروت' ١٤١٨ ھ' الاصابہ رقم: ٦٩٥٣' الروض الانف ج ١ ص ١٤٠' ملتان' الوفاء ج ١ ص ٣٥١' دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٢ ص ١٣' دلائل النبوۃ للاصبہانی ج ١ ص ٢٢' مختصر سیرۃ الرسول لعبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب ص ٩٦' لاہور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حکیمانہ اشعار کا معدن اور منبع:

نور ایمان' اعمال صالحہ کی قوت' اللہ تعالیٰ کے بہ کثرت ذکر اور فرشتوں کی تائید سے غور و فکر کے بعد نیک اور حکیمانہ اشعار کہے جاتے ہیں اور ان کو موزون الفاظ کے قالب میں ڈھالا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے الہام سے حقائق اور دقائق کو اشعار کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے' اور مواعظ حسنہ' دنیا کی مذمت' آخرت کی رغبت' عبادت کے ذوق اور اللہ اور اس کے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت' اور ان کی حمد و نعت' صحابہ اور اہل بیت کی منقبت اور اسلام کی تعلیم پر مشتمل اشعار کہے جاتے ہیں۔

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اشعار نہ کہنے کا سبب:

چونکہ اشعار میں معانی الفاظ کے تابع ہوتے ہیں اور ان میں یہ قصد کیا جاتا ہے کہ شعر کہ آخری الفاظ ایک وزن اور ایک قافیہ پر ہوں اس لیے انبیاء علیہم السلام کے لائق اور مناسب شعر کہنا نہیں ہے کیونکہ ان کا مقصود الفاظ نہیں معانی ہوتے ہیں اس لئے ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اشعار نہیں فرمائے' البتہ آپ نے دوسروں کے اشعار پڑھے اور سنے ہیں اور آپ سے اشعار کی صورت میں جو کلام صادر ہوا ہے جیسا کہ ہم نے متعدد حوالوں سے احادیث نقل کی ہیں مثلا انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب وغیرہ تو ہرچند کہ یہ کلام موزون ہے لیکن یہ اصطلاح میں شعر نہیں ہے کیونکہ اس میں کلام کا ایک وزن پر ہونا اتفاقاً ہے قصداً نہیں ہے' جیسے قرآن مجید کی متعدد آیات موزون ہوتی ہیں جیسے انا اعطیناک الکوثر۔ فصل لربک وانحر۔ لیکن ان کا ایک وزن پر ہونا اتفاقاً ہے قصداً نہیں ہے اس لیے یہ آیات اصطلاح میں شعر نہیں ہیں۔

386 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ قَالَ: «كُنَّا نُجَالِسُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَنَاشَدُونَ الْأَشْعَارَ وَيَذْكُرُونَ أَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ»

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو خالد والبی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب کی مجلسوں میں بیٹھا کرتے تھے تو وہ لوگ اشعار پڑھا کرتے تھے اور جاہلیت کے واقعات یاد کرتے تھے۔

387 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ قَالَ: «كُنْتُ أَجْلِسُ مَعَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَذْكُرُونَ إِلَّا الشِّعْرَ حَتَّى يَتَفَرَّقُوا»

امام شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو خالد والبی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ بعض اوقات وہ اپنی مجالس میں صرف اشعار کا ہی تذکرہ کیا کرتے تھے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

388 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ أُسَامَةَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَارِيَةٌ، فَكَانَ يُكَاتِمُ امْرَأَتَهُ غِشْيَانَهَا. قَالَ: فَوَقَعَ عَلَيْهَا ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَاتَّهَمَتْهُ أَنْ يَكُونَ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ، فَقَالَتْ لَهُ: اقْرَأِ الْقُرْآنَ إِذًا، فَقَالَ:

[البحر الطويل]

شَهِدْتُ بِإِذْنِ اللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا ... رَسُولُ الَّذِي فَوْقَ السَّمَوَاتِ مِنْ عَلِ
وَأَنَّ أَبَا يَحْيَى وَيَحْيَى كِلَيْهِمَا ... لَهُ عَمَلٌ فِي دِينِهِ مُتَقَبَّلُ

فَقَالَتْ: أَوْلَى لَكَ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی ایک باندی تھی۔ آپ اس سے جماع کرنے کو اپنی بیوی سے چھپاتے تھے۔ ایک دن آپ نے اس سے جماع کیا اور جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو اس نے آپ پر الزام لگایا کہ آپ نے اس باندی سے جماع کیا ہے؟ آپ نے اس کا انکار کیا تو آپ کی بیوی نے آپ سے کہا: اگر ایسی بات ہے تو قرآن پڑھو: آپ نے یہ اشعار پڑھ دیئے۔ (ترجمہ) میں اللہ کے حکم سے گواہی دیتا ہوں کہ محمد ایسے اللہ کے رسول ہیں جو آسمانوں کے اوپر ہے۔ حضرت یحیٰی اور ان کے والد دونوں کا عمل اس دین میں قابل قبول ہے۔ اس نے کہا: تم سچے ہو۔ (یاد رہے کہ شریعت محمدی ﷺ میں باندی سے جماع ممنوع نہیں، تاہم عصر حاضر میں اس کا کوئی تصور نہیں، کیونکہ رقیت اب ختم ہوگئی ہے، محمد نوید غفرلہ)

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبد اللہ ابن رواحہ: آپ انصاری خزرجی ہیں، انصار کے نقیب ہیں، بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، پھر سواء فتح مکہ باقی تمام غزوات، بدر، احد، خندق وغیرہ میں شریک ہوئے کیونکہ آپ غزوہ موتہ ۸ آٹھ میں امیر تھے وہاں شہید ہوئے، آپ بڑے شاعر تھے حضور انور نے آپ کے اشعار بہت شوق سے سنے ہیں، مشہور صحابی ہیں۔[678]

389 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ خَيْثَمَةَ، قَالَ: أَتَى عُمَرَ شَاعِرٌ، فَقَالَ: أُنْشِدُكَ، فَاسْتَنْشَدَهُ فَجَعَلَ هُوَ يُنْشِدُهُ، وَذَكَرَ مُحَمَّدًا، فَقَالَ: غَفَرَ اللَّهُ لِمُحَمَّدٍ بِمَا صَبَرَ. فَقَالَ: يَقُولُ عُمَرُ: «قَدْ فَعَلَ»، قَالَ: «ثُمَّ أَبَا بَكْرٍ جَمِيعًا وَعُمَرُ»، فَقَالَ: «مَا شَاءَ اللَّهُ»

678۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شاعر آیا اور کہنے لگا: کیا آپ کو شعر سناؤں؟ آپ نے شعر سنانے کا کہا: تو وہ شعر سنا رہا تھا کہ اس نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر کیا اور کہا: اللہ تعالیٰ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درجات بلند فرمائے آپ نے تکالیف پر بہت صبر کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا: تحقیق آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایسا ہی کیا پھر اس نے یہ مصرعہ پڑھا۔ آپ نے فرمایا: جو اللہ نے چاہا۔

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

خیثمہ ابن عبدالرحمٰن: آپ ابو سیرہ جعفی کے پوتے ہیں، ابو سیرہ کا نام یزید ابن مالک ہے، خیثمہ عظیم الشان تابعی ہیں، ابو واصل سے پہلے فوت ہوئے، حضرت علی اور ابن عمرو غیرہم سے احادیث سنیں، دو لاکھ روپیہ میراث میں ملے سارے علماء پر خرچ کر دیئے۔[679]

شرح:

صبر:

اپنی اولاد کا ذہن بنائیے کہ جب بھی کوئی صدمہ پہنچے تو بلا ضرورت شرعی کسی کے سامنے بیان نہ کیجئے اور صبر کا ثواب کمائیے۔ حضرت سیدنا کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "جس بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا۔[680]

390 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: تَمَثَّلَ الْبَرَاءُ بَيْتًا مِنْ شَعَرٍ، فَقُلْتُ لَهُ: تَمَثَّلُ أَيْ أَخِي بِبَيْتٍ مِنْ شَعَرٍ لَا تَدْرِي لَعَلَّهُ آخِرُ شَيْءٍ تَكَلَّمْتُ بِهِ. قَالَ: «لَا أَمُوتُ عَلَى فِرَاشِي، لَقَدْ قَتَلْتُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ مِائَةً إِلَّا رَجُلًا»

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ایک شعر گنگنارہے تھے، میں نے ان سے کہا کہ آپ شعر گنگنارہے ہیں، اگر آپ کو اس حالت میں موت آگئی تو کیا ہو گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنے بستر پر نہیں مروں گا۔ میں نے ننانوے مشرکوں اور منافقوں کو قتل کیا ہے۔

679۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین

680۔ جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء مثل الدنیا... الخ، الحدیث ۲۳۲۲، ج۴، ص۱۴۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تشریح:

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندوں کو اپنی موت کی بھی خبر ہوتی ہے کہ وہ کس حالت میں اس دنیا سے انتقال کریں گے۔

نبی اکرم کو اپنی وفات کی خبر تھی:

وہب بن منبہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے **اذا جاء نصر اللہ والفتح۔**[681] کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا اے جبریل مجھے اس آیت میں اپنی موت کی خبر دی گئی ہے۔ جبریل (علیہ السلام) نے کہا آپ کے لئے آخرت دنیا سے بہتر ہے، اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت بلا کو حکم دیا کہ وہ نماز کی جماعت کے لئے اذان دیں پھر تمام مہاجرین اور انصار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مسجد میں جمع ہو گئے، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منبر پر چڑھے اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کے بعد ایسا خطبہ دیا جس سے دل خوف زدہ ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! میں تم میں کیسا بطور نبی رہا لوگوں نے کہا جزاک اللہ آپ رحیم باپ اور خیر خواہ بھائی کی طرح تھے آپ نے اللہ عزوجل کے پیغامات ادا کئے اور ہم تک وحی پہنچائی اور اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دی، اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے نبیوں کو دینے والی سب سے اچھی جزا دے! آپ نے فرمایا: اے مسلمانو! میں تم کو قسم دیتا ہوں میں نے جس شخص کیساتھ کوئی زیادتی کی ہو وہ اس کا بدلہ لے لے کوئی کھڑا نہیں ہوا جب آپ نے تیسری بار اس کو دہرایا تو عکاشہ نام کا ایک بوڑھا شخص کھڑا ہوا اس نے کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ اگر آپ بار بار قسم نہ دیتے تو میں نہ آتا، میں اور آپ ایک غزوہ میں تھے، جب اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح دی اور ہم واپس جا رہے تھے تو میری اونٹنی آپ کی اونٹنی کے برابر آ گئی میں اونٹنی سے اتر کر آپ کے قریب آیا تا کہ آپ کی ران کو بوسہ دوں آپ نے ایک چری ہوئی لاٹھی اٹھا کر میری کوکھ میں ماری مجھے پتا نہیں کہ آپ نے دانستہ مجھے مارا تھا یا آپ نے اونٹنی کو مارنے کا ارادہ کیا تھا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں تم کو دانستہ مارنے سے اللہ کے جلال کی پناہ میں دیتا ہوں، اے بلال تم فاطمہ کے گھر جاؤ اور میری لاٹھی لے کر آؤ، حضرت بلال مسجد سے گئے اور وہ چلا رہے تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنا بدلہ دے رہے ہیں اور جا کر کہا اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی! مجھے چری ہوئی لاٹھی دو حضرت فاطمہ نے کہا یہ حج کا موقع ہے نہ جہاد کا لاٹھی کی کیا ضرورت پڑ گئی، حضرت بلال نے کہا آپ کو پتا نہیں! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنا قرض ادا کر رہے ہیں۔ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں اور اپنا بدلہ دے رہے ہیں۔ حضرت فاطمہ نے کہا اے بلال! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بدلہ لے کر کس کا دل خوش ہو رہا ہے؟ اے بلال! تم حسن اور حسین سے کہو وہ اس شخص کو بدلہ دیں گے۔ حضرت بلال مسجد میں گئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو لاٹھی دے دی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

681۔ النصر: 1

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نے وہ لاٹھی عکاشہ کو دے دی، جب حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے یہ منظر دیکھا تو کہا اے عکاشہ تم ہم سے بدلہ لے لو، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے ابو بکر! اور اے عمر تمہارا مرتبہ اللہ کو معلوم ہے تو یہ کام ہونے دو پھر حضرت علی کھڑے ہوئے اور کہا اے عکاشہ میرے دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو لاٹھی ماری جائے یہ میری پیٹھ اور میرا پیٹ حاضر ہے تو اس پر سو بار مارو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بدلہ نہ لو، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے علی! بیٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ کو تمہارا مقام اور تمہاری نیت معلوم ہے پھر حضرت حسن اور حضرت حسین کھڑے ہوئے اور کہا اے علی! بیٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ کو تمہارا مقام اور تمہاری نیت معلوم ہے، پھر حضرت حسن اور حضرت حسین کھڑے ہوئے اور کہا اے عکاشہ تم کو معلوم ہو کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نواسے ہیں اور ہم سے قصاص لینا گویا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے قصاص لینا ہے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک بیٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہارا مقام نہیں بھولا، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے عکاشہ! اگر تم مارنے والے ہو تو مارو اس نے کہا یا رسول اللہ! جب آپ نے مجھے مارا تھا تو میرا پیٹ کھلا ہوا تھا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹا دیا، مسلمان بلند آواز سے رونے لگے اور کہنے لگے کیا عکاشہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مارنے والا ہے، جب عکاشہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیٹ کی سفیدی کی طرف دیکھا تو وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اس نے جھک کر آپکے پیٹ کو بوسہ دیا اور کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں کی طرف دیکھا تو وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اس نے جھک کر آپ کے پیٹ کو بوسہ دیا اور کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ سے بدلہ لینے کی کون طاقت رکھ سکتا ہے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تو تم لاٹھی مارو یا مجھے معاف کر دو، عاشہ نے کہا میں نے اس امید پر آپ کو معاف کیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے گا! پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جو شخص جنت میں میرے رفیق کو دیکھنا چاہتا ہو وہ عکاشہ کو دیکھ لے، پھر مسلمانوں کھڑے ہو کر عکاشہ کی آنکھوں کے درمیان کا بوسہ دینے لگے اور اس کو جنت میں آپ کی رفاقت کی نوید پر مبارک باد دینے لگے۔

391 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنِ الْحَكَمِ: «أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنْشَدَ شِعْرًا فِي الْمَسْجِدِ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ لَنَا»

حضرت حکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ نے مسجد میں شعر پڑھے اس حال میں کہ موذن اقامت کہہ رہا تھا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابن ابی لیلیٰ: آپ کا نام عبد الرحمٰن قاسم ابن ابی لیلیٰ یسار ہے انصاری ہیں، خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے، جب کہ ان کی خلافت کو چھ سال گزر گئے، ۸۳ تراسی میں بصرہ کی ایک نہر میں ڈوب کر وفات ہوئی، بہت صحابہ سے ملاقات ہے کوفہ کے تابعین میں سے ہیں، آپ کے بیٹے محمد کو بھی ابن ابی لیلیٰ کہا جاتا ہے وہ کوفہ کے قاضی تھے مشہور فقیہ تھے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

خیال رہے کہ محدثین جب ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں تو یہ ہی مراد ہوتے ہیں اور جب فقہاء ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں تو آپ کے بیٹے مراد ہوتے ہیں، یہ محمد ۷۴ھ میں پیدا ہوئے اور ایک سو اڑتالیس میں وفات پائی۔[682]

392 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِشِعْرٍ، وَلَا فَرِيضَةٍ، وَلَا أَعْلَمَ بِفِقْهٍ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا»

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے حضرت عائشہ سے زیادہ کسی کو اشعار، فرائض اور فقہ کو جاننے والا نہیں دیکھا۔

393 حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ فُرَاتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: الْقَانِعُ: السَّائِلُ. ثُمَّ أَنْشَدَ أَبْيَاتَ شَمَّاخٍ:

[البحر الوافر]

لَمَالُ الْمَرْءِ يُصْلِحُهُ فَيُغْنِي ... مَفَاقِرَهُ أَعَفُّ مِنَ الْقُنُوعِ

حضرت فرات رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ قرآن مجید میں القانع سے مراد سوال کرنے والا ہے۔ پھر آپ نے شماخ کا یہ شعر پڑھا۔ (ترجمہ) آدمی کا مال درستی پیدا کرتا ہے اور اس کے فقر کو مالداری سے بدل کر اسے سوال کرنے والوں کے مقابلے میں عفیف بنادیتا ہے۔

394 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَتَمَثَّلُ بِبَيْتِ شِعْرٍ قَطُّ إِلَّا هَذَا الْبَيْتَ:

[البحر الخفيف]

لَيْسَ مَنْ مَاتَ فَاسْتَرَاحَ بِمَيْتٍ ... إِنَّمَا الْمَيْتُ مَيِّتُ الْأَحْيَاءِ

ثُمَّ قَالَ: «صَدَقَ وَاللَّهِ، إِنَّهُ لَيَكُونَ حَيًّا وَهُوَ مَيِّتُ الْقَلْبِ»

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو کسی شعر کے مصرعہ کو بطور تمثیل پڑھتے ہوئے نہیں سنا سوائے اس شعر کے: (ترجمہ) اصل مردہ وہ نہیں جو مرگیا اور آرام پاگیا اصل مردہ تو وہ ہے جو زندگی میں مردہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! شاعر نے سچ کہا: بیشک وہ زندہ ہے اس حال میں کہ دل مردہ ہے۔

682۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

395 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: «تَرَكْتُهَا، يَعْنِي عَائِشَةَ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ بِثَلَاثِ سِنِينَ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَلَا بِسُنَّةٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا بِشِعْرٍ، وَلَا فَرِيضَةٍ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا»

حضرت ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات سے تین سال قبل چھوڑا۔ اور میں نے کسی کو بھی آپ سے زیادہ قرآن مجید، رسول اللہ کی سنت، اشعار اور فرائض کا جاننے والے کوئی نہیں دیکھا۔

396 حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، عَنْ مِسْمَعِ بْنِ مَالِكٍ الْيَرْبُوعِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، يَقُولُ: «كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَنْشَدَ شِعْرًا مِنْ أَشْعَارِهِمْ»

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید میں سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا جاتا۔ تو آپ اہل عرب کے اشعار میں سے کوئی شعر پڑھتے۔

397 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبْجَرَ، قَالَ: مَرَّ عَلِيٌّ بِرَجُلَيْنِ عِنْدَ مَجْمَعِ طَرِيقَيْنِ وَهُمَا يَغْتَابَانِهِ وَيَقَعَانِ فِيهِ، فَقَالَ: «

[البحر الطويل]

هَنِيئًا مَرِيئًا غَيْرَ دَاءٍ مُخَامِرٍ ... لِعَزَّةَ مِنْ أَعْرَاضِنَا مَا اسْتَحَلَّتِ»

حضرت ابن ابجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کا گزر دو آدمیوں کے قریب سے ہوا جو دو راستوں کے چلنے کی جگہ کے پاس تھے۔ اور وہ دونوں آپ کی غیبت کر رہے تھے اور آپ میں عیب نکال رہے تھے۔ اس پر آپ نے یہ شعر پڑھا: (ترجمہ) بالکل ٹھیک ہیں، خوشحال ہیں اور کسی بیماری کا شکار بھی نہیں، پھر بھی وہ ہماری عزتوں کو اچھالتے ہیں۔

398 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْبَرَّادِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ[683]}، قَالَ: جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ، وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ، وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكُونَ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّا شُعَرَاءُ؟. فَقَالَ: "اقْرَءُوا مَا بَعْدَهَا: {إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ[684]} أَنْتُمْ، {وَانْتَصَرُوا[685]} أَنْتُمْ"

683۔ الشعراء: 224

684۔ الشعراء: 227

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت یزید بن عبد اللہ بن قسیط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو الحسن برادر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی۔ " اور رہے شعراء تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلتے ہیں۔" تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن مالک اور حضرت حسان بن ثابت، یہ تینوں حضرات روتے ہوئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ رب العزت نے یہ آیت اتاری اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں کہ ہم لوگ شاعر ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم اس کے بعد والی آیت بھی پڑھو: مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے۔ تم لوگ ہو۔ ترجمہ: وہ لوگ کامیاب ہوئے۔ یہ بھی تم لوگ ہو۔

399 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: {وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ [686]}، قَالَ: «عُصَاةُ الْجِنِّ»

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی آیت {وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمَ الْغَاوُونَ} کے متعلق یوں ارشاد فرمایا کہ اس سے نافرمان جن مراد ہیں۔

400 حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أُنْشِدُكَ، قَالَ: «لَا»، فَأَنْشَدَهُ فِي الرَّابِعَةِ مِدْحَةً لَهُ، فَقَالَ: «إِنْ كَانَ أَحَدٌ مِنَ الشُّعَرَاءِ يُحْسِنُ فَقَدْ أَحْسَنْتَ»

حضرت عباد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو لیث کا ایک آدمی نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آیا اور کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شعر سناؤں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تین مرتبہ فرمایا: نہیں: پھر چوتھی مرتبہ اجازت ملنے کی صورت میں انہوں نے مدحیہ اشعار سنائے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اگر کوئی شاعر نیکی کرتا ہے تو تو نے نیکی کی ہے۔

حضرت عباد رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عباد ابن بشر: آپ انصاری ہیں، سعد ابن معاذ سے پہلے مدینہ منورہ میں اسلام لائے بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، کعب ابن اشرف کے قتل میں آپ شریک ہوئے، فضلاء صحابہ سے ہیں۔ [687]

685۔ الشعراء: 227

686۔ الشعراء: 224

687۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی۔ اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

401 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْنِي الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَقُولُ: أَفْلَحَ مَنْ يُعَالِجُ الْمَسَاجِدَا. وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَفْلَحَ مَنْ يُعَالِجُ الْمَسَاجِدَا»، فَيَقُولُ ابْنُ رَوَاحَةَ:

[البحر الرجز]

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ يَبْنِي الْمَسَاجِدَا ... وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَائِمًا وَقَاعِدَا

وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَائِمًا وَقَاعِدًا»، وَهُمْ يَبْنُونَ الْمَسْجِدَ

حضرت ابو جعفر خطمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسجد کی تعمیر کرانے میں مصروف تھے اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ یہ شعر پڑھ رہے تھے: (ترجمہ) کامیاب ہو گیا جس نے مسجد بنانے کی محنت کی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تحقیق فلاح پا گیا جس نے مسجد بنانے کی کوشش کی۔ انہوں نے یہ مصرعہ پڑھا۔ (ترجمہ) وہ قرآن پڑھتا ہے کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: وہ قرآن کی تلاوت کرتا ہے کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر۔ اس موقع پر صحابہ مسجد کی تعمیر کر رہے تھے۔

حضرت ابو جعفر خطمی رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو جعفر: آپ کا نام عمیر ابن یزید ہے خطمی ہیں جماعت صحابہ سے ملاقات ہے۔[688]

402 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ، عَنْ عَامِرٍ، أَنَّ حَارِثَةَ بْنَ بَدْرٍ التَّمِيمِيَّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، قَالَ:

[البحر الطويل]

أَلَا أَبْلِغَنْ هَمْدَانَ أَنِّي لَقِيتُهَا ... سَلَامًا فَلَا يَسْلَمْ عَدُوٌّ يَعِيبُهَا

لَعَمْرُ إِلَهِي إِنَّ هَمْدَانَ تَتَّقِي ... الْإِلَهَ وَيَقْضِي بِالْكِتَابِ خَطِيبُهَا

وَشَيَّبَ رَأْسِي وَاسْتَخَفَّ حُلُومَنَا ... رُعُودُ الْمَنَايَا حَوْلَنَا وَبُرُوقُهَا

وَإِنَّا لَتَسْتَحْلِي الْمَنَايَا نُفُوسَنَا ... وَتَتْرُكُ أُخْرَى مُرَّةً مَا تَذُوقُهَا

قَالَ عَامِرٌ: فَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ، فَقَالَ: «كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذِهِ الْأَبْيَاتِ مِنْ هَمْدَانَ»

688۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال. مذکور فی ''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' جلد ہشتم. تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن بدر تمیمی رضی اللہ عنہ جو کہ بصری ہیں انہوں نے یہ شعر پڑھا: (ترجمہ) جب تم ہمدان سے ملاقات کرو تو انہیں ہماری طرف سے سلام دینا اور پیغام دینا کہ ہمدان کو عیب دار کرنے والا دشمن سالم نہیں رہ سکتا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہمدان والے اللہ سے ڈرتے ہیں اور ان کا خطیب کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ کرتا ہے۔ اور یہ شعر پڑھا: (ترجمہ) میرے سر کے بال سفید ہو گئے اور ہماری عقلوں کو موت کی کڑک اور چمک نے ہلکا کر دیا۔ ہمارے دل موت کو میٹھا سمجھتے ہیں اور زندگی کو کڑوا۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ بات حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: ہم لوگ ہمدان سے زیادہ ان اشعار کے حقدار تھے۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُدَّامَةَ الْجُمَحِيُّ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ شُعَيْبٍ أَخُو عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: لَمَّا رَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ مِنْ صِفِّينَ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: «شَبَّتِ الْحَرْبُ» . فَذَكَرَ الْحَدِيثَ كُلَّهُ بِطُولِهِ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے صفین جنگ سے اپنے ہاتھ کھڑے کر لیے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے: (ترجمہ) جب جنگ نے زور پکڑا پھر وہ طویل حدیث بیان کی۔

نوٹ:

مکمل حدیث درج ذیل ہے:

جب جنگ نے زور پکڑا تو میں نے اس کے لیے اپنے کندھوں اور سینے کو تیار کر لیا۔ جب تیز چلنے کی وجہ سے گھوڑے سست پڑ جائیں گے تو سختی کا مقابلہ سختی سے ہو گا۔ میرا گھوڑا چوڑے سینے والا اور بڑے پیٹ والا ہے۔ اس کا قد درمیانہ ہے اور جب وہ کسی دیکھتا ہے یا آواز سنتا ہے تو اپنے کان کھڑے کر لیتا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو نے یہ اشعار پڑھے: (ترجمہ) اگر جمل نامی عورت صفین میں میری بہادری کو دیکھ لے تو اس کے بال سفید ہو جاتے۔ جب عراق والے اس طرح حملہ آور ہوئے جیسے گھٹا چھاتی ہے۔ ہم اپنے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے اس طرح آئے ہیں کہ ہمارے لشکر سمندر کی موجوں کی طرح ہیں۔ دن کے روشن ہونے پر ہمارے اور ان کے درمیان جب جنگ تیز ہوئی تو نہ کسی نے پیٹھ پھیری نہ کوئی فرار ہوا۔ جب کوئی کہے کہ وہ تیزی سے پیٹھ پھیر گئے تو اتنی دیر میں ان کے مزید لشکر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کر لو، ہم کہتے ہیں کہ ہم جنگ کریں گے۔[689]

404 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حَمْزَةَ أَبِي عُمَارَةَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لِعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ: «مَا لَكَ وَلِلشِّعْرِ؟» . قَالَ: وَهَلْ يَسْتَطِيعُ الْمَصْدُورُ إِلَّا أَنْ يُصْدَرَ؟

689۔ محمد عوامہ کی تحقیق کے مطابق ان اشعار کی نسبت ان جلیل القدر صحابہ کی طرف درست نہیں۔ انہوں نے اپنے اس موقف کو بہت سے دلائل سے ثابت کیا ہے۔ دیکھیے۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۳ صفحہ ۳۰۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت حمزہ ابو عمارہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے فرمایا: تمہیں شعر سے کیا تعلق؟ انہوں نے کہا جو چیز سینے میں ہو اسے نکالے بغیر گزارہ نہیں۔

405 حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: «لَمْ يَكُنْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْحَرِفِينَ، وَلَا مُتَمَاوِتِينَ، وَكَانُوا يَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ فِي مَجَالِسِهِمْ وَيَذْكُرُونَ أَمْرَ جَاهِلِيَّتِهِمْ، فَإِذَا أُرِيدَ أَحَدُهُمْ عَلَى شَيْءٍ مِنْ دِينِهِ دَارَتْ حَمَالِيقُ عَيْنَيْهِ كَأَنَّهُ مَجْنُونٌ»

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ بخل کرنے والے نہیں تھے اور نہ ہی عبادت کی ادائیگیوں میں کمزوری دکھانے والے تھے۔ وہ اپنی مجلسوں میں اشعار پڑھا کرتے تھے، اور زمانہ جاہلیت کے واقعات ذکر کرتے تھے۔ اور جب ان میں سے کسی کے دین کو نشانہ بنانے کا ارادہ کیا جاتا تو ان کے پپوٹوں کا اندرونی حصہ ایسے گھومتا تھا گویا کہ وہ شخص مجنون ہو۔

406 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَتَمَثَّلُ بِهَذَا الْبَيْتِ:

[البحر الطويل]

يَسُرُّ الْفَتَى مَا كَانَ قَدَّمَ مِنْ تُقًى ... إِذَا عَرَفَ الدَّاءَ الَّذِي هُوَ قَاتِلُهُ

حضرت ابو سفیان سعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو کسی شاعر کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا: (ترجمہ) جب آدمی مہلک بیماری کی پہچان حاصل کر لے گا تو اسے اپنے تقویٰ اور پرہیزگاری پر خوشی ہوگی۔

407 حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «كَانَ الْفَرَزْدَقُ أَشْعَرَ النَّاسِ»

حضرت محمد بن فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن شبرمہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: فرزدق سب سے بڑا شاعر تھا۔

408 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَرَاثَ الْخَبَرَ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ طَرَفَةَ: «

[البحر الطويل]

وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ»

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بات پہنچنے میں تاخیر ہو جاتی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) طرفہ بن عبد کا یہ شعر پڑھتے: اور زمانہ تمہارے پاس وہ خبریں لائے گا جو تمہیں حاصل نہیں ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

409 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "كُنْتُ أُجَالِسُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَيَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ وَيَذْكُرُونَ حَدِيثَ الْجَاهِلِيَّةِ

حضرت عبد الرحمٰن کے والد فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ مسجد میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا وہ لوگ اشعار پڑھتے تھے اور زمانہ جاہلیت کی باتیں ذکر کرتے۔

410 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: «كُنَّا نَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَجْلِسُ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي وَكَانُوا يَتَذَاكَرُونَ الشِّعْرَ، وَحَدِيثَ الْجَاهِلِيَّةِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا يَنْهَاهُمْ وَرُبَّمَا تَبَسَّمَ»

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آتے تھے۔ اور ہم میں ہر کوئی مجلس کے آخری حصہ تک بیٹھتا تھا۔ اور صحابہ شعر پڑھتے اور زمانہ جاہلیت کے واقعات کا ذکر کرتے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے، اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کو منع نہیں کرتے اور کبھی کبھار مسکرا دیتے۔

411 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، قَالَ: "صَحِبْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ فِي سَفَرٍ، فَمَا كَانَ يَوْمٌ إِلَّا يُنْشِدُ فِيهِ شِعْرًا

حضرت مطرف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سفر میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرا جس میں آپ نے شعر نہ پڑھا ہو۔

412 حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ مُحَمَّدًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، وَالرَّجُلُ يُرِيدُ أَنْ يُصَلِّيَ: أَيَتَوَضَّأُ مَنْ يُنْشِدُ الشِّعْرَ؟ وَيُنْشَدُ الشِّعْرُ فِي الْمَسْجِدِ؟، قَالَ: وَأَنْشَدَهُ أَبْيَاتًا مِنْ شَعَرِ حَسَّانَ ذَلِكَ الدَّقِيقِ ثُمَّ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ

حضرت ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی نے جو نماز پڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا اس نے امام محمد رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیے اس حال میں کہ آپ مسجد میں تھے کیا شعر پڑھنے والا دوبارہ وضو کرے گا؟ اور مسجد میں شعر پڑھا جاسکتا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت حسان بن ثابت کے ان فصیح اشعار کو پڑھا پھر آپ نے نماز شروع کر دی۔

413 حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا دَيْلَمُ بْنُ غَزْوَانَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: حَضَرْتُ حَرْبًا، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ: [البحر الرجز]

يَا نَفْسُ أَلَا أَرَاكِ تَكْرَهِينَ الْجَنَّةَ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

أَحْلِفُ بِاللّٰهِ لَتَنْزِلِنَّهْ
طَائِعَةً أَوْ لَتُكْرَهِنَّهْ

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں جنگ میں حاضر تھا کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے کہا: اے نفس! میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے جنت میں جانا پسند نہیں۔ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ تجھے جنت میں جانا ہوگا خواہ خوش ہو کر جا یا ناخوش ہو کر۔

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف:

ثابت ابن اسلم: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، بنانی ہیں، تابعی ہیں، اہل بصرہ سے ہیں، مشہور محدث ہیں، حضرت انس کے ساتھ چالیس سال رہے، چھیاسی ٨٦ سال عمر پائی، ١٢٣ ایک سو تئیس میں وفات پائی۔[690]

414 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَمَثَّلْتُ بِهَذَا الْبَيْتِ وَأَبُو بَكْرٍ يَقْضِي:

[البحر الطويل]

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ... ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: "ذَاكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: اس حال میں کہ حضرت ابو بکر فیصلہ فرما رہے تھے اور میں یہ شعر پڑھ رہی تھی۔ (ترجمہ) وہ سفید چہرے والا جس کی ذات کے وسیلہ سے بادل مانگے جاتے ہیں۔ وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی عزت و آبرو ہیں۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا: وہ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

415 حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقُلْ بَيْتًا مِنَ الشِّعْرِ إِلَّا قَدْ قِيلَ قَبْلَهُ إِلَّا هَذَا: هَذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالُ خَيْبَرْ هَذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ۔

امام زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کبھی کوئی شعر نہیں کہا سوائے اس شعر کے: (ترجمہ) یہ بوجھ خیبر کے بوجھ کی طرح نہیں ہے۔ یہ ہمارے رب کی طرف سے پاکیزہ اور برکت والا ہے۔ (یہ شعر آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت کہا تھا)

690۔ الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال۔ مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم۔ تحت حالات صحابہ و تابعین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

416 حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَكَانَ كَثِيرَ شَعْرِ الصَّدْرِ، وَهُوَ يَرْتَجِزُ بِرَجَزِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يَقُولُ: «

[البحر الرجز]

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ... وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا ... وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

إِنَّ الْأُولَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ... وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا»

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو غزوہ خندق کے دن دیکھا اس حال میں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سینہ مبارک پر بالوں کی ایک لکیر تھی، اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عبد اللہ بن رواحہ کے ان اشعار کو بطور رجز پڑھ رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے۔ اے اللہ! اگر آپ کا فضل نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔ اور نہ ہم صدقہ کرنے اور نہ ہم نماز پڑھتے۔ پس تو ہم پر رحمت و سکینہ نازل فرما اور دشمن سے ملاقات ہونے کی صورت میں ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔ یقیناً ان لوگوں نے ہم پر سرکشی کی۔ اور اگر وہ ہمارے خلاف فتنہ پیدا کریں گے تو ہم قبول نہیں کریں گے۔

417 حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَا وَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُبُرَهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ. قَالَ: وَالْعَبَّاسُ وَأَبُو سُفْيَانَ آخِذَانِ بِلِجَامِ بَغْلَتِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: «أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ»

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غزوہ حنین کے دن پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگے۔ اور حضرت عباس اور حضرت ابو سفیان نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما رہے تھے کہ: میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

418 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَارٍ، فَنُكِبَتْ إِصْبَعُهُ، فَقَالَ: «هَلْ أَنْتَ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَاقِيتِ»

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ[691] فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کسی غزوہ[692] میں چوٹ لگ گئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تو تو محض ایک انگلی ہے جس سے خود بہہ رہا ہے اور تجھے اللہ کے راستے میں چوٹ آئی ہے۔

تشریح:

اے انگلی تو صبر کر صرف تیرا خون ہی نکلا ہے جو معمولی تکلیف ہے جو کچھ تجھے تکلیف پہنچی وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ ما لقیت کا ما موصولہ ہے یہ شعر یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ہے جو بلا قصد شعر گوئی آپ کے منہ سے صادر ہو گیا جیسے قرآن مجید کی بعض آیات شعر بن جاتی ہیں جیسے "**اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ**" یا جیسے "**لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنفِقُوا**" یا یہ شعر عبد اللہ ابن رواحہ کا ہے آپ نے وہ پڑھا لہٰذا حضور انور کا شعر پڑھنا ثابت ہوا مگر لہجہ سے یا گا کر نہیں بقیہ اشعار یہ ہیں۔ شعر

وما بنفس الی لا تقتلی تموت — ھذہ حیاض الموت قد صبیت

وما تمیت فقد لقبت — ان تفعل فعل ھما ھدیت[693]

419 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ»

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: یقیناً زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اے اللہ! تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

420 حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَبِي الْمُعَلَّى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ: (دَارَسْتَ) وَيَقُولُ: «دَرَاسَ كَطَعْمِ الصَّابِ وَالْعَلْقَمِ»

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یوں پڑھتے تھے: {دارست}، اور اس شعر سے استشہاد فرماتے: (ترجمہ) دارس صاب اور علقم کے ذائقہ کی طرح کڑوا ہے۔

421 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ، عَنْ شَيْخٍ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: الزَّنِيمُ: اللَّئِيمُ الْمُلْزَقُ، ثُمَّ أَنْشَدَ هَذَا الْبَيْتَ:

زَنِيمٌ تَدَاعَاهُ الرِّجَالُ زِيَادَةً ... كَمَا زَادَ فِي عَرْضِ الْأَدِيمِ الْأَكَارِعُ

691۔ آپ جندب ابن عبداللہ ابن ابو سفیان بجلی صحابی ہیں، زمانہ ابن زبیر میں وفات پائی۔

692۔ غالباً واقعہ غزوہ احد کا ہے اس غزوہ میں آپ کسی نماز کے لیے تشریف لے گئے تب انگلی میں چوٹ لگ گئی لہذا یہ حدیث نماز کے جانے کی حدیث کے خلاف نہیں۔

693۔ مرقات

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں مستعمل لفظ زنیم سے مراد کمینہ ہے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔(ترجمہ) کمینے آدمی کی کمینگی کو لوگ اس طرح بڑھا کر بیان کرتے ہیں جیسے چمڑے کو کشادہ کیا جاتا ہے۔

تشریح:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو جو اسے گندہ کردے [694] اس سے اچھا ہے کہ شعر سے بھرا ہو۔ [695]

بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد برے اشعار ہیں، بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد کوئی خاص شخص ہے ورنہ اچھے اشعار عام مسلمانوں کے لیے برے نہیں مگر قوی یہ ہے کہ اس سے ہر اچھے برے شعر مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اشعار میں بہت مشغولیت کہ ہر وقت ایں ایں کرتا رہے نہ نماز کا خیال ہو نہ کسی اور عبادت کا بہر حال برا ہے خواہ اچھے اشعار ہوں ایسی مشغولیت ہو یا برے اشعار ہیں۔(مرقات) دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ ہر وقت ہی روں روں کرتے رہتے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے گاتے رہتے ہیں یہ برا ہے، حدیث اپنے عموم پر ہے کسی قید یا تاویل کی ضرورت نہیں بلاوجہ احادیث و قرآن میں تاویلیں یا قیدیں لگانا سخت جرم ہے جیسے مرزائی کرتے ہیں۔

شریعت اسلام میں شعر وشاعری کا درجہ:

شعر مطلقاً برا نہیں بلکہ جب جس شعر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یا اللہ کے ذکر سے روکنا یا جھوٹ ناحق کسی انسان کی مذمت اور توہین ہو یا فحش کلام اور فواحش کے لئے محرک ہو وہ مذموم و مکروہ ہے اور جو اشعار ان معاصی اور مکروہات سے پاک ہوں ان کو اللہ تعالیٰ نے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الآیۃ کے ذریعہ مستثنیٰ فرمادیا ہے اور بعض اشعار تو حکیمانہ مضامین اور وعظ و نصیحت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اطاعت و ثواب میں داخل ہیں جیسا کہ حضرت ابی بن کعب کی روایت ہے کہ ان من الشعر حکمۃ، یعنی بعض شعر حکمت ہوتے ہیں (رواہ البخاری) حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ حکمت سے مراد سچی بات ہے جو حق کے مطابق ہو۔ ابن بطال نے فرمایا جس شعر میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس کا ذکر، اسلام سے الفت کا بیان ہو وہ شعر مرغوب و محمود ہے اور حدیث مذکور میں ایسا ہی شعر مراد ہے اور جس شعر میں جھوٹ اور فحش بیان ہو وہ مذموم ہے اس کی مزید تائید مندرجہ ذیل روایات سے ہوتی ہے (۱) عمر بن الشرید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (علیہ السلام) نے مجھ سے امیہ بن ابی الصلت کے سو قافیہ تک اشعار سنے (۲) مطرف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ سے بصرہ تک حضرت عمران بن حصین کے ساتھ سفر کیا اور ہر منزل پر وہ شعر سناتے تھے (۳) طبری نے کبار صحابہ اور کبار تابعین کے متعلق کہا کہ وہ شعر کہتے تھے سنتے تھے اور سناتے تھے (۴) امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

694۔ بعض روایات میں بجائے قیحا کے بخشا ہے. یری ی کے فتحہ راء کے کسرہ دوسری ی کے سکون سے یہ بنا ہے دری سے. دری پیٹ کا وہ زخم جو پیٹ کو بگاڑ دے لاعلاج بنادے اس سے مراد ہے بگاڑ دے اسے خراب کر دے۔

695۔ مسلم. بخاری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حضرت عائشہ شعر کہا کرتی تھیں (۵) ابو یعلی نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ شعر ایک کلام ہے اگر اس کا مضمون اچھا اور مفید ہے تو شعر اچھا ہے اور مضمون برا ہے، یا گناہ کا ہے تو شعر برا ہے۔[696]
باقی شعر پر ہم ماقبل میں کافی سیر حاصل گفتگو کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم

اختتامی کلمات

الحمد للہ آج مؤرخہ 25-ذیقعد- 1438 ہجری، بمطابق 18- اگست -2017ء بروز جمعۃ المبارک کو "کتاب الادب لابن ابی شیبہ" کا ترجمہ و شرح بنام "سعادۃ الطلب" مکمل ہو گئی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی نظر شفقت کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ ہم اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ امت محمدیہ ﷺ کا کوئی مسلم رکن اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے محبوب سرور انبیاء ﷺ یا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے کسی کی بھی طرف عمداً و قصداً کوئی غلط بات منسوب کر دے، مزید برآں ہم اس بات کا اعتراف بھی کرتے ہیں کہ ہم اس کتاب کا کما حقّه حق ادا نہیں کر سکے، لیکن جیسے کیسے بھی شارحین کو اس بات پر فخر و مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے نبی اکرم ﷺ کے فرامین کی اس کتاب کی تکمیل کروائی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن فرمائے، اور ہم کو اسی پر ثابت قدم رکھے۔ اور اس کتاب کو اپنی اور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ سے قبولیت کی سند سے مزین فرما کر اس کا ثواب حضور ﷺ اور آپ کی تمام امت کو پہنچائے اور اس کو ہمارے لیے، اور ہمارے والدین، عزیز و اقرباء، تمام معاونین و دوست حضرات کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ امین بجاہ النبی الکریم الامین الحسین۔

شارحین: ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی، حافظ محمد نوید لطیف علوی

696۔ الكتاب: فتح الباري شرح صحيح البخاري. المؤلف: أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي. الناشر: دار المعرفة بيروت، 1379. رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي. عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز. باب: قوله ما يجوز من الشعر. ج 10. ص 540

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فہرست تعارف صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

یہاں پر ہم نے اُن تمام صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فہرست بنائی ہے، جن کا تعارف ہم نے "سعادۃ الادب شرح کتاب الادب" میں کیا ہے۔ حروف تہجی کے لحاظ سے کتاب میں مذکور آپ کسی بھی صحابی یا تابعی کا تعارف آسانی سے تلاش کر سکتے ہیں، ہم اس کو الف بائی ترتیب دی ہے، اور سامنے صفحہ نمبر لگا دیا ہے، مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف دیکھنا ہے تو چونکہ آپ کا نام مبارک (الف) سے شروع ہوتا ہے اس لیے پہلے آپ حرف (الف) میں جائیں گے، پھر وہاں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مباک تلاش کریں، اور اس کے سامنے مذکور صفحہ نمبر کھولیں، تو آپ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تعارف مل جائے گا۔واللہ ولیّ المؤمنین (محمد نوید علوی)۔

(الف)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(ح)

(خ)

(ر)

(ز)

(س)

(ش)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(ص)

(ض)

(ط)

(ع)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مصادر مراجع

(نوٹ: یہ فہرست الف، بائی مرتّب ہے، تاہم تحقیق کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، اس میں ابن، اب اور ام کا اعتبار نہیں کیا گیا)

1. قران کریم

﴿الف﴾

2. احمد بن حنبل، امام، الشیبانی، (م241ھ): المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، ط1، 1421ھ، 2001ء

3. الازہری، الہروی،، محمد بن احمد، ابو منصور (المتوفی: 370ھ): تہذیب اللغۃ، بیروت، دار حیاء التراث العربی، ط1، 2001ء

4. ازہری، پیر محمد کرم شاہ: ضیاء النبی ﷺ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۲۰ھ

5. اعظمی، مولانا امجد علی: بہارِ شریعت، مکتبۃ المدینہ، 2011ء

6. الافریقی، ابن منظور، جمال الدین، محمد بن مکرم، ابو الفضل، (المتوفی: 711ھ): لسان العرب، بیروت، دار صادر، ط3، 1414ھ

7. امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، فتاویٰ رضویہ، متوفی 1340ھ

﴿ب﴾

8. البخاری، امام، محمد بن اسماعیل (م256ھ): الجامع الصحیح، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، 1999ء

9. البخاری الدہلوی الحنفی، عبد الحق بن سیف الدین (المتوفی: 1052ھ): مقدمۃ فی اصول الحدیث، بیروت-لبنان، دار البشائر الاسلامیہ، ط2، 1406ھ، 1986ء

10. البزار، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبید اللہ العتکی المعروف بالبزار (المتوفی: 292ھ) الکتاب: مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، المحقق: محفوظ الرحمن زین اللہ، (حقق الاجزاء من 1 الی 9)، وعادل بن سعد (حقق الاجزاء من 10 الی 17) وصبری عبد الخالق الشافعی (حقق الجزء 18)، الناشر: مکتبۃ العلوم والحکم - المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ: الاولی، (بدأت 1988م، وانتہت 2009ء

11. ابن بطال، ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک (المتوفی: 449ھ)، الکتاب: شرح صحیح البخاری لابن بطال، تحقیق: ابو تمیم یاسر بن ابراہیم، دار النشر: مکتبۃ الرشد - السعودیۃ، الریاض، الطبعۃ: الثانیۃ، 1423ھ- 2003م

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

.12 البیضاوی، امام، ناصر الدین، ابو سعید عبد اللہ (المتوفی:685ھ): انوار التنزیل واسرار التاویل، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ط1، 1418ھ

.13 بیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، تحقیق الدکتور عبد المعطی قلعجی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۳ھ

.14۔ البیہقی، بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، ابو بکر (المتوفی: 458ھ) الکتاب: شعب الایمان، احمد، حققہ وراجع نصوصہ وخرج احادیثہ: الدکتور عبد العلی عبد الحمید حامد، اشرف علی تحقیقہ وتخریج احادیثہ: مختار احمد الندوی، صاحب الدار السلفیۃ ببومبای ۔ الہند، الناشر: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیۃ ببومبای بالہند، الطبعۃ: الاولی، 1423ھ ۔ 2003م

﴿ت﴾

.15 الترمذی، امام، محمد بن عیسی، ابو عیسی (المتوفی:279ھ): سنن، مصر، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، ط2، 1395ھ، 1975ء

.16 ابن تغری، بردی، یوسف الظاہری، ابو المحاسن، جمال الدین (المتوفی:874ھ): النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ، مصر، وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی، دار الکتب، س، ن

.17 ترمذی، امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی، شمائل ترمذی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۷۵ھ

.18 توکلی، علامہ نور بخش علیہ الرحمۃ: سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰۰۴ء، ص ۴۳۴، اکبر بک سیلرز، لاہور

﴿ج﴾

.19 الجزائری، طاہر بن صالح (او محمد صالح)، السمعونی، الدمشقی (المتوفی:1338ھ): توجیہ النظر الی اصول الاثر، حلب، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ، ط1، 1416ھ، 1995ء

﴿ح﴾

.20 الحاکم، امام، ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ، النیسابوری المعروف بابن البیع (المتوفی:405ھ): معرفۃ علوم الحدیث، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ط2، 1397ھ، 1977ء

.21 ابن حبان، امام، محمد بن حبان، التمیمی، ابو حاتم، الدارمی، البُستی (المتوفی: 354ھ): الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الاولی، 1408ھ، 1988ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

.22 ابن حبان، امام، محمد بن حبان، التمیمی، ابو حاتم، الدارمی، البُستی (المتوفی: 354ھ): المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، حلب، دار الوعی، ط1، 1396ھ

.23 ابن حبان، امام، محمد بن حبان، التمیمی، ابو حاتم، الدارمی، البُستی (المتوفی: 354ھ): مشاہیر علماء الامصار واعلام فقہاء الاقطار، المنصورۃ، دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط1، 1411ھ 1991ء

.24 ابن حبان، امام، محمد بن حبان، التمیمی، ابو حاتم، الدارمی، البُستی (المتوفی: 354ھ): روضۃ العقلاء ونزہۃ الفضلاء، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، س، ن

.25 ابن حبان، امام، محمد بن حبان، التمیمی، ابو حاتم، الدارمی، البُستی (المتوفی: 354ھ): الثقات، حیدر اباد الدکن الہند، دائرۃ المعارف العثمانیۃ، ط1، 1393ھ، 1973ء

.26 ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل، احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): لسان المیزان، بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، ط2، 1390ھ، 1971ء

.27 ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل، احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر (مطبوع ملحقا بکتاب سبل السلام)، القاہرۃ، دار الحدیث، ط5، 1418ھ، 1997ء

.28 ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر، الریاض، مطبعۃ سفیر، ط1، 1422ھ

.29 ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل، احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): النکت علی کتاب ابن الصلاح، عمادۃ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیہ، المدینۃ المنورۃ، ط1، 1404ھ، 1984ء

.30 ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل، احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): الکتاب: الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحقیق: عادل احمد عبد الموجود وعلی محمد معوض، الناشر: دار الکتب العلمیۃ - بیروت، الطبعۃ: الاولی - 1415 ھ

.31 ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل، احمد بن علی (المتوفی: 852ھ)، الکتاب: فتح الباری شرح صحیح البخاری، الناشر: دار المعرفۃ - بیروت، 1379، رقم کتبہ وابوابہ واحادیثہ: محمد فؤاد عبد الباقی، قام باخراجہ وصححہ واشرف علی طبعہ: محب الدین الخطیب، علیہ تعلیقات العلامۃ: عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

.32 حسن اللغات (جامع)، لاہور، ادرہ نشنیل بک سوسائٹی، س، ن

﴿خ﴾

.33 ابن خرداذبۃ، ابو القاسم، عبید اللہ بن عبد اللہ (المتوفی: 280ھ): المسالک والممالک، بیروت، دار صادر افست لیدن، 1889ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

34. الخطیب البغدادی ،ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی (المتوفی:463ھ)،الکتاب: تاریخ بغداد،المحقق: الدکتور بشار عواد معروف،الناشر: دار الغرب الاسلامی - بیروت،الطبعۃ: الاولی، 1422ھ - 2002ء،ج1،ص259

﴿د﴾

35. الدارمی،ابو محمد، عبد اللہ بن عبد الرحمن ،التمیمی السمرقندی (المتوفی:255ھ): مسند (المعروف بہ سنن الدارمی)،المملکۃ العربیۃ السعودیۃ،دار المغنی للنشر والتوزیع،ط1،1412ھ،2000ء

36. ابوداود،سلیمان بن الاشعث،السجستانی(المتوفی:275ھ): سنن،بیروت،المکتبۃ العصریۃ،س،ن

37. دہلوی،شاہ عبدالحق محدث علیہ الرحمۃ: اشعۃ المعات،متوفی 1052ء

﴿ذ﴾

38. ذہبی، امام، شمس الدین ،ابو عبد اللہ محمد بن احمد(المتوفی: 748ھ): سیر اعلام النبلاء،مؤسسۃ الرسالۃ،ط3،1405ھ،1985ء

39. ذہبی،امام، شمس الدین ،ابو عبد اللہ، محمد بن احمد(المتوفی: 748ھ): میزان الاعتدال فی نقد الرجال،بیروت،دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر،ط1،1382ھ،1963ء

40. ذہبی،امام، شمس الدین ،ابو عبد اللہ محمد بن احمد(المتوفی:748ھ):تذکرۃ الحفاظ،بیروت،لبنان، دار الکتب العلمیۃ،ط1،1419ھ1998ء

﴿ر﴾

41. راغب اصفہانی ،ابو القاسم،الحسین بن محمد (المتوفی: 502ھ) : المفردات فی غریب القران، دمشق،بیروت،دار القلم،الدار الشامیۃ،ط1،1412ھ

﴿ز﴾

42. الزّبیدی، محمّد بن محمّد ، ابو الفیض، الملقب بمرتضی، (المتوفی:1205ھ) : تاج العروس من جواہر القاموس،دار الہدایۃ،س،ن

43. زرنوجی، شیخ الاسلام امام برہان الاسلام ابراہیم زرنوجی علیہ الرحمۃ: تعلیم المتعلم طریق التعلم

44. الزہرانی،ابو یاسر،محمد بن مطر(المتوفی:1427ھ):تدوین السنۃ النبویۃ نشاتہ وتطورہ من القرن الاول الی نہایۃ القرن التاسع الہجری،الریاض،دار الہجرۃ للنشر والتوزیع،ط1417،1ھ،1996ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿س﴾

.45 سالم احمد سلامی: الجزء التاسع من الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان (دراسۃ، تحقیق، تخریج)، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، وزارۃ التعلیم العالی، جامعہ ام القریٰ، کلیۃ الشریعۃ والدراسات العلمیۃ، الدراسات العلیا الشریعیۃ، 1406ء-1407ء

.46 سبکی، تاج الدین، عبد الوہاب بن تقی الدین (المتوفی: 771ھ): طبقات الشافعیۃ الکبری، ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط2، 1413ھ

.47 السخاوی، شمس الدین، ابو الخیر، محمد بن عبد الرحمن (المتوفی: 902ھ): فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی، مصر، مکتبۃ السنۃ، ط1، 1424ھ، 2003ء

.48 ابن سعد: الطبقات الکبری لابن سعد

.49 سعیدی، غلام رسول: تذکرۃ المحدثین، ضیاء القران پبلیکیشنز، ط3، ستمبر 2013ء

.50 ۔سعیدی، غلام رسول: تبیان القران، لاہور، فرید بک سٹال، ط12، 1433ھ، 2012ء

.51 السیوطی، امام، جلال الدین، عبد الرحمن بن ابی بکر، (المتوفی: 911ھ): تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، دار طیبۃ، س،ن

.52 السیوطی ، امام، جلال الدین، عبد الرحمان بن ابی بکر (م911ھ): الدر المنثور، بیروت، دار الفکر س،ن

.53 السیوطی، امام، جلال الدین، عبد الرحمن بن ابی بکر، (المتوفی: 911ھ): طبقات الحفاظ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ط1، 1403ھ

.54 السیوطی، امام، جلال الدین، عبد الرحمن بن ابی بکر، (المتوفی: 911ھ): الکتاب: صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، مع الکتاب: احکام محمد ناصر الدین الالبانی

﴿ش﴾

.55 ابن ابی شیبہ، امام، ابو بکر، عبد اللہ بن محمد خواستی العبسی (المتوفی: 235ھ): الکتاب المصنف فی الاحادیث والاثار، الریاض، مکتبۃ الرشد، ط1، 1409ھ

.56 ابن ابی شیبہ، امام، ابو بکر، عبد اللہ بن محمد خواستی العبسی (المتوفی: 235ھ): الادب لابن ابی شیبۃ المحقق: د. محمد رضا القہوجی، الناشر: دار البشائر الاسلامیۃ-لبنان، الطبعۃ: الاولی، 1420ھ- 1999م

.57 شمع شبستان رضا' مطبوعہ رومی پبلیکیشنز' لاہور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿ص﴾

58. الصالحی، امام محمد بن یوسف علیہ الرحمۃ: عقود الجمان، پشاور، مکتبہ نعمانیہ، محلہ جنگی، س،ن

59. صلاح صفدی، خلیل بن ایبک، صلاح الدین (المتوفی: 764ھ): الوافی بالوفیات، بیروت، دار احیاء التراث، 1420ھ، 2000ء

60. صحیح مسلم بشرح النوادی ج۳ ص۱۷۷۶ مکتبہ نزار مصطفی البازمکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ

﴿ط﴾

61. الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، ابو القاسم (المتوفی: 360): المعجم الکبیر، القاہرۃ، مکتبۃ ابن تیمیہ، ط2، س،ن

62. الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، ابو القاسم (المتوفی: 360ھ)، الکتاب: مکارم الاخلاق للطبرانی، کتب ہوامشہ: احمد شمس الدین، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت – لبنان، الطبعۃ: الاولی، 1409 ھ – 1989 م

63. الطبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الاملی، ابو جعفر (المتوفی: 310ھ) الکتاب: جامع البیان فی تاویل القران، ، المحقق: احمد محمد شاکر، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الاولی، 1420 ھ – 2000م

64. طحطاوی، احمد بن محمد بن اسماعیل الحنفی – متوفی 1231 ھ، الکتاب: حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، المحقق: محمد عبد العزیز الخالدی، الناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت – لبنان، الطبعۃ: الطبعۃ الاولی 1418ھ – 1997ء

﴿ع﴾

65. ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (المتوفی: 1252ھ)، الکتاب: رد المحتار علی الدر المختار، الناشر: دار الفکر – بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، 1412ھ – 1992م

66. عبد الرزاق، ابو بکر بن ہمام، الصنعانی، (المتوفی: 211ھ): المصنف، بیروت، المکتب الاسلامی، ط2، 1403ھ

67. العراقی، ابو الفضل، زین الدین، عبد الرحیم بن الحسین (المتوفی: 806ھ): شرح التبصرۃ والتذکرۃ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ط1، 1423ھ 2002ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

68. العجلونی ،اسماعیل بن محمد بن عبد الهادی الجراحی الدمشقی، ابو الفداء (المتوفی: 1162ھ)،الکتاب: کشف الخفاء ومزیل الالباس،الناشر: المکتبة العصریة،تحقیق: عبد الحمید بن احمد بن یوسف بن ھنداوی، الطبعۃ:الاولی،1420ھ- 2000م،ج ا،ص 333

69. ابن عدی:الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی

70. ابن عساکر،ابو القاسم، علی بن الحسن (المتوفی:571ھ): تاریخ دمشق،دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1415ھ،1995ء

71. علی شیکوش کمال :اراء الامام ابن حبان الحدیثیہ من خلال کتاب الصحیح، کلیۃ العلوم الاجتماعیہ والعلوم الاسلامیہ، تحت:منزلتہ بین الصحاح،2006ء- 2007ء

72. العینی، ابو محمد محمود بن احمد بن موسی بن احمد بن حسین الغیتابی الحنفی، بدر الدین (المتوفی:855ھ) الکتاب: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، الناشر: دار احیاء التراث العربی –بیروت

﴿غ﴾

73. الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی ،الکتاب: احیاء علوم الدین،(المتوفی:505ھ)،الناشر: دار المعرفۃ–بیروت

﴿ف﴾

74. الفہری السبتی، ابن رشید، محمد بن عمر، ابو عبد اللہ، محب الدین (المتوفی: 721ھ):السنن الابین والمورد الامعن فی المحاکمۃ بین الامامین فی السند المعنعن، المدینۃ المنورہ, مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، ط 1، 1417ھ، ص154

75. الفیروزابادی، محمد بن یعقوب، مجد الدین، ابو طاہر (المتوفی:817ھ):القاموس المحیط، بیروت-لبنان، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط8، 1426ھ، 2005ء

76. فیروز الدین، الحاج، مولوی: فیروز اللغات، فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ، 1987ء

77. فتح البیان، مطبوعہ مطبع بولاق' مصر الطبۃ الاولیٰ' ۱۳۰۱ھ

﴿ق﴾

78. القاسمی، محمد جمال الدین بن محمد ،الحلاق (المتوفی:1332ھ): قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، بیروت-لبنان، دار الکتب العلمیۃ، س،ن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

.79 القرطبی ،امام،ابو عبد اللہ، محمد بن احمد ، شمس الدین (المتوفی : 671ھ):الجامع لاحکام القران ، القاہرۃ،دار الکتب المصریۃ،ط2،1384ھ،1964ء

.80 القزوینی، عمر بن علی بن عمر، ابو حفص، سراج الدین (المتوفی:750ھ): مشیخۃ القزوینی، دار البشائر الاسلامیۃ،ط1،1426ھ،2005ء

.81 ابن قفطی ،جمال الدین، ابو الحسن علی بن یوسف (المتوفی: 646ھ): انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ، بیروت، المکتبۃ العنصریۃ،ط1،1424ھ

﴿ک﴾

.82 الکافی ،ابو بکر: منہج الامام البخاری فی تصحیح الاحادیث وتعلیلہا (من خلال الجامع الصحیح)، بیروت، دار ابن حزم،ط1،1422ھ،2000ء

.83 ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن کثیر، الدمشقی (م774ھ): تفسیر القران العظیم، دار طیبۃ للنشر والتوزیع،ط2،1420ھ،1999ء

.84 ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن عمر، الدمشقی (المتوفی:774ھ): البدایۃ والنہایۃ، دار الفکر،1407ھ، 1986ء

.85 کنانی، نور الدین، علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمن ابن عراق الکنانی (المتوفی:963ھ): تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، المحقق: عبد الوہاب عبد اللطیف , عبد اللہ محمد الصدیق الغماری، الناشر: دار الکتب العلمیۃ-بیروت، الطبعۃ: الاولی، 1399 ھ

.86 الکاشف عن حقائق السنن' مطبوعہ ادارۃ القران کراچی' 1413ھ

.87 کتاب التعریفات ،دار الفکر بیروت ۱۴۱۸

﴿ل﴾

.88 لویس معلوف: المنجد، لاہور، خزینہ علم وادب، س،ن

﴿م﴾

.89 ابن ماجۃ، امام، ابو عبد اللہ، محمد بن یزید، القزوینی، (المتوفی:273ھ): سنن، دار احیاء الکتب العربیۃ ،فیصل عیسی البابی الحلبی، س،ن

.90 مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرہ، (ابراہیم مصطفی / احمد الزیات / حامد عبد القادر / محمد النجار): المعجم الوسیط، دار الدعوۃ، س،ن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

.91 المحلی، جلال الدین، محمد بن احمد (المتوفی: 864ھ)، السیوطی، جلال الدین عبد الرحمان (م911ھ): تفسیر الجلالین، القاہرۃ، دار الحدیث، ط1، س،ن

.92 محمد بن صادق بنکیران: تدوین السنۃ النبویۃ فی القرنین الثانی والثالث للہجرۃ، المدینۃ المنورۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، س،ن

.93 محمد بن صالح بن محمد العثیمین (المتوفی: 1421ھ): مصطلح الحدیث، القاہرۃ، مکتبۃ العلم، ط1، 1415ھ، 1994ء

.94 المراغی، امام، احمد بن مصطفیٰ (المتوفی: 1371ھ): تفسیر المراغی، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، واولادہ بمصر، ط1، 1365ھ، 1946ء

.95 مرادابادی، از، علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ: تفسیر خزائن العرفان

.96 مسلم، امام، ابن الحجاج، ابو الحسن القشیری النیسابوری (المتوفی: 261ھ): المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح مسلم)، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س،ن

.97 المظہری، محمد ثناء اللہ: التفسیر المظہری، الپاکستان، مکتبۃ الرشدیۃ، 1412ھ

.98 ملا علی، القاری، ابو الحسن، نور الدین (المتوفی: 1014ھ): شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات اہل الاثر، لبنان / بیروت، دار الارقم، س،ن

.99 ملا علی، القاری، ابو الحسن، نور الدین (المتوفی: 1014ھ): مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، بیروت - لبنان، دار الفکر، ط1، 1422ھ، 2002ء

.100 المناوی القاہری، زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی (المتوفی: 1031ھ)، الکتاب: فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، الناشر: المکتبۃ التجاریۃ الکبری - مصر، الطبعۃ: الاولی، 1356

﴿ن﴾

.101 نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف النّبہانی (المتوفی: 1350ھ)، الکتاب: وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، الناشر: دار المنہاج - جدۃ، الطبعۃ: الثانیۃ - 1425ھ

.102 نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف النّبہانی (المتوفی: 1350ھ): جواہر البحار فی فضائل النبی المختار، دار الکتب العلمیۃ بیروت سنہ ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

.103 النسائی، امام، ابو عبد الرحمن، احمد بن شعیب (المتوفی: 303ھ)، المجتبی من السنن، حلب، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ط2، 1406ھ، 1986ء

.104 ابن نقطة، محمد بن عبد الغنی بن ابی بکر، ابو بکر، معین الدین الحنبلی البغدادی (المتوفی:629ھ): التقیید لمعرفة رواة السنن والمسانید، دار الکتب العلمیة، ط1، 1408ھ، 1988ء

.105 نعیمی، مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ: مراۃ المناجیح، متوفی 1391ھ

.106 النووی، امام، ابوزکریا، محیی الدین، یحیی بن شرف (المتوفی:676ھ): المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت، دار احیاء التراث العربی ط2، 1392ھ

.107 النووی، امام، ابوزکریا، محیی الدین، یحیی بن شرف (المتوفی:676ھ): ریاض الصالحین

﴿ہ﴾

.108 ہزاروی، مولانا محمد یعقوب ہزاروی: جواہر البیان فی اسرار الارکان، بحوالہ العوارف العنبریہ فی المیلاد النبویہ، ضیاء القرآن لاہور

.109 ہزاروی، مولانا محمد یعقوب ہزاروی: سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت، بحوالہ العوارف العنبریہ فی المیلاد النبویہ، ضیاء القرآن لاہور

.110 ہمام بن منبہ، ابو عقبة، الیمانی الصنعانی (المتوفی: 131ھ): صحیفة ہمام بن منبہ، بیروت، عمان، المکتب الاسلامی، دار عمار، ط1، 1407ھ، 1987ء

.111 الہندی، علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی البرہانفوری ثم المدنی فالمکی الشہیر بالمتقی الہندی (المتوفی: 975ھ): الکتاب: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، المحقق: بکری حیانی-صفوة السقا، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1401ھ/1981ء

﴿ی﴾

.112 یاقوت الحموی، ابو عبد اللہ، شہاب الدین الرومی (المتوفی: 626ھ): معجم البلدان، بیروت، دار صادر، ط2، 1995ء

.113 ابو یعلی، احمد بن علی بن المثنی بن یحیی بن عیسی بن ہلال التمیمی، الموصلی (المتوفی:307ھ): مسند ابی یعلی، المحقق: حسین سلیم اسد، دمشق، الناشر: دار المامون للتراث، الطبعة: اولی، 1404ھ – 1984ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اغراض التہذیب فی شرح تہذیب

اغراض شرح شرح کافیہ

اغراض شرح نخبۃ الفکر

اغراض ضیاء الترکیب شرح مائۃ عامل

اغراض شرح جامی

اغراض مرقات

شرح بخاری شریف
مکمل 12 جلدیں

شرح جامع ترمذی
مکمل 7 جلدیں

شرح ابوداؤد شریف

شرح نسائی شریف
مکمل 6 جلدیں

فیضانِ اعلم فی شرح مسند الامام الاعظم

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت

ملا علی قاری

حافظ محمد نوید علوی قادری

Shabi 0322-7202212

شبیر برادرز ®
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006
shabbirbrother786@gmail.com

https://t.me/tehqiqat

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اغراض التہذیب فی شرح تہذیب

اغراض شرح شرح کافیہ

اغراض شرح نخبۃ الفکر

اغراض ضیاء التراکیب شرح مائۃ عامل

اغراض شرح جامی

اغراض مرقات

شرح بخاری شریف
مکمل 12 جلدیں

شرح جامع ترمذی
مکمل 7 جلدیں

شرح ابوداؤد شریف

شرح نسائی شریف
مکمل 6 جلدیں

فیضان الامام فی شرح مسند الامام الاعظم
ابوحنیفہ نعمان بن ثابت
ملا علی قاری

شبیر برادرز ®
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006
shabbirbrother786@gmail.com

https://t.me/tehqiqat

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari